



سینما
کلوب
کلوب سینما



لله نیکی فیلم
دوبازار، لامب زدن: ۰۴۲-۷۲۳۲۹۲۶



”محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دو مفہوظ“

مفہوظ نمبر ا

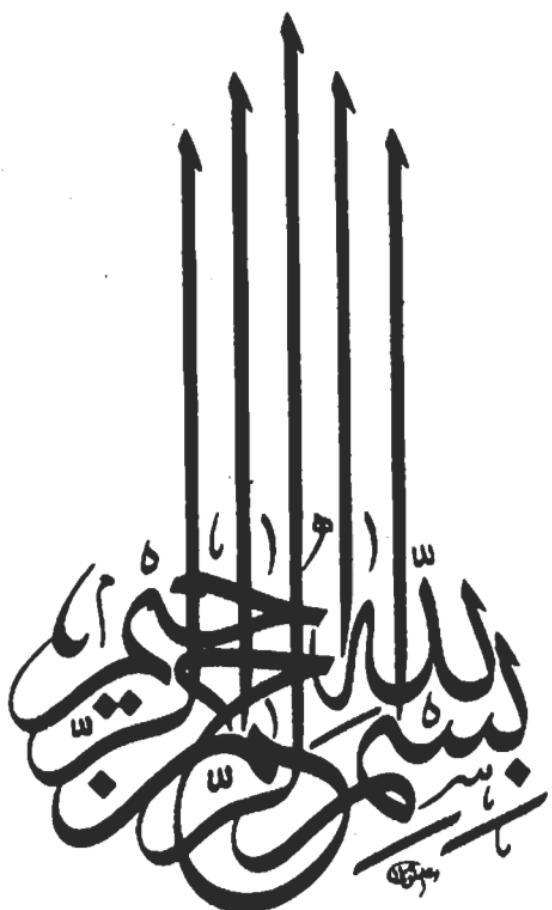
مرض الموت میں حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیری نے اپنی چار پائی
الٹھوائی اور دارالحلوم دیوبند کی مسجد کے محراب کے پاس رکھوا کر آخی دعیت ارشاد
فرمائی کہ ”اس امت کے لیے اب تک قادریت سے بڑھ کر کوئی قتل وجود میں نہیں
آیا۔ مسلمانوں کے ایمان اس قتلہ ارتداو سے بچاؤ اور اپنی ساری قوتیں اس میں
صرف کر ڈالو۔ یہ ایسا جہاد ہے جس کا بدلہ جنت ہے اور میں اس بدلتے کا خاص
ہنما ہوں۔“

یہ روایت حضرت علامہ علیش الحنفی افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے
نقل کر کے ان کے تقدیلی و تخلذ کروا لیے گئے۔ حضرت افغانی ” نے فرمایا کہ
حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ روایت مجھے مولانا محمد صدیق صاحبؒ کی دساطت سے

پہنچی جو کہ حاضر مجلس تھے۔ انہوں نے مجھے فارسی میں مخط لکھا جس کا ایک جملہ یہ تھا
”دریں ہارہ کلام پر اثر نمود کہ سگ خارہ موم مے کردا“

ملفوظ نمبر ۲

ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا ستا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ثبت
نبوت نہ کر سکیں۔ (لش دوام ص ۱۹۱ از مولانا محمد انظر شاہ کشمیری مطبوعہ ادارہ
تالیفات اشرفیہ ملتان)



الْبَعْدُ الْأَخِرُ الْجَمِيعُ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ہم کتاب : رو قاریانیت کے زریں اصول

مصنف : مولانا منور احمد چنیوٹی

تعداد : پائیں سو (2200)

کپوزیگ : المدوكپوزر، پرم گھر لاہور

ڈیزائنگ : علامت اللہ رشیدی

قیمت : روپے

اشاعت اول : جنوری 2001ء

ناشر : ادارہ مرکزیہ دعوه و ارشاد، چنیوٹ پاکستان

طبع : شرکت پرنگ پلیس، نسبت روڈ لاہور

ملنے کے پتے

چنیوٹ کتب خانہ --- محلہ گڑھا چنیوٹ

کتبہ سید احمد شہید --- اردو بازار لاہور

دارالکتاب : عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

کتبہ مدینیہ، اردو بازار لاہور

فَمَنْ أَطْلَمْكُمْ بِنَافَرْتِي عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَزْفَالَ أَنْجَعَ إِلَّا قَلْمَ بِحَجَّ الْيَهُ وَهَدَهُ

الأَصْوَلُ الذَّهَبِيَّةُ فِي رَذْفَةِ الْقَادِيَانِيَّةِ

رِذْفَةِ الْقَادِيَانِيَّةِ

۱۹۹۰ء میں دارالعلوم دیوبند میں دیے گئے علمی اسماق

افتادات

سُفِيرِ حُجَّمِ الْبَوْهَةِ مَوْلَانَا مُصطفَى الرَّحْمَنِ چِنْيُوتِي



مرتبہ

مولانا اسمان منصور پوری
فتی شاہی مدرسہ مراد آباد بھارت

مقدمہ

علامہ ڈاکٹر خالد محمود (ماچھڑ)



ناشر

ادارہ مرکزیۃ دعوۃ و ارشاد
چینیوٹ ۰ پاکستان

انتساب

﴿ تَحْفَظُ ثُمَّ نُبْتَ كَأَيْكَ رُوْشْنَ چَرَاغْ ! جَوْ قَادِيَانِ اُورْ رَبُوهَ كَيْ أَرْتَادِيْ إِنْدِھِيروْنَ مِنْ
كَفَرِكَيْ آنْدِھِيروْنَ كَيْ سَامِنْ ضُوفِيَانَ رَهَا اُورْ اَسْ چَرَاغْ نَتْ هَزَارُوْنَ چَرَاغْ
روْشْنَ كَرْ دِيَيْ. ﴾

﴿ أَيْكَ صَاحِبْ جَنُونْ ! جَوْ هَرْ قَسْمَ كَيْ خُوفْ وَخَطَرْ سَبَبْ پَرْ دَوَاهْ اَپْنَيْ كَندِھِيروْنَ پَرْ
كَتَابُوْنَ كَا بَحَارِيْ بَهْرَ كَرمْ چَرَبِيْ صَنْدَوقْ اَخْتَاهَ شَهْرَ أَرْتَادِقَادِيَانِ کَيْ گَلِيروْنَ مِنْ
يَهْ تَوَانَا اُورْ پَرْ سُوزْ صَدَ الْكَيَا كَرْ تَاتِحَا "لوْ گُوْ! اِختَمْ نُبْتَ كَامْسَلَكْ بَجَهْ لَوْ" ﴾

﴿ "لوْ گُوْ! حَيَاتْ مُسْعَحْ عَلَيْهِ السَّلَامْ كَامْسَلَكْ بَجَهْ لَوْ" ; "لوْ گُوْ! نَزَولْ مُسْعَحْ عَلَيْهِ السَّلَامْ كَامْسَلَكْ بَجَهْ لَوْ" ﴾
﴿ أَيْكَ اِيَّاسِيْ مِيلَنْ ثُمَّ نُبْتَ ! جَوْ اَپْنَيْ حَيَاتْ مُسْتَعَارِيْ کَيْ صَبَحِيْنِ، شَامِيْنِ، اُورْ رَاتِيْسِ تَحْفَظُ ثُمَّ
نُبْتَ پَرْ خَجاَوَرْ كَرْ كَيْ حَيَاتْ جَاَوَدَالْ پَاَگِيَا اُورْ اَپْنَيْ پَيْچَيْ فِيَضَانَ نَظَرْ اُورْ سُوزْ
تَرْبِيَتْ سَے هَزَارُوْنَ مُلْعِنِيْنَ ثُمَّ نُبْتَ کَيْ أَيْكَ فُوحْ تَيَارَ كَرْ گَيَا جَنْهُوْنَ نَے
1974ءِ مِنْ أَيْكَ عَهْدْ سَازْ تَحْرِيَكْ چَلَاَكَرْ پَاكِستانِ مِنْ پَارْلِيَمِنْٹَ كَيْ ذَرِيَّيْهِ
قَادِيَانِيُونَ كَوْ كَافَرْ قَارَدِلَاَيَا. ﴾

﴿ أَيْكَ اِيَّاسِيْ بَلْ اُورْ بَيْ مِثَالْ عَالَمْ ! جَوْ رَوْ قَادِيَانِيَتْ كَيْ مُوضِعَاتْ پَرْ اَپْنَيْ عَهْدَكَا
ابْوَحْنِيفَةْ تَحَا جَسْ كَيْ تَحْقِيقَتْ كَيْ تَكَوَّرْ جَسِدْ قَادِيَانِيَتْ كَلَّاَزَ لَكَلَّاَزَ كَرْ دِيَيْتِيْ تَحَا. ﴾

﴿ أَيْكَ اِيَّاسِيْ تَارِيَخْ سَازْ مَنَاظِرَا ! جَسْ كَيْ سَامِنْ قَادِيَانِيْ مَنَاظِرَ پَتِيَّوْنَ كَيْ طَرَحْ نَاقِّتَهْ اُورْ
پَرْ اَكْرِيْ سَكُولَ كَيْ بَچُوْنَ كَيْ طَرَحْ کَانَ پَكْرَتَهْ تَتَّهْ. ﴾

﴿ أَيْكَ پَيْکَرِيْ اَخْلاَصْ ! جَوْ نَمُودْ وَنَمَائِشْ كَيْ مَفْهُومَ سَبَبْ بَعْجِيْ وَاقِفَ نَهْ تَحَا جَسْ كَيْ اَخْلاَصْ كَوْ
دِيَكَهْ كَرْ اَنْ مَيَارِكَ" يَادَآتَهْ ہِیْنِ جَوْ مِيدَانِ جَنْگَ مِنْ لَوْتَهْ وَقْتَ پَہْلِيْ صَفَ مِنْ
اوْرْ بَلْ غَيْرِيْتِ تَقْسِيمَ ہَوَتَهْ وَقْتَ چَصَبْ جَایَا كَرَتَهْ تَتَّهْ اَپْنَيْ شَفِيقَ اَسْتَادَ اُورْ مَرْبِيْ

الْمَلِكُ الْعَبَدِيَانِ

حضرت مولا نا محمد حیات

کے نام۔ بصدا احترام

اٹھ لکھ شہر

میں معنوں ہوں ---

میں شکر گذار ہوں

میں سراپا پاس ہوں ---

امام کعبہ و رئیس شوؤن الحرمین الشریفین

جناب محمد بن عبد اللہ السنبیل

کا

کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں انتہائی دلچسپی کا مظاہرہ فرمایا اور اس کی اشاعت کے جملہ اخراجات اپنی جیب سے ادا فرمائے۔ نیز پوری دنیا میں پھیلے ہوئے قادیانی فتنہ کی فتنہ انگلیزیاں دیکھتے ہوئے جلد ہی اس کتاب کو عربی اور انگریزی میں شائع کرنے کا مردہ جانفراستیا۔ اس عظیم کام پر پوری دنیا کے مجاہدین ختم نبوت انہیں سلام عقیدت اور ہدیہ تحریک پیش کرتے ہیں اور ان کی درازی عمر اور صحت کے لئے دعا گو ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی

فہرست مضمائیں

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	تقریظات	
1	حضرت مولانا مفتی عاشق الہی صاحب (مدینہ منورہ)	31
2	حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب	35
3	حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب	36
4	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب	38
5	حضرت مولانا سرفراز خان صغری صاحب	40
6	حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب	43
7	شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب	45
8	ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب (وفاتی وزیر برائے مذہبی امور پاکستان)	46
9	ربیب محمد ظفر الحسنی صاحب (سابق وفاتی وزیر)	48
10	گزارش احوال واقعی	50
11	پیش کتاب از فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبد الحفیظ کی صاحب (مکہ مکرمہ)	61
12	مقدمہ از علامہ خالد محمود صاحب	68
13	مختلف طبقات کی خدمتِ اسلام	68
14	امت کے دو گروہ ہدایت یافتہ اور مطہرین	69
15	قادیانی مطہرین میں سے ہیں	69
16	مطہرین کے خلاف کام کی فضیلت	69
17	قتنگروں سے مقابلہ کی مختلف صورتیں	69
18	انگریزی دور میں برصغیر کا سب سے بڑا فتنہ	70

نمبر شمار	عنوان	صفہ
19	وہ وجہ جن کے باعث یہ وقت کا سب سے بڑا فتنہ بنا	71
20	قادیانیت کا پودا اگر بیزوں نے کاشت کیا	74
21	مہاراجہ شمسیر کی مرزا غلام احمد سے ملنے کی خواہش	75
22	حکیم نور الدین کا غلام احمد کو دعویٰ مسیحیت میں مشورہ دینا	76
23	قادیانیوں کا وائرس رائے ہند کے نام خط	77
24	مرزا غلام احمد کے ملکہ دکھنی یہ کے نام خط سے چند اقتباسات	77
25	مرزا غلام احمد نے کن شرمناک کاموں کے باعث قادیانی کو چھوڑا	80
26	مرزا غلام احمد کے عملیات میں سے ایک عمل	80
27	مرزا غلام احمد کا اس عمل میں استاد کون تھا	81
28	موعظہ عبرت	82
29	خواب کو ظاہری شکل میں پورا کرنے کی عادت پر گئی تھی	82
30	رو قادیانیت پر کام کرنے کا عظیم فائدہ	83
31	قادمہ عظم کی ظفر اللہ خان پر نظر	84
32	پاکستان کا سب سے پہلا سیاسی مسئلہ	84
33	پاکستان بننے سے مرزا غلام احمد کا کذب اور نمایاں ہوا	85
34	قادیانی سے مرزا نیوں کا ذلت آمیز اخراج	86
35	مرزا کے الہام کے مطابق قادیانی سے لٹکنے والے یہ یہی فطرت ہیں	86
36	مرزا بشیر الدین کی پیش گوئی غلط لٹکی	87
37	قادیانیوں کے ساتھ یہ سب کچھ اپنے باپ کے ایک الہام کے تحت ہوا	87
38	باپ کی نافرمانی نے بیٹے کو اس انعام تک پہنچایا	88
39	مرزا قادیانی کے متعلق ایک اگر بیز کی رائے	89
40	مرزا قادیانی کے بارے میں اس کے ایک ارادتمند کی رائے	89

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
62	پادری عبداللہ آنکھم کی موت کی پیش گوئی	107
63	ڈاکٹر عبدالحکیم کی ہلاکت کی پیشگوئی	107
64	محمد بیگم کے خاوند کی موت کی پیش گوئی	107
65	پنڈت لیکھ رام کی غیر معمولی موت کی پیش گوئی	107
66	مرزا کے اپنی نبوت کی دعوت دینے کے غیر فطری پیرائے	108
67	مرزا قادیانی کی اس چھٹی پیش گوئی کی کچھ ضروری تفصیل	108
68	ایک حیرت اور تعجب کا ازالہ	110
69	مرزا غلام احمد کی ایک نادانی اور ایک چالاکی	110
70	مرزا غلام احمد کی جھوٹی پیشگوئیاں	112
71	عبداللہ آنکھم کی موت کی پیش گوئی	113
72	پیشگوئی پوری نہ ہونے پر قادیانی میں ماتم	114
73	محمد بیگم سے نکاح کی پیشگوئی	115
74	مرزا کا محمد بیگم کو خواب میں دیکھنا	115
75	محمد بیگم سے مرزا قادیانی کی رشتہ داری	115
76	محمد بیگم سے نکاح کی تحریک کیسے ہوئی؟	116
77	مرزا سلطان محمد کی موت کی پیش گوئی	118
78	اصل پیش گوئی کی طرف پھر آئیں	118
79	محمد بیگم سے نکاح کو تقریر مبرم نہ ہبنا	119
80	محمد بیگم کے آنے کے سات الہامات	119
81	مرزا غلام احمد کی کوشش کہ خدا کی بات غلط نہ نکلے اسے سچا ثابت کیا جائے	120
82	ہمیشہ کی لعنتوں کی خبر	121
83	دس لاکھ آدمیوں میں رسولی کا خوف	121

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
121	دجال کی آمد کا یقین دلاتا پیشگوئی کسی پر عذاب اترنے کی نتھی	84
122	مرزا کے لئے رحمت کا ایک نشان جو اس نے مانگا لڑکے کی بجا بے لڑکی کی پیدائش	85
123		86
124	دل کی پیدائش ووفات لوگوں کی تنقید اور چمیگوئیاں	87
125	ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی موت کی پیشگوئی مرزا غلام احمد کی عمر کی پیشگوئی	88
127	مرزا غلام احمد کا لین دین امانت و دیانت کے نقطہ نظر سے کتاب برائین احمدیہ کے اشتہارات	89
128	برائین احمدیہ تاریخ کے دوسرے دور میں غلط لین دین میں مرزا اپنے عوام میں	90
129	برائین احمدیہ کے پانچویں حصہ کی اشاعت برائین احمدیہ کی تالیف میں علماء سے علمی مدد لینا	91
130		92
131	برائین احمدیہ میں مرزا غلام احمد کا حصہ برائین احمدیہ کی تصویف کے وقت مرزا قادیانی کی ذہنیت	93
132	حقوق العباد کے اجزے دیار میں انسانی حقوق کا تماشا نصرت بیگم کے آنے پر حرمت بی بی کا حال	94
133	محمدی بیگم سے نکاح کے شوق میں حرمت بی بی کو طلاق لڑکی کے والد کو زمین دینے کا لائق	95
134	نکاح نہ ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو چوہڑا چمار کہنا ایک اور پیشگوئی ملاحظہ کریں	96

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
106	پیر منظور محمد کے ہاں لڑکا کی پیشگوئی	142
107	مکہ مدینہ میں مرنے کی پیشگوئی	143
108	جہاز میں ریل چلنے کی پیشگوئی	143
109	مرزا غلام احمد کے کھلے جھوٹ	144
110	قادیانی کاتا نام قرآن مجید میں ہے	144
111	قرآن مجید میں مرزا کاتا نام علی بن مریم ہے	144
112	قرآن و حدیث میں ہے کہ صحیح موعود علماء کے ہاتھ سے دکھا لائے گا	144
113	کرشن کنہیا نبی تھا	144
114	قرآن مجید میں صحیح موعود کی آمد کی خبر ہے	146
115	احادیث صحیح میں ہے کہ صحیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہو گا	146
116	انبیاء گزشتہ کے کشوف کہ صحیح موعود چودھویں صدی کے سر پر اور پنجاب میں آئے گا	147
117	مرزا غلام احمد کے شعرا	148
118	سر درد کے لئے مرغاذن بخ کر کے سر پر باندھنا	148
119	غلام احمد کیا چوز ہا خود بخ بخ کر سکتا تھا؟	149
120	دو اکی بجائے بیشی کوتیل کی شیشی پلاڑی	149
121	مرزا غلام احمد کے تضادات	150
122	عتر و ح ولہ کا مصدق اُونسی بیوی تھی	150
123	کبھی نصرت جہاں اور کبھی محمدی نیکم	150
124	حرمت بی بی کے رشتہ داروں کے نیک و بد ہونے کے تضاد فتوے	152
125	مرزا غلام احمد نے ایک نو کرسے قرآن پڑھا	152

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
126	مرزا کی اپنی تعلیم کے بارے میں تضاد بیانی	152
127	باغدالوگ زن مرید نہیں ہوتے	153
128	مرزا غلام احمد خود زن مرید لکلا	153
129	مرزا غلام احمد کی فخش پسندی	153
130	آریوں کو گالیاں	154
131	مولانا بابالوی کو سب و شتم	155
132	مولانا سعد اللہ دھیانیوی کو گالیاں	155
133	حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو گالیاں	156
134	تمام مسلمانوں کو گالیاں	157
135	اپنے مخالفین کو کتیوں کی اولاد کہنا	157
136	قادریانیت کے خلاف علماء کی جدوجہد	158
137	پاکستان میں قادریانیوں کے بارے میں سب عوام مسلمان نکلے	159
138	قادریانیت کے تابوت میں آخری سمجھ	160
139	ہر فروع نے راموسی	161
140	پیش لفظ از حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ	164
141	روقاریانیت کی مختصر تاریخ	165
142	کتاب مرتب کرنے کا پس منظر	167
143	ہر روقاریانیت کے زریں اصول ہے	170
144	باب اول	172
145	مرزا غلام احمد قادریانی کا تعارف	172
146	مرزا غلام احمد کا نام و نسب	172

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
147	تاریخ پیدائش	173
148	ابتدائی تعلیم	173
149	جنانی کی رنگ رلیاں اور ملازمت	174
150	ملازمت کے وقت مرزا صاحب کی عمر	174
151	برطانوی اٹھلی جنس سیالکوٹ مشن کے انچارج سے ملاقات	175
152	براہین احمدیہ کی تالیف	175
153	مالیخولیا اور مرائق کی بیماری	176
154	مالیخولیا اور مرائق کی علامات	176
155	ہسپریا کا دورہ	177
156	دعاؤی مرزا	177
157	بیت اللہ ہونے کا دعویٰ	178
158	مجد دمامہ مسروز نذر یہونے کے دعوے	178
159	آدم مریم اور راحمد ہونے کا دعویٰ	178
160	رسالت کا دعویٰ	179
161	توحید و تفریید کا دعویٰ	179
162	مشیل مسک ہونے کا دعویٰ	180
163	مسک ابن مریم ہونے کا دعویٰ	180
164	کن فیکون کے اختیارات کا دعویٰ	180
165	مسک اور مہدی ہونے کا دعویٰ	180
166	امام زمان ہونے کا دعویٰ	181
167	ظلی نبی ہونے کا دعویٰ	181

صفہ	عنوان	نمبر شمار
181	نبوت و رسالت کا دعویٰ	168
182	صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ	169
183	مکھوات مرزا	170
183	حرمت بی بی سے پہلی شادی	171
183	پہلی بیوی سے اولاد	172
183	حضرت جہاں بیگم سے دوسری شادی	173
184	دوسری بیوی سے اولاد	174
184	مرزا کی موت ہیضہ سے	175
185	مرزا کا پہلا جانشین حکیم نور الدین	176
186	دوسرਾ جانشین مرزا بشیر الدین محمود	177
187	تیسرا جانشین مرزا ناصر احمد	178
187	چوتھا جانشین مرزا طاہر احمد	179
187	قادیانیوں کے کفر پر عدالتی فیصلے	180
188	مرزا یوسُوں کے لاہوری گروپ کا تعارف	181
189	قادیانی اور لاہوری گروپوں کا معمولی فرق	182
190	مرزا یوسُوں میں اور مدعايان نبوت	183
	باب دوم	184
191	مفتکوں کے لئے تعین موضوع	185
191	قادیانیوں سے بحث طے کرنے کا اصول	186
192	قادیانی مناظر کی روایتی و غاہ بازی	187
192	مسلمان مناظر کا فرض	188

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
189	تعین موضوع کے چار درجات	193
190	اپنے حق میں تعین موضوع	193
191	اپنے بعض مجرب طریقے	193
192	سیرت مرزا پر بحث کرنے کی ضرورت	193
193	شرائط طے کرنے کا دوسرا مرحلہ	195
194	شرائط کا تیسرا مرحلہ	196
195	مرزا کے نزدیک رفع و نزول عیسیٰ کی زیادہ اہمیت نہیں	197
196	خلاصہ کلام	197
197	ایک ممکن اعتراض کا جواب	198
198	ایک اہم اور ضروری اصول	199
199	مرزا یوں کے ہاں چودہ صد یوں کے بعد دین کی فہرست	200
200	باب سوم	200
201	بحث صدق و کذب مرزا	204
202	اس موضوع میں مدعا مسلمان ٹھہرتے ہیں	204
203	جبکہ قادریانی اس میں مجیب ٹھہرتے ہیں	205
204	اس موضوع پر بحث شروع کرنے کا طریقہ	205
205	جھوٹ کے متعلق مرزا کے اقوال	205
205	براہین احمدیہ حصہ چھم کا تعارف	206
206	کذبات مرزا	207
207	کذب کا پہلا نمونہ	207
208	دوسرا نمونہ	207
209	تیسرا نمونہ	208

صفہ	عنوان	نمبر شار
208	چوتھا نمونہ	210
210	جھوٹ پر جھوٹ	211
210	پانچواں نمونہ	212
210	جھوٹ کوچ بنانے کی فضول کوشش	213
215	ایک اہم اور قابل حفظ اصول	214
216	جھوٹ کا چھٹا نمونہ	215
217	جھوٹ کا ساتواں نمونہ	216
217	مرزاںی مذر لگ اور اس کا جواب	217
218	جھوٹ کا آٹھواں نمونہ	218
219	نوواں نمونہ	219
219	دوساں نمونہ	220
221	کذب مرزا کی دوسری دلیل	221
223	پیغمبر بدزبان نہیں ہوتے	222
224	مرزا غلام احمد کی بدزبانی کی ایک فہرست	223
224	کذب مرزا کی تیسرا دلیل	224
224	مرزا کی جھوٹی پیش گویاں	225
225	پیشگوئیوں کے متعلق مرزاںی اصول	226
225	مرزاںیوں کی چال	227
226	عبداللہ آنکھ کے متعلق غلط پیش گوئی	228
227	مرزاںی تاویلیں اور ان کے جوابات	229
229	آنکھ کی ہلاکت کے لئے مرزاںی کوششیں	230
230	ایک اور رجہ	231

نمبر شمار	عنوان	سخن
230	لیکہ رام کے متعلق جھوٹی پیشگوئی	232
232	مرزا کی اپنی موت کے متعلق جھوٹی پیشگوئی	233
233	پیر منصور محمد کے لڑکے کی پیشگوئی	234
233	محمدی یاسم کے متعلق پیشگوئی	235
235	اس پیشگوئی میں چھوڑ دوے	235
236	مرزا کی اپنی عمر کے متعلق پیشگوئی اور مرزا یوسف کی گھبراہٹ	237
238	بکرو و نیب کی پیشگوئی	238
239	آٹھویں بیٹیں گوئی	239
240	نویں غلط بیٹیں گوئی	240
241	قادیانی کا طاغون سے محفوظ رہنا	241
242	پیش گوئی غلط ثابت ہونے کا اقرار مرزا قادیانی کے قلم سے	242
243	کذب مرزا کی چوتھی دلیل	243
243	مرزا غلام احمد کی شاعری	244
244	مرزا یوسف کی پریشانی	245
245	کذب مرزا کی پانچمی دلیل	246
245	عقلف زبانوں میں وحی	247
246	مرزا کے کذب کی چھٹی دلیل	248
246	مولانا شاہ اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ	249
247	خدائی فیصلہ	250
247	مرزا یوسف کی تاویل	251
248	مرزا کی تاویل کی رکا کرت	252
249	مرزا کی موت ببرض ہیند کا ثبوت	253

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
254	مرزا یوں کا عذر لنگ	250
255	سجان اللہ	250
256	کذب مرزا کی ساتویں دلیل	251
257	مبارلوں کا ڈھونگ	252
258	مرزا کا مباحثہ سے توبہ نامہ	253
259	مرزا طاہر احمد کا اس توبہ سے رجوع	253
260	مولانا منظور احمد چنیوٹی مرزا طاہر کے تعاقب میں	253
261	مرزا طاہر کا اعتراف بخست و فرار	259
262	خاتمه بحث	263
263	مرزا کو سچا ٹھہرانے کے قادیانی دلائل کا توڑ	266
264	مرزا یوں کی پہلی دلیل	267
265	اس کے گیارہ جوابات	268
266	دوسری دلیل	270
267	اس کے پانچ جوابات	271
268	مرزا کی عذر لنگ	273
269	تیسرا دلیل	274
270	مہدی کے زمانہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن گئے گا	275
271	اس کے تین جوابات	276
272	مرزا کی عذر اور اس کے دو جوابات	276
273	ایک اہم قاعدہ	277
274	پینتالیس برس کی قابل مدت میں گہنوں کا نقشہ	278

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
275	بحث دوم رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام	280
276	تحقیق موضوع	281
277	رفع و نزول کا عنوان متعین کرنے کے لئے ایک گرانقدر تقریر	281
278	قرآن کریم کا اعلان	282
279	مرزا آئی اصول	283
280	طریقہ استدلال	283
281	اعتراضات از مرزا قادیانی	285
282	پہلا اعتراض اور اس کا جواب	285
283	دوسرا اعتراض اور اس کا جواب	285
284	قدرت خدا کا ایک کرشمہ مرزا آپ اپنے جال میں پھنس گیا	286
285	مرزا آئی عذر نمبر ۲۳ اور اس کے دو جوابات	287
286	خلاصہ کلام	288
287	بحث اول۔ رفع و نزول کا اثبات آیات قرآنی سے	289
288	پہلی دلیل ہو والذی ارسل رسولہ بالهدی الخ	289
289	دوسرا دلیل عسیٰ ربکم ان یرحمکم الخ	290
290	مرزا یوں کی بوكھلا ہٹ	290
291	مرزا آئی عذر کے تاقابل قبول ہونے کی آئندہ جوابات	293
292	تمیری دلیل	294
293	چوتحی دلیل و مکروا و مکر اللہ	295
294	پانچویں دلیل اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک الخ	296
295	مرزا قادیانی کی جھنجڑا ہٹ	297
296	مرزا آئی اعتراض کے پانچ جوابات	298

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
297	تحقیق لفظ توفی	300
298	مرزاںی چینج۔ علم شوکا مطالبا اور اس کی تمجیل	301
299	اس چینج کے دو جوابات	302
300	ہمارا چینج	303
301	چھٹی دلیل وما قتلہ یقیناً بل رفعہ اللہ الہ الخ	303
302	مرزاںیوں کی تاویلات رکیکہ	304
303	عذر اول کہ فرع روحاںی مراد ہے	304
304	اس کے دو جوابات	305
305	دوسری اشکال کہ فضائیں کئی ناری کرے ہیں	305
306	جواب نہیں ایتم بم	306
307	مرزاںیوں کی بے سود کوشش	306
308	تحقیق جواب نمبر ۱۔ بحث جانے کی نہیں لے جانے کی ہے	307
309	جواب نمبر ۲۔ "قدرت خداوندی سے یہ بعید نہیں"	307
310	جواب نمبر ۳	308
311	جواب نمبر ۴	308
312	خلاصہ بحث	309
313	مرزاںیوں کا تیرا اعتراض	309
314	جواب	309
315	مرزاںیوں کی ایک اور تاویل	310
316	صنعت استحکام کی تعریف	310
317	مرزاںیوں کی چوتھی تاویل اور اس کے تین جوابات	311
318	مرزاںیوں کا پانچواں اعتراض	312

نمبر	عنوان	نمبر
312	مارو گھٹا پھوٹے آنکھ مرزا نیوں کو جیسچ	319
312		320
313	قادیانی ترکش کا آخری نیر	321
313	اس کے چار جوابات	322
313	ساتویں دلیل و کان اللہ عزیز احکیما	323
315	آٹھویں دلیل و ان من اهل الكتاب الالیؤمن بہ تعالیٰ موتہ الخ	324
316	مرزا ای اعتراف اور اس کے درجواب	325
317	نویں دلیل و انه لعلم للساعة	326
317	دویں دلیل و یکلم الناس فی المهد و کھلا	327
319	گیارہویں دلیل و اذا كففت بنی اسرائیل عنک الخ	328
319	بازویں دلیل و اذا علمتک الكتب والحكمة	329
320	ایک شبہ اور اس کا زوال	330
	بحث دوم	331
320	رفع وزدول کا ثبوت احادیث سے	332
320	حدیث نمبرا	333
321	مرزا نیوں کی سوچ کانی	334
322	حدیث نمبرا	335
322	حضرت عیسیٰ دوزرد چادریں لئے اتریں گے	336
323	دونوں چادریں بطور علامات بیان فرمائیں	
323	مرزانے کہا زرد چادروں سے مراد دو بیاریاں ہیں	337
	دونوں بیاریاں وہ بتائیں جو نظر آنے والی نہیں	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
338	حدیث نمبر ۳	323
339	مُسْعَ مُهَدِّدِی اور دجال تین الگ الگ شخصیات ہیں	324
340	حدیث نمبر ۷	324
341	حدیث نمبر ۵	324
342	حدیث نمبر ۶	324
343	مرزاً اعتراف اور اس کے دو جواب	325
344	حدیث نمبر ۷	325
345	حدیث نمبر ۸	325
346	مرزاً شوشہ اور اس کا جواب	326
347	ہمارا چیلنج	326
248	قادیانیوں کا چیلنج	327
349	چیلنج کے جواب میں چاروں پر چھپ جوابے	327
350	علیہ مُسْعَ علیہ السلام کی بحث	327
351	حضرت عیسیٰ کے حیله کے متعلق چند روایات	328
352	لغات و شرح	329
353	روایات میں تطبیق	329
354	بحث سوم	
355	اجماع امت سے رفع و نزول کا اثبات	331
356	اجماع امت پر متعدد شحادتیں	332
357	اجماع امت کے متعلق مرزا کا قرار	332
358	بحث چہارم	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
359	دلال مرزائیہ بروفات عیسیٰ اور ان کا رد	333
360	آیت نبر اللمات تو فینی کنت انت الرقیب علیهم الخ	333
361	مرزاںی استدلال	333
362	جواب نمبر ۱	334
363	جواب نمبر ۲	334
364	جواب نمبر ۳	334
365	سوال قول کا ہے علم کا نہیں	334
366	جواب میں ذمہ داری کی نفی ہے علم کی نہیں	335
367	جواب نمبر ۴	335
368	دور کی کوڑی	337
369	جواب نمبر ۱	338
370	جواب نمبر ۲	338
371	جواب نمبر ۳	338
372	جواب نمبر ۴	338
373	مرزاںیوں کا ایک اور اعتراض	338
374	جواب نمبر ۱	338
375	جواب نمبر ۲	338
376	جواب نمبر ۳	339
377	مرزاںیوں کا ایک اور اعتراض	339
378	جواب نمبر ۱	339
379	جواب نمبر ۲	339

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
380	وفات پر اجماع کا قادیانی دعویٰ	340
381	جواب نمبر ۱	340
382	جواب نمبر ۲ تردید اجماع بروفات از مرزا قادیانی	340
383	جواب نمبر ۳	340
384	جواب نمبر ۴	340
385	جواب نمبر ۵	340
386	قادیانیوں کی پیش کردہ چھتی آیت کانا یا کلان الطعام سے استدلال	340
387	پانچ جوابات	342
388	قادیانیوں کی پیش کردہ پانچویں آیت و اوصانی بالصلة والزکوة ما مدت حیا	346
389	اس کے دو جواب	348
390	تردید ولائل مرزا سیہ بروفات عسٹی از احادیث مبارکہ	349
391	حدیث نمبر ۱۔ ان عیشی بن مریم عاش عشرين و مائة سنته	349
392	جواب نمبر ۱	349
393	جواب نمبر ۲	349
394	جواب نمبر ۳	350
395	حدیث نمبر ۲۔ لوکان موسی و عیسیٰ حبیین الخ	350
396	جواب نمبر ۱	350
397	جواب نمبر ۲	351
398	جواب نمبر ۳	351

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
399	جواب نمبر ۳۵۲	352
400	مرزاں کے حال کے متناسب ایک رہائی	352
401	پانچھال باب	353
402	مسئلہ ختم نبوت (بحث اجرائے نبوت و عدم اجرائے نبوت)	
403	تتفق موضوع	353
404	ایک ضروری تعبیر	355
405	ختم نبوت کی تہبید	356
406	مرزاں کے چند عذر اور ان کے جوابات	361
407	عذر نمبر ۱ اور اس کا جواب	361
408	عذر نمبر ۲ اور اس کا جواب	361
409	عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی روشنی میں	362
410	والذین یؤمِنُونَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِنَّمَا عَذَّبَ اللَّهُ عَذَّبَ الظَّالِمِينَ	362
411	مرزا محمود کی آیت میں تحریف	363
412	جهالت کی انتہا	363
413	ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین	363
414	خاتم النبیین کا ترجمہ حضور ﷺ سے	364
415	خاتم النبیین کا ترجمہ مرزا قادیانی سے	364
416	مرزاں کی بوكھلا ہٹ	365
417	قادیانیوں کی پہلی تاویل کہ خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر	366
418	مرزا ایڈرال پنے گمرا کی خبر لیں	367

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
368	کیا نزول عیسیٰ ختم نبوت کے منافی ہے؟	419
369	متعدد جوابات	420
370	تیسری تاویل کہ آنحضرت ﷺ صرف انبیاء سابقین کے خاتم ہیں؟	421
370	اس تاویل سے آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی	422
370	چوتھی تاویل انبیاء میں الف لام عہدی ہے	423
371	اس کا جواب	424
371	پانچویں تاویل خاتم انبیاء، خاتم المفسرین کی طرح ہے معاذ اللہ	425
372	لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا	426
372	قادیانیوں کا فرضی شبہ اور اس کا جواب	427
373	آیت نمبر ۲۔ یا ایها النبی انا ارسلنک شاهدا..... سراج منیرا	428
373	سراج منیرا کی وضاحت	429
374	آنحضرت ﷺ کو سورج سے تشبید ہے کی وجہات	430
376	آیت نمبر ۵۔ الیوم اکملت لكم دینکم واتمت عليکم نعمتی الخ	431
	آیت نمبر ۶۔ واذ قال عیسیٰ ابن مریم..... مبشرًا برسول	432
377	یاتی من بعدی اسمہ احمد	
381	اہم تشبیہ	433
382	ختم نبوت پر چند احادیث مبارکہ	434
382	حدیث نبرا	435
383	مرزا یوں کی پہلی تاویل	436
383	اس کے دو جواب	437
384	دوسری تاویل اور اس کے دو جواب	438

صفہ	عنوان	نمبر شمار
385	تیسرا تاویل اور اس کے جوابات	439
385	حدیث نمبر ۲	440
385	حدیث نمبر ۳	441
386	ایک شہر کا ازالہ	442
386	حدیث نمبر ۴	443
388	ختم نبوت کے بارے میں علماء امت کی شھادتوںکی	444
388	علامہ ابن حزم کی شھادت	445
388	امام غزالی کی شھادت	446
388	قاضی عیاض کی شھادت	447
389	شیخ ابن عربی کی شھادت	448
389	ملاعی قاری کی شھادت	449
390	اجرائے نبوت کے بارے میں دلائل مرزا یہ کا پوسٹ مارٹم	450
390	پہلی دلیل یا بنی آدم اما یا تینکم رسول منکم	451
390	اس کے آٹھ عدد جوابات	452
393	قادیانیوں کی مرزا کے شعر میں تاویل	453
393	تاویل کا تجزیہ	454
396	قادیانیوں کی دوسری دلیل اللہ یصطفی من الملائکة الخ	455
397	اس کے تین جوابات	456
397	قادیانیوں کی تیسرا دلیل و من یطع الله والرسول الخ	457
398	طریق استدلال	458
399	پہلا جواب	459

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
460	دوسرا جواب	399
461	تیسرا جواب	399
462	چوتھا جواب	399
463	پانچواں جواب	400
464	چھٹا جواب	400
465	ساتواں جواب	400
466	آٹھواں جواب	401
467	نوواں جواب	401
468	فنا فی الرسول ہو جانے سے نبوت کا اثبات آرتا	401
469	مرزا کے متعدد حوالے	403
470	دسوائیں جواب	403
471	گیارہواں جواب	404
472	بارہواں جواب	404
473	تیرہواں جواب	404
474	چودھواں جواب	404
475	ڈھنائی کی انہیاء	405
476	من گھڑت تاویل کا پوست مارٹم	405
477	ایک سفید جھوٹ	408
478	علامہ راغب کی طرف غلط نسبت	408
479	ڈھول کا پول	409
480	غلط نسبت کا پہلا قرینہ	409
481	دوسرا قرینہ	409

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
482	چوتھی دلیل۔ آیت استخلاف	410
483	الجواب	410
484	مرزا کا اقرار کہ نبوت وہی ہے کبی نہیں	411
485	نبوت وہی ہے یا کبی؟ ایک تجزیہ	411
486	لانبی بعدی پر پہلا اعتراض	413
487	اس کے دو جواب	413
488	اعتراض دوم	414
489	اس کے جوابات	414
490	تیسرا اعتراض	415
491	اس کے تین جوابات	416
492	لفظ خاتم پر اعتراضات	417
493	پہلا اعتراض اور اس کے تین جوابات	417
494	دوسرا اعتراض مع جواب	417
495	تیسرا اعتراض اور اس کے تین جوابات	418
496	اقوال بزرگان دین کا اجمالی جواب	419
497	فائدہ عظیمہ (نبی اور رسول میں فرق)	420
498	نبی اور امتی میں فرق	421
499	قادیانیوں کی وجہ تکفیر	422
500	چہلی وجہ	422
501	دوسری وجہ	423
502	تیسرا وجہ	424

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
425	چوتھی وجہ	503
426	پانچویں وجہ	504
428	چھٹی وجہ	505
429	ساتویں وجہ	506
430	آٹھویں وجہ	507
432	ختمنہ الکتاب	508
433	محمد العصر حضرت علام سید محمد انور شاہ صاحب شیری کے ۲ ملفوظ	509
434	ادارہ مرکزی یہ دعوت و ارشاد چینیوں کی چند اہم مطبوعات	510
436	چند کتب جن کا حاصل کرنا ضروری ہے	511
438	مرزا قادیانی کی کتابوں کا اجمالی تعارف	512

تقریط

از

فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الہی برنسی (حال مقیم مدینہ منورہ)

یہ دنیا دار الفتن ہے طرح طرح کے فتنے اٹھتے رہے ہیں اور اٹھتے رہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں قدریہ، جبریہ، مغزلاہ، کرامیہ کے نام سے فتنے ابھرے جن کے بانیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم اصلی مسلمان ہیں حالانکہ انہوں نے حضرات صحابہ کرام کے عقائد و اعمال کو چھوڑ کر نئے عقائد تجویز کھلتے تھے۔ صحابہ کرام کی جماعت وہ جماعت ہے جسے قرآن و حدیث میں معیار حق کہلاتا ہے۔ جو شخص حضرات صحابہ سے دور ہوا وہ احادیث شریفہ اور قرآن شریف سے دور ہوا۔ کیونکہ احادیث انہی حضرات سے مزدی ہیں اور قرآن مجید کی تفسیر بھی انہوں نے بیان کی ہے۔ جو شخص اپنی طرف سے قرآن مجید کے معانی و مطالب تجویز کرے گا مسلمان نہ ہو گا خواہ وہ کیسا ہی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔

سنن ابی داؤد کی ایک روایت کے الفاظ ہیں سیخراج فی امتی اقوام تجارتی یہم تلك الاهواء، کما یتجراری الكلب بصاحبہ لا یبقى منه عرق ولا مفصل الادخلہ (اور بیشک میری امت میں سے ایسے لوگ لکھیں گے جن کے اندر رنسانی خواہشات اس طرح سراہیت کر جائیں گی جیسے کتے کے کانے ہوئے شخص کے اندر کاٹنے کا زہر سراہیت کر جاتا ہے۔ اس کی کوئی رُگ اور کوئی جوڑ باقی نہیں رہتا جس میں سراہیت نہ کر جائے)۔

حضرات صحابہ کرام کے عہد میں اہل اہوا اپنا کام شروع کر چکے تھے یہ لوگ جیت حدیث سے دستبردار ہونا چاہتے ہیں اور حضرات سلف صالحین کی عظمت و اہمیت ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ قرآن کریم کی من مانی تفسیر کر سکیں۔ اس طرح کے بہت سے فرقے پہلے گزر چکے ہیں اور خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ یہ لوگ حق بات کو پہچانتے ہیں مگر مانتے نہیں ہیں ایسے لوگوں کی رُگ رُگ اور جوڑ جوڑ میں ہوائے نفسانی سرایت کر جاتی ہے۔ جسے حدیث شریف میں یتھجاري الكلب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اہل حق میں سے جو شخص ان لوگوں کی تفہیم کا ارادہ کرتا ہے اس کے دلائل شرعیہ کو رد کرتے ہوئے باوے لے کتے کی طرح کاشنے کو دوڑتے ہیں۔

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو بالکل ختم کر کے قرآن کے موجود ہوتے ہوئے مدعاں نبوت کو بھاری تعداد میں ہمدرد موید و معتقد مل گئے ہیں۔ جنہوں نے خاتم النبیین کا مطلب اپنے پاس سے تجویز کر کے قرآنی اعلان کو بالکل محرف کر دیا ہے۔ پوری امت کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا، کافر اور دوزخی ہے۔

سب جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا بتایا ہے۔ ان کو خوش کرنے کے لئے جہاد کے منسوج کرنے کا اعلان کیا۔ ہندوستانی حکومت نے ان کو دہلی میں کافی زمین دے رکھی ہے۔ برطانیہ میں ایک مکمل شہر اسلام آباد کے نام سے بسرا کھا ہے۔ اسرائیل و امریکہ میں ان کے دفاتر ہیں۔ مرزا طاہر احمد ربوبہ سے فرار ہو کر لندن میں پناہ لئے بیٹھا ہے۔ مرزا طاہر اور اس کے قریبی رشتہ دار کافی مال دار ہیں۔ کفر کے بڑے بڑے عالمی علمبرداروں سے ان کے قریبی تعلقات ہیں۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر امریکہ و برطانیہ اکثر حکومت پاکستان سے احتجاج کرتے رہتے ہیں۔ ایمنشی انٹرنسیٹ ان کی سرپرست ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ مسکرین اسلام اور مکنڈین قرآن ہی سے قادیانیوں کا جوڑ ہے اور کافران کی پشت پناہی کرتے ہیں؟

ہر قادیانی کو غور و فکر کرنا چاہیے کہ وہ مسلمانوں ہی میں اپنی دعوت کا کام کیوں کرتے ہیں ہنود یہود بد صحت اور نصاریٰ میں اپنا کام کیوں نہیں کرتے؟ کیا یہ بات نہیں ہے کہ انہوں نے اہل ایمان کے دلوں سے ایمان کر پہنچے کا یہ زاخما کھا کر ہے۔ سو، قائدہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کیا ہے۔ وہ اس

قرآنی حکم کی خلاف ورزی کیوں کرتے ہیں۔ اس اعلان واضح کے بعد بھی قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہم قرآن مجید کے ماننے والے ہیں کیا یہ ظلم نہیں ہے؟

مرزا آنی ختم نبوت کے بارے میں مرزا آنی تاویلیں نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ ان کے اس فتویٰ کی زدنہ صرف زمانہ حال کے کروڑوں مسلمانوں پر پڑتی ہے بلکہ حضرات صحابہ کرامؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محفوظ نہیں رہتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہوتا ہے کہ اس نے آیت خاتم النبیین نازل ہی کیوں کی، حضرت جبراہیل پر اعتراض کر سکتے ہیں کہ وہ یہ آیت کیوں لائے؟

ارے قادیانیو! اس پوڈلوں کے انہیں ہے اور آنکھوں کے ناییناں بنوفانہا لاتعمی الابصار ولكن تعفی القلوب التي فی الصدور۔ تم دنیوی زندگی مال و دولت اور عورت کو سب کچھ کھجھتے ہو۔ کیا یہ چیزیں بیویتہ بھارے پاس رہیں گی؟ یہ اخروی مسئلہ ہے دنیوی مسئلہ نہیں ہے۔ دنیا تو اسی نہ کسی طرح لُزُر ہی جائے گی۔ ان کے لئے لازم ہے کہ فکر آخرت کریں اور دوزخ سے بچنے کی کوشش کریں۔ قادیانیت سے وابستہ تمام مفادات کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھامیں۔

زیرِ نظر کتاب کے مصنف حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی مدظلہ اپنے زمانہ شباب ہی میں ہونبہار اور ذہین طالبعلم تھے۔ بڑے بڑے اکابر سے علم حاصل کیا اور حدیث شریف کا درس لیا۔ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کاملپوری، حضرت مولانا محمد بدرا عالم میرٹھی ثم مدینی اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نوری رحمۃ اللہ علیہم سے حدیث پڑھی۔ قادیانی فتنہ کی سرکوبی کا انہوں نے اپنے زمانہ شباب میں فیصلہ کر لیا تھا اور آج تقریباً پچاس سال گزر پچھے ہیں کہ مختلف طرق سے اس فتنہ کو دبانے کی جہود و مساعی میں لگے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے بڑے بڑے ماہرا کابرست ترینگ لی ہے جنہوں نے اپنی عمر میں قادیانیت کے مٹانے میں صرف کردیں مولانا چنیوٹی بھی بڑے شدید کے ساتھ اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ مرزا قادیانی کے دعوے اور اس کی عبارتیں اور اس کے جھوٹے ہونے کے دلائل، مرزا آنی تاویلات و تحریفات اور ہیرا پھیسری اور قادیانی مبلغوں کی جعل سازی سے پوری طرح واقف ہیں ان چیزوں کو انہوں نے بطور یادداشت ایک کاپی میں جمع کیا تھا، دارالعلوم دیوبند کے بعض اکابر کے مشورہ پر انہوں نے اس میں بہت اضافے کر کے ایک مستقل کتاب بنادی ہے۔ یہ کتاب

قادیانیت۔ خلاف کام کرنے والے مناظریں کرام اور علمائے عظام کی جہود و مساعی کے لئے ایک زبردست دستاویز ہے یہ بڑی مدلل و مستحکم کتاب ہے۔ تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اس کو خوب دھیان سے پڑھیں اور قادیانیوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ خالی الذبن ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ باطل کو چھوڑ دیں۔ آخر میں مولانا چنیوٹی صاحب کی صحبت و عافیت اور ان کی تمام خدمات کی بارگاہ اللہی میں قبولیت کے لئے دعا کرتا ہوں۔

والسلام

از عاشقِ الہی بلند شہرِ شم مہاجر مدنی

تقریظ

از

مرشد العلماء والسلکین خواجہ خواجگان

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دام مجددہ

(امیر عالی مجلس تحفظ ختم نبوت و سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف)

مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی دامت برکاتہم کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے بہت کمالات سے نواز اہوا ہے۔ قادیانیت کے سلسلہ میں ان کا جہاد بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔

"رڈ مرزا نیت کے زریں اصول" مولانا چنیوٹی کی نئی تصنیف ہے۔ اور اس پر مولانا نے بڑی محنت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماؤ۔ اور مولانا کو اس کا اجر عظیم عطا فرماؤ۔ اور اس کتاب کو مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بناؤ۔

آمین ثم آمین

والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ

تقریط

شیخ الاسلام فقیہہ العصر
حضرت مولانا مفتی جسٹس محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی

قادیانیت کا فتنہ امت مسلمہ کے لئے جتنا زبردیا اور خطرناک تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے کے لئے اس امت کے ایسے ہی اہل علم پیدا فرمائے جنہوں نے علم و تقدیم سے لیکر مجادله و مناظرہ تک ہر سطح پر اس فتنے کا تعاقب کیا۔ فاضل مکرم حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب مظلوم ہمارے ملک کے ان چند علماء میں سے ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی اس فتنے کی سرکوبی کے لئے وقف فرمادی ہے۔ انہوں نے مرزا غلام احمد قاریانی کی ذاتی زندگی سے لیکر اس کی اور اس کے جانشینوں کی تحریروں تک ایک ایک چیز کا وقت نظر سے مطالعہ کیا ہے اور وہ قادیانی فتنے کی طرف سے کئے ہوئے ہر وار کاموڑ توڑ جانتے ہیں۔

ردِ قادریانیت کی جدوجہد میں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے جن مختلف مجازوں پر کام کیا، ان میں سے ایک اہم کام یہ تھا کہ انہوں نے اس موضوع کے جانے والے تیار کرنے کے لئے مختلف جگہوں پر مختصر تربیتی کورس جاری کئے جو نہایت کامیاب رہے۔ مولانا نے اپنی زندگی بھر کے تجربات کا نچوڑ ان تربیتی کورسز میں شرکاء کے سامنے پیش کیا اور اب یہ نچوڑ زیر نظر کتاب میں اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

مجھے اپنی گوناگوں مصروفیات کی بنا پر اس کتاب سے کما حقد استفادہ کا موقع تو نہیں مل

سکا، لیکن کتاب کے عنوانات ہی سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ مولانا نے اس کتاب کے کوڑے میں دریابند کر دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ کتا۔ ان حضرات کی صحیح رہنمائی کر سکے گی جو رد قادیانیت کی حقیقت جانتا اور سمجھنا چاہتے ہیں اور جو اس موضوع پر دعویٰ کام کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاؤش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے خاص و عام کے لئے نافع بنائیں۔ آمین

محمد تقی عثمانی

خادم طلبہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۲

۱۴۲۱ھ

تقریظ

از

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
 (نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان)

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد:
 مرزا غلام احمد قادر یانی ۱۸۳۹-۲۰ء میں پیدا ہوا اور تھی ۱۹۰۸ء کو اس دنیا سے
 کوچ کر گیا۔ قریباً ۷۲ سالہ زندگی میں اس نے اتنے متضاد اور متناقض دعوے کے کہ عقل جیان
 رہ جاتی ہے کہ ایک شخص بقاگئی ہوش و حواس اتنی متناقض باقیں کیسے کہہ سکتا ہے۔ مرزا قادر یانی نے
 ان متناقض دعوؤں کے ذریعہ بے شمار لوگوں کو راہ راست سے برگشت کیا بالآخر خود تو اپنے اعمال
 کی سزا بھکتے کے لئے دارالجزاء میں پہنچ گیا لیکن اس کے ماننے والے اس کی پیروی میں اب
 تک اپنی عاقبت برآ درکر ہے ہیں۔ وسیع علم الذین ظلموا أُتی منقلب ينقذون۔
 میرے مخدوم و مکرم جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی دامت برکاتہم نے رَدْ قادر یانیت کو
 اپنی زندگی کا مقصد و حیدر یانیا اور "کل فرعون موسیٰ" کے مطابق انہوں نے رَدْ
 قادر یانیت اپنی زندگی کا اوڑھنا پھسونا بانیا، زیر نظر کتاب مولانا زید مجدد ہم کے ان دروس کا مجموعہ
 ہے جو آپ نے دارالعلوم دیوبند میں اہل علم کو املاء کرائے تھے۔ بعد میں ان کو یکیث سے اسارتیا
 گیا: راقم الحروف نے ان کی اسی کتاب کو (جودارالعلوم دیوبند نے راقم الحروف کو بھی تھی) حرفا
 حرف اپڑھا اور جناب مصنف نے لئے دل سے دعا میں نکلیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سعادت میں اور برکتیں

نصیب فرمائیں۔ آمین۔

طبع ثانی کے لئے مصنف نے مزید اضافے کئے ہیں۔ علامہ خالد محمد دامت برکاتہم
کا طویل مقدمہ بھی شامل کیا ہے جو مستقل کتاب ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

محمد یوسف عفالت الدین

۱۵ شعبان ۱۴۲۰ھ

تقریظ

از

امام اہلسنت شیخ الحدیث والفسیر حضرت مولانا

محمد سرفراز خان صدر رضا صاحب دامت برکاتہم

(شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

اما بعد: دنیا کے تمام مذاہب و ادیان میں سچانجات و فوز و فلاح والا مذہب دین اسلام اور صرف اسلام ہے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه۔ اس صادق دین کی بنیاد قرآن و حدیث اور اجماع علمی پر قائم ہے اسلام میں عقائد عبادات اخلاق اور مختلف کی بہتری کا اصولاً ہر حکم موجود ہے اور زندگی کے کسی پہلو اور شعبہ میں مسلمان کسی اور ازم کا محتاج نہیں ہے اور اس کے اندر قطعی عقائد پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہیں ان قطعی عقائد میں سے ایک عقیدہ ختم نبوت کا اور ایک عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات رفع الی اسماء اور پھر نزول من السماء کا ہے اور ایک عقیدہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرات صحابہ کرام حضرات اہل بیت عظام اور اکابر امت کے احترام کا بھی ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے ساتھ ہی فتوں کا دروازہ کھل گیا تھا اور مسلمہ کذاب اور اسود عنی وغیرہ جعلی اور برساتی نبیوں نے غلط اور باطل دعویٰ کر کے قصر ختم نبوت کے مضبوط اور محکم قلعہ میں رختہ اندازی کی۔ مگر امت مرحومہ کے جانبازوں نے ان تمام دجالوں کا خاتمه کیا اور دنیا کے ہر علاقہ میں وقاوٰ قیام جھوٹے نبی اور مہدی اگتے رہے اور ابلحق

نے ان کو نیست و نابود کیا۔ ہندوستان میں جب ظالم برطانیہ نے اپنا ناپاک قدم رکھا اور اپنا ظالماں تسلط جانے کی کوشش کی تو ہندوستان کے مسلمانوں اور اہل حق علماء کرام نے اس کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا اور عملًا جہاد میں شریک ہوئے جہاد کے اس جذبے کو دیکھ کر جابر برطانیہ کی ہوا نکل گئی۔ اور اس نے اس جہاد کے جذبے کو ختم کرنے کے لئے کئی حرbe اختیار کئے جن میں ایک مرزا غلام قادیانی کو جھوٹی نبوت کے دعویٰ پر آمادہ کرنا تھا۔

جس کا پورا خاندان ان انگریز کا وفادار تھا انگریز کے اس کاشتہ پودے نے جہاد کو حرام قرار دیا اور انگریز کی تعریف میں کتابوں کی سکایں لکھ دالیں۔ بقول اس کے ان سے کئی الماریاں بھر سکتی تھیں اور ختم نبوت کا انکار کر کے نبوت کا اور صحیح موعود ہونے کا باطل دعویٰ کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے پچ اور معصوم پیغمبروں کی علیٰ یعیٰ حکم الصلوٰۃ والتسیمات اور اہل بیت کی توپیں اپنا شیوه بنالیا اور انسانیت کے درجہ سے گر کر بد خلقی کا اور بذبانبی کا وافر بثوت فراہم کر دیا اور بقول اس کے

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفتر اور انسانوں کی عار

الغرض انگریز خبیث نے اس کو کھڑا ہی اس لئے کیا تھا کہ جس دین قیم پر مسلمان عمل پیراہیں اور جس جہاد کے جذبے سے ان کے دل معمور ہیں وہ ان میں نہ رہے بقول مولانا ظفر علی خان صاحب۔

کاشتا مقصود ہے جس سے شجر اسلام کا

قادیانی کے لندنی ہاتھوں میں آری بھی دیکھ

لیکن والله متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد کے باطل دعاویٰ کی تردید کے لئے بروقت علماء حق کے او لوالاعرم گروہ کو توفیق دی جن میں بعض کے نام اسی کتاب کے پیش لفظ میں حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پانچوری دام مجدد حکم استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند نے ذکر کئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نبوت ختم کر دی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: فلا رسول بعدی ولا نبی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دنیا کے کسی خطہ میں کسی نبی کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا قرآن کی نصوص قطعیہ احادیث متواترہ اور اجماع امت سے یہ بات واضح ہے مرزا نبی اور مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ اس کتاب میں بے شمار حوالے درج

ہیں اور حضرت مولانا ذاکر خالد محمود صاحب دام مجدد کے پراز معلومات مقدمہ میں بھی اس پر مغبوط حوالے درج ہیں کہ مرتضیٰ غلام قادریانی انسانی شرافت سے بھی محروم ہے یہ مقدمہ بھی نہایت جاندار اور شاندار ہے اور اصل کتاب میں الحاج حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی دام مجدد حم جو اس وقت رد مزاییت کے فن کے ماہر اور امام ہیں امام اللہ تعالیٰ حیات نے کتاب میں جس ترتیب اور زمانے انداز سے بحث کی ہے وہ اہل حق کیلئے مشعل راہ اور قادریانیوں کے لئے لو ہے کا لٹھہ ہے پہلے مولانا موصوف نے کذب مرتضیٰ غلام پر مسوط اور لا جواب بحث کی ہے جس میں مرتضیٰ قادریانی کے مسلمات سے اس بحث کو مبرہن کیا ہے اور اہل حق کے مناظرین کو چند اصولی گر بتائے ہیں پھر دلائل کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول من السماء کے ثابت اور منفی پہلو پر محققاً بحث کی ہے اور پھر ثتم نبوت کے مسئلے کو برائیں اور ادلہ سے ثابت کیا ہے اور قادریانیوں کی لچر پوچ تاویلات اور تحریفات کے بخشنے اور ہیزے ہیں کہ وہ قیامت تک ان کو رونوئہ کر سکیں اور خود مرتضیٰ قادریانی سے اس کا کفر ثابت کیا ہے کہ بقول خود بھی وہ کافر قرار پاتا ہے اس لئے علماء اسلام کی تکفیر سے اس کو اور اس کی ذریت کو چڑھنے نہیں چاہئے۔

کافر ہوئے ہو تو میرا صور کیا؟

جو کچھ کیا وہ تم نے کیا ہے خطا ہوں میں

قادیانیت کے رد میں مختلف زبانوں میں متعدد حضرات نے (شکر اللہ تعالیٰ سعیہم) کتابیں لکھی ہیں مگر حضرت مولانا چنیوٹی دام مجدد نے جو انداز اختیار کیا ہے وہ بڑا زلا اور پیارا ہے۔ ہماری قلبی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا موصوف کی اس کوشش اور کاوش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو اہل حق کے لئے ڈھال بنائے اور قادریانیوں پر اس سے اتمام جنت قائم کرے آخرت میں حضرت مولانا موصوف اور علیٰ اور مالی طور پر جملہ معاونین کے لئے اجر و ثواب کا ذریعہ بنائے۔

وما ذلك على الله بعزيز وصلى الله تعالى وسلم على خاتم الانبياء
والمرسلين وعلى آله واصحابه وازواجه وذرياته واتباعه إلى يوم الدين
آمين۔

العبد الضعيف : ابوالزاهد محمد سرفراز

۷۔ رب جمادی ۱۴۲۰ھ / ۱۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء یوم الاصد

تقریظ

از

ولی کامل، استاذ العلماء، محدث جلیل
 شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں مظلہ العالی
 (صدر رواق المدارس العربیہ، پاکستان)

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على سيد الرسل وخاتم الانبياء وعلى آله
 وأصحابه واتباعه نجوم الهدایة وشموس البر والتقوى وبعد

حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی زادت فیوضہم دامت برکاتہم نے مجھے جیسے
 ہمچند اس کمترین خلاائق و حکم دیا کہ ان کی تصنیف لطیف کے لئے بطور تقریظ اپنی رائے لکھوں۔
 احقر ہرگز اس کا اہل نہیں اور نہ ہی احقر کی رائے کی اہمیت ہے۔ حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا
 مقدمہ حقائق و بصارہ کا خزانہ موجود ہے اس کے بعد کسی کے بھی کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں پھر کتاب
 خود ایک ایسی شمشیر بے نیام ہے کہ اس کے سامنے باطل کوسراٹھانے کی جرات ہو ہی نہیں سکتی،
 مولانا کی یہ تصنیف درحقیقت حقائق و دلائل اور برائین کا بحر مواد ہے کہ اس کے سامنے
 قادریانیت کے خس و خاشاک شہر ہی نہیں سکتے لیکن جن کے لئے جہنم مقدر ہو چکی ہے اور وہ اسی
 میں ہمیشہ رہیں گے ان کو کوئی بچانہیں سکتا۔

حضرت مولانا سرفراز خان صدر دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مفتی عاشق الہی دامت
 برکاتہم کی تقریظات بھی احقر نے پڑھی ہیں برکت و نصیحت کے لئے وہ کافی ہیں دوسرے حضرات کا
 ذکر بھی ہے لیکن احقر ان کو پڑھنہیں سکا۔ اکابر علماء اور فضلاء کی تقریظات و تحریرات کے بعد احقر کی

تحریر کی حیثیت مغل میں ثاث کے پیوند سے زیادہ نہیں لیکن الامر فوق الادب کے مطابق عرض ہے کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی دامت برکاتہم ان موفقین میں شامل ہیں جنہوں نے جوانی کے آغاز سے لیکر پیرانہ سالی کے زمانے میں داخل ہونے تک کا پورا دور بے مثال اور فوق العادۃ طریقے پر ختم نبوت کے دفاع میں اور قادریانیت کے تاریخ و بوکھیر نے میں اور دجال قادریان کی ذریت کو بدحواس اور ذلیل کرنے میں اس شان سے بس رکیا ہے کہ اس میں ان کی کوئی نظر موجود نہیں۔

ہمارے بڑے بڑے بزرگوں نے قادریانیت کے دحل و مکر کو بہت واضح طور پر طشت ازبام کیا ہے اور اس کی اصل حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے یہاں تک کہ اس کو قومی اسمبلی میں کفر قرار دلوایا ہے لیکن جتنے طویل عرصے تک اس فتنے کا تعاقب مولانا چنیوٹی نے کیا ہے اور جس طرح صرف ایک موضوع کو اپنی شناخت مولانا نے بنایا ہے اور جس طرح دنیا کی مسلم آبادیوں میں جا جا کر اس لعنت و خباثت کا تعارف مولانا نے کرایا ہے اور جس طرح ہر اس مقام پر جا کر جہاں قادریانی مسلمانوں کے لئے زہر گھول کر قادریانیت کو اسلام ظاہر کر کے قابل قبول قرار دینے کی کوشش کر رہے تھے قادریانیوں کا پردہ فاش کیا ہے اور ان کا مکروہ و مبغوض چہرہ گھول کر دکھایا ہے یہ مولانا ہی کا خاص حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ مولانا چنیوٹی کے برابر کسی کے استخارا اور نہ مولانا کے برابر کسی کے مناظر ہیں۔ نہ کسی نے اس موضوع پر اتنے خلقہ بائے درس و تربیت کا اہتمام کیا ہے جو مولانا کا حصہ ہے۔

دوسرے حضرات بھی مختلف ناموں سے کام کر رہے ہیں ان میں بھی کسی کا کام زیادہ ہے کسی کا کم لیکن ان کے کام کو مولانا موصوف کے کام سے کوئی نسبت نہیں۔ قومی اسمبلی میں ۱۹۷۲ء میں قادریانیت و کفر قرار دیا گیا ہے مولانا اس سے میسیوں سالانہ قلم چنان گنگر (ربوہ) کے سینے پر میٹھ کر چنیوٹ میں قادریانیوں کو اور ان کے سربراہوں کو لکار رہے تھے اور ان پر حملہ آور تھے اور ان کی لکار اور حملوں سے قصر قادریانیت لزہ برانداز اور بدحواس رہتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نبی امی فداہ روحی و ای و امی علیہ السلام کی ختم نبوت کے دفاع میں مولانا کی خدمات کو قبول فرمائیں اور مولانا کو اپنا اور اپنے صبیب علیہ السلام کا قرب خاص عطا فرمائیں آمین ثم آمین۔

سلیم اللہ خان

جامعہ فاروقیہ۔ کراچی نمبر ۲۵

بتاریخ: ۲۸۔ ۲۲۔ ۲۰۰۰ء۔ ۱۔ ۱۳۲۱ھ

تقریط

از

عارف بالحمد جامع امتحان، امتحان شیخ الحدیث حضرت
مولانا نذریاء تم ساہب زید نبہڈا (نکھلہ پرمکھ علمیہ امدادیہ فیصل آباد)

”رُوْقَادِیانیت کے زریں اصول“

ناظرین کرام کے سامنے پیش ہے اس میں فتنہ عظیٰ قادریانیت کے روکے لئے قابل قدر اور قابل تحسین مواد مجموع ہو گیا ہے۔ اس کی نافعیت کے لئے یہی کافی ضمانت ہے کہ اس میں حضرت علامہ محمود مدظلہؑ کا مقدمہ اور فائح قادریان حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ اور حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی دامت برکاتہم کی عمر بھر کے اس سلسلہ کے تجربات شامل ہیں۔ احقر فرستہ نہ ہونے کی وجہ سے گواں سے استفادہ نہیں کر سکا لیکن شخصیات مذکورہ کے انتساب کے بعد حق تعالیٰ کی رحمت سے یقین ہے کہ اس موضوع پر نہایت نافع اور مقبول کتاب ثابت ہو گی۔ یہ کتاب اس سلسلہ کی کتب میں نہایت گرانقدر اضافہ ہے۔ حق تعالیٰ اس کی قبولیت و نافعیت میں توقعات سے زیادہ تر قیات عطا فرمائیں۔

کتبہ

احقر نذریاء تم غفرلہ

خادم جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد

۲۳ ربیع اول ۱۴۲۰ھ

تقریط

از

محترم ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب

(وفاقی وزیر برائے مذہبی امور پاکستان ڈائریکٹر الدعوۃ اکیڈمی اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد)

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی ان مجابدین اسلام میں سے ہیں جن کی زندگی کا ہر لمحہ دین حق کی سر بلندی اور مسلمانان عالم کی ملی وحدت اور یک جہتی کے لئے وقف ہے۔ مولانا چنیوٹی گزشتہ پچھے سال سے ختم بیوت کے تحفظ کو اپنی زندگی کامشن بناتے ہوئے ہیں۔ ختم بیوت کے خلاف کھڑی ہونے والی ہر سازش کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ ہمیشہ مجابدین اسلام کی صاف اول میں موجود رہے ہیں گزشتہ صدی کے اوآخر میں انھنے والے فتنہ قادیانیت و مرزا نیت کی تردید و تعاقب کو مولانا نے اپنی زندگی کا خاص الفاظ میشن قرار دیا ہے۔ اندر وون ملک اور بیرون ملک انھنے والی ہر قادیانی سازش کا انہوں نے فلمی، علمی، تعلیمی اور عوای سطح پر بھرپور مقابلہ کیا۔

اس جہد مسلسل میں اپنے دست و بازو پیدا کرنے اور اس عمل کا تسلسل برقرار رکھنے کے لئے مولانا چنیوٹی نے ایک تربیتی پروگرام بھی شروع کر رکھا ہے جس کے ذریعہ وہ نوجوان علماء کو ختم بیوت کی تبلیغ اور قادیانیت کی تردید کے لئے تیار کرتے ہیں۔ زیر نظر کتاب مولانا چنیوٹی نے ان زیر تربیت نوجوان علماء کے لئے مرتب کی ہے جو قائدیانیت سے ہنوز کماحتہ

واقف نہیں ہیں اور اب تربیت کے اس دور میں قدم رکھ رہے ہیں جس سے نکل کر ان کو اس فتنہ سے عہدہ برآ ہونا ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب نوجوان مبلغین اسلام میں قبول ہوگی ان مقاصد کی تمجیل کرے گی جن کی خاطر یہ مرتب کی گئی ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مولانا کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور دارین میں ان کے لئے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائے۔

مختصر و نیازمند

ڈاکٹر محمود احمد غازی

تقریط

از

راجہ محمد ظفر الحق صاحب

(سابق وفاتی وزیر برائے مذہبی امور اسلامی جمہوریہ پاکستان)

اللہ تعالیٰ نے اپنا کامل اور مکمل دین حضور نبی آخراً زمان صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں نہ صرف نازل کر دیا۔ بلکہ اس کے تحفظ کی یقین دہانی بھی کرادی۔ حضورؐ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے۔ نہ رسول اور نہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرنے کا مجاز ہے کہ اس پر وحی کا نزول ہوا ہے۔ کیونکہ ایسا دعویٰ عقیدہ ختم نبوت اور دین کے مکمل ہونے پر ایک کاری ضرب ہو گا۔
بقول علامہ اقبال ”لا شبه عقیدہ ختم نبوت ہی اسلام کی بنیاد ہے۔“

حضور رسالت مآبؑ کی حیات طیبہ سے لیکر آج تک متعدد گمراہ اور بد بخت افراد نے دعویٰ نبوت کیا مگر امت نے انہیں تسلیم نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد نے سامراجی سازش کے تحت اس صدی کے اوائل میں دعویٰ نبوت کیا۔ اس وقت سے آج تک علماء حق اس باطل دعویٰ کا موثر توڑ کرتے رہے۔ جن کی ایک طویل فہرست ہے۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے دین کا موثر دفاع کیا۔ ان ہستیوں میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کا اسم گرامی نمایاں نظر آئے گا۔ ساری زندگی اس مسئلہ کی تعلیم کی بنا پر انہیں اسے درست انداز میں سمجھنے اور پھر اسے سمجھانے کا ملکہ حاصل ہوا۔ ان کی حالیہ تالیف ایک تاریخی دستاویز ہے۔ جس میں تمام

حوالے مستند اور اصل دستاویزات سے لئے گئے ہیں۔ تمام مکمل سوالات کی ترتیب بھی ایک قابل استاد کی طرح رکھی گئی ہے۔ اور پھر ان کے شانی جوابات بھی اس انداز سے درج کئے گئے ہیں کہ قاری کے ذہن میں اصل مسئلہ کے بارے میں کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔
 اس ذخیرہ علم و ایقان کو نہ صرف اردو زبان میں زیادہ سے زیادہ خواتین و حضرات بالخصوص نوجوان نسل تک پہنچانا ضروری ہے۔ بلکہ اس کے تراجم دیگر زبانوں میں کرنے پاہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق

۱۹۹۹ء / ۱۲ / ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گزارش احوال واقعی

مرزا غلام احمد قادریانی کی جھوٹی نبوت کا فتنہ چودھویں صدی کا عظیم فتنہ ہے جسے انگریز نے اپنی اغراض مشکوٰ مہ اور مقاصد مذمومہ کی خاطر جنم دیا اور پھر اس کی پشت پناہی کرتے ہوئے اسے اپنی پوری قلم رو میں پھیلایا۔ علمائے اسلام نے اس کی زندگی میں عی تعاقب شروع کر دیا جواب تک جاری ہے اور جب تک یہ فتنہ دنیا میں باقی ہے ختم نبوت کے خدام اس کا تعاقب ان شاء اللہ جاری رکھیں گے۔ سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے اللہ تعالیٰ کی ان پر کروڑوں رحمتیں نازل ہوں ۱۸۸۲ء میں اس کی تکفیر کی اور پھر جوں جوں اس کا کفر واضح ہوتا گیا تو جو علماء اس کی تکفیر میں شروع میں متعدد تھے انہوں نے بھی بالآخر بالاتفاق کفر کا فتویٰ دے کر علماء لدھیانہ کی تائید کر دی۔ مرزا قادریانی کی زندگی میں جن علماء نے اس کا ہر محاذ پر اور ہر میدان میں تعاقب اور مقابلہ کیا ان میں مولانا محمد عالم آسی، ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی، مولانا شاہ اللہ امرتسری، مولانا سعد اللہ لدھیانوی، مولانا کرم دین بھیں والے، مولانا عبدالحق غزنوی اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور حافظ محمد شفیع سنکتھروی نمایاں ہیں۔ مرزا قادریانی کی وفات کے بعد جب یہ فتنہ ایک مستقل اور منظم جماعت کی شکل اختیار کر گیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں محدث العصر حضرت سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ شیخ المدیث دارالعلوم دیوبند کو متوجہ کر دیا۔ انہوں نے علمی محسابہ کے ساتھ ساتھ جماعتی طور پر مقابلہ کرنے کیلئے مجلس احرار اسلام کے سرخیل خطیب ہند حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں

امیر شریعت مقرر کیا۔ اور ان کی پوری جماعت کو ان کے مقابلہ میں لاکھڑا کر دیا۔ میدان مناظرہ میں آپ کے فاضل شاگرد مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا محمد بدر عالم میرٹھی مہاجر مدینی، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادريس کاندھلوی اور حضرت مولانا یوسف بنوری حجمہم اللہ تعالیٰ کو تیار کر دیا۔ اسی طرح شاعر مشرق مفکر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال اور مولانا ظفر علی خاں کو بھی اس قتنہ کی سرکوبی کی طرف متوجہ کیا۔ ڈاکٹر اقبال کے والد نور محمد مرزا غلام احمد کے ابتدائی ساتھیوں میں سے تھے مگر بعد میں انہوں نے مرا غلام احمد سے لائقی ظاہر کر دی ڈاکٹر اقبال بھی ابتداء اس تحریک سے کچھ متاثر تھے مگر حضرت شاہ صاحب جب بھی لا ہور آتے ڈاکٹر صاحب کے ہاں پھر تے آپ نے ڈاکٹر صاحب پر غلام احمد کا کفر و ملال پوری طرح واضح کیا۔ آج دنیا بھر میں قادیانیت کے محاذ پر جس قدر کام ہو رہا ہے۔ یہ سب فیض حضرت سید انور شاہ شمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۱۹۳۷ء میں ہندوستان جب انگریز کے تسلط سے آزاد ہوا اور ملک تقسیم ہو کر پاکستان ایک علیحدہ مستقل ملک بنا تو قادیانیوں کو قادیان جوان کا "دارالامان" تھا چھوڑ کر پاکستان آنا پڑا۔ اور انہوں نے دریائے چناب کے کنارے ایک وسیع اراضی کارقبہ لیکر اپنا ایک گاؤں آباد کیا اور اس کا نام انتہائی دجل و فریب سے ربوہ رکھا۔ استاد محترم فائز قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کو حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے قادیان کے دفتر احرار میں قادیانیوں کی سرکوبی کیلئے مقرر کیا ہوا تھا وہ بھی پاکستان تشریف لے آئے تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ملکان میں مدرسہ تحفظ ختم نبوت قائم کیا جس میں فارغ التحصیل علماء کو رد قادیانیت کا مخصوص کورس کرانے کے لئے فائز قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو استاد اور مربی مقرر فرمایا راقم الحروف نے ۱۹۵۱ء، ۱۹۵۲ء میں ملکان مدرسہ تحفظ ختم نبوت میں داخل ہو کر تیاری کی اور تربیت حاصل کی۔ فائز قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب "کو حضرت مولانا محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ نے جو سید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تکمیل خاص تھے رذ قادیانیت کی پوری تیاری کرائی تھی۔ اور انہوں نے اپنی تمام زندگی اس قتنہ کی سرکوبی اور تعاقب میں گزار دی۔ استاد محترم بیان فرماتے تھے کہ میں مغلتوہ، جلائیں موقوف علیہ کی کتب پڑھتا تھا کہ ۱۹۳۷ء میں قادیان میں پہلی ختم نبوت کا نفر نہ منعقد ہوئی۔ میں اور استاذ محترم مولانا محمد چراغ صاحب آف گوجرانوالہ استاد و شاگرد

دونوں اس تاریخی کانفرنس میں شریک ہونے اور وہیں سے قادیانی کی کتب کے دو سیٹ خرید کر کے گوجرانوالہ، ہمراہ لے آئے۔ اور اس کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔ مدرسہ کی تعلیم وہیں چھوڑ دی اور استاد محترم کے ہمراہ قادیانیوں سے مناظرے شروع کر دیئے۔ اور پھر پوری زندگی اس دجالی فتنہ کی سر کوبی کیلئے وقف کر دی۔ استاد محترم کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ زیادہ تر تدوین کے اپنے مسلمات یعنی مرزا قادیانی کی کتابوں اور تحریروں سے کرتے تھے۔ اور مناظرہ کیلئے ایسے قواعد و ضوابط مقرر کرتے تھے جن میں وہ فریق خالف کو ایسے جائز دیتے تھے کہ وہ ہزار ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود ان سے نکل نہیں سکتا تھا۔ اسے سوائے ہزیمت اور بھاگنے کے کوئی چارہ نہیں ہوتا تھا۔ رقم نے تربیت مکمل کرنے کے بعد کتب دینیہ کی تدریس کا شغل شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ طلبہ کو روز قادیانیت کی تربیت دینی شروع کر دی۔ ہمارا شہر چنیوٹ چونکہ اس قادیانی مرکز کے بالکل پڑوس میں واقع ہے۔ اس لئے مجھے اس ذمہ داری کا احساس کر اور بھی ہوتا گیا۔

قادیانیوں کا یہ جدید مرکز جولائی ۱۹۷۸ء میں چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے مغربی کنارے پر قائم ہوا۔ اس کا نام انتہائی دجل و فریب سے ایک گہری سازش کے تحت قرآن کریم میں خطرناک قسم کی تحریف کرتے ہوئے ”ربوہ“ رکھا گیا یہ لفظ اخباروں میں پارہ میں سورۃ مونون کی آیت نمبر ۵۰ میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے ذکر میں آتا ہے کہ ہم نے انہیں ایک ”اوٹھی“ جگہ پناہ دی تھی ”ربوہ“ کسی شہر کا نام نہیں بلکہ اس سے مراد فلسطین ہے جو اوٹھی جگہ پر واقع ہے۔ اب انہوں نے قادیان ”دارالامان“ سے بھاگ کر جب یہاں آ کر یہ گاؤں نیا آباد کیا تو اس نسبت سے اس کا نام ”ربوہ“ رکھ دیا تا کہ آئندہ آنے والی تسلیم عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں جب ”ربوہ“ قرآنی لفظ پر میں تو اس سے بھی ربوبہ سمجھیں لفظ تو وہی رہا لیکن اس کا مصدق اور محل بدلتا گیا۔ یہ ایک ایسی خطرناک تحریف تھی۔ جس سے آئندہ آنے والی تسلیم جو اس جدید ربوبہ کی تاریخ سے واقع نہ ہوں گی مگر اس کی قرآن کریم کے اس مقدس لفظ کے تحفظ کلبئے کہ یہ غیر محل پر استعمال نہ ہو اور لوگ خطرناک مگر اسی سے محفوظ رہیں۔ آج سے تقریباً تیس سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کے دل میں ڈالا کہ یہ نام تبدیل ہونا چاہیے۔ چنانچہ بالآخر تیس سال کی طویل جدوجہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہم کنار فرمایا اور زندگی میں ہی یہ خبر مل گئی کہ پچاس سال بعد ۱۱ نومبر ۱۹۹۸ء کو صوبائی اسٹبلی پنجاب نے ربوبہ نام کی تبدیلی کی۔ میری اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر کے اس کا نام ”ربوہ“

بدل دیا گیا۔ اس کی پوری تفصیل ”قادیان سے چناب مگر تک“ میرے زیر تصنیف رسالہ میں ملاحتہ فرمائیں۔

دریائے چناب کے مشرقی کنارے پر پھیٹ ہے اور مغربی کنارے پر یہ قادیانیوں کی بستی ہے۔ اس لئے مجھے اس قرب و جوار کی وجہ سے حق پڑوں ادا کرنا پڑا۔ اسی لئے میں نے مدرسیں کے ساتھ ساتھ تردید قادیانیت کا فریضہ بھی سنپھال لیا تھا۔ اور تقریری، تحریری مناظرے، مبائلے ہر حاذ پر ان کا تعاقب اور مقابلہ شروع کر دیا، ساتھ ساتھ طلباء کی تربیت کا کام بھی جاری رکھا۔ میرے مشق اور حسن استاد حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی میں جب جامعہ بنوری قائم کیا تو حضرت ہر سال تعطیلات میں رد قادیانیت کی تربیت دینے کیلئے، اس احقر کو اور در رفض کیلئے استاد محترم حضرت علامہ دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کو بلا یا کرتے تھے۔ حضرت استاد محترم مولانا محمد حیات صاحب سے راقم نے جو نوش اور حوالہ جات لکھ کر کاپی تیار کی تھی وہ تو بڑی تفصیلی اور ضخیم دستاویز تھی۔ اس سے منتخب ضروری حوالہ جات نوٹ کر ادیتا تھا اور سمجھا دیتا تھا اسی طرح ملتان تنظیم اہل سنت کے دفتر میں بھی اس عاجز کی ذیبوثی لگ گئی کہ جو طلباء حضرت علامہ دوست محمد قریشی اور حضرت علامہ تو نسوی صاحب سے در فرض کی تیاری کیلئے آئیں انہیں رد قادیانیت کی بھی تیاری کرائی جائے۔ ہر سال اس طرح حوالے اور ضروری نوش تحریر کرتے رفتہ رفتہ ایک کاپی تیار ہو گئی۔ پھر اسی کاپی کی فوٹو سٹیٹ کا پیاس تیار کر کے شرکاء دورہ میں تقسیم کر دی جاتیں۔ تا کہ لکھوانے کا وقت بھی بچے اور جو طلباء لکھنے میں ”غت رابود“ کرتے ہیں اس سے بھی بچ جائیں یوں کام آسان ہو گیا اور چار چھ ماہ کا کورس دس پندرہ روز میں مکمل ہو جاتا۔ ۱۹۶۵ء میں پہلی مرتبہ مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) جانے کی سعادت حاصل ہوئی اور ایک دن میں ڈھاکہ کے تین مدارس لال باغ مدرسہ جامعہ فرقانیہ اشرف العلوم پڑاکڑا اور احمد ادی العلوم فرید آباد میں علماء اور طلبہ کو تیاری کرائی جس میں طلباء کے ساتھ ساتھ علماء مدرسین، اور شیخ الحدیث مولانا مفتی محبی الدین مولانا معز الدین صاحبان بھی باقاعدہ کاغذ قلم دوات لیکر شریک ہوتے تھے۔ اسی طرح یورپ اور بلاد افریقیہ میں بھی وقایہ فتح یہ سعادت حاصل ہوتی رہی۔ ۱۹۹۳ء میں آخری مرتبہ مولانا نوش الدین قاسمی مرحوم کے مدرسہ جامعہ حسینیہ ڈھاکہ میں بھی پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۵ء کی سال مدینہ یونیورسٹی کے طلبہ کو مسجد نبوی میں بعد نماز مغرب عشاء تک پڑھاتا تھا۔ اس سے عربی میں ترجمہ

بھی ہو گیا پھر ۱۹۸۵ء میں باقاعدہ سرکاری طور پر مدینہ یونیورسٹی کے طلباہ کو تیاری کروانے کیلئے بلا یا گیا۔ وہاں یونیورسٹی میں عصر کے بعد مغرب تک دنیا بھر کے طلباہ کو یہ تربیتی کورس کرانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بندہ نے دن رات لگا کر آٹھ دس دن میں پوری کالپی مکمل کر دی۔ پھر ۱۹۹۰ء میں ایشیاء کی عظیم یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں جو ہماری مادر علمی ہے۔ تربیتی کمپ لگایا گیا جس میں پورے ہندستان سے ہر صوبہ اور ہر ضلع کے منتخب علماء، مدرسین و خطباء کو جمع کیا گیا۔ اور خود دارالعلوم کے طلباہ اور اسامنہ بھی شریک ہوتے تھے۔ ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ شرکاء تھے میں نے اپنی تیار شدہ نوٹس والی کالپی مہتمم صاحب کو بھیج دی تھی کہ حسب ضرورت ان کی فوٹو کا پیاں کرالیں۔ لیکن چونکہ وہاں تعداد بہت زیاد تھی۔ فوٹو سینٹ مہنگی پڑتی تھی انہوں نے دو ہزار کے قریب رفی چھپوالی۔ جب بندہ فارغ ہوا تو تمام شرکاء دورہ سے باقاعدہ تحریری امتحان لیا گیا۔ اور دارالحدیث میں ایک بہت بڑے جلسہ کا اہتمام کر کے کامیاب طلباہ کو باقاعدہ سندات تقسیم کی گئیں۔ تقسیم اسناد سے قبل مختلف صوبوں کے نمائندہ علماء نے اپنے تاثرات بیان کئے۔ حضرت مہتمم صاحب نے ایک اعزازی سند اس احقر کو بھی عطا کی جو اس ناجائز کیلئے بہت بڑا اعزاز ہے جب بندہ واپس پاکستان لوٹنے لگا تو حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالپوری ناظم اعلیٰ کل ہند محلہ تحفظ ختم نبوت اور حضرت محترم قاری محمد عثمان صاحب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت جوشیع العرب والجم حضرت مدینی رحمۃ اللہ کے داماد ہیں دونوں حضرات نے اصرار کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس کالپی کو کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ رقم کو تردھا کر یہ چونکہ کتاب نہیں محض نوٹس ہیں اس کے لئے پڑھانا اور سمجھانا ضروری ہے کتاب بن جانے کے بعد اس کی تربیت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں بھی جائے گی ہر ایک ہمیں سمجھے گا کہ رذ قادیانیت میں ایک کتاب ہے کتاب پڑھ لینے سے کام حل جائیگا پھر کتابی شکل میں اس کی تحریر و ترتیب بھی نہیں تھی۔ لیکن ان حضرات کا اصرار تھا کہ اس کے باوجود یہ علماء طلباہ کیلئے بہت مفید ہے۔ آپ اس کی اجازت دیں بندہ نے ان کے اصرار کے پیش نظر اس کی اجازت دے دی اور اس کے ساتھ کچھ ہدایات بھی دیں کہ اس ترتیب سے اسے لکھا جائے۔ چنانچہ حضرت مفتی سید سلیمان منصور پوری جو حضرت مولانا مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ اور حضرت قاری محمد عثمان مظلہ کے بڑے صاحبزادہ ہیں اور شریک دورہ تھے ان کے ذمہ یہ کام لگایا گیا۔ مولانا موصوف نوجوان مستند عالم بہترین مدرس، مفتی اور صاحب قلم ہیں۔ انہوں نے اسے میری ہدایات کی

روشنی میں کتابی محل میں جمع کیا۔ اور مسودہ مجھے نظر ہانی کیلئے روانہ کیا۔ میں نے اس پر نظر ہانی کی اور ہر یہ کچھ ہدایات دے کر مسودہ والیں بیٹھ ج دیا۔ چنانچہ اسے ”رذ مرزا نیت کے زریں اصول“ کے نام سے تقریباً اڑھائی سو صفحات پر مشتمل کتابی محل میں چھاپ دیا گیا۔ اب پاکستان میں دوست احباب اور علماء کا اصرار ہوا خصوصاً علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب ہماچھر ہے اور مولانا عبدالحقیق کی صاحب ہے مکہ مکرمہ ہے کا کہ اس میں مزید اضافے کر کے اسے مستقل کتاب کے طور پر شائع کر دیا جائے۔ اور پھر اس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کر اکر اسے پھیلا یا جائے کیونکہ یہ قادیانیت کے رذ میں بہت بڑا مفید اور مفہوم بہت اختیار ہو گا۔ جس میں ان کے تمام مشہور شبہات اور مغالطات کا عقلی نعلیٰ ہر طرح سے رذ کر کے انہیں دور کیا گیا ہے اور پھر اس میں قادیانیوں سے گفتگو کرنے کا پورا اطريقہ سمجھا دیا گیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک اس کا سمجھنا اور اس کی تربیت حاصل کرنا پھر بھی بڑا ضروری اور مفید ہے۔ بہر حال رقم نے اپنے احباب اور بزرگوں کے اس اصرار پر اس کا دوبارہ بلکہ سہ بارہ مطالعہ کیا اور جن جن مقامات پر اضافہ یا اصلاح ضروری تھی اس کی نشاندہی کر دی اور بڑے استاد حضرت مولانا محمد چہار غرجہ اللہ علیہ کی کتاب ”چہار غرجہ ہدایت“ جس کا مقدمہ اس احقر نے حضرت الاستاد کے حکم پر لکھا تھا دوبارہ مطالعہ کر کے اس میں سے مفید حوالہ جات کی نشاندہی کی کہ ان کا بھی اب اس ایڈیشن میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ جامعہ کے متخصص استاد مولانا مشتاق احمد کے ذمہ لگایا کہ ان تمام حوالہ جات کو جہاں جہاں میں نے نشان لگایا ہے وہاں پر نقل کر کے اضافہ کر دیں۔ اور ہر یہ جو اضافے کئے ہیں وہ بھی اپنے اپنے مقامات پر نقل کر دیں۔ مولانا موسوف نے اپنی گمراہی میں عزیزم ملک طارق جاوید معلم درجہ تخصص سے یہ تمام کام مکمل کر اکر میرے پرداز کر دیا۔ رقم اسے اپنے الگینڈ کے سفر میں ہمراہ لایا کیونکہ ملک میں تو ایسے علمی کام کرنے کا اب وقت ہی نہیں ملتا۔ سفر ہی میں اس قسم کے کام کا موقعہ ملتا ہے چنانچہ اضافہ جات کا پہلا کام بھی الگینڈ کے سفروں میں ہی مکمل کیا تھا۔ اب اسے اس سفر میں مکمل کر کے اصلاح و ترمیم کیلئے یہ مسودہ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور اس کے لئے مستقل ماچھر کا سفر اختیار کیا۔ کیونکہ میں کوئی تحریر بھی اس وقت تک چھاپنا مناسب نہیں سمجھتا جب تک حضرت علامہ صاحب کی تقییدی نظر سے گزر کر اس کی اصلاح و ترمیم نہ ہو جائے اور ان کا مشورہ شامل نہ ہو۔ اس فن میں انہیں ایک مستند اتحاری کی حیثیت حاصل ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزاۓ خیر عطا

فرمائیں۔ اور اس کا بہترین صلدے دارین میں نصیب فرمادیں۔ انہوں نے اپنی گوتاں گوں مصروفیات سے وقت نکال کر پورا مسودہ پڑھا۔ مناسب حذف و اضافہ کیا مناسب مشورے دیئے اور میری درخواست پر اس کتاب کا ایک بسیط اور مفید مقدمہ تحریر فرمایا۔

علامہ صاحب کا مقدمہ ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے جس میں انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں مرزا غلام احمد کی سیرت و کردار کو اس کی اپنی تحریروں کے آئینہ میں پیش کر کے یہ بتایا ہے کہ ایسا شخص مجع، مہدی اور مجدد تو کجا؟ کیا ایک شریف انسان کہلانے کا بھی مستحق ہے دراصل قادریانوں سے گفتگو صرف اور صرف اسی موضوع پر ہونی چاہیے کہ جس شخص کو تم امام الانبیاء محمد مصطفیٰ کاظل اور بروز کہتے ہو جس کے نہ مانتے والے کو جہنمی کافر اور بکھریوں کی اولاد قرار دیتے ہو بلکہ اسے (العیاذ بالله) محمد ہانی اور سلیمانی اللہ علیہ وسلم سے افضل و برتر کہتے ہو۔ کیا وہ اپنی تحریروں کی روشنی میں ایک سچا، صحیح اعقل اور شریف انسان بھی ثابت ہوتا ہے؟ مرزا آئی گوریلے زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں ہر ذلت برداشت کر سکتے ہیں لیکن اس موضوع پر گفتگو کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ حیات مجع اور ختم نبوت کے موضوعات کو انہوں نے اپنے علمی مخالفوں کی چھتری بنا رکھا ہے اندر سے ان کی غرض لوگوں کو مرزا غلام احمد کے حلقة میں لانے کی ہی ہوتی ہے مقام غور ہے کہ وہ جس شخص پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں اس کی زندگی اس کے کردار و کریکٹ پر بحث کیوں نہیں کرتے آخر کیوں؟ وہ جانتے ہیں کہ وہ اپنی تحریرات کے آئینہ میں ایک پر لے درجے کا لذاب، دجال، دھوکے ہاز، عیاش، عیار، شراب، خور اور زنا کا رہیں نکلے گا۔

میری اس تدریسی دستاویز کے ۵ باب ہیں۔ باب اول مرزا غلام احمد اور اس کے دعاویٰ کے تعارف میں ہے۔ دوسرا باب اس فتنی اور تحریر باتی موضوع پر ہے کہ قادریانوں سے اگر مناظرہ کی نوبت آئے تو موضوع کی تعینیں اور موضوعات کی ترتیب کیا رکھی جائے۔ تیسرا باب مرزا غلام احمد کے دجل و کذب میں ہے چوتھا باب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول پر ہے یہ باب مسلمانوں کے سامنے اپنے اس علمی موقف کو مکولتا ہے کہ ہم رفع و نزول مجع کے کیوں قائل ہیں۔ اس میں ہمارا رخ قادریانوں کی طرف نہیں ہے ہاں میں نے اس میں ان قادریانی شبہات کو ضرور سامنے رکھا ہے جن کے سہارے وہ مسلمانوں کو ان کے پرانے اسلام سے بد گمان کرتے ہیں۔ اس باب میں قادریانی اصولاً میرے مخاطب نہیں تیسرے باب میں ان کا

دجل و کذب نپوری طرح کھل گیا ہے تو اب ان سے رفع و زوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پانچویں ہاب میں تقریباً پہلوں صفحات پر میں نے قائم نبوت پر اپنے دلائل ترتیب دیے ہیں ان میں جہاں جہاں قادریانیوں نے کوئی جرح کی ہے میں نے جواب جرح میں ان کے ہر شہر کی پوری طرح جڑ کائیں کی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد خاتمة الکتاب ہے۔

میری اس کتاب میں اگرچہ حیات میک اور قائم نبوت کے دونوں موضوعات پر بھی سیر محاصل بحث کی گئی ہے اور ان کے دجل و فریب کا پردہ چاک کر کے ان کے تمام شبہات کے منہ توڑا اور دندان لٹکن جوابات دے کر انہیں ہباء منثوراً کر دیا گیا ہے۔ لیکن اصل نکتہ اور گفتگو کا موضوع جو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا ہے وہ مرتضی قادریانی کا کردار و کریکٹر ہی ہے اور عوام الناس کو صرف اس موضوع پر ہی گفتگو کرنی چاہیے۔ اس کے کذاب دجال اور مکار ہونے کے چند دلائل میں نے بھی ذکر کئے ہیں۔ لیکن علامہ صاحب نے اپنے مقدمہ میں اس پر اپنے خصوص انداز میں خاصی روشنی ڈالی ہے۔ بعض پیشگوئیاں اور بعض حالے قارئین کرام کو مقدمہ اور کتاب میں سکر نظر آئیں گے۔ لیکن وہ تحریر "قد کرر" کی طرح ہے جس میں ایک ہی حالہ دوسری جگہ ایک دوسرے انداز میں ملے گا جس سے پڑھنے والے کا لطف و مزہ دو بالا ہو جائے گا۔ علامہ صاحب نے کتاب کا نام "رذ قادریانیت" کے زریں اصول" کی بجائے "مطالعہ قادریانیت" کے زریں اصول" تحریر فرمایا ہے۔ اب یہ اسی کتاب کا اضافہ شدہ جدید ایڈیشن ہے۔ یعنی "رذ قادریانیت" کے زریں اصول" نقشِ اول کا یہ نقشِ ثانی ہے۔

چند ضروری مدد ایامت:

اگر آپ اس تحریک الحاد (قادریانیت) کا قلع قع چاہتے ہیں تو اس کتاب کا بار بار مطالعہ کریں، اس کے اصول و قواعد اور حوالہ جات کو از بریاد کریں۔ تعین موضع اور ہر موضوع سے قبل تفیق موضع اور گفتگو کرنے سے قبل ضروری شرائط جن کی تائید کی گئی ہے ان کے طے کئے بغیر قادریانیوں سے ہرگز گفتگو شروع نہ کریں ان ہتھیاروں کو پوری جرات اور اعتقاد سے استعمال کریں اور پھر ان کی طاقت دیکھیں۔ مخالف خواہ کتنا ہی عیار کیوں نہ ہو وہ آپ کے سامنے دہم نہیں مار سکے گا۔ راہ فرار اختیار کئے بغیر اسے چارہ کا رہنیں ہو گا۔

اول تو قادیانی آپ کے پیش کردہ موضوع اور شرائط میں کو قبول کرنے کی جرأت نہیں کریں گے اور بھاگ جائیں گے۔ اور اگر اپنی سادگی سے قول کر بھی بیٹھے تو عوام کے سامنے جو ان کی ذلت و رسوائی ہوگی وہ قابل دید ہوگی۔

یہ اصول و قواعد ایک عرصہ کے تجربات کا نتیجہ ہیں کیونکہ فاتح قادیان استاد محترم حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی ان میں کھا دی اور اپنی زندگی کے تجربات کا نتیجہ ہمیں دیا۔ اور پھر میں نے تقریباً پچاس سالہ زندگی کے تجربات اور نتیجہ آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ پھر اس کے مقدمہ میں نصف صدی کی تحقیقات و تتفیعات بھی شامل ہیں جو علامہ صاحب موصوف کو مختلف مناظروں اور علمی معروفوں میں پیش آئیں ان میں آپ ایک ایک حوالے کی الٹ پلٹ دیکھیں گے۔ اب آپ اس میں جتنی محنت کریں گے اس کے اتنے ہی ثمرات آپ کو ملیں گے۔

الحمد للہ کہ اس علمی کشکول میں وہ تمام مباحث موجود ہیں جن سے کبھی کسی بھی مسلمان کو قادیانیت کے مقابلہ میں واسطہ پڑ سکتا ہے یہ اعظم اسلامی اور تاریخی و ستاویز کا تعارف ہے جس کی خدمت اللہ رب العزت نے اس بیسویں صدی عیسوی کے اخیر میں اس ناقچیز سے لی

- ۶ -

دوسری گزارش یہ ہے کہ اس سے کما حقہ فائدہ تب ہو گا جب آپ اسے مجھ فقیر سے یا میرے کسی تربیت یافتہ سے سبقاً سبقاً بھی پڑھ لیں۔ کیونکہ اس کی حکیم کیلئے ہر موضوع اور اکثر حوالہ جات پر ایک ایک تقریر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس میں اپنے تجربات اور واقعات بیان کئے جاتے ہیں اور اسے مزید روشن اور واضح کرنے کیلئے اپنے بعض مناظرے سنائے جاتے ہیں۔ جو اس کتاب میں درج نہیں اور ان کا سننے سے ہی تعلق ہے۔

تیسرا گزارش یہ ہے کہ اب جبکہ پاکستان میں بعونہ تعالیٰ قادیانیوں سے کھلے مناظروں اور جلوسوں کی صورت غلب نہیں رہی ہمارے جو دوست پاکستان میں اس فتنے کا کلی استعمال چاہتے ہیں وہ اپنے حلقتے یا شہر کے قادیانیوں کو ایک ایک کر کے اپنے دائرہ اثر میں لا لیں اور انہیں اسلام میں لانے کی پر خلوص جدوجہد شروع کریں یہ سرمایہ انگریزی سیاست میں اس امت سے چھینا گیا ہے انہیں پھر سے اسلام میں لانا یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے ہمارے جو کارکن اس راہ میں وقت لگائیں گے ان کے لئے یہ کتاب ایک کمپیوٹر کا کام دے گی آپ جس

بُن پر انگلی رکھیں گے وہیں سے چھائی ایک فوارہ بن کر آپ کے سامنے ابھرے گی اور وہ دن دور نہیں کہ انکار ختم نبوت کی پڑھ ریک بھی انہی تحریکوں میں جا بیٹھے گی جو تاریخ کے مختلف ادوار میں انھیں اور آج ان کا کمین کوئی بیرون نہیں ملتا۔

آسمان ہو گا سحر کے نور سے آئینہ بوش
اور ظلمت رات کی سیما ب پا ہو جائے گی

چوتھی گزارش یہ ہے کہ اس میدان میں کام کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسی پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ ردمرازیت پر جن کتب کی فہرست آخر میں دی گئی ہے ان کو حاصل کر کے ان کا مطالعہ بھی ساتھ ساتھ جاری رکھے۔ کیونکہ اس کتاب میں تو ان کے مشہور سوالات اور شبہات پیش کر کے ان کا ازالہ کیا گیا ہے۔ ابھی اس کے متعلق اور بہت سی چیزیں ہیں جو اس کتاب میں نہیں آسکیں۔

آخر میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے کسی بھی طور پر اس کتاب کی تالیف تصنیف تو یہ و تبیض نشر و اشاعت میں حصہ لیا۔ خصوصاً دارالعلوم دیوبند کے استاد حدبیث حضرت مفتی سعید احمد پالنپوری ناظم اعلیٰ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت سے اس پر کئی صفات کا پیش لفظ لکھنے کی گزارش کی اور میں ان کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اس پر کئی صفات کا پیش لفظ لکھ دیا۔ کتاب کو اور زیادہ معتبر بنانے کے لئے میں ملکوتوں ہوں حضرت قاری محمد عثمان صاحب جنہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے اسے مرتب کر کے کتابی شکل میں اس کا پہلا ایڈیشن پیش کیا۔ پھر حضرت فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ کی اور علامہ خالد محمود صاحب کا جنہوں نے اس میں مزید ضروری اضافے کر کے اسے مستقل کتاب بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ خصوصاً اکثر خالد محمود صاحب جنہوں نے اس کا بغور مطالعہ کر کے اس میں حذف و اضافہ کیا اور مفید مشوروں سے نوازا اور پھر اس پر ایک وسیع مقدمہ لکھ کر اس کی افادیت میں اضافہ فرمایا۔ اور اسی طرح جامعہ کے متخصص استاد مولانا مشتاق احمد کا جنہوں نے خصوصی دلچسپی لیکر میرے نشان کردہ حوالہ جات نقل کئے اور سب سے آخر میں عزیزم ملک طارق جاوید معلم درجہ شخص جس نے تو یہ و تبیض کے تمام مراحل طے کئے پھر کپوزنگ اور پروف ریڈنگ کی ذمہ داری بھی بھائی۔ پھر برخورداری عزیزم مولوی محمد الیاس نے آخری مرتبہ پروف ریڈنگ کی اور مولوی ثناء اللہ کا جنہوں نے

اپنے بھائی کے ساتھ مل کر اس کی طباعت کے تمام مرحلے باحسن طریق ملے کئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کی خدمات کو قبول فرمایا کردار میں اس کا بہترین صلنه نصیب فرمادیں اور فقیر کی اس ادنیٰ سی حیر کو شش کو مقبول و منظور فرمایا کر اسے مسلمانوں کی استقامت اور قادریاتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا میں اور اس ناچیز گنہگار اور تمام معاونین کی نجات اور شفیع المذہبین حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا وسیلہ بنا میں۔

صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد خاتم النبیین والمرسلین وعلی آلہ
واصحابہ اجمعین۔ آمین

منظور احمد چنیوٹی عقا اللہ عنہ

پیش کتاب

عارف باللہ، پیر طریقت، فضیلۃ الشیخ
 حضرت مولانا عبدالحفیظ کی صاحب، مکہ مکرمہ
 (امیر مرکز یا انٹریشنل ختم نبوت مودمنٹ)

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده
 وعلى آله وصحبه اجمعين۔

اما بعد: کہ استاذ العلماء قامع قادریانیت مناظر اسلام سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ العالی کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فتنہ قادریانیت کے استیصال کے لئے قبول فرمایا ہوا ہے۔

خود حضرت چنیوٹی مدظلہ العالی ۱۹۵۱ء سے جو کہ ان کی درس نظامی سے باقاعدہ فراغت کا سال ہے اس فتنہ خبیث کی سرکوبی میں ایسے لگے ہوئے ہیں کہ دن رات سردی، گرمی، خوشی غم اور ملک و بیرون ملک ہر جگہ اور ہر حال میں! اسی مشن کو اپنا اور ہنا بچھونا بنایا ہوا ہے۔ وہ کسی پلیٹ فارم پر ہوں کیسے ہی مجمع میں ہوں سیاسی جلسے ہوں یادیں اجتماعات دینی مدارس کی درسگاہیں ہوں یا اسکلیوں کے ہاں ہر جگہ ان کی ایک ہی پریشانی ہے کہ قادریانی فتنہ ختم ہونا چاہئے۔

دنیا کا کوئی ہی ملک ایسا ہو گا جہاں یہ فتنہ خبیثہ (قادیریانیت) ہو اور حضرت چنیوٹی وہاں نہ پہنچے ہوں۔ افریقہ کے اکثر ممالک یورپ کے ممالک امریکہ، جزائر فنی، اسٹریلیا، ہاگ

کا گنگ، بگلہ دیش، اندیاد نیا کے چاروں طرف ہر کونے میں قع قادیانیت کے لئے تشریف لے جا پچے ہیں۔ اسی لئے خواص و عوام نے انہیں ”سفر ختم نبوت“ کے لقب سے نوازا ہوا ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں پوری سرگرمی سے جوانی میں اس تحریک میں شریک رہے۔ جس کی وجہ سے چھ ماہ لا ہور بوشل جیل میں حضرت قاری رحیم بخش صاحب کی معیت میں رہنا ہوا۔ اور اسی دوران حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی میں ۱۰ اسپارے بھی حفظ کئے۔ پھر ۱۹۷۶ء کی تحریک ختم نبوت میں اس کے قائد محدث اعصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خصوصی تبلیز رشید حضرت چینیوں مظلہ العالی کو اہتمام سے سعودی عرب بھجوایا تاکہ وہاں کے علماء کو اس مسئلہ کی سنجیدگی اور اہمیت بتائیں اور دلائل سے ان کے ادھکالات کو حل کریں۔

سعودی عرب کے اسی قیام کے دوران رابطہ عالم اسلامی کی معزکتہ الاراء انٹرنیشنل کانفرنس میں باقاعدہ شریک ہوئے۔ اور جو کمیٹی ” محل ضالہ اور فرقہ باطلہ“ کے بارے میں بنی اس کے ممبر بنائے گئے اس کمیٹی میں جو حضرات تھے ان میں سے اکثریت قادیانیت کے بارے کچھ زیادہ معلومات نہیں رکھتی تھی حضرت چینیوں مظلہ العالی نے اس کمیٹی کے سامنے قادیانیت کی گمراہی اور کفریہ عقائد تفصیل سے بیان کئے جس پر پوری کمیٹی نے متفقہ طور پر قادیانیت کے کفر و ارتداد پر مہر تصدیق لگائی۔ اس کمیٹی کے سربراہ دکتور مجاهد محمد الصواف نے ایک مرتبہ اس رقم سیاہ کار کو ایک ملاقات میں جس میں کئی علماء عرب موجود تھے اس کمیٹی کی کارروائی کی تفصیل سنائی اس میں یہ بھی بتایا کہ اس کمیٹی میں پاکستان کے ایک اور ممبر بھی تھے شروع میں انہوں نے ساری کمیٹی کو متوجہ کر کے تاکید کی کہ قادیانی گروہ بذا سازشی اور مکار ہے ان کے بارے میں سخت فیصلہ نہ کیا جائے ورنہ ان کی سازشوں سے ہم میں سے کوئی محفوظ نہیں رہے گا اور خوب قادیانیوں کی دہشت گردی اور خبث و مکر کے کوائف بیان کئے۔ مگر اسی کمیٹی میں شیخ منظور احمد چینیوں نے اللہ تعالیٰ ان کو جزا خیر دے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کھوں کر بیان فرمائے اور اس وقت جو تحریک ختم نبوت پاکستان میں چل رہی تھی اس کی اہمیت تفصیل سے بتائی اور یہ کہ ہمارے اس فیصلے سے اس عظیم تاریخی تحریک کو کتنا فائدہ پہنچ گا اور حق واضح ہو گا ہمیں اس وقت اللہ کی رضا و خوشنودی کو بھی سامنے رکھنا چاہئے جب ہم حق کے مطابق فیصلہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہی ہماری ہر نوع کی حفاظت فرمائے گا۔ ڈاکٹر مجاهد محمد الصواف نے تقریباً

آدھ گھنٹہ تک اس کمیٹی کے قادیانیت سے متعلق مباحثہ کے واقعات سنائے اور اس دوران پار بار حضرت چنیوٹی کو دعا میں دیتے رہے کہ ان کی وجہ سے ہم حق کے مطابق فیصلہ کر پائے اور رابطہ عالم اسلامی نے جو قرارداد اس وقت قادیانیت کے کفر سے متعلق پاس کی اس کا اثر برآ راست تحریک ختم نبوت ۱۹۸۲ء پر پڑا جس سے ساری دنیا واقف ہے۔

پھر ۱۹۸۲ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے بھر پور کردار ادا کیا تھا کہ اس کی نتیجہ میں "امتناع قادیانیت آرڈیننس"، "مرحوم صدر محمد ضیاء الحق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جاری کیا اور پھر مرزا طاہر "قادیانیوں کا سر برآ" دم دبا کر رات کی اندھیریوں میں خفیہ طریقہ پر پاکستان سے لندن فرار ہو گیا۔ اور جب سے آج تک اپنے مرکز چتاب نگر (ربوہ) میں ایک منٹ کے لئے بھی واپس نہیں آیا۔

حضرت چنیوٹی مذکور نے ۶ جنوری ۱۹۵۶ء میں مرزا بشیر الدین محمود جو کہ متعین کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا اور نام نہاد دوسرا خلیفہ تھا کو دعوت مباہلدہ دی تاکہ عوام کو جو یہ قادیانی مختلف ہنجانڈوں سے متاثر کرتے ہیں اس کا مدارک ہو سکے۔

مسلسل سات (۷) سال تک اس سلسلہ میں خط و کتابت کے ذریعہ مباہلدہ کے شرائط وغیرہ طے ہوتے رہے مگر آخر ۲۶ فروری ۱۹۶۳ء کو حضرت چنیوٹی تمامتر سرکاری پابندیاں توڑتے ہوئے مقام مبلغہ موعود پر ٹکنچ گئے اور وہاں شام تک مرزا بشیر الدین محمود کا انتظار کرتے رہے مگر نہ وہ خود آیا نہ اس کا کوئی نمائندہ آیا اور اس طرح یہ دن ۲۶ فروری ۱۹۶۳ء مسلمانوں کے لئے دو عیدیں لیکر آیا ایک عید فتح مبلغہ اور ایک یہ کہ قدرتی طور پر یہ دن عید الفطر کیم شوال کا دن تھا۔

اس کے بعد مرزا بشیر الدین محمود جب تک زندہ رہا حضرت چنیوٹی اس کو ہر سال اہتمام سے دعوت مبلغہ دیتے رہے مگر وہ بھی سامنے نہ آیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے اور قادیانیوں کے نام نہاد تیسرے خلیفہ کو بھی ہر سال دعوت مبلغہ اہتمام سے دیتے رہے مگر وہ بھی اپنے باپ کی طرح ذلت و رسائی کا منہ لیکر اس سے راہ فرار اختیار کرتا رہا۔ پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے جانشین و بھائی مرزا طاہر احمد قادیانیوں کے نام نہاد چوتھے خلیفہ کو بھی ہر سال حضرت چنیوٹی اہتمام سے دعوت مبلغہ دیتے رہے۔ اور پھر جب ۱۹۸۳ء میں مرزا طاہر پاکستان چھوڑ کر لندن بھاگا تو ۱۹۸۵ء میں انٹرنشنل ختم نبوت کا نفرس، ویبلے کا نفرس سینٹر لندن

میں دس ہزار مسلمانوں کی موجودگی میں حضرت چنیوٹی مظلہ العالی نے بائیک دل مرزا طاہر کو دعوت مبلله کی تجدید پیدا کی۔

پھر اس کے بعد ۵۔ اگست ۱۹۹۵ء میں ہائیڈ پارک لندن میں عالم اسلام کے اکابر علماء کی میت میں حضرت چنیوٹی نے مرزا طاہر کو دعوت مبلله دی۔ اور اس خبر کو روزنامہ جنگ لندن نے پہلے صفحہ پر شہ سرفی میں چھاپا اور حضرت چنیوٹی و دیگر علماء اسلام کی فتویٰ بھی چھاپی۔ پھر جب جنگ لندن نے اگلے سال دعوت مبلله کی خبر چھاپنے سے قادیانی سازش و مکر کے تحت انکار کر دیا تو حضرت چنیوٹی نے باقاعدہ قیتاً ایک اشتہار جنگ لندن میں چھپوایا جس کی عمارت یہی:

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی طرف سے قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کو مباہلہ کا دوبارہ چیلنج

”پچھلے سال انہوں نے سالانہ کانفرنس کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے مجھ پر جھونٹا اڑام لگایا تھا کہ ”منظور چنیوٹی مبلله سے فرار کرتا رہا“ میں نے ان کے اس گمراہ کن اور انٹرنسیشن جھوٹ کی قلمی کھولنے کے لئے آئیں ۵۔ اگست ۱۹۹۵ء کو ہائیڈ پارک لندن میں آ کر مبلله کرنے کی دعوت دی تھی۔ راقم حسب اعلان اپنے ہمراهوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور انتظار کرتا رہا لیکن وہ وہاں آنے کی جرأت نہ کر سکے یوں ان کا جھوٹ پوری دنیا پر آفیکارہ ہو گیا۔

اب میں پھر انہیں دوبارہ دعوت دیتا ہوں کہ اگر اپنے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے خود چل کر جسی جگہ پر نہیں آ سکتے تو میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چل کر آپ کے مرکز میں آ کر مبلله کرنے کے لئے تیار ہوں آپ وقت اور تاریخ کا تعین کر کے مجھے پاکستان چنیوٹ کے پتہ پر اطلاع دیں میں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا تاکہ دنیا پر ایک بار پھر واضح ہو جائے کہ مبلله سے کون فرار کرتا ہے۔“

مگر ان میں سے کسی بھی دعوت مبلغہ پر نہ مرزا طاہر کو آتا تھا نہ آیا۔ اور سنائی گیا ہے کہ مرزا طاہر کو ان کے اپنے اجتماعات میں بعض قادیانی نوجوانوں نے پوچھا کہ حضرت وہ مولانا چنیوٹی کی دعوت مبلغہ کا آپ جواب کیوں نہیں دیتے جس کے جواب میں وہ آئیں باہم شائیں کرنے لگا۔

حضرت چنیوٹی تین بار پنجاب اسلامی کے ممبر منتخب ہو چکے ہیں اسلامی میں بھی ان کا بنیادی مشن بھی رہا اسلامی کے ممبروں کی ذہن سازی اور ہر موقع پر اسلام و پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی سازشوں کا پردہ چاک کرتے رہے۔ اس ذیل میں انکا آخری کارنامہ: قادیانیوں کے عالمی مرکز چناب نگر کا سابقہ محل پرمی نام (ربوہ) بننا ہے جس کے لئے حضرت چنیوٹی سمیت علماء پچاس سال سے کوشش کر رہے تھے اور اس کی تحریک اللہ تعالیٰ نے اپنے اس خوش نصیب بندے کے مقدار میں رکھی تھی حضرت چنیوٹی نے پنجاب اسلامی میں قرارداد پیش کی اور الحمد للہ سو فیصد اتفاق کے ساتھ تمام ممبران پنجاب اسلامی نے اس قرارداد کو پاس کیا کہ (ربوہ) کا نام چونکہ محل پرمی ہے اور اس سے تحریف قرآن کریم کا رذکاب ہوتا ہے اس لئے اس کا نام بدلا جائے۔ پھر الحمد للہ ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے تمامی وسیاسی جماعتوں کی تائید سے اس کا نیا نام ”چناب نگر“ پاس کر لیا اور وہی رکھ لیا گیا۔ فللہ الحمد والمنہ۔

حضرت چنیوٹی کے ختم نبوت کے میدان میں اور قع قادیانیت کے سلسلہ میں لا تعداد عظیم کارناموں میں ایک اہم کارنامہ یہ بھی ہے کہ مختلف جگہوں پر انہوں نے بے شمار علماء و فضلاء کو رد قادیانیت پر مناظرہ کرنے کی ترینگ دی۔ خود اپنے ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد میں ہر سال پندرہ روزہ تربیتی کورس ۲۵ (پینتالیس سال) سے ماشاء اللہ جاری و ساری ہے۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ کا چی میں کئی سال تک مسلسل وہاں کے فضلاء کو ترینگ کرتے رہے۔ اسی طرح انتریشنل ختم نبوت اکیڈمی فیصل آباد اور مرکزی دفتر تنظیم اہل سنت ملتان میں پچھلے کئی سال تک رد قادیانیت پر تربیتی کورس کرتے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ ملک کے متعدد مراکز و مدارس میں بھی مختلف اوقات میں اسی طرح کے تربیتی کورس کراتے رہے۔ بملکہ دیش میں بھی دو دفعہ ہزاروں علماء و فضلاء کو تربیتی کورس کروائچے ہیں۔

۱۹۸۵ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں بھی جامعہ کے ذمہ داروں کی دعوت پر

خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد کی منظوری سے وہاں کے فضلاء کو باقاعدہ رد قادیانیت پر تربیتی کورس کروایا اسی طرح مختلف اوقات میں مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر نگرانی قائم شدہ معہد اعداد الائمه والدعاۃ میں وہاں کے فضلاء کو رد قادیانیت پر تکمیل کر دیئے۔

۱۹۹۰ء میں مرکز علم و عرفان اور رشد و ہدایت دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داران کی خصوصی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے جہاں پورے ہندوستان سے دو ہزار علماء آئے ہوئے تھے جنہوں نے باقاعدہ رد قادیانیت پر تربیتی کورس کیا دارالعلوم دیوبند میں جو یہ تربیتی کمپ لگا تو اس میں حضرت چنیوٹی کی ”نوٹس کاپی“ جس کے ذریعہ سے حضرت ان تربیتی کورسوں میں محاضرات و دروس دیتے تھے ان حضرات نے لفظ کی بلکہ بعد میں اسے کتابی شکل میں چھپا دیا جس کی کچھ تفصیل حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالپوریؒ نے اپنے پیش لفظ میں بیان فرمائی ہے۔

اس پر حضرت چنیوٹی پر مختلف حضرات کی طرف سے اصرار ہوا کہ اس اہم دستاویز پر نظر ہانی فرمائے کرتے کتاب کی شکل میں باقاعدہ اس کی اشاعت کی جائے اور کتاب کی صورت میں چھپاؤنے کے ذیل جو جو ترمیم یا حذف و اضافہ کرنا ہو وہ فرمادیں تاکہ چھپا کر عمومی فائدہ کے لئے اہتمام سے اسے شائع کر دیا جائے۔

حضرت چنیوٹی مدظلہ العالی نے بہت اہتمام سے اپنے مشاغل عالیہ کثیرہ سے وقت فارغ کر کے اس کی نظر ہانی فرمائی۔ اور کتابی شکل میں مطلوبہ ترامیم و حذف و اضافہ فرمایا۔ اس کے علاوہ مفکر اسلام، محقق دوران حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی نے بھی ایک وقیع مقدمہ اس عظیم علمی تحقیقی دستاویز کے لئے تحریر فرمایا۔ حضرت علامہ خالد محمود زندگی کے مختلف مراحل میں اس عظیم مشن ثقہ نبوت و قبح قادیانیت میں حضرت چنیوٹی کے رفیق سفر و حضرہ ہے ہیں۔ یہاں بھی یہ وقیع مقدمہ لکھ کر رفاقت و تعلق کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات حسین نسیرین کے انوار و برکات و فیوض سے امت کو تادریج ممتنع فرمادے اور ان کو صحبت و عافیت و قوت و بہت سے نواز کر اپنے قرب خاص سے نوازے آئیں اور یہ عظیم دستاویز حضرت چنیوٹی مدظلہ العالی کی ساری عمر کی محنت و کاوش تجربہ و تحقیق علمی کا نچوڑ و خلاصہ ہے امت مسلمہ اور بالخصوص محققین اور فرقہ باطلہ کے ساتھ مناظرہ کا شغف رکھنے والے علماء امت کے لئے نادر سرمایہ ہے۔

ضرورت ہے کہ اس عظیم علمی دستاویز کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے زیادہ سے زیادہ اسے پھیلایا جائے۔ ان شاء اللہ ہماری اثریت کی نسبت میں نبوت موسیٰ منش جس کے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مرکزی جزل سید بیڑی و قادر ہیں۔ ان سلسلہ میں پوری پوری کوشش کرے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت چنیوٹی کی کما حقہ قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے اس علمی خزانے و دیگر خزانوں سے بھر پور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آئیں۔

حضرت کو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمام امت مسلمہ کی طرف سے جزاً خیر عطا فرمائے اور ان کو اپنے قرب خاص و محبوبیت کے اعلیٰ درجات سے نواز کر اس کتاب کو اپنے ہاں قبولیت سے سرفراز فرمائے آئیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا
محمد خاتم النبیین و سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ
وازواجہ و اتباعہ اجمعین و بارک وسلم تسليماً والحمد لله
اولاً و اخراً۔

كتبه الفقير الى ربه الکريم

عبد الحفیظ المکی

مقدمہ

از

حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب (ماچستر)

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى! اما بعد!

اسلام اللہ تعالیٰ کا اتنا راہوادین ہے۔ اور وہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم اس کی مرکزی علمی دستاویز ہے۔ اور اس کے بارے میں انا لله لحافظون ایک صریح وعدہ ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ کی خدمت حفاظ کرام اور قراء حضرات نے کی حدیث کی حفاظت محدثین اور ائمہ رجال نے کی، کتاب و سنت کے مفہوم اور معانی کی حفاظت مفسرین کرام اور شارحین حدیث و فتنے نے کی، اور دین میں الحاد کی راہ نکالنے والوں اور تحریف دین کی چال چلنے والوں کا تعاقب مناظر میں اسلام نے کیا اور انہوں نے اسلام کی شاہراہوں پر پوری استعداد سے حفاظت کے پھرے دیئے۔

قرآن کریم نے خردی تھی کہ اس امت میں ایسے لوگ بھی انجیں گے جو دین میں الحاد کی راہ چلیں گے اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ ہم پرخنی نہ رہیں گے۔ ان الذين يلحدون في آياتنا لا يخفون علينا۔ (۲۳ پ ۷۰ جم جدہ ۱۹۷۰)

(ترجمہ) ”بے شک جو لوگ ہماری آیات میں نیز ہمی راہ چلیں گے وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں۔“

جو لوگ کھلے طور پر اسلام کے خلاف ہیں وہ کفر عناد میں ہیں اور جو ظاہر اسلام کا نام لیتے ہیں اور اسلام کی شرح و تفصیل میں اسلام کی جزیں کاشتے ہیں وہ کفر الحاد کے مجرم ہیں۔ مگر دونوں مگر ہیں کوئی قسم کے ہوں۔ کفر الحاد کے مجرمین کا مکانہ بھی جہنم ہی ہے۔ ان کا ظاہری اقرار اسلام انہیں کچھ فائدہ نہ دے سکے گا۔ قادیانی لاکھ مرتبہ کلمہ اسلام پڑھیں اور ظاہر انمازیں بھی ادا کریں وہ کفر الحاد کے مجرم ہیں اور مناظرین اسلام کی مختتوں سے اب ان کا کفر کسی پر چھپنا نہیں رہا۔ اور یہ بات بھی کسی پر چھپنے نہیں کہ جہنم میں گرایا جانے والا بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن اُن میں ہو۔

اب جو بھی راہ چاہوا اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہیں۔
افمن يلقى فى النار خير ام من ياتى اهنا يوم القيمة اعملوا ما شئتم
انه بما تعملون بصير۔

(ترجمہ) بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن اُن وامان سے آئے جو چاہو سو کرو جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ (از حضرت تھانوی) یہ آیت تاریخی ہے کہ کفر الحاد کے مجرمین بھی کافروں میں سے ہیں۔ ان کا بھی مکانہ جہنم ہے۔ انہیں قیامت کے دن اُن نصیب نہ ہو گا۔ حدیث میں ان طہدین کے خلاف اشہنے والوں کو خواہ یہ روائف میں سے ہوں یا خوارج میں سے بشارت دی گئی ہے کہ انہیں اپنے اعمال پر وہ تقریروں کی صورت میں ہوں، یا مناظروں کی صورت میں، تحریکوں کی صورت میں ہوں، یا انعروں کی صورت میں (ان میں ہاتھ چلتے ہیں) ایسے سب اعمال پر اجر و ثواب اس شرح سے ملے گا جو دور اول کے مسلمانوں کو ان کی طاعات پر ملتا تھا۔

سبحان اللہ! عجیب شان کرم ہے کہ عمل اس پندرھویں صدی کا اور اجر اس پہلے دور کا۔ وہ کون لوگ ہوں گے جو اس عنایت سے سرفراز کیتے جائیں گے اس کا جواب اس حدیث میں ہے جسے حضرت امام تیقی عبد الرحمن بن علاء الحضری سے روایت کرتے ہیں۔

حدثنى من سمع البىنى صلى الله عليه وسلم يقول انه سيكون فى آخر هذه الامة قوم لهم مثل اجر اول لهم يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقاتلون أهل الفتن۔ (دلائل النبوة جلد ۶ ص ۵۱۳)

(ترجمہ) یہ حدیث مجھے اس شخص نے سنائی جس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے

ہوئے سنا کہ اس امت کے آخری دور میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہیں ان کے اعمال کا ثواب پہلے دور کے لوگوں کی شرح کے مطابق ملے گا۔ یہ لوگ ہوں گے جو امور بالمعروف اور نہیں عن المنکر کرتے ہوں گے اور اہل فتن سے معرکے بھی لگاتے ہوں گے۔

اس حدیث میں اہل فتن سے مراد خوارج، رواضش، معتزلہ اور دیگر سب اہل بدعت ہیں اور ان سے مقابلہ اور معرکہ جنک کی صورت میں نہیں، تقریروں اور مناظروں کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ مجدد مائہ دھم ملا علی فاری لکھتے ہیں:

(یقانیون) ای باید یهم او بالستہم (اہل الفت) ای من البغاة

والخوارج والروااضش وسائل اہل البدعة۔ (مرقات جلد اس ۳۶۹)

(ترجمہ) وہ لڑیں گے فتنہ پیدا کرنے والوں سے۔ وہ باغی ہوں یا خارجی یا رافضی اور دیگر سب اہل بدعت۔ اہل حق ان سے اپنے ہاتھوں سے بھی مقابلہ کریں گے اور انی زبانوں سے بھی (تقریروں اور مناظروں سے) ان کا پورا تعاقب کریں گے اللہ کی راہ میں صحیح بات کہنے سے جہاد تک کی بھی نوبت پہنچے تو جاہد اس سے گریز پائی نہیں کرتا۔ یہ وہ جہاد ہے جسے کلمہ حق عند سلطان جائز کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المعجاهد من جاحد نفسم او قال في الله عزوجل۔ (رواه احمد حدیث ۲۲۸۲۶)

(ترجمہ) مجہود ہے جس نے اپنے نفس سے جہاد کیا (اپنے کو نفس کی رغبوتوں سے روکا) یا اللہ کے دین کے بارے میں کوئی حق ایسی بات کی۔

اللہ کے دین میں حق کی بات کہنا یہی تو وہ مشکل ہے جس سے اہل بدعت اپنے حوم سے خائف ہوتے ہیں کیونکہ ان کی کچھ حوم سے نیسیں بھی وابستہ ہوتی ہیں۔ جنہیں وہ نہ قربان کر سکتے ہیں اور نہ حق کی بات کہہ سکتے ہیں۔

اسلام میں جہاد صرف جہاد بالسیف ہی نہیں۔ اپنے نفس سے جہاد کرنا اور نفس کو مجہود ہے لانا یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں۔ جس طرح یا ایک جہاد ہے اسی طرح اللہ کی راہ میں حق بات کہنا بھی ایک جہاد ہے اور یہ وہ عمل ہے جس پر اجر پہلے دور کے اعمال کے اجر کی شرح سے ملے گا۔

انگریزی دور میں بر صغیر کا سب سے بڑا فتنہ

انگریزی دور میں بر صغیر پاک و ہند کا سب سے بڑا نظری فتنہ قادیانیت رہا ہے، ہم

یہاں وہ وجہ ذکر کرتے ہیں جن کے باعث یہ فتنہ وقت کا سب سے بڑا فتنہ ہتا۔

ظاہر ہے کہ فتنہ جتنا بڑا ہو گا اس کی سرکوبی میں اتنی مشکل ہو گی اور اس راہ کی مشکلات اس راہ کے عازیوں کو چاروں طرف سے گیرے میں لیں گی تاہم یہ حقیقت ہے کہ اگر اللہ رب العزت کا وعدہ حفاظت قرآن (انا لہ لحافظون) اس امت کے شامل حال نہ ہوتا تو اس فتنہ کی پسپائی بہت مشکل تھی۔

وہ وجہ جن کے باعث یہ وقت کا سب سے بڑا فتنہ بنا

(۱) اس فتنہ نے ایک ایسے خاندان میں جنم لیا جو سالہا سال سے بدیشی حکومت کیلئے آنکھیں بچارا تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت کی طرف سے جو مراعات اس خاندان کو انکھیں وہ اس حکومت کی اس رعایا کو نہ مل سکتی تھیں جو اس بدیشی حکومت کو ہندوستان سے نکالنا بھی اپنے قومی فرائض میں سے سمجھتے تھے۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس صورت حال سے دوچار تھے۔ تحریک آزادی ہند میں وہ انگریز حکومت سے لڑ رہے تھے اور تحفظ اسلام کے لئے وہ اسلام میں داخل کئے جانے والے بیرونی انکار سے فکری جنگ رکھتے تھے۔

(۲) فتنہ قادیانیت سے پہلے ہندوستان میں مسلمانوں میں تحریک آزادی رائے تیزی سے چل چکی تھی اور مسلمانوں کا ایک مستقل فرقہ سامنے آچکا تھا جو اس بات کا مدعا تھا کہ قرآن و حدیث سمجھنے میں ہمیں پہلے علماء محققین کی بیروی کی ضرورت نہیں۔ ہم قرآن و حدیث کو نئے سرے سے سوچنے کی خود استعداد رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس زمین میں جب مرزاغلام احمد قرآن و حدیث کوئی تشریحات مہیا کرے گا تو یہ زمین بہت جلد نئے برگ دبار سے لہلہائے گی اور دین میں تحریک آزادی رائے قادیانیت کو تازہ خون مہیا کرے گی اور یہ پوداؤنوں میں ایک مضبوط درخت بن جائے گا یہ وہ زمین تھی جس میں قادیانیت کا شیج بوبیا گیا۔ مرزاغلام احمد کتاب و سنت کو نئے معنی مہیا کرنے میں شمشیر بکلف تھا۔ انہے اربعہ کی تقلید میں رہ کر اسے یہ مانی کا رروائی کرنی بہت مشکل تھی۔

وہ خود لکھتا ہے:

”پس سوچو اور سمجھو کہ جس شخص کے ذمہ اسلام کے ۳۷ فرقوں کے نزاعوں کا فیصلہ کرنا ہے کیا وہ مخفی مقلد کے طور پر دنیا میں آ سکتا

(تخد گلزادہ قدیم ص ۳۲ روحانی خزانہ ج ۷ ص ۱۵۷)

مرزا غلام احمد نے جو اپنے آپ کو غیر مقلدین میں رکھا یعنی اس لئے کہ اسے براہ راست قرآن و حدیث سے استدلال کرنے کا موقع ملتا رہے۔

(۳) حضورؐ کی شخصیت کریمہ کو برابر کی سطح پر لے آنا

مسلمان حضورؐ کی محبت اور عقیدت میں بہت حساس واقع ہوئے ہیں۔ آنحضرتؐ کی عزت پر قربان ہونا مسلمانوں میں ایک بہت بڑا اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے دلوں سے اس جذبہ محبت کو نکالنے کیلئے مرزا غلام احمد نے مسلمانوں کو ایک دوسرا مقابل نظریہ دیا کہ حضورؐ اپنے اس دوسرے بروز میں اپنی پہلی حیثیت سے بہت بڑھ کر ہیں اور آپؐ کی وہ بروزی صورت میں ہوں اس میں صاف طور پر حضورؐ کی شخصیت کریمہ کو گرانے کا نتیجہ زیرِ لب تھا جو اس شخص نے بڑی آب و تاب سے گایا اور بہت کم لوگ یہ سمجھ پائے کہ یہ شخص ایک گھری سوچ سے مسلمانوں کے دلوں سے حضورؐ کی عظمت (بعد از خدا بزرگ توں قصہ منقر) نکالنے کے درپے ہے۔ اسلام کی آبرو اب تک کبھی اس پیاری میں نہ لوٹی گئی تھی۔ جس سے اب مسلمان دو چار تھے بہر حال مرزا غلام احمد نے برلا کھا۔

روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تک
میرے آنے سے ہوا کامل مجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ حصہ بیجم مص ۱۱۲، روحانی خزانہ جلد ۲ ص ۱۳۳)

مرزا غلام احمد کی زندگی میں اس کے ایک شاخوان نے کہا اور قادیانی کے اخبار الہدر ۱۹۰۶ء کے ص ۱۲۵ پر یہ لفظ چھپی۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاہ میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھنے قادیانی میں۔

یہ لفظ نہوں الدین اکمل آف گولڈی گجرات کی ہے جو اس نے فرم شدہ مرزا قادیانی کو پیش کی اور شاباش حاصل کی۔ لیکن اب جو اکمل صاحب کا دیوان شائع ہوا ہے اس میں پوری لفظ تو ص ۵-۶ پر موجود ہے لیکن یہ پورا اس میں سے نکال دیئے گئے ہیں جو صریح خیانت ہے۔ (از پنیوں)

حضور کی شخصیت کریمہ کے برابر کسی دوسری شخصیت کو لانا یہ کھیل اب تک کسی فرقہ سے نہ کھیلا گیا تھا۔ سو قادیانیت اسلام کی سابقہ صدیوں سے بڑھ کر ایک فتنہ تھا جس کی مثال اول و آخر نہیں ملتی۔ یہ فتنہ ہے جس میں خود حضور ﷺ کی شخصیت کریمہ زیر بحث لائی گئی۔

(۴) قادیانی فتنہ مکہ و مدینہ کے تعاقب میں:

مسلمانوں میں آپس میں جتنے اختلافات پہلے سے تھے ان میں کوئی فتنہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مرکزیت کے خلاف نہ تھا قادیانی فتنہ نے براہ راست مکہ و مدینہ کو اپنی لپیٹ میں لیا۔ مرزا غلام احمد کے سامنے قادیان کو مکہ مکرمہ کے برابر تھہرا�ا گیا اور اسے اس پر ذرا بھی غیرت نہ آئی۔ مرزا قادیانی نے کہا۔

زمینِ قادیان اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

(درشین اردو ص ۵۲)

مرزا بشیر الدین محمود نے اور کھل کر بات کہہ دی۔

”مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو چکا ہے۔“

(حقیقت الرویاء ص ۳۶)

(۵) عہدوں اور ملازمتوں میں قادیانیوں کو ترجیح:

پڑھے کہے نوجوانوں کو اعلیٰ ملازمتوں اور اعلیٰ داخلوں کے لئے کبھی اس طرح کی بھی داڑھی رکھنی پڑتی جو افسروں میں قادیانی ہونے کا نشان سمجھی جاتی تھی۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں ان لوگوں کے لئے جو انتہائی ضرورت مند اور محتاج ہوتے اپنے ایمان کو بچانا اور ایسے خطرناک موقع سے نجٹھنا خاصاً مشکل ہوتا ہو گا۔

کئی اور وجہ بھی ہوں گی جن کے پیش نظر انگریز حکومت بر صیر میں قادیانیت کو فروع دینا چاہتی تھی اور یہ بات تو کسی سے مخفی نہ ہو گی کہ یہ پوداں کے ہی ہاتھوں کا گایا ہوا تھا۔

قادیانیت کا پودا انگریزوں نے کس طرح کاشت کیا

انگریزوں نے کس طرح قادیان میں یہ پودا کاشت کیا اس کیلئے ان چند امور کو جانے کی اشد ضرورت ہے۔

(۱) ہندوستان کے ب्रطانوی عہد میں والیان ریاست انگریزوں کے دل سے وفادار تھے۔ انہیں یوں سمجھا جائے جیسے وائرائے دہلی کے سامنے صوبوں کے گورنر ہوتے ہیں۔ کشمیر کی مسلم ریاست میں راجہ ہری سنگھ کی حکومت تب ہی تھی کہ راجہ بذات خود انگریزی عملداری کا دکیل تھا۔ انگریز ہم کی پشت پناہی کے بغیر اتنی بڑی مسلم ریاست کس طرح راجہ کے زیر حکومت رہ سکتی تھی۔ انگریزوں نے جو کام لینا ہواہ ان والیان ریاست کے ذریعہ باسانی لے سکتے ہوں گے۔

(۲) ریاست جموں و سیالکوٹ ساتھ ساتھ ہیں۔ مہاراجہ کشمیر کے شاہی طبیب بھیرہ (صلح سرگودھا) کے ایک حکیم تھے۔ ان کا نام نور الدین تھا۔ مرزا غلام احمد قادیان میں کچھ شرمناک کاموں میں ملوث ہوئے اور قادیان چھوڑ کر مجبوراً سیالکوٹ آگئے اور ڈپٹی کمشز سیالکوٹ کی کچھری میں بطور عرضی نولیں ملازم ہو گئے۔ یہیں حکیم نور الدین اور مرزا غلام احمد میں دوستی ہوئی اور پھر ایسا وقت آیا کہ مرزا غلام احمد جب قادیان آئے تو کچھ وقت کے بعد حکیم نور الدین بھی قادیان آگئے۔ حکیم نور الدین قرآن و حدیث کے عالم تھے الحدیث مسلم رکھتے تھے اور مرزا غلام احمد سیالکوٹ میں عملیات میں لگ گئے معلوم ہوتا ہے مرزا صاحب کو عملیات پر حکیم صاحب نے ہی لگایا ہوگا۔

اس لائن میں جو مشقیں کرنی پڑتی ہیں حکیم صاحب ان ریاضتوں کی محنت نہ کرنا چاہتے تھا انہوں نے مرزا صاحب کی سادگی سے فائدہ اٹھا کر انہیں اس طرف لگادیا۔

(۳) مرزا غلام احمد اور حکیم نور الدین میں اس وقت کس کی شہرت زیادہ تھی حکیم نور الدین تو مہاراج کے شاہی طبیب تھے اور مرزا غلام احمد اس وقت گمانی کی حالت میں تھا۔ کیونکہ وہ قادیان سے سیالکوٹ محفض اس لئے آگیا تھا کہ اب اسے قادیان رہنے میں شرم محسوس ہوتی تھی۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص خود گمانی میں وقت بر کر رہا ہو ڈپٹی کمشز کے دفتر میں معمولی عرضی نولیں ہواں کی وائرائے ہند تک کینے رسانی ہو گی اس میں مرکزی کردار حکیم نور الدین ہی ہو سکتے ہیں۔ مرزا کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۳ء سے ۱۸۷۵ء تک ہے۔

(۴) حکیم نور الدین کی نشاندہی پر راجہ ہری سنگھ کو مرزا غلام احمد کا پتہ چلا اور راجہ ہری سنگھ سے وائراء تک یہ بات پہنچی کہ ایک سادہ شخص ایسا مل گیا ہے جو حق ہونے کا دعویٰ کرے اور جہاد کو منسون خ قرار دے۔ اپنے عملیات کے مل بوتے وہ کچھ شعبدے دکھائے اور اسے کچھ ایسے لوگ مل جائیں جو اسے اپنا حضرت اور خیر مان لیں۔ یہ وہ ترتیب تھی جس سے اس پودے کی برطانیہ کے حق میں کاشت ہوئی۔

(۵) انگریزوں نے قادیانی میں یہ پودا اس طرح کاشت کیا اس کے لئے کچھ اس قسم کے دستاویزی ثبوت (Documentary Evidence) بھی چاہئیں:

(الف) مرزا غلام احمد کی ارباب اقتدار (وہ کوئی راجہ ہو یا گورنر) کے ہاں اس طرح کبھی طلب ہوئی ہو کہ اسے وہاں کچھ مال و در ملے گا اور مرزا غلام احمد نے اسے ظاہر اخلاق و فقار جانا ہو۔

(ب) درپار عالی میں وہ طلبی حکیم نور الدین کی وساطت سے ہوئی ہو۔

(ج) حکیم نور الدین نے اس باب میں مشورے دینے ہوں کہ اس قسم کا دعویٰ کیا جائے یا اس قسم کا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصل آسانی دھوکے کبھی دینیوں دوستوں کے مشورے سے نہیں ہوتے سو اگر حکیم نور الدین کے مشوروں کا کہیں ثبوت مل جائے تو ہماراں بات کی تقدیم ہو جاتی ہے کہ یہ ایک سیاسی کھیل تھا جو ہندوستان کی زمین میں مذہب کے نام پر کھیلا گیا۔

(د) پھر مرزا غلام احمد نے براہ راست ملکہ و کشور یہ سے بھی کوئی خط و کتابت شروع کی ہو۔

اب دیکھیں کہ یہ سب صورتیں کس طرح ایک ایک کر کے پوری کی گئیں۔

(۱) مہاراجہ کشمیر کی مرزا غلام احمد سے ملنے کی خواہش

مرزا غلام احمد کا بینا بشیر احمد حکیم نور الدین کے حوالے سے لکھتا ہے۔ حکیم صاحب نے مرزا صاحب کو لکھا:

”اگر حضور یہاں تشریف لا سکیں تو مہاراج حضور کی ملاقات کی خاص رکھتے ہیں۔“

(سیرت محدث، جلد اول ص ۹۷۶)

وہ کس بات کے لئے ملنے کی خواہش رکھتے تھے شاید زیادہ دریک بیٹھیں یہ بات چھپی
نہ رہ سکے۔

مرزا صاحب ان دنوں کوئی ایسی مشہور شخصیت نہ تھے کہ اوپر کے درجے کے حکمران
ان سے ملنے کی خواہش کریں یہ کوئی پروگرام تھا جو حکیم نور الدین کی وساطت سے طے ہو رہا تھا۔
قادیانی کہتے ہیں کہ یہ ملاقات کی خواہش کسی دادودہش یا رقم دینے کیلئے نہ تھی بلکہ ایسی تھی جیسے
بعض حکمران بزرگوں سے نیازمندی سے ملتے ہیں۔ ہم جواباً کہتے ہیں کہ اگر یہ ملاقات کسی لین
دین کیلئے نہ تھی۔ تو مرزا صاحب نے اس کے جواب میں یہ کیوں لکھا یا۔ بئسیں الفقیر علی
باب الامیر اس جملے سے پتہ چلتا ہے کہ حکیم نور الدین نے کس جہت سے دربار میں غلام احمد
کا تعارف کرایا ہوا گا۔ وہ دادودہش کی ایک راہ نہ تھی تو یہ تجویز اور کس لئے تھی۔

(۲) حکیم نور الدین کا غلام احمد کو دعویٰ مسیحیت میں مشورہ دینا

مرزا غلام احمد اپنے ایک خط میں اپنے مخدوم حکیم نور الدین کو لکھتا ہے:
جو کچھ آنحضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دشمنی حدیث کے مصدقہ کو علیحدہ چھوڑ کر
الگ مثل مسح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟
”درحقیقت اس عاجز کو مثل مسح بننے کی حاجت نہیں۔“

(مکتبات احمدیہ جلد ۵ ص ۸۳-۸۵)

آسمانی دعوؤں میں یہ آپس کے مشورے کس صورت حال کا پتہ دیتے ہیں؟ اگر یہ
پوچھیم نور الدین کا کاشت کردہ نہیں تو بتائیے کہ وہ یہ مشورے کیوں دے رہا ہے؟ پھر اس خط
کے خط کشیدہ الفاظ مثل مسح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے صاف بتا رہے ہیں کہ یہاں ظاہر کے پیچے
کوئی بہت گہرا باطن کا فرمایا ہے جس کی نگرانی مہاراجہ شمسیر کے ذمہ تھی اور وہ اپنے ہر پروگرام اور
اصرام کا سلسلہ و اسرائے دہلي سے قائم کیئے ہوئے تھا۔ مرزا غلام احمد کے تمام دعاوی اس کی حاجات پر مبنی تھے
یہ کوئی آسمانی عنایات نہ تھیں ورنہ یہاں حاجت کی لفی کرنے کے کیا معنی؟

۱۔ مخدوم اس لئے کہ اُنہی سے تو اوپر کی فتوحات کا سلسلہ کھلا دنہ ظاہر احکیم صاحب مرزا صاحب کے ظیفہ تھے۔

(۳) قادیانیوں کا وائر اے ہند کے نام خط

۲۲ مارچ ۱۹۲۳ء کو قادیانیوں کا ایک وفد ملی میں لاڑو لکھنؤ سے ملا۔ اس میں یہ ایڈریس وائر اے ہند کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

جتاب عالی جماعت احمدیہ کا یاسی مسلک ایک مقررہ شاہراہ ہے جس سے وہ کبھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتے اور وہ حکومت کی فرمانبرداری اور امن پسندی ہے۔

(الفضل ۱۱۲ پر ۱۹۲۲ء)

شاہراہ کے کہتے ہیں وہ راہ جو شاہ نے بتائی ہو حکومت نے جماعت کیلئے جو راہ عمل طے کیا تھا جماعت اب تک اسی مقررہ رستے پر چلی آرہی ہے۔

(۲) مرزا غلام احمد کے ملکہ و کٹوریہ کے نام خط سے چند اقتباسات

۱) ”جو عالی جتاب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگستان و ہند دام اقبالہ بالقباہ کے حضور میں تقریب جلسہ جو بیلی شصت سالہ بطور مبارکہ کا و پیش کیا گیا ہے۔
مبارک!! مبارک!! مبارک!!!“

اس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا۔ کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگستان کی شصت سالہ جو بیلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے سرست ہوئی کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محنتیہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکہ کا و پیش خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے۔“

(تحفہ قیصریہ میں ۱۔۲۔۳۔ جلد ۱۲ ص ۲۵۲-۲۵۳)

۲) ”اے قیصرہ و ملکہ معظمہ! ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جتاب الہی میں جمعکتے ہیں۔ اور ہماری روصلیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احمدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔ اے اقبال مند قیصرہ ہند! اس جو بیلی کی تقریب پر ہم اپنے دل اور جان سے تجھے مبارکہ دیتے ہیں۔“ (ایضاً میں ۱۔۲۔۳۔ جلد ۱۲ ص ۲۶۶)

۳) ”میں اس (اللہ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت

کے نیچے جگہ دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام صحیح اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے پرسب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اوز گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔“

(ایضاً ص ۳۲۳۱۔ خ جلد ۱۲ ص ۲۸۲-۲۸۳)

(۴) ”میرے والد صاحب مرزا غلام مرتفقی مرحوم..... سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جان ثار تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر کے ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سوار ان بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر کوئی ۱۸۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سار تک اور بھی مدد دینے کو طیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گذری۔ اور پھر ان کے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکھر یا عیمده ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھے سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس گورنمنٹ کی کچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گور ہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلایاں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطینیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاوں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت۔ مجھے سے ظہور میں آئی۔ کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔“ (ستارہ قیصر یہ میں ۳۲۳۱، ۳۲۳۲، ۳۲۳۳، ۳۲۳۴، ۳۲۳۵، ۳۲۳۶، ۳۲۳۷، ۳۲۳۸، ۳۲۳۹، ۳۲۴۰، ۳۲۴۱، ۳۲۴۲، ۳۲۴۳، ۳۲۴۴، ۳۲۴۵، ۳۲۴۶، ۳۲۴۷، ۳۲۴۸، ۳۲۴۹، ۳۲۴۱۰، ۳۲۴۱۱، ۳۲۴۱۲، ۳۲۴۱۳، ۳۲۴۱۴، ۳۲۴۱۵، ۳۲۴۱۶، ۳۲۴۱۷، ۳۲۴۱۸، ۳۲۴۱۹، ۳۲۴۲۰، ۳۲۴۲۱، ۳۲۴۲۲، ۳۲۴۲۳، ۳۲۴۲۴، ۳۲۴۲۵، ۳۲۴۲۶، ۳۲۴۲۷، ۳۲۴۲۸، ۳۲۴۲۹، ۳۲۴۳۰، ۳۲۴۳۱، ۳۲۴۳۲، ۳۲۴۳۳، ۳۲۴۳۴، ۳۲۴۳۵، ۳۲۴۳۶، ۳۲۴۳۷، ۳۲۴۳۸، ۳۲۴۳۹، ۳۲۴۴۰، ۳۲۴۴۱، ۳۲۴۴۲، ۳۲۴۴۳، ۳۲۴۴۴، ۳۲۴۴۵، ۳۲۴۴۶، ۳۲۴۴۷، ۳۲۴۴۸، ۳۲۴۴۹، ۳۲۴۴۱۰، ۳۲۴۴۱۱، ۳۲۴۴۱۲، ۳۲۴۴۱۳، ۳۲۴۴۱۴، ۳۲۴۴۱۵، ۳۲۴۴۱۶، ۳۲۴۴۱۷، ۳۲۴۴۱۸، ۳۲۴۴۱۹، ۳۲۴۴۲۰، ۳۲۴۴۲۱، ۳۲۴۴۲۲، ۳۲۴۴۲۳، ۳۲۴۴۲۴، ۳۲۴۴۲۵، ۳۲۴۴۲۶، ۳۲۴۴۲۷، ۳۲۴۴۲۸، ۳۲۴۴۲۹، ۳۲۴۴۲۱۰، ۳۲۴۴۲۱۱، ۳۲۴۴۲۱۲، ۳۲۴۴۲۱۳، ۳۲۴۴۲۱۴، ۳۲۴۴۲۱۵، ۳۲۴۴۲۱۶، ۳۲۴۴۲۱۷، ۳۲۴۴۲۱۸، ۳۲۴۴۲۱۹، ۳۲۴۴۲۲۰، ۳۲۴۴۲۲۱، ۳۲۴۴۲۲۲، ۳۲۴۴۲۲۳، ۳۲۴۴۲۲۴، ۳۲۴۴۲۲۵، ۳۲۴۴۲۲۶، ۳۲۴۴۲۲۷، ۳۲۴۴۲۲۸، ۳۲۴۴۲۲۹، ۳۲۴۴۲۳۰، ۳۲۴۴۲۳۱، ۳۲۴۴۲۳۲، ۳۲۴۴۲۳۳، ۳۲۴۴۲۳۴، ۳۲۴۴۲۳۵، ۳۲۴۴۲۳۶، ۳۲۴۴۲۳۷، ۳۲۴۴۲۳۸، ۳۲۴۴۲۳۹، ۳۲۴۴۲۴۰، ۳۲۴۴۲۴۱، ۳۲۴۴۲۴۲، ۳۲۴۴۲۴۳، ۳۲۴۴۲۴۴، ۳۲۴۴۲۴۵، ۳۲۴۴۲۴۶، ۳۲۴۴۲۴۷، ۳۲۴۴۲۴۸، ۳۲۴۴۲۴۹، ۳۲۴۴۲۵۰، ۳۲۴۴۲۵۱، ۳۲۴۴۲۵۲، ۳۲۴۴۲۵۳، ۳۲۴۴۲۵۴، ۳۲۴۴۲۵۵، ۳۲۴۴۲۵۶، ۳۲۴۴۲۵۷، ۳۲۴۴۲۵۸، ۳۲۴۴۲۵۹، ۳۲۴۴۲۶۰، ۳۲۴۴۲۶۱، ۳۲۴۴۲۶۲، ۳۲۴۴۲۶۳، ۳۲۴۴۲۶۴، ۳۲۴۴۲۶۵، ۳۲۴۴۲۶۶، ۳۲۴۴۲۶۷، ۳۲۴۴۲۶۸، ۳۲۴۴۲۶۹، ۳۲۴۴۲۷۰، ۳۲۴۴۲۷۱، ۳۲۴۴۲۷۲، ۳۲۴۴۲۷۳، ۳۲۴۴۲۷۴، ۳۲۴۴۲۷۵، ۳۲۴۴۲۷۶، ۳۲۴۴۲۷۷، ۳۲۴۴۲۷۸، ۳۲۴۴۲۷۹، ۳۲۴۴۲۸۰، ۳۲۴۴۲۸۱، ۳۲۴۴۲۸۲، ۳۲۴۴۲۸۳، ۳۲۴۴۲۸۴، ۳۲۴۴۲۸۵، ۳۲۴۴۲۸۶، ۳۲۴۴۲۸۷، ۳۲۴۴۲۸۸، ۳۲۴۴۲۸۹، ۳۲۴۴۲۹۰، ۳۲۴۴۲۹۱، ۳۲۴۴۲۹۲، ۳۲۴۴۲۹۳، ۳۲۴۴۲۹۴، ۳۲۴۴۲۹۵، ۳۲۴۴۲۹۶، ۳۲۴۴۲۹۷، ۳۲۴۴۲۹۸، ۳۲۴۴۲۹۹، ۳۲۴۴۲۱۰۰، ۳۲۴۴۲۱۰۱، ۳۲۴۴۲۱۰۲، ۳۲۴۴۲۱۰۳، ۳۲۴۴۲۱۰۴، ۳۲۴۴۲۱۰۵، ۳۲۴۴۲۱۰۶، ۳۲۴۴۲۱۰۷، ۳۲۴۴۲۱۰۸، ۳۲۴۴۲۱۰۹، ۳۲۴۴۲۱۱۰، ۳۲۴۴۲۱۱۱، ۳۲۴۴۲۱۱۲، ۳۲۴۴۲۱۱۳، ۳۲۴۴۲۱۱۴، ۳۲۴۴۲۱۱۵، ۳۲۴۴۲۱۱۶، ۳۲۴۴۲۱۱۷، ۳۲۴۴۲۱۱۸، ۳۲۴۴۲۱۱۹، ۳۲۴۴۲۱۲۰، ۳۲۴۴۲۱۲۱، ۳۲۴۴۲۱۲۲، ۳۲۴۴۲۱۲۳، ۳۲۴۴۲۱۲۴، ۳۲۴۴۲۱۲۵، ۳۲۴۴۲۱۲۶، ۳۲۴۴۲۱۲۷، ۳۲۴۴۲۱۲۸، ۳۲۴۴۲۱۲۹، ۳۲۴۴۲۱۳۰، ۳۲۴۴۲۱۳۱، ۳۲۴۴۲۱۳۲، ۳۲۴۴۲۱۳۳، ۳۲۴۴۲۱۳۴، ۳۲۴۴۲۱۳۵، ۳۲۴۴۲۱۳۶، ۳۲۴۴۲۱۳۷، ۳۲۴۴۲۱۳۸، ۳۲۴۴۲۱۳۹، ۳۲۴۴۲۱۴۰، ۳۲۴۴۲۱۴۱، ۳۲۴۴۲۱۴۲، ۳۲۴۴۲۱۴۳، ۳۲۴۴۲۱۴۴، ۳۲۴۴۲۱۴۵، ۳۲۴۴۲۱۴۶، ۳۲۴۴۲۱۴۷، ۳۲۴۴۲۱۴۸، ۳۲۴۴۲۱۴۹، ۳۲۴۴۲۱۵۰، ۳۲۴۴۲۱۵۱، ۳۲۴۴۲۱۵۲، ۳۲۴۴۲۱۵۳، ۳۲۴۴۲۱۵۴، ۳۲۴۴۲۱۵۵، ۳۲۴۴۲۱۵۶، ۳۲۴۴۲۱۵۷، ۳۲۴۴۲۱۵۸، ۳۲۴۴۲۱۵۹، ۳۲۴۴۲۱۶۰، ۳۲۴۴۲۱۶۱، ۳۲۴۴۲۱۶۲، ۳۲۴۴۲۱۶۳، ۳۲۴۴۲۱۶۴، ۳۲۴۴۲۱۶۵، ۳۲۴۴۲۱۶۶، ۳۲۴۴۲۱۶۷، ۳۲۴۴۲۱۶۸، ۳۲۴۴۲۱۶۹، ۳۲۴۴۲۱۷۰، ۳۲۴۴۲۱۷۱، ۳۲۴۴۲۱۷۲، ۳۲۴۴۲۱۷۳، ۳۲۴۴۲۱۷۴، ۳۲۴۴۲۱۷۵، ۳۲۴۴۲۱۷۶، ۳۲۴۴۲۱۷۷، ۳۲۴۴۲۱۷۸، ۳۲۴۴۲۱۷۹، ۳۲۴۴۲۱۸۰، ۳۲۴۴۲۱۸۱، ۳۲۴۴۲۱۸۲، ۳۲۴۴۲۱۸۳، ۳۲۴۴۲۱۸۴، ۳۲۴۴۲۱۸۵، ۳۲۴۴۲۱۸۶، ۳۲۴۴۲۱۸۷، ۳۲۴۴۲۱۸۸، ۳۲۴۴۲۱۸۹، ۳۲۴۴۲۱۹۰، ۳۲۴۴۲۱۹۱، ۳۲۴۴۲۱۹۲، ۳۲۴۴۲۱۹۳، ۳۲۴۴۲۱۹۴، ۳۲۴۴۲۱۹۵، ۳۲۴۴۲۱۹۶، ۳۲۴۴۲۱۹۷، ۳۲۴۴۲۱۹۸، ۳۲۴۴۲۱۹۹، ۳۲۴۴۲۲۰۰، ۳۲۴۴۲۲۰۱، ۳۲۴۴۲۲۰۲، ۳۲۴۴۲۲۰۳، ۳۲۴۴۲۲۰۴، ۳۲۴۴۲۲۰۵، ۳۲۴۴۲۲۰۶، ۳۲۴۴۲۲۰۷، ۳۲۴۴۲۲۰۸، ۳۲۴۴۲۲۰۹، ۳۲۴۴۲۲۱۰، ۳۲۴۴۲۲۱۱، ۳۲۴۴۲۲۱۲، ۳۲۴۴۲۲۱۳، ۳۲۴۴۲۲۱۴، ۳۲۴۴۲۲۱۵، ۳۲۴۴۲۲۱۶، ۳۲۴۴۲۲۱۷، ۳۲۴۴۲۲۱۸، ۳۲۴۴۲۲۱۹، ۳۲۴۴۲۲۲۰، ۳۲۴۴۲۲۲۱، ۳۲۴۴۲۲۲۲، ۳۲۴۴۲۲۲۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴، ۳۲۴۴۲۲۲۵، ۳۲۴۴۲۲۲۶، ۳۲۴۴۲۲۲۷، ۳۲۴۴۲۲۲۸، ۳۲۴۴۲۲۲۹، ۳۲۴۴۲۲۲۱۰، ۳۲۴۴۲۲۲۱۱، ۳۲۴۴۲۲۲۱۲، ۳۲۴۴۲۲۲۱۳، ۳۲۴۴۲۲۲۱۴، ۳۲۴۴۲۲۲۱۵، ۳۲۴۴۲۲۲۱۶، ۳۲۴۴۲۲۲۱۷، ۳۲۴۴۲۲۲۱۸، ۳۲۴۴۲۲۲۱۹، ۳۲۴۴۲۲۲۲۰، ۳۲۴۴۲۲۲۲۱، ۳۲۴۴۲۲۲۲۲، ۳۲۴۴۲۲۲۲۳، ۳۲۴۴۲۲۲۲۴، ۳۲۴۴۲۲۲۲۵، ۳۲۴۴۲۲۲۲۶، ۳۲۴۴۲۲۲۲۷، ۳۲۴۴۲۲۲۲۸، ۳۲۴۴۲۲۲۲۹، ۳۲۴۴۲۲۲۳۰، ۳۲۴۴۲۲۲۳۱، ۳۲۴۴۲۲۲۳۲، ۳۲۴۴۲۲۲۳۳، ۳۲۴۴۲۲۲۳۴، ۳۲۴۴۲۲۲۳۵، ۳۲۴۴۲۲۲۳۶، ۳۲۴۴۲۲۲۳۷، ۳۲۴۴۲۲۲۳۸، ۳۲۴۴۲۲۲۳۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۲۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۲۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۲۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۲۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۲۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۲۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۲۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۲۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۲۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۳۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۳۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۳۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۳۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۳۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۳۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۳۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۳۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۳۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۳۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۴۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۴۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۴۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۴۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۴۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۴۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۴۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۴۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۴۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۴۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۵۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۵۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۵۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۵۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۵۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۵۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۵۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۵۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۵۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۵۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۶۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۶۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۶۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۶۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۶۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۶۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۶۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۶۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۶۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۶۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۷۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۷۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۷۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۷۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۷۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۷۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۷۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۷۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۷۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۷۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۸۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۸۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۸۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۸۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۸۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۸۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۸۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۸۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۸۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۸۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۹۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۹۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۹۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۹۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۹۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۹۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۹۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۹۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۹۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۱۹۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۰۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۰۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۰۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۰۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۰۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۰۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۰۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۰۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۰۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۰۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۱۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۱۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۱۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۱۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۱۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۱۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۱۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۱۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۱۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۱۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۲۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۲۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۲۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۲۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۲۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۲۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۲۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۲۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۲۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۲۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۳۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۳۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۳۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۳۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۳۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۳۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۳۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۳۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۳۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۳۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۴۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۴۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۴۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۴۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۴۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۴۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۴۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۴۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۴۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۴۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۵۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۵۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۵۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۵۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۵۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۵۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۵۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۵۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۵۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۵۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۶۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۶۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۶۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۶۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۶۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۶۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۶۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۶۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۶۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۶۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۷۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۷۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۷۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۷۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۷۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۷۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۷۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۷۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۷۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۷۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۸۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۸۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۸۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۸۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۸۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۸۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۸۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۸۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۸۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۸۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۹۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۹۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۹۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۹۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۹۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۹۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۹۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۹۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۹۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۲۹۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۰۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۰۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۰۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۰۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۰۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۰۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۰۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۰۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۰۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۰۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۱۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۱۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۱۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۱۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۱۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۱۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۱۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۱۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۱۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۱۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۲۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۲۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۲۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۲۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۲۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۲۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۲۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۲۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۲۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۲۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۳۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۳۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۳۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۳۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۳۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۳۵، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۳۶، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۳۷، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۳۸، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۳۹، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۴۰، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۴۱، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۴۲، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۴۳، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۴۴، ۳۲۴۴۲۲۲۴۳۴

ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھلتا جاتا ہے۔ اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو متع موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نور انی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ ”(ایضاً ص ۷۶۔ جلد ۵ ص ۱۷۶)

(۲) ”اے ملکہ معظمه قیصرہ ہند! خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرے عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیرے ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی را ہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں۔ تا تمام ملک کو شکن بھار بناؤیں۔ شری رہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا۔ اور بذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعا میں آپ کیلئے آب روائی کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں۔ بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اے با برکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیرے عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پر ہیزگاری اور پاک اخلاق اور صلحگاری کی را ہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔“ (ایضاً ص ۹۰۔ ۱۲۰۔ جلد ۱ ص ۱۱۹۔ ۱۲۰)

قارئین کرام! آپ نے قیصرہ ہند ملکہ و کشوریہ کے نام مرزا قادیانی کے خطوط کے چند اقتباسات پڑھے۔ یہ وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو فخر کائنات سرورد دو عالم ﷺ کا اعلیٰ اور بروز کہتا ہے بلکہ محمد ثانی ہونے کا دعویدار ہے (معاذ اللہ) اس کے پیروکار اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل مانتے ہیں۔ وہ ایک کافر عورت کی جو کہ اسلام اور مسلمانوں کی علائیہ دشمن ہے، کس قدر چاپلوسی اور خوشامد کر رہا ہے۔ اس سے کس قدر التجا میں اور اس کے لئے مخلصانہ دعا میں کر رہا ہے۔ اپنی اور اپنے باپ دادا کی انگریز کے لئے خدمات کا کس انداز میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

دوسری طرف سید دو عالم ﷺ (جن کے ظل اور بروز بلکہ عین ہونے کا مرزا قادریانی دعویٰ کرتا ہے) کا قیصر روم کے نام خط ملا حظہ فرمائیں کہ اس میں کتنا بدبہ اور شان و شوکت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کسی حکمران کے نام ایسا خوشامد انہ خط کبھی نہیں لکھا جبکہ مرزا قادریانی نے خوشامد کی دوڑ میں اچھے خاصے خوشامد یوں کوئی مات کر دیا ہے۔

ع ہبیں تفاوت راہ از کجا است تا کجا

اب ذرا مرزا غلام احمد کا اپنا اعمال نامہ بھی دیکھتے چلیں۔

(۱) مرزا غلام احمد نے کن شرمناک کاموں کے باعث قادریان چھوڑا؟

مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پیش وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پیش وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادریان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھر اتارا پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر (سات سو) فتحم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعود اسی شرم سے واپس گھر نہیں آئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپی کشنز کی پکھری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۳۲۳)

مرزا غلام احمد کو گھر آتے شرم کس بات پر آ رہی تھی اس بات پر کہ وہ سات سو کی رقم ادھر ادھر کن برے کاموں میں صرف کی۔

(۲) مرزا غلام احمد کے عملیات میں ایک عمل

جب آنکھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے پنے لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو..... ہم نے یہ وظیفہ ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے..... اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادریان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر

کرو اپس لوٹ آتا چاہیے اور مژر کرنہیں دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کی ساتھ واپس لوٹے اور ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ جلدی چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کرنہیں دیکھا۔

(سیرت المهدی حصہ اول ص ۱۷۸)

رات گذر گئی اور وہ دن بھی آگیا جب آنھم کی موت کی معیاد پوری ہو گئی اور وہ نہ مرا۔ کنوں میں پھینکے سب دانے بیکار گئے تاہم اس سے اتنا پتہ تو ضرور چلا کہ مرزا صاحب کے ذہن میں آنھم کی زندگی کا آخری دن وہی تھا اور اس آنھم کی موت کے وہ اسی دن منتظر تھے۔ اگر صورت واقعہ کوئی اور ہونی تھی تو کیا پھر مرزا صاحب کو اس کا اس آخری دن تک پتہ کیوں نہ چل سکا؟

مرزا غلام احمد کا اس عمل میں استاد کون تھا؟

مرزا غلام احمد کے اکثر عملیات عورتوں سے منقول تھے آپ کا یہ عمل جو درست واقع نہ ہوا یہ مرزا صاحب نے حکیم نور الدین کی بیوی سے لیا تھا مرزا بشیر احمد پیر سراج الحق نعمانی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جب آنھم کی پیشگوئی کی معیاد تحریک آئی تو الہیہ صاحبہ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہتا ہے کہ ایک ہزار ماش کے دانے لے کر ان پر ایک ہزار دفعہ سورۃ السم تو کیف پڑھنی چاہیے اور پھر ان کو کسی کنوں میں ڈال دیا جائے اور پھر واپس منہ پھیر کر نہ دیکھا جائے۔ یہ خواب حضرت خلیفہ اول نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا اس وقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے اور عصر کا وقت تھا حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس خواب کو ظاہر میں بھی پورا کر دینا چاہیے کیونکہ حضرت کی عادت تھی کہ جب کوئی خواب خود آپ یا احباب میں سے کوئی دیکھتے تو آپ اسے ظاہری شکل میں بھی پورا کرنے کی سعی فرماتے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر بھی اسی خیال سے حضرت نے ایسا فرمایا۔ (سیرت المهدی حصہ دوم ص ۷)

جب مرزا صاحب حکیم نور الدین کی الہیہ کے بھی اتنے تابع تھے تو اندازہ کریں کیا آپ خود حکیم صاحب کو بھی اپنا استاد نہ سمجھتے ہوں گے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ حکیم صاحب موصوف آپ کو آپ کے دعوؤں کے بارے کہ کیا دعویٰ کیا جائے اچھے اچھے مشورے دیتے تھے ہاں یہ

بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ یہ عمل کوئی اثر نہ دکھا سکا اور آئتم مقررہ میعاد میں نہ مرا۔

(موعظہ عبرت) عورتوں کی پیروی میں چلنے والوں کا ایسی حال ہوتا ہے

بعض قادیانی اس عمل کے نادرست ہونے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس عمل میں ماش کے دانے لینے تھے مرزا صاحب نے غلطی سے پنے کے دانے لے لئے ماش کے دانے لئے ہوتے تو آئتم ضرور مقررہ میعاد میں مر جاتا۔

خواب کو ظاہری شکل میں پورا کرنے کی عادت

یہ عمل سر ابر فطرت کے خلاف ہے کسی شخص کو احتلام ہوا تو وہ صحیح کسی کے گھر پیغام بھجوائے گا کہ احتیاط لے۔ فسل کر لیں رات ہم ملے تھے۔ نعوذ بالله من هذه الخرافات۔ مرزا صاحب اگر خواب کو ظاہری شکل میں بھی پورا فرماتے تھے تو غور کجھے آپ نے اپنا مندرجہ ذیل روایا کس طرح ظاہر اپورا کیا ہوگا۔

ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا میں محمد حسین کے مکان پر گیا ہوں میں کیا دیکھتا ہوں کہ محمد حسین ہمارے مقابل پر پہنچا ہے اور اس وقت مجھے اس کا سیاہ رنگ معلوم ہوتا ہے اور بالکل برہنہ ہے۔ پس مجھے شرم آئی کہ میں اس کی طرف نظر کروں۔ پس اسی حال میں وہ میرے پاس آگیا وہ بہت نزدیک آیا اور بغلگیر ہو گیا۔

(سراج منیر ص ۰۷، روحانی خزانہ جلد ۱۲ ص ۸۰، تذکرہ ص ۲۲۲)

کیا مرزا صاحب نے صحیح مولانا محمد حسین سے کہڑے اتارنے اور برہنہ ہو کر اسے اپنے سے بغل گیر ہونے کی دعوت دی ہو گی یہ قادیانیوں کے سوچنے کی بات ہے کہ مرزا صاحب کس طرح خواب کو ظاہر اپورا کیا کرتے تھے۔

اندازہ کجھے ہندوستان میں انگریزی عہد میں کن کن خلاف فطرت باتوں کو دین فطرت میں داخل کرنے کی سعی کی گئی۔ تا ہم یہ صحیح ہے کہ اہل اسلام نے اس فتنے کے اٹھنے میں اس کا پوری طرح تعاقب کیا اور اس سے بھی انکار نہیں کہ اس فتنے نے مسلمانوں کو اپنے قوی وجود اور اپنے عقیدہ کے تحفظ میں ایک نئی زندگی بخشی۔ علماء اسلام جو پہلے ان معروکوں کے خوگزند تھے اس فتنے کی سرکوبی کیلئے اٹھے اور خوب اٹھے یہاں تک کہ اپنے اختلافات میں جو آپس میں

کلیتہ جدا ہو چکے تھے اور ان کے آپس میں ملنے کی بھی توقع نہ رہی تھی اس فتنہ کے تعاقب میں پھر آپس میں آٹے اور ملتِ اسلامی میں پھر ایک تازہ بہار آگئی۔

علماء میں مناظروں اور کانفرنسوں کا عام رواج نہ تھا حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے عیسائیوں سے بیشک مناظرے ہوئے۔ علماء اسلام بیشک آریوں کے مقابل بھی نبرد آزمائے ہے تاہم مسلمانوں میں مناظروں کا عام رواج نہ تھا۔

قادیانیوں نے کچھ وکلاء کو مذہبی تربیت دی اور خادم حسین گجراتی ایک وکیل کو علماء کے سامنے لاکھڑا کیا اس پر علماء کو بھی وہ پیرا یہ بیان اختیار کرنا پڑا۔ اب ان میں بھی بہت سے مناظر پیدا ہو گئے جنہوں نے قادیانیوں کو مختلف محاذوں پر پے در پے گلستیں دیں۔

علماء نے جلسہ کے مقابل جلسہ کانفرنس کے مقابل کانفرنس، رسالہ کے مقابل رسالہ مناظرہ کے مقابل مناظرہ کر کے عام مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی یہاں تک کہ انگریزی دور میں بھی بہت سے ناچ سر کاری عدالتوں میں لشخ ہوئے اور تقسیم ہند سے پہلے ہی مسلم معاشرہ قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے چکا تھا اور انگریز حکومت اس پر کچھ نہ کر سکی تھی۔

مسلمان اپنی تاریخ کے پہلے ادوار میں بھی ایسے کئی جھوٹے مدعاں نبوت کو دیکھ چکے تھے اور ان میں ایسے بھی کئی ہوئے جنہیں کچھ عرصے کیلئے اپنے حلقوں میں شوکت و قوت بھی حاصل رہی۔

مسلمانوں کو قادیانیوں کے خلاف اٹھنے سے جہاں یہ بیداری طی وہاں ایک دوسرا فائدہ بھی ہوا وہ یہ کہ مختلف فرقے جو آپس میں کلیتہ ایک دوسرے سے جدا ہو چکے تھے انہیں ایک نقطہ وحدت میسر آ گیا جس پر آ کر وہ بھی اپنے ایک ملت ہونے کا مظاہرہ بھی کر سکیں۔ یہاں تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کہنا پڑا۔ ”اے بذات فرقہ مولویاں!“ گویا اب یہ سب ایک ہو چکے تھے۔

ان مولویوں کا ایک مجاز پر اکٹھا ہو جانا یہاں تک کہ سب اس مسئلے میں ایک دکھائی دیں اور مختلف بھی انہیں ایک فرقہ سمجھے۔ مسلمانوں کو یہ خیر مرزا غلام احمد کی وجہ سے حاصل ہوئی حضرت امیر شریعت دیوبندی مسک کے تھے۔ وہ جب اس میدان میں نکلے تو صاحبزادہ فیض الحسن صاحب بریلوی، حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی الہمدیث اور مولانا مظہر علی اظہر (شیعہ)

سب ان کی قیادت میں جمع ہو گئے۔

ایک سوال:

اگر قادریانوں کے خلاف سب امت ایک ہو بھلی تھی تو قائد اعظم کو کیوں اس کا پتختہ نہ چلا؟ اس کیلئے اس صورت واقعہ کو سما میں رکھیں جس میں ظفر اللہ خان وزیر خارجہ بنائے گئے۔

قائد اعظم کی ظفر اللہ خان پر نظر انتخاب

قادیانی بسا اوقات پوچھتے ہیں کہ اگر قادریانی واقعی متفق علیہ کافر تھے تو قائد اعظم نے ظفر اللہ خان کو پاکستان کا وزیر خارجہ کیوں بنایا؟

پوچھتے ہیں کہ اگر قادریانی واقعی متفق علیہ کافر تھے تو قائد اعظم نے ظفر اللہ خان کو پاکستان کا وزیر خارجہ کیوں بنایا اور پاکستان کی مصلحت تھی کہ کچھ وقت کیلئے سابقہ حکومت (انگریزی حکومت) کے ایک ایک آدمی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہیے اثدیا نے (باد وجود یہ کہ کا انگریزیں ہمیشہ انگریزوں کے خلاف رہی تھی) لارڈ ماؤنٹ بیشن کو اپنا پہلا گورنر جزل بنایا اور پاکستان نے ظفر اللہ خان کو۔ اور یہ محض اس لئے تھا کہ ظفر اللہ خان انگریزوں کے آدمی ہیں۔ اس لئے نہیں تھا کہ قائد اعظم اسے مسلمان سمجھتے تھے ایسا ہوتا تو ظفر اللہ خان کو قائد اعظم کے جنازہ سے اس سردمبری کا مظاہرہ نہ کرتا جو اس نے جنازہ نہ پڑھ کر کیا۔

پاکستان کا سب سے پہلا سیاسی مسئلہ

پاکستان بننے جب چھ سال ہو گئے تو یہاں پہلا سیاسی مسئلہ اٹھا کہ قادریانوں کو آئین میں بھی ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے یہ حضرت مولا ناصید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کا اس مسئلے سے خلوص تھا کہ پاکستان بننے ہی مجلس احرار اسلام نے سیاست سے کنارہ کش ہو کر خلصتہ اسی مسئلہ پر اپنی زندگی مرکوز کر دی اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے جو کچھ کہا تھا وہ ہو کر رہا اور قادریانی اس ملک میں قانونی طور پر بھی غیر مسلم تھے۔ حضرت شاہ صاحب کی یہ آواز صرف پاکستان میں نہیں دنیا کے مختلف گوشوں میں سن گئی۔ سعودی عرب پہلے سے ہی رابطہ عالم اسلامی کے (۱۹۷۲ء) کے تاریخی اجتماع میں امماک سے بالاتفاق قادریانوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد منظور کراچکا تھا اب افریقی امماک میں بھی اس کی پہلی

گیمیا نے کر دی ہے۔

پاکستان میں جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور مرتضانا صراحتی میں اپنے موقف کو ثابت نہ کر سکا تو اس وقت بھی اس تحریک کی قیادت حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری کے شاگرد حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کر رہے تھے یہ گویا وہی آواز تھی جو حضرت شاہ صاحب کی تھی۔ اور جس کی کامیابی کیلئے آپ نے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ”کو امیر شریعت مقرر کیا تھا۔

پاکستان بننے سے مرزا غلام احمد کا کذب اور نمایاں ہوا

مرزا غلام احمد نے قادیانی کو دارالامان قرار دیا تھا۔ مرزا غلام احمد کی زندگی میں قادیانیوں کا اخبار ”بدر“ تھا، اس کی ۱۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت کے ص ۱۲ پر قادیانی کا ذکر دو مقامات پر اس طرح ہے۔

- (۱) حکیم فضل دین بھیرہ سے جلد قادیان پہنچیں اس کے لئے لکھا ہے ”اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو کامیابی کے ساتھ جلد واپس دارالامان پہنچائے۔“
- (۲) قادیانی شاعر اکمل کی نظم بھی بدر کے اسی صفحہ پر ہے۔

امام اپنا عزیزو اس زمان میں
غلام احمد ہوا دارالامان میں
غلام احمد مسیح سے ہے افضل
بروز مصطفیٰ ہو کر جہاں میں

مرزا غلام احمد کہتا ہے مجھے ۱۹۰۳ء کو الہام ہوا من دخلہ کان امنا۔
اس پر مرزا غلام احمد نے کہا میں قادیان کیلئے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا۔

(احجم ۲۲۔ اپریل ۱۹۰۳ء تذکرہ م ۵۱۲)۔

مرزا بشیر احمد نے سیرت المہدی کے ٹائپیل پر بھی یہی نام قادیان دارالامان لکھوایا۔
یہ ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی۔

قادیانی آر گن ”افضل“ کے ہر صفحہ پر آپ روزنامہ افضل قادیان دارالامان لکھا پائیں گے۔

یہ دارالامان کب تک رہا ۱۹۳۷ء تک۔ مرزا غلام نبی جانباز مرحوم نے بتایا کہ میں اس وقت قادیان تقاضہ سکھوں نے قادیانیوں کو ان کے گھروں سے نکالا اور بہشتی مقبرہ کی آبروریزی بھی کی۔ مرزا صاحب نے دیکھا کہ قادیانی اب پاکستان کی طرف دوڑ رہے تھے اور مژمڑ کر دارالامان کی طرف دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے اچھا دارالامان ہے جس میں نہ امن ہے نہ امان ہے۔

پاکستان آ کر مرزا بشیر الدین محمود نے جھنگ کی جس زمین کو اپنا مرکز بنایا اس کا نام ”ربوہ“ رکھا۔ قرآن کریم میں یہ ایک اونچائیلہ کا ذکر ہے۔ جس کی طرف حضرت مسیح اور مریم کو پناہ لیتی تھی۔

وَاوِيهِمَا إِلَى رَبُّوْهَ ذَاتِ قَوَارِ وَمَعِينٍ

مرزا محمود کا اس جگہ کا نام ربوبہ رکھنا بتاتا ہے کہ وہ بھی سکھوں سے بھاگتے اسے قادیانیوں کی پناہ گاہ بھتنا تھا اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اب قادیان دارالامان نہ رہا۔

۶۰

مرزا کا الہام ۱۸۹۱ء: اخراج منه الیزیدیوں۔ (ازالہ اوہام ص ۱۷۲، ۱۷۳ تذکرہ ص ۱۸۱)

اس کا ترجمہ مرزا غلام احمد نے یہ کیا اس میں (قادیانی میں) یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ یزید مورخین کے نزدیک اس باب میں معروف ہوا کہ باپ سے حکومت بیٹھے کوٹی۔ اسلام میں جو ایک روحانی سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اب نسب میں آ گیا۔ قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں بھی مرزا غلام احمد کے پیروؤں میں نسب پرستی آ جائے گی چنانچہ مرزا محمود مرزا ناصر اور مرزا اطہر تینوں نبیتی امتیاز سے سر برداہ بنے۔

مگر مرزا غلام احمد کا ذکر کورہ ترجمہ صحیح نہیں یہ مراد ہوتی تو عبارت یوں ہوتی اخراج فيه

الیزیدیوں۔

ازالہ اوہام تذکرہ کی عبارت بتلاتی ہے کہ جن لوگوں کو یہاں سے لکھا پڑا (مرزا محمود اور اس کے ساتھی) وہ سب یزیدی فطرت کے ہیں۔ جو قادیان سے خود نہیں نکلے (جیسے مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین نکلے تھے بلکہ نکالے گئے۔ نکالنے والے سکھ تھے اور قادیان کو دارالامان کہنے والے یہاں سے بھاگ رہے تھے۔

قادیان کا ۱۹۳۷ء میں قتل و فساد کا مرکز رہنا کیا غلام احمد کی کملی تکذیب نہیں کہ

دارالامان میں بھی امان نہ رہے۔

مرزا بشیر الدین کی پیشگوئی بھی غلط نکلی

مرزا غلام احمد روئے زمین پر قادیان کے برابر کسی جگہ کونہ سمجھتا تھا۔

کل مقابر الارض لا تقابل هذه الارض۔ (تذكرة ص ۷۰)

مرزا بشیر الدین محمود نے اب جور بوجہ کو اپنی جائے امان قرار دیا تو چاہیے تھا کہ اب تو قادیانیوں کو واقعی اس میں امن نصیب ہوتا، لیکن کیا کہ اس باپ کی طرح بیٹے کی پیشگوئی بھی غلط نکلی۔ نہ قادیان دارالامان رہ سکا نہ ربوجہ ان کیلئے جائے پناہ بن سکا۔ اب جو مرزا طاہر رات کی تاریکی میں ربوجہ سے نکلے تو سید ہے لندن پہنچے۔ بر صغیر پاک و ہند کے یہ وہ بد نصیب ہیں جنہیں اب تک آزادی کا ایک لمحہ نصیب نہیں ہوا۔ متعدد ہندوستان میں انگریزوں کے غلام، پاکستان میں مسلمانوں کے غلام اور لندن میں پھر انگریزی سلطنت کے سامنے میں آئے۔ سکھ تو پھر بھی تحریک آزادی میں کچھ دن چلے اور ابھی تک چل رہے ہیں۔ لیکن ان بد نصیبوں کی آزادی کیلئے کبھی بغض بخشنہ پھڑکی۔ انہوں نے ہمیشہ انگریزوں کی غلامی میں اپنی عزت محسوس کی۔

قادیانیوں کے ساتھ یہ سب کچھ اپنے باپ کے ایک الہام کے تحت ہوا

مرزا بشیر الدین محمود کہتا ہے: جب قادیان کی زندگی احمدیوں کے لئے اس قدر تکلیف دہ تھی کہ مسجد میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے آنے سے روکا جاتا تھا۔ اُس وقت مجھے حضرت مسیح موعود نے بتایا مجھے دکھایا گیا ہے کہ یہ علاقہ اس قدر آباد ہو گا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی۔ (الفضل و فروری ۱۹۳۲ء)

مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ قادیان لاہور کے مغرب تک جا پہنچے گا۔ اور موجودہ لاہور قادیان (جدید) کے مشرق کی طرف ہو جائے گا۔ غلام احمد لکھتا ہے:

قادیان جو ضلع گردaspur پنجاب میں ہے جو لاہور سے گوشہ مغرب اور جنوب میں واقع ہے وہ دمشق سے ٹھیک ٹھیک شرقی جانب واقع ہے۔

(ضمیر خطبہ الہام میں ص ۲۲، رخ جلد ۱۶، ص ۲۲)

رقم المعرف ان دنوں لا ہور میں ہے اور یہ مغربی ہنگاب ہے۔ قادیان مشرقی ہنگاب میں ہے لا ہور سے مغرب کی طرف نہیں۔

یہی نہیں بلکہ قادیان کی اس قدر ترقی ہو گئی کہ اس کے مشرق میں جانے والے لوگوں کو لا ہور کا کچھ پتہ نہ رہے گا۔ یہ گاؤں یکسرنا پیدا ہو جائے گا ان کی وجہ اہلی تذکرہ میں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کے نام سے فرمایا تھا:

”میں قادیان کو اس قدر وسعت دوں گا کہ لوگ کہیں گے

لا ہور بھی کبھی تھا۔“ (تذکرہ ص ۸۱۵)

مرزا بشیر الدین محمود اپنے باپ کے ان تمام الہامات کو جھوٹا کرتے ہوئے لا ہور پہنچا قادیان میں اس کو امن نہ ملا اس نے چک ڈھنگیاں (موجودہ نام چناب نگر) میں پناہ لی۔ وہاں ان کی اپنی نئی نسلیں جب ان سے قادیان کا ذکر سنتیں تو انہیں کہنا پڑتا ہاں قادیان بھی کبھی تھا جو لوگ یہ خواب دیکھ رہے تھے کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ کہیں گے ”لا ہور بھی کبھی تھا۔“ انہوں نے اپنی آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا کہ لوگ کہہ رہے ہیں قادیان بھی کبھی تھا۔ اب جو انہوں نے ”ربوہ“ کو جائے پناہ بنا یا تو یہاں سے بھی انہیں لکھنا پڑا۔

اٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ سمجھ نے کام کیا

باپ کی نافرمانی نے میئے کو اس انجام تک پہنچایا

کوئی سعادت مند بیٹا اپنے باپ کے بارے میں یہیں کہتا کہ وہ شراب پیتا تھا گروہ حقیقتاً پیتا بھی ہو مگر بشیر الدین محمود نے جے ڈی کھوسل سیشن جج ضلع گورا اسپور کی عدالت میں صاف کہا تھا کہ اس کا باپ شراب پیتا تھا۔

گرد اسپور کا سیشن جج لکھتا ہے:

”موجودہ مرزا نے خود اعتراف کیا ہے کہ اس کے باپ نے

بلومر کی نائک وائے ایک دفعہ استعمال کی تھی اور وہ ایک ایسا انسان تھا جسے

رنگیں مزاج کہہ سکتے ہیں۔“ (الفصل ۱۵ جون ۱۹۳۵ ص ۵)

اب اس کے باپ کی رائے بھی سن لجئے مرزا غلام کے مرید میاں سنوری نے مرزا غلام احمد سے اپنے والد کے بارے میں کہا کہ وہ شراب پیتا ہے اور اس کی بری بری عادتیں ہیں

مرزا غلام نے اسے کیا کہا اسے مرزا بشیر احمد کی روایت سے سنیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا تو بہ کروانے والد کے متعلق ایسا نہیں کہنا چاہیے۔

(سیرت المهدی جلد ام ۱۱۲)

اب آپ ہی تباہ میں مرزا بشیر الدین محمود نے یہ کہہ کر کہ اس کا باپ ایک رنگیں مزان آدمی تھا کیا اپنے باپ کی نافرمانی نہ کی؟ فیصلہ آپ کریں۔ مرزا بشیر الدین محمود کا یہ کہنا کہ میرے باپ نے ایک دفعہ شراب پی تھی پوری بولی ایک دفعہ نہیں پی جاسکتی جب وہ پوری بولی منگواتا تھا تو کیا اسے ضائع کرنے کیلئے منگاتا تھا؟ پھر تاکہ وائے تو وہ شراب ہے جسے رنگیں مزان ہی پیتے ہیں وہ ایک دفعہ نہیں پی جاتی یہ عادی نشہ ورہی پیتے ہیں۔ مرزا قادریانی کی تصویر پر غور کریں آنکھیں واضح طور پر شرابی کی معلوم ہوتی ہیں۔ مرزا کے ہوش اڑے نہ ہوتے تھے تو وہ داہمیں جوتے اور باہمیں جوتے میں فرق کیوں نہ کر پاتا۔ کرتے کے بٹن لگانے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے عام ہوش و حواس شرابوں کے سے تھے۔ پیغامیوں کی رائے تو بے شک یہ رہی کہ مرزا غلام احمد کبھی کبھی زنا کر لیتے تھے۔ اب مرزا بشیر الدین محمود کے اپنے احمدیوں کی رائے بھی لے لیں۔ مرزا محمود کہتا ہے: ”میں نے غیروں سے نہیں احمدیوں کو یہ کہتے ہوئے سنائے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود کی ایسی تحریر یہی پڑھ کر شرم آ جاتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ جلوائی ۱۹۳۲ء)

ایک انگریز کی رائے بھی ملاحظہ ہو پادری ہنزی مارشن کلارک کا حل斐ہ بیان پڑھئے وہ کہتا ہے: ”مرزا صاحب کی نسبت میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وہ ایک خراب قتنہ انگیز خطرناک آدمی ہے اچھا نہیں۔“ (روحانی خزانہ جلد ام ۲۸)

مرزا غلام احمد کے بارے میں اس کے ایک ارادتمند کی رائے

مرزا غلام احمد کے پیر و حکیم نور الدین کی وفات کے بعد وہ حصوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ کا سربراہ مرزا کا بڑا بشیر الدین محمود بنا اور دوسرے گروہ کا سربراہ مولوی محمد علی پلیڈر آف لا ہور ہوا۔ اس دوسرے گروپ نے اپنے پرچے کا نام پیغام صلح رکھا اس مناسبت سے اس دوسرے گروپ کے لوگ پیغامی کہلاتے تھے۔ پیغامی مرزا بشیر الدین کے تو خلاف تھے لیکن غلام احمد کو مسیح موعود مانتے تھے ایک ایسے ارادتمند کی رائے بھی ملاحظہ ہو مرزا غلام احمد کا یہ مرید لکھتا

مرزا غلام نے اسے کیا کہا اسے مرزا بشیر احمد کی روایت سے سنیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا تو بہ کرو اپنے والد کے متعلق ایسا نہیں کہنا چاہیے۔

(سیرت المبدی جلد اٹھ ۱۱۳)

اب آپ ہی بتائیں مرزا بشیر الدین محمود نے یہ کہہ کر کہ اس کا باپ ایک رنگیں مزاج آدمی تھا کیا اپنے باپ کی نافرمانی نہ کی؟ فیصلہ آپ کریں۔ مرزا بشیر الدین محمود کا یہ کہنا کہ میرے باپ نے ایک دفعہ شراب لی تھی پوری بوتل ایک دفعہ نہیں لی جا سکتی جب وہ پوری بوتل منگوٹا تھا تو کیا اسے ضائع کرنے کیلئے منگاتا تھا؟ پھر ناٹک وائن تو وہ شراب ہے جسے رنگیں مزاج ہی پیتے ہیں وہ ایک دفعہ نہیں لی جاتی یہ عادی نشہ وہی پیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی تصویر پر غور کریں آنکھیں واضح طور پر شرابی کی معلوم ہوتی ہیں۔ مرزا کے ہوش اڑے نہ ہوتے تھے تو وہ داٹیں جوتے اور بائیں جوتے میں فرق کیوں نہ کر پاتا۔ کرتے کے بٹن لگانے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے عام ہوش و حواس شرابیوں کے سے تھے۔ پیغامیوں کی رائے تو بے شک یہ رہی کہ مرزا غلام احمد بھی کبھی زنا کر لیتے تھے۔ اب مرزا بشیر الدین محمود کے اپنے احمدیوں کی رائے بھی لے لیں۔ مرزا محمود کہتا ہے: ”میں نے غیروں سے نہیں احمدیوں کو یہ کہتے ہوئے سنائے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود کی ایسی تحریر یہی پڑھ کر شرم آ جاتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ جولائی ۱۹۳۲ء)

ایک انگریز کی رائے بھی ملاحظہ ہو پادری ہنری مارٹن کلارک کا حلفیہ بیان پڑھئے وہ کہتا ہے: ”مرزا صاحب کی نسبت میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وہ ایک خراب فتنہ انگریز خطرناک آدمی ہے اچھا نہیں۔“ (روحانی خواں جلد اٹھ ۲۸)

مرزا غلام احمد کے بارے میں اس کے ایک ارادتمند کی رائے

مرزا غلام احمد کے میر و حکیم نور الدین کی وفات کے بعد دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ کا سربراہ مرزا کا بڑا بیٹا بشیر الدین محمود بنا اور دوسرے گروہ کا سربراہ مولوی محمد علی پلینڈر آف لاہور ہوا۔ اس دوسرے گروپ نے اپنے پرچے کا نام پیغام صلح رکھا اس مناسبت سے اس دوسرے گروپ کے لوگ پیغامی کھلاتے تھے۔ پیغامی مرزا بشیر الدین کے تو خلاف تھے لیکن غلام احمد کو مسیح موعود مانتے تھے ایک ایسے ارادتمند کی رائے بھی ملاحظہ ہو مرزا غلام احمد کا یہ میریہ لکھتا

ہے:

”حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں اگر انہوں نے کبھی کھار زنا کیا تو اس میں کیا حرج ہوا، میں مسیح موعود پر اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔“

(الفصل ۱۳۱، ۱۹۳۸ء)

اب مرزا بشیر الدین محمود کی رائے اس شخص کے بارے میں یہ ہے کہ اس کیا وہ کوئی مخالف مولوی ہے یا وہ پیغامی گروہ کا ایک فرد ہے۔ مرزا محمود نے کہا اس اعتراض سے پتہ لگتا ہے کہ یہ شخص پیغامی ہے اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ آپ نبی اللہ تھے مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے وہ آپ کو ولی اللہ کہتے ہیں۔

زانی وہی ہو سکتا ہے جس کا عام عورتوں سے اختلاط رہے

مرزا غلام احمد کے بارے میں عدالت کے یہ الفاظ کہ وہ ایک رنگین مزاج آدمی تھا اور اس کے ایک مرید کے یہ الفاظ کہ وہ کبھی کبھی زنا کرتا تھا۔ تقاضا کرتے ہیں کہ اس کی مجلس میں عام عورتوں کا آنا جانا ہو یہاں ایک مبصر یہ جانے پر مجبور ہوتا ہے کہ کیا مرزا صاحب کے پاس واقعی کچھ عورتوں کا آنا جانا رہتا تھا۔

(۱) مرزا غلام احمد کے پاس ایک پندرہ سالہ لڑکی (عائشہ نامی) خدمت کے لئے رہا کرتی تھی جب اس کی شادی ہونے پر آئی تو آپ نے فرمایا اس کی شادی قادیانی کے قریب ہی کسی گلہ کی جانے تاکہ اس کا یہاں آنا جانا قائم رہے۔ الفضل کی ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں ہے:

حضور کو مرحومہ کی خدمت (پاؤں دبانے کی) بہت پسند تھی۔ حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو دعا دے کر فرمایا: اللہ تجھے اولاد دے۔ حضور کی دعا سے مرحومہ کے چھ بچے ہوئے ایک لڑکی اور پانچ لڑکے۔

(۲) ایک اور عورت مسماۃ بھانورات کو مرزا صاحب کو دبارہ تھی اور اسے پتہ نہ تھا کہ جس چیز کو میں دبارتی ہوں وہ حضور کی نانگیں نہیں ہیں بلکہ پنگ کی پٹی ہے مرزا صاحب نے اسے کہا: بھانو آج بڑی سردى ہے بھانو کہنے لگی جبی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی

ہیں۔ (سیرت المهدی ج ۳ ص ۲۱۰)

مرزا بشیر احمد کہتا ہے حضرت نے جو اسے سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں یہ جلتا تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دوبارہ رہی ہوں۔

(۳) عبدالستار شاہ کی بیٹی نہب کا بیان:

میں تین ماہ کے قریب حضرت کی خدمت میں رہی ہوں گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھے پنکھا ہلاتے گز رجاتی تھی مجھ کو اس اثنامیں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہ ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا و دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنوڈگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا.....

حضور نے فرمایا کہ نہب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔ (سیرت المهدی جلد ۳ ص ۲۷۳) آٹھی رات کے وقت آپ اپنا کیا تبرک دیتے تھے اس کی ہمروضاحت میں نہیں جاتے۔

(۴) رات کو مرزا صاحب کے پاس اور کن کن عورتوں کا آنا تھا حافظ حامد علی فوت ہو چکے تھے ان کی یہود رسول بی بی جو مرزا بشیر احمد کی رضاکی مان تھی۔ مرزا بشیر کے باپ کے پاس رات پہرہ دیتی تھی۔ بابو شاہ دین کی اہلیت تو یہود نہ تھی معلوم نہیں وہ پہرہ دینے کیوں آتی تھی۔ مائی رسول بی بی کا بیان ہے:

ایک زمانہ میں حضرت کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں یہ پہرہ ساری رات جاری رہتا اور بسا اوقات حضرت سوتے سوتے ہی باتیں کرتے تھے۔ (سیرت المهدی جلد ۳ ص ۲۱۳)

(۵) پھر مرزا کا پردے کے پیچے سے لا کیوں کو جھانکنا اپنے مریدوں کے ساتھ بھی ہوتا تھا میاں ظفر احمد کپور تھلوی کو دکھانے کیلئے آپ نے ایک دفعہ یہ پیرا یہ بھی اختیار کیا۔ میاں ظفر احمد کی پہلی یہوی فوت ہوئی تھی اور وہ نکاح ثانی کرنا چاہتا تھا۔

مرزا غلام احمد نے اسے کہا: ”ہمارے گھر میں دو لاکیاں رہتی ہیں ان کو میں لاتا

ہوں آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہوا سے آپ کی شادی کر دی جائے۔“
چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دونوں کو بلا کر کرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا
کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ میاں ظفر احمد نے انہیں دیکھ لیا۔

(سیرت المہدی جلد اس (۲۵۹)

اس صورت حال میں اس پیغامی کے یہ الفاظ کہ صحیح موعود کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے
ہرگز بعید از قیاس دکھائی نہیں دیتے اب جو سوال ہمارے پڑھتے، لکھتے، سنتے ہی ابھر کر سامنے
آتا ہے وہ یہ ہے کہ کردار کے شخص کو کوئی سوسائٹی بھی اپنا رینی پیشووا کیسے مان سکتی ہے۔ جو
شخص اپنے ظاہری آداب حیات میں شریف آدمی بھی نہ سمجھا جاسکے اسے انسانوں کا ایک شخص
گروہ خواہ وہ تعداد میں کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو کیسے ایک آسمانی فرستادہ اور مامور من اللہ مان سکتا
ہے۔

مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو غلط نقشہ کھینچا کیا کیا ہم
اسے مرزا غلام کے اس ماحول پر صحیح طور پر منطبق نہیں کر سکتے؟۔

ہم عرض کرتے ہیں تاریخ کے آئینہ میں اس پر گہری فکر کی ضرورت ہے۔ آپ یہ
معلوم کریں کہ قادریانی گوریلوں کو مسلمانوں پر واردات کرنے کے لئے کیا تربیت دی جاتی ہے
— نامناسب نہ ہوگا کہ ہم قادریانی فریب کے اسی پردے کو یہیں چاک کر کے چلیں۔

قادیانی گوریلوں کی پہلی واردات عربی کے ساتے میں

قادیانی تربیت کیپ میں اس بات پر بڑی محنت کی جاتی ہے کہ قادریانی طا۔
مسلمانوں کے ساتھ مرزا غلام احمد کے بارے میں کبھی کوئی مباحثہ نہ کریں۔ نہ اس شخص کی زندگی
کو کسی پہلو سے زیر بحث لانے دیں۔ مسلمانوں کے ہاں دو عقیدے ایسے پائے جاتے ہیں کہ
ان کے عوام بھی ان ناموں سے کسی درجہ میں آشنا ہوتے ہیں ایک قیامت کے قریب امام مہدی
کا ظہور اور دوسرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔ یہ دو ایسے عقیدے ہیں کہ ان پر قرآن و
حدیث میں بہت سی راہنمائی ملتی ہے۔ قرآن و حدیث چونکہ عربی میں ہیں اس لئے مسلم عوام
ان مسائل کو کتاب و سنت سے نہ کمال سکیں گے اور جب وہ قرآن و حدیث کو تشریحات سلف کی
روشنی میں گئے بغیر درست طور پر نہ سمجھے ہوں گے تو یہ قادریانی گوریلے انہیں عربی زبان کے

مباحثت میں لا کر بالکل حیران اور پریشان کر کے رکھ دیں گے۔ پھر اس پریشان ذہن کو اپنے مرکز میں لے جانا انہیں آسان ہو جاتا ہے۔

قادیانی گورنیلوں کی دوسری واردات و مسئللوں پر سوالات

قادیانی گورنیلوں کو کہتے ہیں اپنے علماء سے پوچھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس آسمان پر ہیں اور وہ وہاں کھاتے کیا ہوں گے کبھی یہ کہیں گے۔

(۲) اگر آپ قرآن شریف سے یہ دکھادیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر اٹھائے گے ہیں تو ہم قادیانیت چھوڑ دیں گے۔ (بات بھی مرزا غلام احمد پر نہ آنے دیں گے)

(۳) چودھویں صدی میں مجدد کون ہوا اس کا نام بتائیں۔ (اگر کسی شخص کو اس صدی کے مجدد کا پتہ نہ ہو تو اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ غلام احمد اس صدی کا مجدد ہے)

(۴) کیا امام مہدی کے ظہور کا وقت نہیں آیا۔ (اگر وہ نہیں آئے اور مرزا غلام احمد مہدی ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے تو اسے ہی کیوں نہ مان لیا جائے)

(۵) کبھی یہ کہیں گے عرب مفسرین عربی نہ جانتے تھے انہیں پتہ نہ چلا کہ توفی کا فاعل خدا ہوا ور مفعول ذی روح ہوتا یہ موت کے معنی میں ہی آتا ہے۔ عرب علماء اسے سمجھنیں سکتے یہ باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جنہیں ابواب ثلاثی مزید فيه عنواناً بھی یاد نہیں ہوتے۔ نوجوانوں کو اس قسم کی باتوں میں محض اس لئے مصروف کیا جاتا ہے کہ کہیں وہ مرزا غلام احمد کی زندگی اور کردار پر کوئی بات نہ کر سکیں کیسی مرزاںی منطق ہے کہ اگر کوئی واقعہ تاریخ کائنات میں ایک ہی دفعہ پیش آیا (مثلاً حضرت عیسیٰ بلا باپ پیدا ہوئے) تو اس کے الفاظ پہلے محاورات میں استعمال ہوئے دیکھئے جائیں وغیرہ کا بیان گورنیلوں کی یہ سب واردات لوگوں کی توجہ مرزا غلام احمد کی شخصیت سے ہٹا کر ان مسائل پر لگانے کے لئے ہوتی ہے ایسے وقت پر مسلمانوں کو چاہیے ان سے کھلے لفظوں میں کہیں کہ پہلے اس شخص پر ہم سے کلام کریں جس نے امت میں مسائل اٹھائے پھر وفات مسح پر بھی بات کی جاسکتی ہے۔

اب وفات مسح کا میدان نہیں رہا اصل بات نمایاں ہو چکی ہے مرزا بشیر احمد لکھتا ہے آجکل وفات مسح سے بحث کا میدان بدل کر دوسری طرف منتقل ہو گیا ہے۔ اب بات یہاں سے شروع کی جائے کہ مرزا غلام احمد میں تقویٰ کس درجہ کا تھا؟

قادیانی گوریلوں کی تیسری واردات اپنی مظلومی کی فریاد

قادیانی کہتے ہیں:

ہم بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو دوسرے مسلمان پڑھتے ہیں۔ اور ہم اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح دوسرے پڑھتے ہیں۔ پھر کیا یہ ظلم نہیں کہ ہمیں کافر کہا جاتا ہے کیا امام ابو حنفی نے یہ نہیں کہا کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہو۔

اس بات سے وہی لوگ متاثر ہو سکتے ہیں جنہیں مرزا غلام احمد کی اپنی تعلیمات کی خبر نہ ہو جب ان کا کلمہ اردو میں ہے اور مرزا غلام احمد کی وحی بھی زیادہ اردو میں ہے تو معلوم نہیں وہ کیوں جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں۔ یہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں لیکن ایک تاریخی حقیقت کے طور پر نہ کہ نشان نجات کے طور پر (مسلمان اسے (یہ کلمہ) نشان نجات کے طور پر پڑھتے ہیں۔ کہ اس اقرار سے آخرت میں نجات کی صفات ملتی ہے) مسلمان جب حضرت موسیٰ کو کلیم اللہ کہتے ہیں یا حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہتے ہیں تو ایک تاریخی حقیقت کے طور پر کہتے ہیں نشان نجات کے طور پر نہیں۔ اس طرح قادیانی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو نشان نجات نہیں کہتے وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانے بغیر آخرت میں کسی کو نجات کے لائق نہیں کہتے۔

قادیانیوں کا اپنا کلمہ اردو میں ہے

مرزا بشیر احمد ڈاکٹر اسماعیل کے واسطے حکیم نور الدین سے نقل کرتا ہے:

ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ ”میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔“

(سیرت المهدی حصہ سوم ص ۳۰۵)

یاد رکھیے یہاں کلمہ بات کے معنی میں نہیں ہے، یہ جو الفاظ ہیں کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے انہوں نے اس اردو کلمہ کو بات کے معنی میں نہیں رہنے دیا۔ اب یہ ان کے ہاں نشان نجات ہے کہ مرزا کو نبی مانے بغیر کسی کی نجات نہ ہوگی۔

نور الدین کے یہ الفاظ کہ مرزا کا کلمہ یہ ہے بتاتے ہیں کہ اس کے دل میں مرزا کی کوئی عزت نہ تھی ورنہ وہ اس کا ذکر مرزا صاحب کہہ کر کرتے۔ اس کا اس پیرایہ میں ذکر کرنا بتاتا ہے کہ وہ اندر سے مرزا کو اپنے سے چھوٹا سمجھتا تھا اور مرزا جب اس کا نام لیتا تو اپنے کو

اس کا خادم کہتا اسے مخدوم لکھتا (دیکھئے مکتوبات احمد یہ حصہ نمبر ۵ ص ۸۲) اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اندر سے تو حکیم نور الدین کو پڑھتا تھا کہ وہی مرزا کو اس مقام پر لانے والا ہے اور اسے سب کچھ سکھلانے والا ہے۔

حکیم نور الدین کا مرزا کو ایک دو اور موقعوں پر بھی اس طرح نظر انداز کرنا اس صورت حال کی خبر دیتا ہے مرزا غلام احمد اپنی جماعت کے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھاتا تھا اور فرض نماز دوسروں کے پیچے پڑھتا تھا لیکن حکیم نور الدین کا اپنا کوئی جنازہ ہوتا تو وہ مرزا غلام احمد کو نہ پڑھانے دیتا تھا۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں نماز جنازہ خود حضور ہی پڑھاتے تھے حالانکہ عام نمازیں حکیم نور الدین صاحب یا مولوی عبدالکریم صاحب پڑھاتے تھے کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جمعہ کو جنازہ غائب ہونے لگا تو نمازوں مولوی صاحبان میں سے کسی نے پڑھائی اور سلام کے بعد حضرت مسیح موعود آ گے بڑھ جاتے تھے اور جنازہ پڑھادیا کرتے تھے مگر حضرت خلیفۃ المسیح اول کے جتنے بچے فوت ہوئے ان کی نماز جنازہ حضرت مولوی صاحب نے خود ہی پڑھائی حالانکہ حضرت مسیح موعود بھی شامل نماز ہوتے تھے۔

(سیرت المهدی ج ۳ ص ۱۶۷)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حکیم صاحب کو اندر سے مرزا کا سب پتہ تھا اس لئے وہ اسے مرزا کہہ کر ذکر کرتے مرزا صاحب نہیں کہتے تھے۔ حکیم صاحب نے اسی پیر ایہ میں کہا مرزا کا کلمہ اردو میں ہے۔ اور وہ یہ ہے: ”میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔“

قادیانیوں کی نماز

قادیانیوں کی نماز ہم مسلمانوں سے جدا ہے۔ ہماری نمازوں میں اردو یا فارسی نظمیں کبھی نہیں پڑھی جاتیں مگر قادیانیوں کی ایک نماز کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق نے پڑھائی۔ حضور بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاوں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔ جس کا یہ مصرع

اے خدا اے چارہ آزار ما

(سیرۃ المہدی جلد ۳ ص ۱۳۸)

پھر جب قادریانی لوگ ہمارے ساتھ ملکر نماز نہیں پڑھ سکتے، ہماری نماز کو نماز نہیں سمجھتے تو لوگوں میں یہ اس حدیث کو لا کر اپنے کو کیوں مظلوم بناتے ہیں۔

عن انس انه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی صلوتونا واستقبل قبلتنا و اكل ذبيحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ۔

(ترجمہ) جو ہماری نماز پڑھے (ہماری نماز میں شامل ہو) ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے (دین میں اس کا رخ ہماری مرکزیت / ہمارے قبلہ سے ہٹنے نہ پائے) اور ہمارے ذبیحہ کو حلال جانے والے شخص مسلمان ہے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں ہے۔

قادیانی کیا ہماری نماز میں شریک ہوتے ہیں

مرزا بشیر احمد حافظ محمد ابراہیم سے روایت کرتا ہے غالباً ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت اقدس سطح موعود علیہ السلام سے مسجد مبارک میں سوال کیا کہ حضور اگر غیر احمدی باجماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو ہم اس وقت نماز کیسے پڑھیں۔

آپ نے فرمایا تم اپنی الگ پڑھ لو۔ اس نے کہا کہ حضور جب جماعت ہو رہی ہو تو الگ نماز پڑھنی جائز نہیں۔ فرمایا کہ اگر ان کی نماز باجماعت عند اللہ کوئی چیز ہوتی تو میں اپنی جماعت کو الگ پڑھنے کا حکم ہی کیوں دیتا۔ ان کی نماز اور جماعت جناب الہی کے حضور کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اس لئے تم اپنی نماز الگ پڑھو۔ (سیرۃ المہدی جلد ۳ ص ۳۱)

اب آپ ہی غور فرمائیں کہ جو قادریانی حضرت انسؑ کی مندرجہ بالا حدیث کے حوالہ سے اپنی مظلومی ظاہر کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی اسی نماز پڑھتے ہیں پھر معلوم نہیں وہ ہمیں کافر کیوں کہتے ہیں۔ کیا یہ ایک دھوکہ اور فریب نہیں ہے؟ کاش کہ ہمارے مسلمان بھائی اثاثان سے سوال کریں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور مسجدوں میں نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور مسلمانوں کا ذبیحہ بھی کھاتے ہیں پھر تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہو دنیا کے کروڑوں اربوں مسلمان

تمہاری تنقیح مخالف سے گھاٹل ہیں تم پوری امت کو کافر کہو تم پھر بھی حق بجانب اور ہم تمہیں کافر کہیں تو تم مظلومی کی ادا نہیں دکھاؤ کیا یہ خود ایک دھوکہ اور فربہ نہیں ہے؟ قادریانی ہمیں کافر قرار دینے کیلئے (باوجود دلیل قبلہ میں سے ہیں) مرزا غلام احمد کے الفاظ میں یہ استدلال کرتے ہیں۔ کفر و حتم پر ہے ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت کو خدا کا رسول نہیں مانتا اور دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام محبت کے جھوٹا جانتا ہے (اور آخر میں لکھا ہے) اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں حتم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ (ہدیۃ اللہ علی مص ۱۷۹)

ایک مغالطے کا ازالہ

قادیانی گوریلوں کا یہ مغالطہ کہ ہم صرف انہیں کافر کہتے ہیں جو ہمیں کافر کہتے ہیں بالکل بے بنیاد ہے۔

قادیانی گوریلے عام مسلمانوں کو جو قادیانیت کے پس منظر سے واقف نہیں یہ حدیث سناتے ہیں کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے کفر اس پرواہ پس لوٹا ہے سو جو علماء ہمیں کافر کہتے ہیں جب کفر ان پر لوٹا ہے تو وہ خود کافر ہو جاتے ہیں ہم انہیں کافرنہیں بناتے قادیانیوں کا یہ عذر لنگ مخفی ایک دھوکہ ہے مرزا بشیر الدین محمود ان لوگوں کو بھی کافر قرار دیتا ہے جنہوں نے مرزا غلام کا نام تک نہیں سنا مگر ان کا شمار ان لوگوں میں ہے جو مرزا غلام پر ایمان لائے ہوئے نہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

”کل مسلمان جو حضرت مسح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آنینہ صداقت مص ۲۳۵ تا ۱۹۲۱ء)

امام ابوحنیفہ کا قول کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے

اہل قبلہ کے لفظی معنی ہیں ایک قبلہ کی طرف رخ کرنے والے لیکن اس کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ اسلام کی جملہ ضروریات دین کو مانئے والے۔ وہ امور جن کا دین اسلام میں سے ہوتا ضروری طور پر معلوم ہو چکا ہے (جیسے عقیدہ حتم نبوت) ان سب کو مانا مسلمان ہونے کیلئے

ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کر دیا جائے تو یہ کفر ہے۔
اسلام کیلئے سب ضروریات دین ماننے کی شرط ہے۔ لیکن کفر کیلئے سب کے انکار کی
ضرورت نہیں۔ کسی ایک کے انکار سے بھی انسان کا فرہوجاتا ہے۔ مجدد ملائیہ وہم ملا علی قاری نقش
کرتے ہیں۔

اہل القبلة فی اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروریات الدین۔ (شرح فتاویٰ کبر)
(ترجمہ) متكلمين کی اصطلاح میں "اہل قبلہ" وہ ہیں جو جملہ ضروریات دین کی تقدیت کریں۔

ایک اور مغالطہ

قادیانی بسا اوقات قرآن کے حوالے سے یہ بات کہتے ہیں کہ جو تمہیں السلام علیکم
کہے تم اسے کافرنہ کہو ہم مسلمانو! تمہیں السلام علیکم کہتے ہیں۔ تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہو۔
ہم کہتے ہیں السلام علیکم مسلمان ہونے کی علامات میں سے ہے یہ مسلمان ہونے کی
بنیاد نہیں۔ بنیاد اسلام جملہ ضروریات دین پر ایمان ہونا ہے۔

ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ حضور کی جملہ تعلیمات کو دل سے سچا جانے علامات کا اعتبار
اس وقت ہوتا ہے جب حقیقت سامنے نہ ہو جب حقیقت معلوم ہو تو اعتبار حقیقت کا ہوگا علامات
کا نہیں۔ اگر تم جنگل میں جا رہے ہو اور وہاں کوئی شخص تمہیں السلام علیکم کہتا ہے تو تم اسے نہ کہو کہ
تو مسلمان نہیں ہے۔ اور اگر جانا پہچانا کافر تمہیں السلام علیکم کہتا ہے تو تم اسے اس السلام علیکم کی
 وجہ سے مسلمان قرار نہیں دے سکتے۔

قرآن کریم میں آپ اس سلام کو سیاق و سبق کی روشنی میں دیکھ لیں۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنِ الْفَىٰ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ لَسْتُ مُؤْمِنًا

اگر اس آیت کو اس کے ظاہری معنی پر رکھا جائے تو کیا کوئی کہہ سکے گا کہ اگر کوئی ہندو
یا عیسائی تمہیں السلام علیکم کہہ دے تو وہ مسلمان ہو جائے گا؟ جب یہ نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ
علامات کے قبیل سے ہے حقیقت کے پہلو سے نہیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم آف پیالہ مرزا غلام احمد کے ماننے والوں میں سے تھا جب اس نے
مرزا صاحب سے قطع تعلق کیا تو قادیانیوں نے اسے مرد لکھا۔

(دیکھئے سیرۃ المہدی جلد اول ص ۶۵)

کیا اس نے کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چھوڑ دیا تھا کیا اس نے نمازیں چھوڑ دیں تھیں۔ کیا وہ مسلمانوں کو اسلام علیکم نہ کہتا تھا اگر یہ سب علامات اسلام اس میں پائی جاتیں تھیں تو مرزا نے اسے مرد کیوں کہا اگر وہ ان تمام علامات کے باوجود قادیانیوں کی زبان پر بطور مرد نہ کوئے ہے تو قادیانیوں کو ان ظاہر علامات کے باوجود غیر مسلم اور مرد کیوں نہیں کہا جا سکتا؟ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے والد نے جب غلام احمد سے قطع تعلق کیا تو کیا انہوں نے کلمہ اسلام اور نماز پڑھنا چھوڑ دیا تھا پھر مرزا نے انہیں کیوں لکھا کہ آپ کا نام اسلام سے ہی کا ث دیا گیا ہے۔ (سیرۃ المہدی جلد ۳ ص ۲۲۹)

ایمان کی حقیقت

ایمان تصدیق رسالت کا دوسرا نام ہے۔ تکذیب رسالت وہ ایک بات میں ہی کیوں نہ ہو کفر ہے۔ دور رسالت محمد یہ میں کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک ہربات میں وہ حضورؐ کے فیصلہ کو حق تسلیم نہ کر لے۔ ایمان حضور کی جملہ تعلیمات کی تصدیق کا ہی تو نام ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ان امور کا حضور کی تعلیم ہونا یقینی درجے میں معلوم ہو جس بات میں اختلاف ہو کہ یہ حضورؐ کی تعلیم ہے یا نہیں اس کے انکار سے تکذیب رسالت نہیں ہوتی۔

وہ بات خود مختلف فیہ نہ ہو قرآن و حدیث اور فقہ و کلام کی رو سے ایمان کی تعریف یہی ہے اور حضورؐ کو آپؐ کی جملہ تعلیمات میں سچا جانے والا ہی مسلمان ہے۔ آپؐ کی کسی ایک بات کا انکار ہوتا بھی وہ شخص مسلمان نہیں رہتا۔

(۱) **قرآن کریم میں ہے:**

فَلَا وَرَبَّكَ لَا يَوْمَنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بِنَهْمٍ ثُمَّ لَا يَجِدُوا

فِي أَنفُسِهِمْ حِرْجًا مَا قَضَيْتُ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (پ ۵ النساء نمبر ۶۵)

(ترجمہ) سوتیرے رب کی قسم یہ لوگ کبھی مومن نہ ہو سکیں گے جب تک یہ اپنے ہر اختلاف میں آپؐ کو حکم نہ مان لیں پھر وہ اپنے جی میں اس کے بارے میں کوئی بوجہ محسوس نہ کریں اور اپنے آپؐ کو پورے طور پر آپؐ کی سپرداری میں دے دیں۔

یومنوں کی بات و یسلاخوا تسلیماً تک پہنچی تو مسلمان کی تعریف سامنے آگئی وہی شخص مومن ہے جس میں یہ صفت پائی جائے اور وہی مسلم ہے۔ جو شخص ہربات میں حضورؐ کو

سندہ مانے اور اسے خلوص قلب سے قول نہ کرے وہ مومن یا مسلم نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ہونے کیلئے حضور کی سب باتوں کی تصدیق ضروری ہے۔

(۲) حدیث میں ہے حضرت ابو هریرہؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا ان لا اله الا الله و يومنوا بي وبما جئت به۔ (صحیح مسلم جلد اس ۲۷)

(ترجمہ) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ میں رہوں جب تک وہ توحید باری کی گواہی نہ دے دیں۔ میری رسالت کی تصدیق نہ کریں اور ہر اس چیز کو حق نہ مانیں جو میں خدا سے لے کر آیا ہوں۔

اس سے پتہ چلا ہے کہ اسلام میں اقرار شہادتیں کے ساتھ حضور کی جملہ تعلیمات کو حق مانا بھی ضروری ہے حدیث کے الفاظ و بما جئت به اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس کا معنی ہے کہ ایمان والا وہی ہو سکتا ہے جو حضور کو غیر مانے کے ساتھ ساتھ آپ کی جملہ تعلیمات کو بھی حق مانے۔

(۳) امام الائمه امام محمد (متوفی ۱۸۹ھ) لکھتے ہیں: من انکر شیئاً من شرائع الاسلام فقد ابطل قوله لا اله الا الله۔ (شرح سیرہ کبیر جلد ۲ ص ۲۶۵ طبع قدیم حیدر آباد کن) (ترجمہ) جس نے شرائع اسلام میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کر دیا اس نے اپنے کلمہ پڑھنے کو باطل کر لیا۔

اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہے کہ اب اسے کلمہ گونہ کہا جاسکے گا اس نے اپنی یہ پوزیشن خود ضائع کر لی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ جو پورے اسلام کا عنوان ہے اس کا تقاضا ہے کہ اسلام کی ہر ہر بات کو حق مانا جائے ضروریات دین میں سے ایک کا انکار بھی کیا جائے تو یہ پورا کلمہ (valid) غیر موثر ہو جاتا ہے اب ایسے شخص کو کلمہ گونہ کہا جاسکے گا۔

(۴) حافظ ابن تیمیہ (۷۲۷ھ) اسے ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ یہ فہلی کی شہادت لیجئے۔ عقائد میں چاروں فہلوں میں کہیں کوئی اختلاف نہ ملے گا عقائد کی رو سے چاروں ایک ہی عنوان رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ ہی کہتے ہیں۔ حافظ لکھتے ہیں:

ان من لم يعتقد وجوب الصلوة الخمس والزكوة المفروضة
 فهو كافر مرتد يستتاب فان تاب والا قتل باتفاق ائمه المسلمين ولا يغنى
عند التكلم بالشهادتين - (تباوی ابن تیسیہ جلد ۳۵ ص ۱۰۵)

(ترجمہ) پیشک جو شخص بخ وقت نماز اور فرض زکوٰۃ کا عقیدہ نہ رکھتا ہو وہ کافر مرتد
ہے اسے تو بہ کام موقع دیا جائے گا تو بہ کر لے تو بہتر درنہ باتفاق ائمہ مسلمین اسے قتل کیا جائے گا
اور اس کا کلمہ پڑھنا اس کے کام نہ آ سکے گا۔

اس سے پتہ چلا کہ قطعیات اسلام میں سے کسی ایک کا انکار بھی ہو تو اس شخص کا کلمہ
پڑھنا سے کفر سے ہرگز نہ بچا سکے گا۔

آگے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

وَانْ أَظْهَرُوا الشَّهادَتَيْنِ مَعَ هَذِهِ الْعَقَائِدِ فَهُمْ كُفَّارٌ بِالْأَيْمَانِ (ایضاً ص ۱۶۱)

(ترجمہ) اور اگر وہ توحید و رسالت کی گواہی دیں اور اس قسم کے عقائد بھی رکھیں تو
وہ باتفاق امت کافر ہیں۔

اس سے پتہ چلا کہ اسلام کے کسی امر قطعی کے انکار سے انسان اپنے اقرار شہادتین
(کلمہ پڑھنے) کو باطل کر لیتا ہے اس صورت میں نہ اسے کلمہ کو کہا جا سکتا ہے نہ اسے قتل کی سزا
سے بچایا جا سکتا ہے۔

ایک مقام پر وحدت الوجود والوں پر تقدیک کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَيَقُولُونَ مَا فِي الْوَجْهِ غَيْرُهُ او يقولون انه هو او انه حل فيه
وهو لا، كفار با صلی الاسلام وهم شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله - (تباوی ابن تیسیہ جلد ۳۵ ص ۵۰)

(ترجمہ) اور وہ کہتے ہیں کہ موجودات میں اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں یادہ کہتے ہیں
بس وہی ایک ہے یا یہ کہ وہ اس میں (ہر چیز میں) اتر آہوا ہے اور یہ لوگ اسلام کی دونوں
بنیادوں (لا الا الله محمد رسول الله) کے منکر ہیں۔

اس سے بھی پتہ چلا کہ قطعیات اسلام میں شک کرنے والا اپنے کلمہ اسلام کو باطل کر
لیتا ہے اور اسے کلمہ گوئیں کہا جا سکتا۔

(۵) عقائد کی درسی کتاب شرح عقائد شیعی میں بھی ایمان کی بہی تعریف کی گئی ہے
 ان الایمان فی الشرع هو التصدق بما جاء به من عند الله تعالى
 فی جمیع ما علم بالضرورة مجیئه به من عند الله تعالى۔ (ص ۱۵۲ استبول)
 (ترجمہ) شریعت میں ایمان ہر اس بات کی تصدیق کا نام ہے جو حضور ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے لے کر آئے ہروہ بات جس کا حضور ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے لانا ضروری طور پر معلوم ہو چکا۔

حضور کی جو تعلیمات ہم تک اجمال سے پہنچیں ان پر اجمالاً ایمان لانا کافی ہے مگر جو ہم کی تفصیل سے پہنچیں ان پر اس تفصیل سے ایمان لانا ضروری ہے مغرب کی فرض نماز تین رکعات ہیں اس نماز پر اسی تفصیل سے ایمان لانا ضروری ہے۔ دسویں صدی کے مجدد امام ملا علی قاری لکھتے ہیں: الا ان الاولى ان يقال اجمالاً ان لوحظ اجمالاً و تفصيلاً ان لوحظ تفصيلاً فانه يشترط التفصيل فيما لوحظ تفصيلاً۔ (شرح فتاویٰ کبر مص ۱۲۵)

ایمان کی حقیقت یہ ہی ہے کسی کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو تو ہم محض علامات سے اس کا مسلمان ہونا معلوم کر سکیں گے لیکن جب حقیقت کمل جائے تو صرف علامات کا اعتبار نہ کیا جاسکے گا۔ حضور نے فرمایا: المُسْلِمُ مَنْ سَلَمَ الْمُسْلِمُونَ مَنْ لَسَانَهُ وَيَدَهُ۔

(صحیح بخاری جلد اس)

(ترجمہ) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان بچے ہوئے ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہاں ایمان کی حقیقت سے بحث نہیں ہو رہی نہ تصدیق رسالت کی ضرورت بیان کی جا رہی ہے یہ صرف ایک علامت اسلام کا بیان ہے جو ہر مسلمان میں ہونی چاہیے۔ محدثین اس حدیث کو علامات اسلام کے تحت میں ذکر کرتے ہیں:

اشارہ الى ان علامة الاسلام هي السلام من ايذاء الخلائق كما ان

الكذب والخيانة وخلف الوعد علامة المنافق۔ (مرقات جلد اس ۷۲)

سلامة من ايذاء الخلائق مسلمان ہونے کی علامات میں سے ہے نہیں کہ ہر شخص جو کسی مسلمان کو اذیت نہ دے اسے مسلمان سمجھنا ضروری ہو گا کوہہ سکھی کیوں نہ ہو ایمان کی حقیقت کیا ہے اسے آپ قرآن کریم، حدیث پاک، فتنہ اور علم کلام سے معلوم کر چکے مرا اعلام احمد بھی جب تک مسلمان تھا ایمان کی اسی حقیقت کا قائل۔ با۔

مخفی علامات کو اس نے بھی کبھی اسلام کی حقیقت نہ کہا تھا۔

مرزا غلام احمد نے ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار دیا جو اب تبلیغ رسالت کے دررے حصے میں موجود ہے اس میں ہے۔

(۲) میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ جیسا کہ الہ اللہ واجماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے مدئی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ (تبلیغ رسالت جلد ۲ ص ۲۲)

پھر جب وحی نے جبراً مرزا غلام احمد کے عقیدے میں تبدیلی کرائی تو مرزا صاحب ۱۹۰۱ء کے بعد ایک دوسرے عقیدہ پر آگئے اور پہلے عقیدہ والے مسلمانوں نے کہا کہ اب یہ ملت اسلامی سے نکل گئے ہیں اور ان کا اسلام ایک نیا اسلام ہے جس کے ماننے والے کو ہم مسلمان نہیں سمجھتے۔ مسلمان وہی ہے جو ان پانچ شہادتوں کے مطابق حضور خاتم النبیین کی ایک ایک بات کو جو آپ سے تواتر اور قطع و یقین سے ثابت ہوتی ہے۔ حق اور رجحان میں اس کی وجہ پر مخفی علامات سے کسی کو مسلمان نہیں سمجھا جاسکتا۔

سو یہ صرف چند مغالطے ہیں جن کے مل بوتے پر قادیانی گورنیلیے ہمارے نوجوانوں کو مخالف دیتے ہیں کہ ہم کلمہ ہڑتھتے ہیں ہم مسلمان ہیں ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ ان موضوعات پر کسی قادیانی سے نہ الجھائیں وہ الجھائیں بھی تو آپ ان کی بات میں نہ آئیں میں صرف یہی کہیں کہ بات کرنی ہے تو مرزا غلام احمد پر کرو اور شروع یہیں سے کرو کہ وہ شراب پیتا تھا یا نہیں؟ اس کا دین کیا تھا کیا وہ امامتدار تھا یا بد دیانت۔ غیر محروم عورتوں سے اختلاط رکھتا تھا یا وہ متلقی قسم کا آدمی تھا۔ اس قسم کے سوالات اگر ان کا پس منظر جانتے ہوئے کئے جائیں تو یہ قادیانی کا وہ ان کا کتنے ہی بڑے معیار کا مبشر و مرتبی کیوں نہ ہو تکست کھانا ضروری اور یقینی ہے۔ قادیانی ان موضوعات سے لاکھ بھاگیں۔ مسلم طلبہ اور نوجوان انہیں ان موضوعات سے بھاگنے نہ دیں۔ ہم اس مقدمہ میں اس پر بھی ایک فصل ایک گزارش کئے دیتے ہیں۔

قرآن و حدیث کے مسائل میں الجھے بغیر براہ راست قادر یانیت پر غور کرنے کا آسان راستہ

کسی مدی الہام اور اس کے مامور آسمانی ہونے کو جانچنے کی آسان راہ اس کی پیش گوئیاں ہیں جو اس نے اپنے صادق و کاذب ہونے کے باب میں تحدی سے پیش کی ہوں۔ مرزا غلام احمد قادر یانی خود لکھتا ہے:

(۱) ”بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئیوں سے بڑھ کر اور حکم امتحان نہیں ہو سکتا ہے۔“

(تبیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۸، ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸)

(۲) ”کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا لکھنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسولی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں۔“ خاکسار مرزا غلام احمد ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵)

(۳) مرزا غلام احمد نے اپنے خالقین کے خلاف جو پیش گوئیاں کیں انہیں اپنے صدق یا کذب جانچنے کی کسوٹی تھہرایا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ مرزا غلام احمد ان پیش گوئیوں میں ایک ایک میں جھوٹا لکھا۔ اور اپنے کئی دشمنوں کے سامنے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔ یہ آخری لفظ سخت ضرور ہیں۔ لیکن یہ الفاظ اراق المحرف کے نہیں خود مرزا غلام احمد کے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے اپنی پیش گوئیوں میں خود یہ دعا کی تھی اے خداوند اگر یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے ذلت اور نامرادی کے ساتھ ہلاک کر۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص ۲۳)

افسوس کہ مرزا صاحب اپنے بعض دشمنوں کی زندگی میں اپنی پیشگوئیوں کو جھوٹا کرتے ہوئے مر گئے کیا یہ ان کے اپنے الفاظ میں ذلت اور نامرادی کی موت نہیں؟ تاہم یاد رکھیے پیغمبر اپنی صداقت کے لئے اس قسم کی زبان کبھی نہیں بولتے اور نہ وہ کسی پیرا یا میں کبھی اپنے نبی نہ ہونے کا سوچ سکتے ہیں۔ پھر ساتھ ساتھ یہ بد زبانی بھی ملاحظہ کرتے جائیں جو یہ شخص اپنے بارے میں بول رہا ہے۔ جو اپنے حق میں یہ زبان بول سکتا ہے وہ دوسروں کے بارے میں کیا زبان بولے گا یہ آپ خود اندازہ کر لیں۔

پیغمبر اپنے نبی نہ ہونے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتے نہ وہ اسے کسی شرط سے مشروط کرتے ہیں

جس طرح انسان کبھی اس طرف نہیں جا سکتا کہ شاید میں انسان نہ ہوں کیونکہ انسان ہوتا اس کی صفات ذاتیہ میں سے ہے اسی طرح پیغمبر کبھی اس سوچ میں نہیں جاتا کہ شاید میں پیغمبر نہ ہوؤں قرآن کریم نے بہت سے پیغمبروں کے دعویٰ نبوت اور ان کی اپنے مخالفوں سے بات چیت کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں آپ کو ایک واقعہ بھی نہ ملے گا کہ کوئی پیغمبر کوئی شرط لگا کر اس پر اپنے نبی نہ ہونے کا جملہ بولے پیغمبر اپنے نبی نہ ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتے نہ وہ اسے کسی واقعہ کے ہو جانے سے ثابت کرتے ہیں۔

پیغمبروں کی پیشگوئیاں بیشک برق ہیں لیکن کسی پیغمبر نے کبھی اپنی نبوت کو کسی پیشگوئی کی بھینٹ پر نہیں رکھا وہ پیشگوئی کر کے بھی یہ نہ کہیں گے کہ اگر یہ اس طرح پوری نہ ہوئی تو وہ خدا کی طرف سے نہیں ہیں یہ سوچ کبھی ان کے محسن فکر میں داخل نہیں ہوتی۔ جن پیغمبروں نے اپنی قوم کو آنے والے عذاب سے ڈرایا انہوں نے بھی یہ نہ کہا کہ اگر عذاب نہ آئے تو ہم خدا کی طرف سے نہیں ہیں پیغمبر پیشگوئی کرتے ہیں اور وہ پوری بھی ہوتی ہے لیکن وہ کسی پیشگوئی کے ساتھ تحدی نہیں کرتے اور اسے اپنے صدق و کذب کا حکم نہیں بتاتے قرآن کریم سے آپ کو اس کی ایک مثال بھی نہ ملے گی۔

پیغمبروں کے مجررات برق ہیں مجرزہ سامنے آنے پر ہی نہ مانے والوں کو اس کی مثل لانے سے عاجز سمجھا جاتا ہے مجرزہ دکھانے سے پہلے کبھی یہ تحدی نہیں ہوتی کہ اگر میں ایسا نہ کر دکھاؤں تو میں پیغمبر نہیں ہوں۔ (معاذ اللہ استغفار اللہ)

پیغمبرانہ دعوت کا اسلوب

پیغمبر ہمیشہ خدا کو سامنے رکھتے ہیں۔ وہ اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو خدا کے نام سے دیتے ہیں اپنے نام سے نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا خدا کو مان لینا خود ان کے مان لینے کو لازم ہو گا لیکن بات چیت میں وہ اپنے آپ کو آگئے نہیں رکھتے اور خدا کی راہ کو وہ اپنی پیشگوئیوں سے وابستہ نہیں رکھتے ان کی دعوت میں توحید پہلے ہوتی ہے اور اپنی رسالت کی دعوت وہ اس کے ضمن میں سامنے لاتے ہیں۔

مرزا غلام احمد کا اسلوب دعوت

مرزا غلام احمد کا پیرا یہ دعوت پیغمبرانہ اسلوب دعوت سے بالکل گھانبیں کھاتا اس میں (Black Mailing) کا غصہ نمایاں طور پر نظر آتا ہے جو مرزا غلام احمد کی شرافت اور دیانت کو ابتداء میں ہی تارتا کر دیتا ہے

(۱) مخالفوں کو موت توں سے ڈرانا۔

(۲) زلزلوں اور وباوں سے خوف زدہ کرنا۔

(۳) نہ ماننے والوں کے نام و نسب کو ان کے سامنے مشتبہ کر کے رکھ دینا۔

(۴) حکومت برطانیہ کے پٹیکل ایجنسٹ کی حیثیت سے مخالفوں کے بارے حکومت کو اطلاعات فراہم کرنے کی دھمکی دینا۔

(۵) اپنے دعوؤں کو نمبر وار ذہن میں رکھنا۔

یہ وہ امور ہیں جو آپ کو کسی پیغمبر کے اسلوب دعوت میں نہ ملیں گے۔ پیغمبر جو بات کہتے ہیں وہ اتنی ہی ان کے ذہن میں ہوتی ہے جتنی وہ کہتے ہیں۔ کسی حصے کو چھپانے اور کسی کو ظاہر کرنے کی چالیں ان کے ذہن میں نہیں ہوتیں۔ پیشگوئیوں میں وہ استعارہ میں بات نہیں کرتے نہ وہ استعاروں کو اپنی صداقت کی کسوٹی بناتے ہیں۔ اور نہ وہ گالیوں سے اپنے مخالفوں کی زبان بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مخالفوں کو موت توں سے ڈرانا

(۱) مولا نا سعد اللہ دھیانوی کو موت کی دھمکی

اذینی خبشا فلست بصادق

ان لم تمت بالخزی یا ابن بغائی

(انجام آنکھم درود حافظ خداوند ج ۱۱ ص ۲۸۲)

(ترجمہ) تو نے مجھے اپنی خباثت سے تکلیف دی ہے تو میں چنانبیں اے نسل

بدکاراں اگر تو ذلت سے نہ مرے۔

(۲) مولانا شنا اللہ امر تری کی زندگی میں مرنے کی پیشگوئی

اگر میں ایسا یعنی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچھ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ (تلخ رسالت ج ۰ اس ۱۲۰)

(۳) پادری عبد اللہ آن قم کی موت کی پیشگوئی

وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزاۓ موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھے کو ذلیل کیا جائے۔ (بجک مقدس م ۱۸۸)

(۴) ڈاکٹر عبدالحکیم کی ہلاکت کی پیشگوئی

وہ ڈاکٹر ہے ریاست پنجاب کا رہنے والا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ ۲۷ اگست ۱۹۰۸ تک مر جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کا نشان ہو گا مگر خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مقابل مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں جلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا۔ (چشمہ صرفت م ۲۳۲)

(۵) مرزا الحمد بیگ کے داماد (محمد بنیگم کے خاوند) کی موت کی پیشگوئی

وقال انها استجعل ثيبة ويموت بعلها وابوها الى ثلت سنة عن يوم النكاح ثم رد ها اليك بعد موتها۔ (کرامات الصادقین م ۱۲۰ جلد ۷ ص ۱۶۲) (ترجمہ) اور اللہ نے کہا ہے وہ عنقریب بیوہ کی جائے گی اور اس کا خاوند اور باپ نکاح سے تین سال کے اندر اندر مر جائیں گے پھر وہ ان دونوں کی موت کے بعد تیرے نکاح میں لا لائی جائے گی۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد الحمد بیگ کا پورا ہونا تقدیر بمیرم ہے اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہو گی اور میری موت آ جائے گی۔ (انعام آن قم حاشیہ م ۳۱)

(۶) پنڈت لیکھ رام کی غیر معمولی موت کی پیشگوئی

خداؤند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو میں فروری ۱۸۹۳ء میں ہے چھ

برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بذبائعوں کی سزا میں..... عذاب شدید میں جتلہ کیا جائے گا سواب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں، آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص (پنڈت لیکھ رام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو اجو معمولی تکلیفوں سے زلا خارق عادت اور اپنے اندر الہی ہبیت نہ رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ (آنینہ کمالات اسلام ص ۶۵)

خرقی عادت عذاب سے مراد وہ پکڑ ہے جو انسانی ہاتھوں کی نہ سمجھی جاسکے اس میں قتل وغیرہ کی کوئی صورت نہ ہو قتل تو مخالفین میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ دیکھئے یہ موتوں کا پادشاہ کس طرح موتوں پر موتیں لا رہا ہے اور موتوں کی دھمکیوں سے اپنی نبوت منوارہ ہا ہے کیا یہ کھلی بلیک میلنگ (Black Mailing) نہیں ہے۔ اس وقت یہ بحث نہیں کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں یا نہ۔ یہ بحث آئے گی اس وقت صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ مرزا غلام احمد کا اپنی نبوت کو ان پیشگوئیوں کی بھینٹ چڑھانا اور اپنی نبوت کو دوسروں کی موتوں سے وابستہ کرنا یہ وہ را ہے جو اب تک کسی پیغمبر نے نہ اپنائی، پیغمبر اپنے بارے میں نہیں ہونے کا کبھی سوچ نہیں سکتے نہ وہ اپنی نبوت کو دنیا کے کسی واقعہ یا حادثہ کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔

مرزا کے اپنی نبوت کی دعوت دینے کے غیر فطری پیرائے

مرزا غلام احمد کا سارا لاثر پر اس قسم کی بلیک میلنگ سے بھر پور ہے اس مختصر تحریر میں ان تفصیلی بحث کی مکجاش نہیں تاہم مرزا غلام احمد کی ایک پیشگوئی کا ہم یہاں ذکر کئے دیتے ہیں وہ اس پہلو سے نہیں کہ وہ پیشگوئی اپنے ہاں پوری ہوئی یا ہاں ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد پیشگوئی کرنے میں کس قدر جاگاک اور عیار بنا رہتا بلکہ اسکے پورانہ ہونے پر اصل الفاظ کو بدلتے میں بھی اسے کوئی شرم نہ آتی تھی۔

مرزا قادریانی کی اس چھٹی پیشگوئی کی کچھ ضروری تفصیل

مرزا صاحب کی صرف ایک پیشگوئی ہے جو مقرر کردہ تاریخ کے اندر واقع ہوئی اور وہ پنڈت لیکھ رام کی موت کی پیشگوئی تھی لیکن اسے ہم پیشگوئی کا پورا ہونا نہیں کہہ سکتے کیونکہ پیشگوئی کے الفاظ میں یہ ایک ایسی موت تھی جو انسانی ہاتھوں سے بالا ہوا سے دیکھ کر کسی نسلی

کارروائی کا گمان نہ گز رے۔ چھری سے قتل ایسی موت ہے جو انسانی ہاتھوں سے وقوع میں آتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ قاتل پڑا جاسکے یا نہ۔ لیکن جو موت کسی پر آسمانی لعنت کے طور پر اترے اس میں اس قسم کی علامات نہیں پائی جاتیں۔ کہ دیکھنے والے کو اس میں کسی انسانی سازش کا گمان گز رے پنڈت لیکھ رام جو مقررہ تاریخ کے اندر چھری سے مارا گیا اس پیشگوئی کے الفاظ آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۱ پر یہ تھے۔

"خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے جو برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بذبانبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں بنتا ہو جائے گا۔ سواب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں، آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نہ ہلا اور خارق عادت اور اپنے اندر الہی بیہت رکھتا ہو تو سمجھو کر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا نیطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب لکھتا تو ہر ایک سزا میں بھجتے کیلئے تیار ہوں۔ اور اس بات پر میں راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسی ڈال کر سولی پر کھینچا جائے گا۔"

پھر جب پنڈت لیکھ رام مارا گیا تو اس پیشگوئی کے الفاظ اس طرح وضع کر لیئے گئے۔

"میں نے اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا۔"
(نزوں کی حکیم ص ۷۵) (نزوں کی حکیم ص ۷۵) (نزوں کی حکیم ص ۷۵) (نزوں کی حکیم ص ۷۵)

اب آپ ہی دیکھیں کہ چھری کا لفظ اصل پیشگوئی میں نہ تھا مگر جب پنڈت لیکھ رام عملًا چھری سے مارا گیا تو مرزا غلام احمد نے نہایت چالاکی سے اصل پیشگوئی میں چھری کے الفاظ داخل کر دیئے۔ یہ اپنے فریب سے اسے پورا کرنے کی کوشش نہیں تو اور کیا ہے؟ مرزا غلام احمد کے یہ الفاظ یاد رکھیے اور دیکھئے کہ کیا وہ خود ان کا مصدق اُنہیں؟

ہم ایسے شخص کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر سے پیشگویاں بنانے کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے ان کے پورے ہونے کی کوشش کرے اور کرائے۔ (سراج منیر ص ۲۲) خرقی عادت کے الفاظ سے ہٹ کر چھری کے الفاظ اپنی طرف ڈالنا کیا اپنی پیشگوئی کو درست ثابت کرنے کی

ایک چال نہیں؟ اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

ایک حرمت اور تعجب کا ازالہ

آپ یہ خیال نہ کریں کہ مرزا غلام احمد کو اس قسم کی جھوٹی پیشگوئیوں سے اس صفت کے لوگوں میں آنے کا کیوں شوق تھا؟ اگر نہیں تو وہ کیسے پیشگوئیاں کرتا چلا گیا۔ کیا اسے خود معلوم نہ تھا کہ اس مدت کے آگے میری ذلت اور رسوائی کے دن آئیں گے اور سب لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے۔ مرزا غلام احمد جن الفاظ میں پیشگوئی کرتا ہے ان سے مقابو ہوتا ہے کہ وہ بات بنا نہیں رہا خالص جھوٹ کو کیسے اس قسم کے یقینی الفاظ میں ڈھالا جاسکتا ہے؟ اس تعجب کا ازالہ درکار ہے:

مرزا غلام احمد کو ایسے چکر شیطان دیتا تھا وہ ایسی باتیں بہ پیرا یہ وہی غلام احمد کے دل میں ڈالتا تھا اور یہ نادان سمجھتا تھا کہ یہ وہی خداوندی ہے جو ثقہ نبوت کے بعد پھر سے جاری ہو گئی ہے۔ قرآن کریم میں خبر دی گئی ہے کہ شیطان بھی اس پیرائے میں بھی اپنے پیروؤں پر حملہ آور ہوتا ہے۔

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لِيَوْحُونُ إِلَيْكُمْ أَوْلِيَاءَهُمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنَّ أَطْعَنُهُمْ
أَنْكِمْ لِمُشْرِكِوْنَ۔ (پ ۸ الاعلام ۱۲۱)

(ترجمہ) اور شیطان وہی کرتے ہیں اپنے دوستوں کی طرف تاکہ وہ تم سے مجاہدہ کریں اور اگر تم نے ان کی بات مانی تو تم بھی مشرک ہو گئے۔
شیطانی وہی کس طرح آتی ہے اس میں بہت وسعت ہے ضروری نہیں کہ جن پر آئے اسی وقت انہیں اس کا پتہ چل جائے۔

مرزا غلام احمد خود بھی اس اصول کو مانتا ہے۔
” واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے۔“ (ضرورۃ الامام ۱۲)

مرزا غلام احمد کی ایک نادانی اور ایک چالاکی

غلام احمد اپنے سچا اور جھوٹا ہونے کی بجائے اس پیرائے میں سامنے کیوں آتا تھا کہ یہ وہی اس نے خود نہیں کھڑی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کی باتوں کے پیشتر الفاظ اسے اس وہی

شیطانی سے موصول ہوتے تھے اور ان میں وہ اپنے آپ کو مفتری نہیں سمجھتا تھا لیکن اس بات میں وہ خود مجرم تھا کہ جب واقعات ثابت کر دیتے کہ وہ وحی خداوندی نہ تھی تو وہ اسے خواہ نخواہ صحی ثابت کرنے کے لئے تاویلات کرتا تھا اور بجائے اس کے کہ وہ اس شیطانی وحی کو کتاب و سنت پر پوچش کرتا وہ اسے وحی خداوندی سمجھتے ہوئے خود اپنے سابقہ اسلامی عقائد کو چھوڑ گیا اس حکم کی وحی شیطانی نے جرأت اس کے عقائد میں تبدیلی کرائی۔

مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

”الغرض حقیقت الوحی کے حوالہ نے واضح کر دیا کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپ کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی۔“

(الفصل ۲ ستمبر ۱۹۳۱ء خطبہ جمعہ کالم)

پھر یہ بھی کہا:

”دعویٰ میسیحیت کی بابت بھی تبدیلی جرأت بذریعہ وحی ہوئی اور نبوت کے متعلق بھی سابق عقیدہ میں وحی نے جرأت تبدیلی کرائی۔“ (ایضاً)

صورت حال کچھ بھی ہو یہ بات اپنی جگہ صحیح اور تلقینی ہے کہ مرزا غلام احمد کی پیشگوئیاں کھلے بندوں جھوٹی نکلیں اور اگر کوئی شیطانی وحی کبھی بھی پچھلی تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ وحی خداوندی تھی مرزا خود لکھتا ہے:

”ممکن ہے ایک خواب سچا بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگر چہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی پچھی بات بتلا کر دھوکہ دیتا ہے تا ایمان چھین لے۔“ (حقیقت الوحی ص ۳)

مرزا غلام احمد کی یہ عبارت آپ پہلے بھی دیکھا آئے ہیں:

” واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے۔“ (ضرورت الامام ص ۱۳)

مرزا صاحب تو یہ بھی لکھتے ہیں:

” راتم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق و فاجر بھی پچھی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔“ (تحفہ گلزاری ص ۲۸)

یہ وجہ ہمیں سمجھنے میں نہیں آئی کہ اس حقیقت کو مرزا صاحب اپنا تجربہ کیسے بتا رہے

ہیں۔

انہیں اس قسم کے لوگوں کی صفت میں بیٹھنے کا کیوں شوق تھا۔
ہم ذیل میں مرزا غلام احمد کی چند پیشگویوں کا ذکر کریں گے اور یہ بات اپنی جگہ حق
ہے کہ وہی الہی پرمنی کوئی پیشگوئی غلط نہیں ہوتی قرآن کریم میں ہے:
فلا تحسین اللہ مخلف وعدہ رسّلہ ان اللہ عزیز ذواانتقام۔

(پ ۱۳۲ ابراہیم ۷۸)

(ترجمہ) سو خیال مت کر کہ اللہ اپنے رسولوں کو دیئے گئے وعدے کا خلاف کرے گا
بیشک اللہ زبردست ہے بدله لینے والا۔

ہم یہاں پہلے مرزا غلام احمد کی چند پیشگویاں ذکر کرتے ہیں اور ان کے بعد مرزا کی
زندگی کے دوسرے پہلوؤں جیسے: (۱) یہن دین میں بد دیانتی، (۲) انسانی حقوق کی پامالی،
(۳) کھلے بندوں جھوٹ بولنا، (۴) تضادات کا شکار ہونا، (۵) بدزبانی اور فحش پسندی
وغیرہ ذکر کئے جائیں گے۔

مرزا غلام احمد کی جھوٹی پیشگویاں

مرزا غلام احمد کے خالقین میں عیسائیوں میں پادری آنقم، مسلمانوں میں مولا ناشاء
اللہ امرتسری، عورتوں میں مرحومہ محمدی بیگم اور اپنے ساتھیوں میں پیالہ کے ڈاکٹر عبدالحکیم اور
ہندوؤں میں پنڈت لیکھ رام خاص طور پر مرزا غلام احمد کی پیشگویوں کا موضوع بنے مرزا غلام
احمد لکھتا ہے:

”درحقیقت میرا صدق یا کذب آزمانے کیلئے یہی کافی ہیں۔“

(ازالہ ادہام جلد ۲ ص ۳۱۸)

ضروری نہیں کہ جس قدر بطور نمونہ کے میں نے پیشگویاں کی ہیں ایک ایک پیشگوئی کا
جنہوں اہونا ثابت کیا جائے۔

مرزا غلام احمد کی ایک پیشگوئی بھی جھوٹی نکلتے تو یہ اس کے کاذب ہونے کیلئے کافی
ہے۔ خود لکھتا ہے:

”اگر ثابت ہو کہ میری سو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ

میں کاذب ہوں۔” (ابعین حصہ ص ۲۵۷۔ خ ۷ اص ۳۶۱)

اب ہم پادری عبد اللہ آنھم سے اس بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

(۱) عبد اللہ آنھم کی موت کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو عبد اللہ آنھم کی موت کی پیشگوئی کی اور کہا کہ خدا نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے۔ مرزا غلام احمد اور پادری عبد اللہ آنھم کا تحریری مناظرہ امر تسریں میں ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء تک پندرہ دن رہا۔ اس میں حکیم نور الدین اور مولوی سید محمد احسن مرزا صاحب کے معاون تھے اسی مناظرے کی رومناد جنگ مقدس کے نام سے شیخ نور احمد مالک ریاض ہند پر لیں امر تسر نے شائع کی۔ مرزا غلام احمد نے اپنی آخری تحریر میں لکھا:

آج رات جو مجھ پر کلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابھال سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کرو اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عدم اجھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دونوں مبادیوں کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ تک یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کوخت ذات پہنچ گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔

(۱) مجھ کو ذیل کیا جائے، (۲) رو سیاہ کیا جائے، (۳) میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے اور (۴) مجھ کو پھانسی دی جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ (۱) وہ ضرور ایسا ہی کرے گا، (۲) ضرور کرے گا، (۳) ضرور کرے گا، (۴) زمین آسان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

(جنگ مقدس ص ۲۱۱۔ خ جلد ۶ ص ۲۹۲-۲۹۳)

اس پیشگوئی کے مطابق آنھم کی موت کا آخری دن ۵ ستمبر ۱۸۹۲ء اقرار پایا گردیا گواہ ہے کہ وہ ۵ ستمبر کو صحیح سلامت موجود تھا۔ اب عبد اللہ آنھم کا خط بھی پڑھیں جو اس وقت کے اخبار

”وفادار“ لاہور میں شائع ہوا۔

”میں خدا کے فضل سے تدرست ہوں اور آپ کی توجہ مرزا صاحب کی کتاب نزول سعی کی طرف دلاتا ہوں جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی موت کی پیشگوئی ہے..... اب مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آنھم نے اپنے دل میں چونکہ اسلام قبول کر لیا ہے اس لئے نہیں مرا۔ خیران کو اختیار ہے جو چاہیں سوتاویں کریں کوئی کسی کوروک سکتا ہے میں دل سے اور ظاہرا پہلے بھی عیسائی ہا اور اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔“

یہ دل سے توبہ کرنے کا تصور بھی مرزا صاحب کی نئی شریعت ہے قرآن شریف تو اس توبہ کو لائق قبول ٹھہرا تا ہے جو کھول دی جائے یہ اچھی توبہ ہے۔ جو پیشگوئی کے جھوٹا نکلنے پر آنھم کے سر تھوپی جا رہی ہے قرآن کریم تو توبہ کے ساتھ اس کے بیان ہونے کو بھی لازم ٹھہرا تا ہے:

الا الذين تابوا واصلحوا ويبنوا فاولئك اتوب عليهم۔ (پ ۱۲ البقرہ ۱۶۰)

(ترجمہ) مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور (اپنے بگاڑ کی) اصلاح کی اور اسے برسر عام بیان کیا وہ لوگ ہیں جن کی میں توبہ قبول کرتا ہوں۔
پھر اگر آنھم واقعی تائب ہو چکا تھا تو خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء سے پہلے کیوں اطلاع نہ دے دی۔ شیخ یعقوب علی عرفانی ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کو اپنی جماعت کا حال ان لفظوں میں ذکر کرتا ہے:

”آنھم کی پیشگوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پڑ مردہ ہیں اور دل ختم منقبض ہیں بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں ہر طرف سے اداسی اور مایوسی کے آثار ظاہر ہیں لوگ نمازوں میں جیخ جیخ کر رور ہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسامت کریو غرض ایسا کہرام چاہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں۔“ (سیرت سعیج موعود ص ۷)

خدمرزا صاحب کا حال اس دن کیا تھا اسے ان کے بیٹے بشیر احمد کے بیان میں دیکھیں آپ اس دن عملیات میں گھرے ہوئے تھے اور دانے پڑھوار ہے تھے وہ لکھتا ہے: ”وظیفہ ختم کرنے کے بعد ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادریاں سے باہر لے گئے اور فرمایا کہ یہ دانے کسی غیر آباد کوئی میں ڈالے جائیں گے

اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیے اور مرکرنہیں دیکھنا چاہیے۔ ”(سرت المهدی ج ۱ ص ۱۵۹)

یہ عملیات بتارہے ہیں کہ مرزا غلام احمد آنکھ کو اندر سے مسلمان ہوانہ سمجھتا تھا پھر معلوم نہیں خدا نے اسے مسلمان ہوا کیسے سمجھ لیا اور اس سے موت ٹال دی۔

مرزا بشیر الدین محمود کا بیان بھی لاائق دید ہے جو الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۲۰ء میں چھپا ہے وہ کہتا ہے: ”اس دن کتنے کرب و اضطراب سے دعائیں کی گئیں جنہیں سو گز تک سنی جاتی تھیں اور ان میں سے ہر ایک زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ یا اللہ آنکھ مر جائے یا اللہ آنکھ مر جائے۔“

گرفتوں کہ اس کہرام اور آہوز ازاری کے نتیجے میں بھی آنکھ نہ مرا۔

(۲) محمدی بیگم سے نکاح کی پیشگوئی

یہ کمن لاڑکی ایک رشتہ سے مرزا صاحب کی بھانجی ایک رشتہ سے بھتیجی اور ایک رشتہ سے مرزا کی بیوی کی بھتیجی تھی اور آپ کی بھوکی بھی رشتہ کی بہن تھی ہندوستان کے سماج میں یہ مرزا غلام احمد کی اولاد کے درجے کی تھی۔ غلام احمد خود لکھتا ہے:

هذه المخطوبة جارية حدية السن عذراء وكانت حينئذ جاوزت
خمسين۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳)

(ترجمہ) یہ جس کے نکاح کی طلب ہے ایک کمن چھوکری ہے اسے کسی نے نہیں چھوا ہے اور میں اس وقت پچاس سال سے تجاوز کر چکا ہوں۔

مرزا غلام احمد کی نظر اس پر بیٹی کی نظر کیوں نہ پڑی بیوی کی نظر ہی کیوں پڑی ہم اس وقت اس پر بحث نہیں کرتے۔ مرزا غلام احمد نے ۲۵ جولائی ۱۸۹۲ء کو ایک خواب میں دیکھا تھا۔

”چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حولی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے..... وہ عورت یکا کیک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ جوان عورت ہے..... میں نے دل میں خیال کیا یہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی اس نے کہا میں آگئی ہوں۔“ (تذکرہ ص ۸۳۱)

مرزا کی خواہش ہوتی تھی کہ جو خواب دیکھے اسے ظاہرا بھی پورا کرے۔ مرزا کے چھا

زاد بھائی مرزا نظام الدین اور مرزا اکمال الدین محمدی بیگم کے حقیقی ماموں تھے اور یہ مرزا صاحب کی چچا زاد بہن کی بیٹی تھی۔ اس چچا زاد بہن کے رشتہ سے مرزا احمد بیگ مرزا غلام احمد کا بہنوئی لگایے مرزا صاحب کا ماموں زاد بھائی بھی تھا۔ مرزا غلام احمد کے بیٹے فضل احمد کی بیوی محمدی بیگم کی پھوپھی زاد بہن تھی۔ سوم مرزا غلام احمد کے ہاں یہ کمن لڑکی بہو کے برابر تھی۔

محمدی بیگم سے نکاح کی تحریک کیسے کی

مرزا امام الدین کا ایک بھائی مرزا غلام حسین بھی تھا جو مفقود اندر ہو گیا تھا، اس کی بیوی مرزا احمد بیگ کی بہن تھی۔ اس مفقود اندر کی جائیداد بہن کے واسطہ سے مرزا احمد بیگ کو تبلیکتی تھی کہ مرزا غلام حسین کے بھائیوں کی بھی اجازت ہو۔ احمد بیگ ان کا بہنوئی تھا اس لئے وہ اس پر راضی تھے جدی جائیداد ہونے کی وجہ سے برٹش لاء (British Law) میں مرزا غلام احمد کی اجازت بھی ضروری تھی گوشہ رعا اس کا اس پر حق نہ بنتا تھا۔ مرزا احمد بیگ (مرزا کا ماموں زاد بھائی) مرزا غلام احمد سے دستخط کرنے آیا۔ تو مرزا نے یہ شرط لگادی کہ اپنی کمن بیٹی مجھ پچاس سال کے بوڑھے کو دے دے اور یہ زمین لے لے۔ احمد بیگ اس بوڑھے کی اس خواہش پر حیران رہ گیا۔ اسے غیرت آئی اور وہ واپس چلا گیا مرزا غلام احمد نے مرزا احمد بیگ کو کہا کہ مجھے تو خدا نے وہی کی ہے کہ احمد بیگ سے یہ لڑکی مانگ۔ غلام احمد لکھتا ہے:

”الهمت من الله الباقي وائبنت من اخبار ما ذهب ولهى قط اليها
وما كنت اليها من المستدين فاوحي الله التي ان اخطب صبية الكبيرة
لنفسك. وقل له ليصاهرك او لا ثم ليقتبس من قبلك. وقل انى امرث لاهلك
ما طلبت من الارض وارضا اخرى معها واحسن اليك باحسنانات اخرى على
ان تنكحني احدى بناتك التي هي كبيير تها۔“ (آئینہ کمالات اسلام م ۵۷۲)

(ترجمہ) اللہ الباقي کی طرف سے مجھے الہام کیا گیا اور مجھے وہ خبر دی گئی میرا خیال بھی کبھی اس طرف نہ گیا تھا اور نہ میں کبھی اس کا منتظر تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہی کی کہ تو اس کی بڑی بیٹی کا رشتہ اپنے لئے مانگ اور اسے کہہ کر وہ تجھے اپنی دامادی میں قبول کرے پھر تجھ سے وہ حصہ لے اور کہہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تیری مطلوبہ زمین تجھے صہبہ کر دوں اور اس کے ساتھ

اور زمین بھی اور میں تجھ پر اور بھی بہت سے احسانات کروں گا اس شرط سے کہ تو اپنی دختر کلاں
میرے نکاح میں دے۔

مرزا غلام احمد نے پھر یہ بھی کہا:

”اور اگر تو نے یہ بات نہ مانی تو جان لے کہ اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ اس کا نکاح
کسی دوسرے شخص سے اس کیلئے اور تیرے لئے ہرگز مبارک نہ ہوگا..... تو نکاح کے بعد
تین سال میں مر جائے گا..... اور اسی طرح اس کا خاوند ڈھائی سال کے اندر اندر مر جائے
گا اور آخ رکار یہ میرے نکاح میں آ کر رہے گی۔“

اور پھر یہ بھی یقین دہانی کرائی کہ میں تجھے بہت کچھ دوں گا:

”میں تیری بیٹی (محمدی بیگم) کو اپنی کل زمین کا اور اپنی ہر مملوک کہ چیز کا تیرا حصہ
بطریق عطااء دوں گا اور تو جو بھی مانگے تجھے دوں گا..... یہ جو میں نے تجھے خط لکھا ہے اپنے
رب کے حکم سے لکھا ہے۔“ (آنینہ کمالات اسلام م ۵۷۳ ملخا)

دیکھئے قادیانیوں کا رب اس نکاح کی خاطر کس طرح متفق کر رہا ہے۔ جب مرزا احمد
بیک نے اپنی بیٹی مرزا سلطان محمد کے نکاح میں دے دی تو مرزا غلام احمد نے کہا:

”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داما دا حمد بیک کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار
کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔“

(فیصلہ انجام آتم م ۳۱ حاشیہ)

کیا مرزا غلام احمد کو محمدی بیگم کی ضرورت تھی

پچاس سال کے بوڑھے کو اتنی کمن یہوی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟ مرزا صاحب کو
تو ۱۸۹۶ء کا اپنا خواب پورا کرنا تھا جب وہ خواب میں اس کے پاس آئی تو وہ اب ظاہر میں بھی
اس کے پاس آئے اور اس پر خدا کی دعیٰ بھی آگئی ورنہ مرزا غلام احمد کو اس کی کوئی ضرورت نہ تھی
اس نے مرزا احمد بیک کو لکھا تھا:

”مجھے نہ تمہاری ضرورت تھی نہ تمہاری لڑکی کی۔ عورتیں اس کے سوا اور بھی بہتیری
ہیں۔“ (آنینہ کمالات اسلام م ۵۷۳ ملخا)

مرزا سلطان محمد کی موت کی پیشگوئی

غلام احمد نے پیشگوئی کی تھی کہ اگر محمدی بیگم مرزا سلطان محمد سے بیاہی آئی تو مرزا سلطان محمد ڈھائی سال کے اندر اندر مرجاۓ گا اور یہ بھی کہا:-

”اگر میں جھوٹا ہوں تو وہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔“

(ضیغمہ انجام آنحضرت ص ۳۱)

تاریخ گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی ۱۹۰۸ء میں موت آئی اور مرزا سلطان محمد زندہ رہا۔ وہ ۱۹۱۲ء کی جنگ میں بھی شامل ہوا اس کے سر پر گولی بھی لگی مگر وہ نہ مرا اس کے پائچے بیٹھے اور دو بیٹیاں ہوئیں جو مرزا غلام احمد کے کذب کی چلتی پھرتی تصویریں تھے۔ غلام احمد اس کی موت کو تقدیر میرم کہتا تھا مگر مرزا کی اپنی تقدیر بدل چکی تھی نہ محمدی بیگم مرزا کی زندگی میں بیوہ ہوئی نہ اس کے نکاح میں آئی اور یہ چلتا ہے۔

مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کی پیشگوئی اصل موضوع بحث نہیں۔ یہ غلام احمد کے کاذب ہونے کی ایک ضمی شہادت ہے۔

اصل پیشگوئی مرزا غلام احمد کے محمدی بیگم سے نکاح کی تھی یہ بات ضمن میں آئی ہے کہ اگر مرزا احمد بیگ اپنی بیٹی کو کسی دوسری جگہ بیاہ دے تو انجام کا رواہ یہو ہو کہ مرزا کے نکاح میں آئے گی۔ سو مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت مخفی ایک ضمی پیشگوئی تھی مگر وہ بھی پوری نہ ہوئی۔

اصل پیشگوئی کی طرف پھر آئیں

”خد تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد گماں بیک ہوشیار پوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کا تھا رے نکاح میں آئے گی..... خدا ہر طرح سے اس کو تھا ری طرف لاوے گا با کردے ہوئے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو پورا کرے گا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

(از الہ ادہام ص ۳۰۶، روحاںی خزانہ جلد ۳ ص ۳۰۵)

مرزا غلام احمد کو ایک دفعہ شک گز را کہ شاید اس پیشگوئی کا مطلب کچھ اور ہو مگر بقول مرزا غلام احمد خدا تعالیٰ نے اس میں شک کرنے کا دروازہ بھی بند کر دیا۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:-

”اس عاجز کو ایک دفعہ سخت بیماری آئی یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وہیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت یہ پیشگوئی آنکھوں کے سامنے آ گئی (کہ ابھی تک محمدی بیگم سے نکاح نہیں ہوا).....تب میں نے اس پیشگوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور منی ہوں گے جو میں نہیں سمجھ سکات اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔ الحُقْمِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونُ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ یعنی تیرے رب کی طرف یہ بات تھی ہے تو کیوں نہ کرتا ہے۔“ (ازالہ ادہام ص ۱۲۳)

یعنی تیرا نکاح محمدی بیگم سے ہو کر رہے گا تو کیوں نہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی باتیں ملا نہیں کر سکیں۔

مرزا غلام احمد کا اشتہار ۱۸۹۳ء

”اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح مل نہیں سکتی کیونکہ اس کے متعلق الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے: لَا تَبْدِيلَ لِكَلْمَاتِ اللَّهِ یعنی میری یہ بات نہیں ملے گی پس اگر مل جاوے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔“

(اشتہار ۶، اکتوبر ۱۸۹۳ء تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۱۵)

ناظرین! غور فرمائیں کہ تقدیر مبرم اور لا تبدیل کلمات اللہ کا کیا انجام ہوا۔ اب خدا کا یہ سات مرتبہ دھراتا بھی سن لیں وہ کس طرح مرزا صاحب کو تسلی پر تسلی دے رہا ہے۔ یہ یکے بعد دیگرے سات الہامات پڑھیں انہیں سنبھلے اور سرد ہٹھیے۔

محمدی بیگم کے آنے کے سات الہامات

- (۱) فَسِيْكَفِيكُمْ اللَّهُ وَيَرِدُهَا إِلَيْكُمْ۔
- (۲) اُمِرْمَنْ لَدَنَا اَنَا كَنَا فَاعِلِيْنَ۔
- (۳) زَوْجِنَكُمْ۔
- (۴) الْحُقْمِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونُ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝
- (۵) لَا تَبْدِيلَ لِكَلْمَاتِ اللَّهِ۔
- (۶) اَنْ رَبُّكَ فَعَالْ لَمَا يَرِيدُ۔

(۷) افادہ الیک۔ (آنعام آنکھ میں ۶۱، ۶۲، ۶۳۔ خ جلد اسی میں ۶۰، ۶۱)

(ترجمہ) سو خدا ان کے لئے مجھے کفایت کرے گا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں ہم نے اسے تیرے نکاح میں دے دیا۔ تیرے رب کی طرف سے یہ تھا ہے پس تو شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔ خدا کے کلمے بدال نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے (کوئی نہیں جو اس کو روک سکے)۔ ہم اس کو تیری طرف واپس لانے والے ہیں۔

مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی جو بار بار خدائی الہامات سے مرصح ہے اتنی مرتبہ دھرائی گئی ہے کہ شاید ہی اور کوئی پیشگوئی اس بکے ہم وزن ہو مگر انہوں کہ مرزا صاحب ہیں اس پر طعنہ دیتے ہیں کہ تم اسی پیشگوئی پر کیوں زیادہ بحث کرتے ہو کیا تمہیں اور کوئی پیشگوئی نہیں ملتی۔ (دیکھئے تحذیق کولڈ یہ میں ۲۰۹)

اور بھی بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہوتیں ایک اسی پیشگوئی پر کیوں بحث کی جاتی ہے۔ (پیغام صلح لاہور ۱۹۲۱ جنوری ۱۹۲۱)

اگر ایک یادو پیشگوئیاں اس کی کسی جاہل اور بدفهم اور غنی کی سمجھ میں نہ آئیں تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ وہ تمام پیشگوئیاں صحیح نہیں ہیں۔ (تذكرة الشہادتین میں طبع ۱۹۰۳ء)

مرزا غلام احمد کی کوشش کہ خدا کی بات غلط نہ نکلے

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد خدا کی محبت میں اس قدر رذوبا ہوا تھا کہ وہ نہ چاہتا تھا کہ خدا کی خبریں غلط نہیں اور اس کے الہامات پورے نہ ہوں اس نے بہت کوشش کی کہ جس طرح بھی ہو سکے محمدی بیگم ضرور ان کے نکاح میں آجائے۔ مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کو آمادہ کیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے کیونکہ اس کے رشتہ دار محمدی بیگم کو اس کے نکاح میں نہیں دے رہے چنانچہ فضل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر مرزا صاحب نے فضل احمد کی ماں (اپنی بیٹی بیوی) کو بھی جو محمدی بیگم کے خاندان میں سے تھی طلاق دی کہ ممکن ہے فریق ہائی ان طرح طرح کی اہلا و اؤں سے بیک آ کر خدا کے الہامات کو پورا کر دیں۔ مرزا کی بیوی نصرت بھی خدا سے رو رکرسو کی مانگتی رہی۔

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

”والدہ صاحبہ مکرمہ نے بارہار درود کر دعا میں کیس اور بارہا خدا کی قسم کھا کر کہا کہ گو میری زنانہ فطرت کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوں۔“ (سیرت المہدی جلد اول ص ۷۷ رواہت ۲۹۰)

مگر تاریخ گواہ ہے کہ مرزا اصحاب اسی حضرت کو لے کر قبر میں چلے گئے اور محمدی بیگم ان سے (۵۸) اٹھاون سال بعد تک دنیا میں زندہ رہی اور قاریانی اپنی آخری چال میں بھی بری طرح ناکام ہوئے کہ محمدی بیگم کو کسی بہانے (ربوہ) چنانگر کے بہشتی مقبرہ میں لا کر دفن کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ جونکاح آسمان پر پڑھا گیا ہوا ذر خود خدا نے پڑھایا ہو وہ کسی نہ کسی شکل میں پورا ہو ہی گیا ہے۔

محمدی بیگم کی پیشگوئی پوری نہ ہونے پر مرزا غلام احمد کی سزا

مرزا غلام احمد نے خدا کے نام سے محمدی بیگم کے اپنے نکاح میں آنے کی پیشگوئی بار بار کی اور اس کے پوارہ ہونے پر اپنی سزا یہ تجویز کی:

ہمیشہ کی لعنتوں کی خبر

(۱) ”اگر یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت (بمرض ہیفہ) کے ساتھ ہلاک کر..... اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بننا۔ اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ لوگ مجھ پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں۔ مرزا کی یہ مز احمدی بیگم سے نکاح نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔“ (اشتہار ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۹۳)

دس لاکھ آدمیوں میں رسولی کا خوف

(۲) ”یہ پیشگوئی ہزار ہالوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ بے زیادہ آدمی ہو گا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہو اور ایک جہاں کی اسی پر نظر گلی ہوئی ہے۔“ (اشتہار ۱۶ جولائی ۱۸۹۰)

دجال کی آمد کا یقین دلانا

(۳) ”اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال

ہوں۔“ (اشتہار ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۳)

اب چاہئے کہ قادریانی مرزا صاحب کے ان بیانات پر آمین کہیں تا معلوم ہو یہ اس کے مقتدی ہیں۔

کیا اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے یہ دس لاکھ لعنتوں کا استقبال نہیں۔
اب جب یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو مرزا غلام احمد پر یہ مز اضرور جاری ہوئی چاہیے مخالفین تو
مرزا پر یہ مز اہمیشہ جاری رکھتے ہیں لیکن یہ فرض اس کے لواحقین کا بھی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد
پر یہ مز اسیں جاری کریں تا دنیا جان لے کہ مرزا کی بات جھوٹی نکلی اور یہ خدا کی بات نہیں تھی وہ
قادیانی جو مرزا کے ان الہامات کو پڑھتے خود خدا نے ہی بدگمان ہونے لگے تھے کہ وہ کیوں بار
بار وہ چیز کہتا ہے جسے وہ کرنہیں سکتا وہ بار بار کہتا ہے کہ محمدی بیگم کو تیرے نکاح میں لاوں گا مگر
وہ لانہیں سکا وہ خدا ہی کیا ہوا جو ایک کام کرنا چاہے اور اسے نہ کر سکے اور بار بار احمد بیگ کی
متنیں کرے۔

یہ پیشگوئی کسی پر عذاب اترنے کی نہ تھی

یہ پیشگوئی کوئی انذاری پیشگوئی نہ تھی محمدی بیگم کے مرزا کے نکاح میں آنے کی خبر تھی
اور اس کے تقدیر مبرم ہونے کا اعلان تھا سو یہاں قادریانیوں کی یہ تاویل بھی نہیں چل سکتی کہ محمدی
بیگم کے خاوند نے اپنے اس نکاح سے توبہ کر لی تھی اور محمدی بیگم کو فارغ کر دیا تھا وہ پوری عمر مرزا
غلام احمد کی چھاتی پر مونگ دلتار ہا اور مرزا صاحب اپنی اس خواہش کو پورا کئے بغیر ہی قبر میں اتار
دیئے گئے اور وہ مدت دراز تک بعد میں زندہ رہا۔ مرزا ۱۹۰۸ء میں مرد اور محمدی بیگم کے خاوند
نے پورے چالیس سال بعد ۱۹۳۸ء میں وفات پائی۔

جو پیشگوئی کسی کے صادق و کاذب ہونے کا معیار قرار دی گئی ہو اور اس کے پورا
ہونے کا انتظار عوام و خواص دونوں کو برابر لگا ہوا ہواں میں کسی باریک تاویل کو راہ نہیں دی جا
سکتی یہاں لئے کہ صادق و کاذب کی اس پیچان میں عوام کو بھی اسے پہچاننے کا برابر کا حق حاصل
ہے مرزا غلام احمد خود ہی بتائے کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ کو کس نے توڑا؟ مرزا سلطان محمد کی اتنی
ہت نہیں ہو سکتی کہ وہ خدا کا ارادہ توڑے مرزا خود لکھتا ہے:

”خدا کا ارادہ ہے کہ وہ دعویٰ تین میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہو گی اور دوسرا

بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پرساں سے موجود ہیں اور یہوہ کے الہام کی انتظار ہے۔” (تیاق القلوب ص ۳۵۵۔ خ جلد ۵ ص ۲۰۱)

غلام احمد یہ بھی لکھتا ہے:

میرے خدا نے مجھے بھارت دی ہے کہ دو عورتیں تیرے نکاح میں لاوں گا ایک کنواری ہو گی اور دوسرا بیوہ۔ کیا کوئی قادریانی بتا سکتا ہے کہ وہ کون ہی بیوہ عورت ہے جس سے مرزا صاحب نے نکاح کیا مرزا سلطان محمد تو مرثیہ اور نہ محمدی بیگم مرزا صاحب کی زندگی میں بیوہ ہوئی۔ پھر کیا خدا نے مرزا صاحب کو جھوٹی بھارت دی تھی؟ (معاذ اللہ) جیسا یہ نبی تھا ایسا ہی اس کا خدا الکلا۔ اس پیشگوئی کے پورانہ ہونے کی ایک ہی وجہ ہے جو مرزا غلام احمد نے خود لکھ دی ہے:

”جو شخص اپنے دعوے میں کاذب ہواں کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴۔ خ جلد ۵ ص ۳۲۲، ۳۲۳)

قادیانی مسلمانوں کے ذہنوں میں مہدی اور مسیح کے مسائل کیوں ڈالتے ہیں مخفی اس لئے کہ مسلم عوام مرزا غلام احمد کی اس قسم کی باتوں پر غور نہ کریں شان کو زیر بحث لا گیں اور مرزا غلام احمد کے ان تھوک جھوٹوں پر پردہ پڑا رہے۔ اردو خوان طبقے پر قادیانیت کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس سے بہتر کوئی راہ نہیں کہ مرزا کی ان پیشگوئیوں پر غور کریں کیا محمدی اور مسیح سے ان جھوٹوں کی توقع کی جاسکتی ہے؟

(۳) مرزا کے لئے رحمت کا نشان جو اس نے ماں کا

مرزا غلام احمد کی بیوی نصرت جہاں بیگم حاملہ ہوئی تو مرزا صاحب نے ۱۸۔ اپریل ۱۸۸۸ء کا اشتہار دیا۔

خدائے رحیم و کریم و بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا ہے:

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اس کے موافق جو تو نے مجھ سے ماں کا..... سو تجھے بھارت ہو ایک وجہیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا..... وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت ہو گا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں

سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہو گا..... ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔”

(تلخ رسالت جلد اس ۵۸)

مگر افسوس کہ اس حمل سے مرزا غلام احمد کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اسے لوگوں میں بڑی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اب مرزا کی تاویلیں سننے اس نے کہا میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ رحمت کا نشان اسی حمل سے پیدا ہو گا سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر تو نے یہ پیشگوئی اس حمل کے موقع پر کیوں کی۔ اس سے پہلے کی ہوتی تو اسے کسی بھی حمل پر محمول کیا جا سکتا تھا خاص موقع پر جوبات کی جائے وہ اس خاص موقع کے لئے ہی ہوتی ہے۔

مرزا غلام احمد نے اس پیشگوئی کو (لڑکی پیدا ہونے کی وجہ سے) اگلے حمل پر ڈال دیا نصرت جہاں بیکم پھر دسمبر ۱۸۸۱ء کو حاملہ ہوئی اور یہ اگست مرزا کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اور مرزا نے اعلان کیا:

”اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۱۸۔ اپریل ۱۸۸۲ء میں پیش گوئی کی تھی۔ اور خدا سے اطلاع پا کر اپنے کھلے بیان میں لکھا تھا..... آج ۱۶ ذی القعڈ ۱۳۰۳ھ بہ طابق ہے۔ اگست ۱۸۸۲ء میں بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا ہے۔“ (تلخ رسالت جلد اس ۹۹)

مرزا نے اس لڑکے کا نام بشیر احمد رکھا اور قادریانی اس بچے کے سبب زمین کے کناروں تک پہنچنے کے خواب دیکھ رہے تھے مگر افسوس کہ وہ لڑکا سولہ مہینے زندہ رہ کرفوت ہو گیا اور مرزا صاحب بہت گھبرائے کہ اب اس پیشگوئی کا کیا بنے گا اب مرزا صاحب کے موافقین کے دل بھی ڈولنے لگے تھے ایسے وقت میں مرزا صاحب کے رفیق راز حکیم نور الدین ہوتے تھے جو مرزا صاحب کو مشورہ دیا کرتے تھے کہ اب کون سادعویٰ کیا جائے اور کون سانہ؟ مرزا غلام احمد نے اس پریشانی میں حکیم نور الدین کو لکھا۔

میرا لڑکا بشیر تمیں روز بیمار رہ کر آج بقضاۓ الہی رب عز و جل انتقال کر گیا ہے اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ (مکتبات احمدیہ جلد ۵ ص ۲)

حکیم نور الدین نے مشورہ دیا کہ اس مرحوم لڑکے کو بشیر اول سے موسوم کرو اس سے سمجھا جائے گا کہ اب بشیر دوم آئے گا جو اس پیشگوئی کو پورا کرے گا اس پیشگوئی کو تیرے حمل

پر محول کرنے کو لوگ ایسی پیشگوئیوں سے مذاق بھیجیں گے اس کی بجائے بشیر اول اور بشیر دوم کی تاویل کچھ بہتر رہے گی اب بشیر نانی کو اس پیشگوئی کا مصداق بنانے میں زیادہ وقت نہ ہوگی۔ حکیم نور الدین بشیر احمد کی وفات سے اس قدر پریشان تھا کہ زندگی بھر اس نے اسکی پریشانی نہ دیکھی تھی مرزابشیر الدین محمود نے ۱۹۲۰ء کے ایک خطبہ میں حکیم صاحب کے اس مشورے کو اگل دیا۔ مرزابشیر الدین محمود نے کہا تھا۔

”اگر اس وقت میرابینا مر جاتا تو میں کچھ پروانہ کرتا مگر بشیر اول فوت نہ ہوتا اور لوگ اس احتلاء سے نجٹ رہتے۔“ (الفضل جلد ۸ ص ۱۵۔ ۳۰۔ اگست ۱۹۲۰ء)

دیکھنے کیم صاحب نے کس حکیمانہ پیرائے میں بشیر اول کی اصطلاح مرزاغلام احمد کے ذہن میں انوار دی استاد شاگرد ایک دوسرے کے اشاروں کو خوب سمجھتے تھے۔ تاہم اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مرزاغلام احمد کی پیشگوئی دو دفعہ ان کی پوری جماعت کے لئے جگ ہنسائی کا موجب بنسی اور بقول حکیم صاحب یہ قادر یانیوں کیلئے ایک بہت بڑی احتلاء تھی اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بھی مرزاغلام احمد کی اس پیشگوئی کا مطلب وہی سمجھا ہو جو مخالفین نے سمجھا کہ مرزاصاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی تھی تو مرزاغلام احمد اس پیشگوئی کے جھوٹا نکلنے سے اپنے پیروؤں کے دلوں کی دھڑکنیں سن رہا تھا مرزانے اپنے اس صدمے کی اطلاع حکیم نور الدین کو ان لفظوں میں دی تھی:

”اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔“ (مکتوبات احمدیہ حصہ چھم ص ۲)

افسوں کہ مرزاغلام احمد حکیم نور الدین اور مرزابشیر دوم میں سے کسی کا ذہن اس طرف منتقل نہ ہوا کہ خدا نے مرزاغلام احمد کو قبل از وقت ایسی بشارت ہی کیوں دی جس نے پوری جماعت کے سکون کو تباہ کر دیا۔ قادریانی اس کے جواب میں کہتے ہیں خدا سے کوئی ایسا سوال نہیں کر سکتا وہ جو چاہے کرے۔

(۲) ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کی موت کی پیشگوئی

مرzagلام احمد کی کتاب چشمہ معرفت میں ایک یہ پیشگوئی بھی ملاحظہ کریں:
”اور ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک

ہوئے اور ان کا نام و نشان نہ رہا ہاں آخري دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے ریاست پیالہ کار بنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہو گا یہ شخص الہام کا دعوے کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے پہلے اس نے بیت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا پھر..... مرتد ہو گیا..... مگر خدا تعالیٰ نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خردی کوہ خود عذاب میں بدلایا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا..... بلاشبہ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔

(چشمہ معرفت ص: ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳۔ جلد ۲۲ ص: ۳۲۷ و ۳۲۸)

تاریخ گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کے مطابق ۱۹۰۸ء میں ۲۶ اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے (مر گیا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان ۱۹۱۹ء میں اس کے بہت بعد فوت ہوا۔

یہ مرزا غلام احمد کی آخری پیشگوئی تھی اور وہ بھی جھوٹی تھی مرزا غلام احمد کی اس پیشگوئی میں کئی امور لائق توجہ ہیں۔

(۱) مرزا غلام احمد نے اپنے ان دشمنوں کو مسلمان تسلیم کیا ہے معلوم ہوا وہ اپنے آپ کو اس وقت مسلمان نہیں سمجھتا تھا مسلمان اس کے دشمن تھے یہ کتاب چشمہ معرفت مرزا کے مرنسے گیارہ دن پہلے ۱۹۰۸ء میں کوشائی ہوئی تھی۔

(۲) مرزا غلام احمد نے یہ بھی جھوٹ بولا کہ اس کے دشمن ہلاک ہوئے مولانا شاء اللہ امر تری، مولانا عید مہر علی شاہ گولڑوی، مرزا احمد بیگ کا داماد جو مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ کو اپنے گھر رکھے رہا یہ سب زندہ اور موجود تھے۔

(۳) مرزا غلام احمد نے ڈاکٹر صاحب کے بال مقابل جو پیشگوئی کی وہ خدا کے نام پر کی اور اسے خدائی خبر کہا اور ظاہر ہے کہ خدائی خبر غلط نہیں ہو سکتی۔

(۴) یہ ڈاکٹر عبدالحکیم پہلے مرزا غلام احمد کی جماعت میں شامل تھا پھر اس کا مخالف ہو گیا قاریانی اب تک اسے مرتد لکھتے ہیں۔

(دیکھئے سلسلہ احمد یہ جلد اول ص: ۱۶۹ مصنفہ مرزا شیر احمد ایم۔ اے)

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد ان دنوں اپنے مخالفین سے کفر و اسلام کے فاصلے پر آگیا تھا وہ ان لوگوں کو جو کلمہ اسلام پڑھتے تھے، اہل قبلہ تھے، نمازیں بھی پڑھتے تھے کبھی مرد نہ کہتا حقیقت یہ ہے کہ مسلمان تو مسلمان ہی رہے یہ خود اسلام سے نکل کر مرد ہو گیا تھا۔

(۵) مرزا غلام احمد کی عمر کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ:
”هم تجھے (۸۰) اسی سال یا اس کے قریب قریب اچھی زندگی دیں گے۔“

(از الہ اوہا مص ۲۳۵ ص ۲۶۳ رخ جلد ۳ مص ۲۲۲)

پھر مرزا صاحب نے اس لفظ قریب قریب کی تعین بھی خود ہی کر دی اور یہ بھی خدا کے نام سے کی:

”خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہو گی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔“

(ضییہ برائین احمد یہ حصہ ۵ ص ۷۹ رخ جلد ۲۱ مص ۲۵۸)

مرزا صاحب کی وفات بالاتفاق ۱۹۰۸ء میں ہوئی اب صرف یہ جاننا کافی ہو گا کہ ان کی پیدائش کس سن میں ہوئی تھی مرزا خود لکھتا ہے:

”میری پیدائش ۱۸۳۹ء ایام ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔“

(کتاب البر یہ ص ۱۵۹ رخ جلد ۱۳ ص ۷۷ اور حاشیہ)

ان تحریرات کی روشنی میں مرزا غلام احمد کی عمر ۲۸ سال کی ہوئی مذکورہ خدائی الہامات کے تحت اس کی عمر زیادہ سے زیادہ ۸۶ سال اور کم از کم ۷۸ سال ہونی چاہیے تھی مگر مرزا غلام احمد اس پیشگوئی کو پورا کئے بغیر ۲۸ سال کی عمر میں ہی قبر میں اتر گئے مرزا غلام احمد کے پیرو تاریخ وفات ۱۹۰۸ء میں تو کوئی تبدیلی نہ کر سکتے تھے انہوں نے تاریخ پیدائش کو مقدم کرنے کی کوشش کی اور دعویٰ کیا کہ مرزا صاحب نے کتاب البر یہ میں اپنا سال پیدائش غلط لکھا ہے وہ اس سے چھ سال پہلے پیدا ہوئے تھے ہم اس سلسلہ میں قادریانی مبلغین کے تمام دلائل اور شبہات کا تنتیلی جائزہ اپنے پرچہ ہفت روزہ ”دعوت“ لاہور میں لے چکے ہیں۔ مولانا تاج محمد صاحب مدرس مدرسہ عربی فقیر والی بہاؤنگر نے الفضل ربوہ اور دعوت لاہور کے سب جوابی مضامین ایک

کتابی صورت میں جمع کر دیئے ہیں اور یہ کتاب مرزا غلام احمد کی عمر کی پیشگوئی کے نام سے چھپ چکی ہے جو صاحب اس پیشگوئی کے تفصیلی مطالعہ کے خواہ شمند ہوں وہ اس کتاب میں ان مباحث کو دیکھ لیں۔

مرزا غلام احمد کا لین دین امانت و دیانت کے نقطہ نظر سے

دولت کی کس کو ضرورت نہیں اور کون ہے جو مادی وسائل کے بغیر اپنی دنیوی ضروریات پوری کر سکے لیکن جو لوگ زمین پر خدا کے نام پر آواز دیتے ہیں وہ اس آواز پر کوئی اجر نہیں مانگتے نہ اپنے گھرانے کے لئے زکوٰۃ لینا جائز جانتے ہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو اس کا حکم فرمایا:

قل لا استلکم عليه اجرا ان هو الا ذکری للعالمین۔ (پ ۷ الاعمام ۹۰)

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا وہ (یعنی قرآن) تو بس ایک نصیحت ہے جہاں والوں کیلئے۔

مرزا غلام احمد جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبوت پانے والا کہتا رہا اب اسے اس پہلو سے بھی دیکھیں کہ اس کا لین دین کیا واقعی کسی دیانت اور امانت کا آئینہ دار تھا اور کس ہی را یہ میں اس میں شریعت کی پابندی پائی جاتی تھی آج کی مجلس میں کچھ اس کا بیان ہوگا: **والله هو الموفق لما يحبه ويرضى به۔**

کتاب براہین احمد یہ کے اشتہارات

غلام احمد نے براہین احمد یہ کے لئے پہلا اشتہار اپریل ۱۸۷۴ء کو دیا اور اس میں لکھ دیا:

”بہ نیت خریداری کتاب پائچ پانچ روپیہ مع اپنی درخواستوں کے رقم کے پاس بھیج دین جیسی کتاب جبھی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔“ (تبليغ رسالت جلد اول ب ص ۸)

لوگوں نے قیمت بھیج دی مگر مرزا صاحب نے کتاب انہیں نہ بھیجی اور کتاب جبھی بھی نہ یہاں تک کہ مرزا صاحب نے ۳ دسمبر ۱۸۷۴ء کو ایک اور اشتہار نکال دیا۔

نہایت درجہ قلیل اور ناچیز ہے دو چند کی جائے مخفف اس کتاب کی بجائے پانچ روپیہ کے دس روپیہ تصور فرمائیں ان شاء اللہ یہ کتاب جنوری ۱۸۸۹ء میں طبع ہو کر فروروی میں شائع ہو جائے گی۔

یہ دس روپیہ عام لوگوں کے لئے خاص کے لئے اور دوسری قوموں کے لئے قیمت ۲۵ روپے رکھی گئی تھی مرزا صاحب نے اگلا اشتہار یہ دیا:

”مصارف پر نظر کر کے واجب معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ قیمت کتاب سورپیہ رکھی جائے اور واضح رہے کہ اب یہ کام ان لوگوں کی ہمت سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا کہ جو مجرد خریدار ہونے کی وجہ سے ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک عالی ہمتوں کی توجہات کی ضرورت ہے۔“ (تلیغ رسالت جلد اول ص ۲۲)

مرزا غلام احمد قیمت بڑھانے کے ساتھ ساتھ صفات بڑھانے کا بھی اعلان کرتا رہا آخری عہد چار ہزار آٹھ صفحات کا رہا تھا۔ مگر مصنف نے ۳۶۲ صفحات میں براہین احمد یہ کی چار جلدیں شائع کر کے آئندہ اس سلسلہ میں چپ کاروزہ رکھ لیا چوتھی جلد کے آخر میں اعلان کر دیا۔

”ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر اور باطن حضرت رب العالمین ہے۔“

(تلیغ رسالت جلد اول ص ۳۷)

ظاہر اسے مراد یہ ہے کہ یہاں اس کا لین دین اور حساب بھی میرے ذمہ نہیں اور باطن اسے مراد یہ ہے کہ آخرت میں بھی اب بھجو اس کا کوئی بوجہ نہ ہو گا۔

کتاب براہین احمد یہ تاریخ کے دوسرے دور میں

”مرزا غلام احمد لکھتا ہے: اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات الہیہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور پہنچے بلکہ جس طرح سے خدا تعالیٰ مناسب سمجھے گا کم یا زیادہ بغیر لحاظ ہیلی شرائط کے اس کام کو انجام دے گا کہ

یہ سب کام اسی کے ہاتھ میں اور اسی کے امر سے ہے۔” (تلخ رسالت جلد اص ۹۱)

ظاہری کاروبار کو اس طرح خدا کے پر دکرنا اور خود رہیان سے نکل جانا ایک ایسا عمل تھا جس سے خریداروں میں عجیب ہیجان پیدا ہو گیا اور انہوں نے مرزا صاحب کو کیا کیا کہا اسے خود مرزا صاحب کے الفاظ میں دیکھیں:

غلط لین دین کے باعث مرزا اپنے عوام میں

مرزا اپنے عوام کے بارے میں لکھتا ہے:

”ان لوگوں نے زبان درازی اور بدلفتی سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ کوئی دیقیقہ سخت کوئی کا باقی نہ رکھا اس عاجز کو چور قرار دیا، مکار شہر ایا، مال مردم خور کے مشہور کیا، حرام خور کہہ کر نام لیا، دغا باز نام رکھا اور اپنے پانچ روپے یادس روپے کے غم میں وہ سیاپا کیا کہ گویا تمام گھران کا لوٹا گیا۔“ (تلخ رسالت جلد اص ۳۲۲)

یہ شکوئے اور طعنے کی ایک آدمی کے نہیں ایک جم غیر کے ہیں اور ملک کے مختلف گوشوں سے ہیں اور ادھر صرف مرزا غلام احمد تھا جس پر جان کی بن گئی تھی۔ ہم اس موقع پر یہ پوچھئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کیا پہلے پیغمبروں میں بھی کوئی ایسا ہوا جس پر یہ الزامات لگے ہوں جو مرزا غلام احمد نے تسلیم کئے کہ واقعی اس پر لگے تھے؟ اگر نہیں تو کیا مرزا غلام احمد کا یہ بیان خود اس کی تردید نہیں کر وہ واقعی کوئی ملہم ربانی اور مرسل یزدانی نہ تھا۔ مرزا کے پہلے دعوؤں میں جس طرح سے تدریج ہے چندہ اکٹھا کرنے میں بھی وہ تدریج سے چلا پانچ سے دس، دس سے پچیس، پچیس سے سو اور پھر ”سب بلا بر گردن ملا“ سارے چندے کا پھیتم اور متولی خدا کو بنادیا۔

پھر مرزا صاحب نے ۱۸۹۹ء میں یہ اعلان کیا جو ایامِ اٹھ کے شروع میں طبع ہے۔ برائیں احمدیہ کا بقیہ نہ چھاپنے پر اعتراض پیش کرنا بخشن لغو ہے قرآن شریف بھی باوجود کلام الہی ہونے کے تھیں برس میں نازل ہوا پھر اگر خدا تعالیٰ نے مصالح کی غرض سے برائیں کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کون سا سارچ ہوا۔

ہم اس پر یہ سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کیا خدا تعالیٰ نے بھی قرآن اتنا نے سے پہلے لوگوں سے کوئی رقمیں وصول کی تھیں اور کوئی وعدے کئے تھے۔

براہین احمدیہ کے پانچویں حصے کی اشاعت

مرزا غلام احمد نے ۱۸۸۲ء میں براہین احمدیہ شروع کی تھی ۱۸۸۳ء میں اس کا چوتھا حصہ شائع ہوا۔ (سیرت المهدی جلد ۲ ص ۱۵۱)

۱۸۸۴ء میں مرزا نے ششم حصہ شائع کی اور اس میں براہین احمد حصہ پنجم شائع کرنے کا اعلان کیا یہ پانچواں حصہ مرزا کی وفات کے بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ مرزا غلام احمد اس پانچویں حصہ میں لکھتا ہے:

”پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا اور چونکہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے دو وعدہ پورا ہو گیا۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۔ جلد ۲ ص ۹)

اس پر براہین احمدیہ کی طویل داستان اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو گئی اور اب مصنف ہی سفر آئندہ ہو گئے اس لئے اب عوام کی طرف سے مرزا صاحب کے خلاف کوئی عوایی سیاپانہ ہوانہ اب لوگوں کے کسی مطالبے کا ذرہ رہا۔

براہین احمدیہ کی تالیف میں علماء سے علمی اھانت

سرسید احمد خاں کے حلقات کے لوگوں میں مولوی چراغ علی حیدر آباد دکن میں ایک معروف شخصیت تھی ان کی وفات کے بعد ان کے کاغذات میں مرزا غلام احمد کے بھی کئی خطوط ملے ہیں۔

وہ خطوط مولوی محمد بھی تہرانے سیرامصنفوں کی جلد ۲ ص ۱۱۹ پر دیے ہیں۔ مرزا غلام احمد کا ایک خط مولوی چراغ علی کے نام ملاحظہ ہو:

جب آپ سا اولو العزم صاحب فضیلت دینی و دینوی قہد دل سے حامی ہوا و تائید دین حق میں دلی گرمی کا اظہار فرمائے تو بلاشبہ وریب اس کو تائید بھی خیال کرنا چاہئے۔ ماسو اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مفہماں آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں۔ (سیرامصنفوں جلد ۲ ص ۱۱۹ طبع مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی)

بابائے اردو مولوی عبدالحق سیکریٹری انجمن ترقی اردو نے اپنی کتاب ”چند ہم عمر“ میں مولوی چراغ علی کا ذکر کیا ہے اور مرزا غلام احمد کے وہ خطوط بھی درج کئے ہیں جو ان کے نام

ہیں۔ (دیکھئے کتاب چند ہم عمر ص ۵۰۔ ۲۷) اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد اس کتاب کی تالیف میں دوسرے اہل علم حضرات سے علمی مدد لیتا تھا۔ اور غلط کہتا تھا کہ یہ روحانی خزانہ میرے ہی ہیں۔

مرزا غلام احمد نے گوجر خاں کے فضل محمد کی کتاب اسرار شریعت سے بھی مختلف علمی مباحث اپنی مختلف کتابوں میں بلا حوالہ دیئے کچھ مضافات لیئے ہیں اور وہ اپنی طرف سے بیان کئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کس طرح چھپے چھپے دوسرے اہل علم سے علمی مدد لیتا تھا۔ یہاں پہنچ کر انسان و رطح حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ یہ کیسا طہم ربی اور مامور آسمانی ہے جو اہل زمین سے علمی مضافات لیتا ہے اور انہیں آسمانی عنایت بتلاتا ہے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے بھی اپنی کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں اس اسرار شریعت سے کچھ مضافات لئے مگر پہلے لکھ دیا کہ وہ یہ باتیں کس دوسری کتاب سے لے رہے ہیں انہیں اپنی کاوش نہ بتلایا مگر افسوس کہ غلام احمد نے اس کتاب سے جو مضافات لئے اس نے انہیں اپنا ظاہر کیا اور یہ نہ بتلایا کہ وہ انہیں اسرار شریعت سے لے رہا ہے یہ بحث برآ تھانوی کے نام سے ماہنامہ الخیر اور ماہنامہ بیانات نے مستقل رسالے کی صورت میں شائع کی ہے۔ بعض نادان قادیانیوں نے جب حضرت حکیم الامت کی اس کتاب میں وہ مضافات دیکھے اور انہیں وہ مرزا غلام احمد کی کتابوں میں بھی دیکھے تھے تو انہوں نے سمجھا کہ شاید مولانا تھانویؒ نے یہ مضافات غلام احمد سے لئے ہوں ہم نے کتاب اسرار شریعت (جو تین حصوں میں ہے) کے ان مضافات پر ماہنامہ الخیر ملتان کی اشاعت میں اس پر مقابلی بحث کی ہے اور ثابت کیا کہ مرزا غلام احمد کس چھے انداز میں وقت کے دیگر اہل علم سے علمی فیض لیتا رہا اور انہیں اپنے نام سے شائع کرتا رہا کیا کوئی طہم ربی اس شرمناک انداز میں کسی علمی سرقة کا مرتكب ہو سکتا ہے؟ ہم یہاں صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد جس طرح مالی لین دین میں صاف دامن نہ تھا بقول اپنے عوام کے دغاباًز اور چور تھا، علمی امور میں بھی وہ دوسروں کا برابر خوش چین رہا مگر طہم ربی ہونے کے دعویٰ کی وجہ سے وہ کھلے بندوں ان سے فیضیاب ہونے کا اقرار نہ کر سکا۔

براہین احمد یہ میں مرزا غلام احمد کا حصہ

براہین احمد یہ کے لکھنے کی غرض غیر مسلموں کے اعتراض سے اسلام کا دفاع تھا۔ یہ

کتاب مرزا غلام احمد کی اپنی شخصیت کے تعارف و دفاع کیلئے نہ لکھی گئی تھی۔ مرزا غلام احمد اس کی عایمت تالیف ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

(۱) اس خاکسار نے ایک کتاب مخصوص اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قویت اسلام اور پکھونہ بن پڑے۔ (اشتہار پر میں ۹۷۰ء تبلیغ رسالت حصہ اول ب ص ۸)

(۲) بدی شکر گزاری سے لکھا جاتا ہے کہ حضرت مولوی چراغ علی خاں صاحب معتمد مدار المہماں دولت آصفیہ حیدر آباد کن نے بغیر طاحظہ کئے کسی اشتہار کے خود بخود اپنے کرم ذاتی وہم و حمایت و حمیت اسلامیہ سے ایک نوٹ دس روپے کا بیججا ہے۔ (ایضاً ص ۹)

(۳) میں مندرجہ ذیل صاحبوں کا بدل مٹکوڑ ہوں کہ جنہوں نے سب سے پہلے اس کتاب کی اعانت کے لئے بنیاد ڈالی اور خریداری کتب کا وعدہ فرمایا:

(۱) نواب شاہ جہاں بیگم ریاست بھوپال

(۲) نواب ریاست لوہارو

(۳) خلیفہ محمد حسن وزیر اعظم ریاست پیالہ

(۴) نواب فیروز الدین خاں وزیر اعظم بہادر پور

(۵) نواب غلام قادر خاں وزیر ریاست نالہ گڑھ

(۶) نواب بہادر حیدر آباد کن

(۷) نواب نظیر الدولہ بہادر بھوپال

(۸) نواب سلطان الدولہ بہادر بھوپال

(۹) نواب علی محمد خاں لدھیانہ

(۱۰) نواب غلام محبوب بھانی رئیس اعظم لاہور

(۱۱) سردار غلام محمد خاں انیس واد

(۱۲) مولوی محمد چراغ علی خاں مدارالمہماں حیدر آباد کن۔ (ایضاً ص ۸)

یہ بارہ حضرات امام زمان کے پیر و اور بیعت کنندہ تونہ تھے یہ کس لئے مرزا غلام احمد کی مالی اعانت کر رہے تھے مصنف پہلے سے تو متعارف ہے نہیں اور نہ ہی ان تک کتاب کا اشتہار پہنچا پھر یہ کس طرح پارہ فکے بازہ مرزا غلام احمد کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ان

حضرات کا انگریز حکومت کے وفاداروں میں شمار ہوتا تھا اگر انگریزوں کے ہاں پہلے سے کوئی مینگ نہ ہوئی تھی کہ کسی شخص کو صحیح موعود کے نام سے آگے لایا جائے جو جہاد کو منسوخ کر دے تو یہ سب کے سب کس طرح مرزا غلام احمد کی مالی امداد میں آگئے۔

تاہم ظاہر ایک کتاب اسلام کی حمایت اور حیثیت کے لئے ترتیب دی جانی تھی مگر افسوس کہ مرزا غلام احمد نے لوگوں کی عقیدت اسلام سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کتاب میں اپنے آئندہ پروگرام کا بھی ایک جال بچھا دیا۔ علماء تو دیسے ہی اس کتاب کی حمایت پر تلقے ہوئے تھے اس نے اس میں اپنے الہامات بھی ڈال دیئے اور علماء کو خوش کرنے کے لئے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ بھی کھلے لفظوں میں درج کر دیا۔

اس کتاب کے علمی مضمون تو بیک مرزا غلام احمد نے علماء حضرات سے حاصل کئے ہوں گے لیکن آئندہ علماء کو اپنی گرفت میں لینے کے لئے اس نے اپنی زمین اسی میں ہموار کر لی اور اپنے الہامات اس میں ڈال دیئے اور یہ نہ سوچا کہ آئندہ اس کے معتقد اس مشکل کو کیسے حل کریں گے کہ یہ شخص ملہم ربانی اور ماوریز دانی ہو کر اس کتاب میں حیات صحیح کا کیوں اقرار کر سکیا اور اتنی بڑی غلطی کیسے کر گیا جس کے خلاف قرآن کی تیس آیات بقول اس کے صریح شہادت دے رہی تھیں کہ عیسیٰ ابن مریم فوت ہو چکے۔

اب آپ ہی غور فرمائیں کہ لوگوں کو اس طرح اپنے داؤ اور بیج میں لانا کیا اللہ والوں کا عمل ہو سکتا ہے مگر غلام احمد اس پر خوش اور ناز اس تھا کہ علماء اس کے بیج میں پھنس گئے۔ مرزا غلام احمد اپنے ان الہامات کے بارے میں لکھتا ہے:

”وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق

تھے یہی سب ہے کہ باوجود اس قدر جو شوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہو گا کہ میرے صحیح موعود ہونے کی بنیاد انی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو صحیح موعود کے حق میں آئتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں اگر علماء کو بخبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو کبھی ان کو قبول نہ کرتے یہ خدا کی قدرت سے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور بیج میں پھنس گئے۔“ (ابیین حصہ ۲ ص ۷۶)

یہ دوسروں کو بیچ میں پھنسانا کن لوگوں کا کام ہوتا ہے ہوشیار اور چالاک لوگوں کا یا سادے اور بھولے بھالے لوگوں کا؟ یہ فیصلہ آپ کریں۔

جب اس کتاب میں عقیدہ نزول عیسیٰ ابن مریم صحیح طور پر بیان کردیا گیا تھا تو پھر کیا اس کا کسی کو وہم گزرنہ سکتا تھا کہ یہ شخص خود صحیح موعود بنے گا اور ان الہامات کا مصدقہ وہ اپنے آپ کو نہ رہائے گا۔ تبکی وجہ ہے کہ مرزا نے جب صحیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اسے حیات صحیح کے عقیدہ سے مستبردار ہونا پڑا اور اس نے اپنے اس عقیدہ کو غلط شہر ایا جو اس نے نزول عیسیٰ بن مریم کے بارے میں براہین احمدیہ میں لکھا تھا سو یہ مرزا غلام احمد کا ایک جھوٹ تھا جسے وہ یہاں بیچ کر رہا ہے۔

اپنے صحیح موعود ہونے کے دعوے کو وہ پہلے سے مشکل سمجھ رہا تھا تبکی وجہ ہے کہ اس نے علماء کو ایک بیچ میں پھانسا۔ وہ خود لکھتا ہے:

”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور ایک
وہی الہی اور صحیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔“

(نصرۃ الحق ص ۵۲۳۔ خ جلد ۲۱ ص ۶۸ در حاشیہ)

اس صورت حال سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے ذہن میں ”براہین احمدیہ“ کے شائع کرنے میں شروع سے وہ داؤ اور بیچ تھے جنہیں وہ وقت گزرنے پر آہستہ آہستہ کھولتا رہا اور امت مسلمہ اس کے تدریجی دعوؤں سے اس کے خلاف تدریجیاً مخالف ہوتی گئی سو اس میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت اس کا ذہن شروع سے امانت و دیانت کے خلاف مجتمع اور خیانت و خدعاً میں گمراہوا تھا۔

حقوق العباد کے اجزے دیار میں انسانی حقوق کا تماشہ

سب سے اہم شرائط جو لائق توفیہ ہیں وہ ہیں جن سے دو انسان ایک زندگی میں داخل ہوتے ہیں۔ نکاح خاوند اور بیوی کا یہ وہ جزو ہے جس سے دونوں کا ایک گمراہنا ہے۔ حضرت عقبہ کہتے ہیں، حضور نے فرمایا:

احق ما او فيتم من الشروط ان توفوا به ما استحللت به الفروج۔

(صحیح بخاری ۲۷۸ ص ۲۷۷)

(ترجمہ) جو شرطیں تم پورا کرو ان میں سب سے زیادہ حق ان شرطوں کا ہے جن سے تم نے کسی عورت کو اپنے لئے حلال کیا۔

غلام احمد کی پہلی بیوی میلان کی ماموں زاد بہن تھی اس کا نام حرمت بی بی تھا اور وہ مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کی ماں تھی یعنی فضل احمد ہے جس کا جنازہ غلام احمد نے نہ پڑھا تھا کیونکہ وہ اس پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ یہ ماں بیٹھے مرزا صاحب کے محروم اس پر ایمان نہ لانے کے مجرم قرار دیے گئے تھے۔

مرزا غلام احمد دعویٰ کر چکا تھا کہ وہ صحیح موعود اور مہدی موعود ہے اور لوگ اعتراض کر رہے تھے کہ مہدی تو بی فاطمہ میں نے ہو گا۔ یہ کیسا مہدی ہے جو مغلوں سے آ گیا۔ مرزا نے بی فاطمہ سے جوڑ پیدا کرنے کے لئے چاہا کہ اس کی دوسری شادی سادات میں ہو جائے اس سے کچھ نسبت تو بی فاطمہ سے ہوئی جائے گی۔ مرزا لکھتا ہے:

”مجھے بشارت دی گئی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں

سے ہو گی اور اس میں سے اولاد ہو گی تا پیشگوئی حدیث بتزوج و بولدہ
پوری ہو جائے یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے کہ صحیح موعود کو خاندان سادات
سے تعلق داما دی ہو گا۔“ (اربعین ۲۷ ص ۳۷۸۔ خ چلدے ص ۳۸۵)

مولانا محمد حسین بیالوی کی نشاندہی پر مرزا غلام احمد نے میرناصر نواب دہلوی کی بیٹی نصرت جہاں سے شادی کی اور ان کے شیخ الکل میان نذر حسین نے مرزا صاحب کا نکاح پڑھا۔ مرزا صاحب کی کتاب برائین احمد یہ شائع ہو چکی تھی مرزا غلام احمد کے کرتے پر جو آسانی چھینٹے دیکھے گئے اس کے بعد یہ نکاح وجود میں آیا۔ مرزا بشیر احمد نے یہ سب واقعات ۱۸۸۲ء کے بتائے ہیں۔ (دیکھئے سیرت المهدی جلد ۲ ص ۱۵۱)

نصرت بیگم کے آنے پر حرمت بی بی پر کیا گزری

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

”حضرت صاحب نے انہیں (حرمت بی بی کو) کھلا بیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھے سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق

چھوڑ دو میں تم کو خرچ دیئے جاؤں گا انہوں نے (حرمت بی بی) کہلا بھیجا
کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی بس مجھے خرچ ملتا رہے میں
اپنے باتی حقوق چھوڑتی ہوں۔” (سیرت المهدی جلد اس ۳۲، ۳۳)

یہ حرمت بی بی آپ کی ماموں زاد بہن تھی اس نے اب یہ خاموش زندگی اختیار کی اور
بلا طلاق رہنا پسند کیا اس کے دو بیٹے تھے سلطان احمد اور فضل احمد۔ مرزا سلطان احمد اپنی والدہ کی
ضروریات کا مختلف رہا غلام احمد نے اسے کوئی با قاعدہ خرچہ دیا ہوا اس کا قادیانی لشکر میں کہیں
کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

محمدی بیگم سے نکاح کی کوشش میں حرمت بی بی کو طلاق

پھر جب مرزا غلام احمد نے محمدی بیگم سے نکاح کی خواہش کی اور محمدی بیگم کے والد
مرزا احمد بیگ نے انکار کر دیا تو چونکہ حرمت بی بی انہی کے عزیزوں میں سے تھی (مرزا غلام احمد
کی بھچا زاد بہن کی بیٹی تھی) مرزا غلام احمد نے مرزا احمد بیگ کو حکمی دی کہ یا بیٹی دے دو ورنہ
حرمت بی بی کو طلاق ہو جائے گی۔ یہ بڑھیا اس معركہ میں کیا کر سکتی تھی یہ آپ ہی سوچیں اس
بے بس عورت کو جو هر صد سے معلقہ کی طرح زندگی گزار رہی تھی اسے مرزا صاحب نے اس حال
میں بھی رہنے نہ دیا اور بالآخر طلاق دے دی۔ انسانی حقوق کے ساتھ یہ تماشہ شاید ہی کہیں آپ
کی نظر سے گزرا ہو۔ کیا یہی پر شرعا ضروری ہے کہ وہ کسی دوسری عورت کو اپنے خاوند کے نکاح
میں آنے پر مجبور کرے یا اس کے والد کو کہے کہ اپنی بیٹی کو میرے خاوند کے نکاح میں دو؟ اگر نہیں
تو کیا خاوند کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی اس بے بس بیوی کو اپنے ان رشتہ داروں سے قطع تعلق پر
مجبور کرے کیا اسلام ان سفلی حرکات کی اجازت دیتا ہے کیا کوئی شریف آدمی اپنی بیوی سے
اس قسم کے کام لیتا ہے۔ کیا عورتیں ملکف ہیں کہ اپنے خاوند کو اس طرح اور لڑ کیاں مہیا کریں۔
کوئی عالم دین اس بات کا فتویٰ نہ دے گا۔

پھر یہی نہیں کہ مرزا غلام احمد نے حرمت بی بی کو اس بر طلاق دی اس نے اپنے بیٹے
سلطان احمد کو بھی مجبور کیا کہ وہ اپنی والدہ کے ان رشتہ داروں سے قطع تعلق کرے سوال یہ ہے کہ
کیا شرعاً اتنی بات پر اپنے بیٹے کو عاق اور محروم الارث کیا جا سکتا ہے؟
مرزا غلام احمد نے انہیں لکھا:

”اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہو گا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہ سکتا میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔“ (سیرت المهدی جلد اص ۲۹)

کیا اس بات پر کہ ایک شخص کو مجبور کیا جائے کہ اپنی کمن بیٹی کو ایک چھپن سال کے بوڑھے کے نکاح میں ضرور دے اور اس کے جو عزیز اسے مجبور نہ کر سکیں اور اس سے مانا جانا بند نہ کریں ان میں کسی کو عاق کیا جاسکتا ہے؟ مرزا سلطان احمد اور فضل احمد دونوں بالغ تھے شادی شدہ تھے اپنے باپ سے علیحدہ رہ رہے تھے انہیں اس بات پر عاق کرنا کہ وہ اپنے باپ کو یہ کمن پنجی نہ دینے والے باپ سے قطع تعلق کیوں نہیں کرتے۔ کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

”مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر مالی صاحبہ کے احسانات ہیں میں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (یہ بھی محمدی بیگم کے خاندان میں سے تھی مرزا احمد بیگ کی بھائی تھی) طلاق دے دو۔“ (سیرت المهدی ج ۱ ص ۲۹)

بڑھاپے میں ایک کمن لڑکی کو اپنے نکاح میں لانے کے لئے اپنے بیٹے کے بنتے گمرا کو اجاڑنا اور لڑکی والوں پر ہر طرف سے دباؤ ڈالنا کیا یہ کروار کسی خدا سے ڈرنے والے کا ہو سکتا ہے؟ ناظرین خود اس پر غور فرمائیں۔

لڑکی کے والد کو زمین دینے کا لائق دینا

مرزا علام احمد نے مرزا احمد بیگ کو لکھا:

”آپ کی دختر کو اپنی زمین اور تمام جائدادا کا تھائی حصہ دوں گا اور بھی جو تم مانگو گے تم کو دوں گا..... میں نے یہ خط اللہ کے حکم سے لکھا ہے اور جو وعدہ زمین اور جائداد دینے کا اس میں کیا ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور یہ خدا نے اپنے الہام سے مجھ سے کہلوایا ہے۔“
(آنئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳)

ناظرین اس عبارت پر غور فرمائیں اور اپنے دل میں ان سوالوں کا جواب لیں۔
 (۱) وہ خدا جو مرزا غلام احمد سے اس لڑکی کی خاطراتی مفہیں کر رہا ہے اور لڑکی کے والد کو اپنے الہام سے تسلی دے رہا ہے کیا اس پر قادر نہ تھا کہ ٹھن کہہ کر لڑکی دینے کا ارادہ احمد بیگ کے دل میں ڈال دے اور یہ نکاح ہو جائے انہما امرہ اذا اراد شیشا ان یق قول له کن فیکون۔ (پ ۱۲۳ یہیں) جب وہ کسی بات کا راد کرے تو کہتا ہے ”مہوجا“ اور وہ بات ہو جاتی ہے۔

(۲) محمدی یہیم اگر مرزا کے نکاح میں آجائے تو کیا وہ مرزا غلام احمد کی وفات پر اس کے وارثوں میں سے ہو گی یا نہ؟ اگر ہو تو بتلائیے کہ جانیداد کے تیرے ہے کی کسی کے لئے وصیت کرنا کیا اس کی اجازت کسی وارث کو بھی شامل ہے کیا یہ وصیت کا تیرا حصہ کسی وارث کو دیا جا سکتا ہے؟

(۳) حضرت ابو امام البانی کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کو خطبه جمعۃ الدواع میں سناؤ پ نے فرمایا:

ان الله تبارك و تعالیٰ قد اعطى كل ذي حق حقه فلا وصية لوارث۔

(جامع ترمذی ۲۲۴۸)

(ترجمہ) بیک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق آہت میراث میں دے دیا ہے اور اب کسی وارث کے حق میں کچھ اور نہیں دیا جا سکتا۔

اور اگر یہ تیرا حصہ بطور وصیت نہیں بطور ہبہ دیا جا رہا ہے تو کیا کسی وارث کو کوئی حصہ دوسرے وارثوں کو اس طرح ہبہ کرنے کے بغیر دیا جا سکتا ہے مرزا اگر یہ تیرا حصہ محمدی یہیم کو دے رہا تھا تو کیا وہ ایسا ہی ایک تیرا حصہ حرمت بی بی کو اور ایک نصرت جہاں یہیم کو بھی دے رہا تھا جانیداد کے اگر تین حصے تینوں بیویوں کو دے دیے تو بیٹوں کے لئے جماعتی چندوں کے سوا اور کیا باتی رہ جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت نعمان بن بشیر کو ان کے والدے کر آئے اور انہیں ایک غلام ہبہ کرنا چاہا۔ حضور نے آپ کے والد سے پوچھا کہ کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کو اسی مقدار میں کچھ ہبہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا پھر اسے بھی نہیں۔ یعنی شرعی حق سے زائد مال دے تو سب کو دے ایک کو نہیں دیا جا سکتا جو تیرا حصہ وصیت

کر سکتا ہے وہ بھی دارث کو نہیں کسی دوسرے کو۔

عن النعمان بن بشیر انه قال ان اباه افیي به رسول الله ﷺ فقال
انى نحلت ابني هذا غلاماً كان لى فقال رسول ﷺ اكل ولدك نحلته مثل
هذا فقال لا فقال رسول ﷺ فارجعه۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۶)

(ترجمہ) حضرت نعمان کہتے ہیں انہیں ان کے والد حضور کے پاس لے کر آئے
اور کہا میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام صہبہ کر دیا ہے حضور نے پوچھا کہ کیا تو نے اپنے
سب بیٹوں کو اتنا صہبہ کیا ہے والد صاحب نے کہا نہیں اس پر حضور نے فرمایا پھر اسے بھی والد
لے لو۔

نکاح نہ ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو چوہڑا چمار کہہ دینا

مرزا غلام احمد کو جب معلوم ہوا کہ محمدی بیگم کا نکاح کسی اور جگہ ہونے والا ہے تو مرزا
نے مرزا علی شیر بیگ کو جو مرزا احمد بیگ کا بہنوئی تھا۔ اور مرزا فضل احمد کا خستر تھا (اس کی بیٹی
عزت بی بی مرزا غلام احمد کی بہنوئی) ۱۸۹۱ء کو یہ خط لکھا:

”میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر
قام سمجھتا ہوں..... میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو
اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے..... اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت
 مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا تھا کیا میں چوہڑا یا
چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار اور ننگ تھی۔ اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا
چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھ کر پرانا رشتہ مت توڑو۔ اللہ تعالیٰ سے
خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے
جو ش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کے لئے
فضل احمد کے گھر میں ہے پیٹک وہ طلاق دے دیوے ہم راضی ہیں اور
ہم نہیں چاہتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں

مرزا نے تو خود ان کی بہن حرمت بی بی کو اپنے سے فارغ کر کے بیچے کی ماں بنا کر کاتا۔ اب بیچے کے خر
کی پر منت و سماجت کیوں؟

کریں گے یہ فضل کہیں مرتا بھی نہیں..... یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں پیشک میں ناجائز ہوں ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا کے ہاتھ میں میری عزت کے جو چاہتا ہے کرتا ہے اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے میں نے ان کی خدمت میں لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا..... اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا (محمدی بیگم کے دوسری جگہ نکاح کا) بند کرادو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں..... آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہو گا۔"

دیکھئے اس لئے ایک کسن لڑکی ایک بوڑھے کے نکاح میں کیوں نہیں آتی۔ کتنے پاڑ بیلے جا رہے ہیں اور کتنے گمراہ باد کئے جا رہے ہیں اپنی بیوی حرمت بی بی کو طلاق دی جا رہی ہے۔ بہو (عزت بی بی) کو طلاق دلوائی جا رہی ہے فضل احمد کو محروم الارث ہونے کی دھمکی دی جا رہی ہے اور محمدی بیگم سے نکاح ہونے کا پھر بھی یقین کامل ہے مرزا صاحب نے پھر اگست ۱۹۰۱ء کو یہ حل斐ہ بیان دیا جوان کے اخبار الحکم ۱۰۔ اگست ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا:

"عورت (محمدی بیگم) اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ ضرور آئے گا یہ خدا کی باتیں ہیں ٹھیک نہیں ہو کر رہیں گی۔"

(عدالت گوردا سپور میں مرزا صاحب کا حل斐ہ بیان الحکم ص ۱۳ کا لام ۲)

مذہبی دنیا میں انسانی حقوق کا ایسا کریمہ ڈرامہ شاید ہی کسی نے دیکھا ہو اور خدا کے نام پر ایسے صریح اور قطعی لفظوں میں شاید ہی کوئی جھوٹ باندھا گیا ہو محمدی بیگم مرزا کی وفات کے بعد ۵۸ سال تک دنیا میں زندہ رہی اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی اور اس کے خاندان کو ذلیل و رسوا ہونے کی دھمکیاں دینے والے قانون کی نگاہ میں سرعام غیر مسلم شہرائے گئے نصرت بیگم کی اولاد غیر مسلم ہو گئی اور محمدی بیگم کی اولاد مسلمانوں کی صف میں رہی یہ لوگ ایک اسلامی سلطنت کے آزاد شہری تھے اور نصرت جہاں بیگم کا پوتا مرزا طاہر مسلمانوں کی غلامی سے بھاگ کر لندن میں انگریزوں کے ہاں پناہ گزیں ہوا۔ یہ وہ بدنفسیب ہیں جو ہمیشہ غیر

اسلامی سلطنتوں کے سایہ میں رہیں گے اور آزادی کا سائنس انہیں بھی نصیب نہ ہوا اللہ تعالیٰ پاکستان کی آزادی کو قائم اور دام رکھے یہ وہ تفہ اور انعام الہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد کی مسیحیت کے مکرین کو ۱۹۷۲ء میں بخشنا۔

ایک اور پیشگوئی ملاحظہ کرتے چلیں

جب کسی کو پیشگوئیوں کی عادت بُر جائے تو وہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا مرزا غلام احمد کو جب بھی اطلاع ملتی کہ فلاں غرض کے ہاں امید ہو گئی ہے تو جست ایک آدم پیشگوئی اگل دیتے اور پھر ایسے پہلو دار لفظ بولتے کہ سننے والے وادی حیرت کو شوہر ہتھے قادیان میں ایک بیرونی تھے ان کے گمراہی امید ہوئی تو مرزا صاحب نے ۱۹۰۶ء فروردی ۱۹۰۶ء ایک روایادی کہا اور کہا:

”دیکھا ہے کہ منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام کیا رکھا جائے یہاں تک تو خوب تھا اب ساتھی الہام ہوا کہ نام بشیر الدولہ رکھا جائے اب مرزا صاحب قیاس کی طرف لوٹے اور کہا اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ وہ لڑکا خود اقبال مند اور صاحب دولت ہو گا لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب اور کس وقت یہ لڑکا پیدا ہو گا۔“

(بدر جلد نمبر ۸۲۳ سورخ ۱۹۰۶ء فروردی ۱۹۰۶ء تذکرہ ص ۵۹)

پھر سات جون ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا اس لڑکے کے دونام ہوں گے: (۱) بشیر الدولہ۔ (۲) عالم کہاب۔ (تذکرہ ص ۶۱۵) یہ ہر دونام بذریعہ الہام الہی معلوم ہوئے پھر الہام ہوا کہ اس کے دونام نہیں بلکہ چار ہوں گے: ایک شادی خان اور دوسرا کلمۃ اللہ خان۔ (تذکرہ ص ۶۱۶) پھر گیارہ دن بعد الہام ہوا کہ اس لڑکے کے نام چار نہیں نہ ہوں گے۔ (تذکرہ ص ۶۲۰) مگر جب بیرونی منظور صاحب کے ہاں ۷۴ جولائی ۱۹۰۶ء کو لڑکی پیدا ہوئی تو مرزا صاحب چودہ دن گھر سے نہ کل سکے اور گھر بیٹھے کتاب کھاتے رہے کہ عالم کہاب کیوں نہیں آیا یہ کون آگئی ہے پہلے دوناموں والا آرہا تھا، پھر چار ناموں والا، پھر نہ ناموں والا کل کتنے نام ہوئے (۱۵)۔ معلوم نہیں اتنے ناموں والا بشیر الدولہ کیسے ہو گیا اسے تو بشیر الاساء ہونا چاہیے تھا بہر حال حاصل ایکہ مرزا صاحب اپنی اس پیشگوئی میں بھی چوک گئے اور اب انہیں اپنے مرنے کی فکر ہو گئی۔ مرزا صاحب مایوس نہ ہوئے کہا بھی تو بشیر الدولہ آئے گا کیا منظور کی بیوی زندہ

نہیں اور کیا وہ پھر کبھی حاملہ نہ ہوگی۔ کچھ تو خدا سے ذر و محمدی بیگم کے ہاں اس کے بعد بھی کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔

ایک یہ پیشگوئی بھی ملاحظہ فرمائیں

مرزا غلام احمد نے ۱۹۰۶ء جنوری ۲۷ء بوجی خداوندی اعلان کیا:

”ہم مکہ میں مریں گے یاد یہ نہیں میں۔“ (نذر کرہ ص ۵۸۲)

مکہ جانا ان کے نصیب میں نہ تھا مجبوراً اس الہام کی پیتاویں کی:

اس کے معنی یہ ہیں کہ قبل از موت کلی فتح نصیب ہو گئی جیسا کہ وہاں دشمن کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کیے جائیں گے دوسرے یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہو گئی خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔

مرزا کے دشمن کب مغلوب ہوئے مرزا ۱۹۰۸ء کو مر گیا اور مولانا شنا اللہ امرتسری چالیس سال امرتسر میں نہایت عزت سے زندہ رہے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم آف پیالہ گیارہ سال مزید زندہ رہے۔ ۱۹۱۹ء میں فوت ہوئے۔ محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد سالہا سال ۸۰ سال تک مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ کو ساتھ لئے پھر تارہ۔ مولانا رشید احمد گنگوہی بھی مرزا کی بد دعا کے بعد کئی سال حیات رہے اور ایک دنیا آپ کے علوم و فیوض سے سیراب ہوتی رہی۔

مرزا صاحب کی ایک اور پیشگوئی ملاحظہ ہو

”وَإِذَا الْعَشَارُ عَطَّلَتْ لَبْرَىٰ هُوَيٰ اُور پیشگوئی حدیث ولیتر کن القلاص فلا يسعی علیها نے اپنی پوری چک دکھلائی..... مدینہ اور مکہ کے درمیان جور میں طیار ہو رہی ہے۔ یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے جو قرآن و حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی۔ جو صحیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔“ (شمیہ نزول سیع ص ۲۔ خ جلد ۱۹ ص ۱۰۸)

دنیا گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی موت کونوے سال ہو رہے ہیں اور اب تک مدینہ اور مکہ میں ریل نہیں چلی اور صحیح موعود کا یہ نشان ظہور میں نہیں آیا مرزا کی پیشگوئی کے مطابق

۱۹۰۵ء میں یہ ریل جل جانی چاہئے تھی۔ (دیکھو تخت گلزار یہ ص ۶۲، روحانی خزانہ جلد ۷، اص ۱۹۵)

(۳) مرزا غلام احمد کے کھلے جھوٹ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد آنے والے جن مدعیان نبوت کی خبر دی ان کے بارے میں فرمایا وہ کذاب اور دجال ہوں گے جن مسائل میں قرآن و حدیث کی بحثیں آئی ہیں ان میں ان کا کروار دجل و فریب کا رہا اور ان کے علاوہ جو مباحث سامنے آئے ان میں اس کے کھلے جھوٹ سامنے آئے حضور کی اس پیشگوئی کے مطابق مرزا غلام احمد بھی اپنے مدعو ہونے کے ذمے میں بے شک دجال ہے۔ لیکن ہم یہاں وہ باتیں علیحدہ پیش کریں گے جن میں وہ کذاب ہے اور کھلے جھوٹ کا مرتكب ہے:

جھوٹ (۱) ”تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ مدینہ اور قادیان یہ کشف تھا۔“ (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۲۷۷، روحانی خزانہ جلد ۳ ص ۱۳۰)

یہاں نہیں کہا کہ مذکور ہے بلکہ کہا درج ہے۔ مذکور ہونا کسی معنوی پیرائے میں بھی ہو سکتا ہے درج ہونا خاص لکھے جانے کے معنی میں ہے۔ اس میں شہر نہیں کہ نبی کا کشف بھی ایک حقیقت ہے۔ مرزا غلام احمد جس طرح اپنی نبوت کو حضور کی بعثت کا ایک دوسرا ظہور کہتا رہا وہ اپنی ولی (جو تذکرہ کے نام سے ان کے ہاں تلاوت کی جاتی ہے) کو بھی قرآن کا تمہہ سمجھتا ہے تذکرہ میں پیش یہ لفظ موجود ہے۔

مرزا کے دعوے سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمانوں کی طرح صرف ایک قرآن کا قائل نہیں وہ تذکرے کو دوسرا قرآن سمجھتا ہے اور اسے اس قرآن کا تمہہ خیال کرتا ہے تبھی تو اس نے یہ بات کھل کر کہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں ہے۔ آگے چلنے مرزا صاحب قرآن کریم پر ایک دوسرا جھوٹ باندھتے ہیں۔

جھوٹ (۲) ”سورۃ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف نے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اور اسی بناء پر خدا نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا۔“ (براہین احمد یون ۵ ص ۱۸۹، جلد ۲۱ ص ۳۶۱)

یہ بات سورۃ تحریم میں صریح طور پر ہے۔ قرآن کریم پر یہ اک صریح جھوٹ ہے۔

پھر قرآن پاک پر یہ جھوٹ بھی پاندھا۔
وقد فیل منکم یا تین امامکم
وذلك فی القرآن نبأ مکرر

(ضیغمہ نزول مسح ص ۱۸۸)

(ترجمہ) روایت میں یہ چیز آگئی تھی کہ تمہارا امام تم میں سے ہو گا اور یہ خبر قرآن میں دو دفعہ دی گئی ہے حدیث میں تو ہے کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم لیکن یہ قرآن میں کہیں نہیں۔ قرآن کریم پر یہ الزام ایک کھلا جھوٹ ہے۔ آگے قرآن و حدیث پر ایک اور جھوٹ بولا گیا دیکھیں۔

جھوٹ (۳) لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیشگوئیاں پوری ہوتیں جس میں لکھا تھا کہ مسح موعود جب ظاہر ہو گا تو:

- (۱) اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھا جائے گا۔
- (۲) وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔
- (۳) اور اس کے قتل کے فتوے دیتے جائیں گے۔
- (۴) اور اس کی سخت توبیں ہو گی۔

(۵) اور اس کو دارکہ اسلام سے خارج اور دین کا بتابہ کرنے والا خیال لیا جائے گا۔
سو ان دونوں میں وہ پیش گوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔

(ابعین حصہ ۲۳ ص ۷۴ ارجمند جلد ۷ ص ۲۰۲)

یہ بات نہ قرآن کریم میں سے نہ احادیث میں مرزا غلام احمد نے یہاں جی بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ مسح موعود کی یہ صفات کہیں کسی روایت میں موجود نہ ملیں گی۔

جھوٹ (۴) مرزا جی نے ہندوستان کے کرشن کنہیا کو نبی ثابت کرنے کے لئے یہ حدیث گھڑی کہ آنحضرت نے یہ فرمایا:

کان فی الہند نبیاً اسود اللون اسمه کاہنا۔

ہند میں ایک نبی گزر اہے جو سیاہ رنگ کا تھا اس کا نام کاہنا تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔ (ضیغمہ چشمہ معرفت ص ۲۰۶ حادی خزانہ جلد ۷ ص ۲۳۲)

یہ حدیث کہیں ان الفاظ سے پائی نہیں گئی۔

(۵) قرآن کریم پر ایک اور جھوٹ

”اس آخری زمانے کی نسبت خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ خبریں بھی دی تھیں کہ کتابیں اور رسائل بہت سے دنیا میں شائع ہو جائیں گے اور قوموں کی باہمی ملاقات کے لئے راہیں کھل جائیں گی اور دریاؤں میں بکثرت نہریں نکلیں گی اور بہت سی کانیں پیدا ہو جائیں گی اور لوگوں میں مذہبی امور میں بہت سے تازعات پیدا ہوں گے اور ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کرے گی اور اسی اشامیں آسمان سے ایک صور پھونکی جائیگی۔ یعنی خدا تعالیٰ مسح موعود کو بھیج کر اشاعت دین کے لئے ایک جگل فرمائے گا تب دین اسلام کی طرف ہر ایک ملک میں سعید الفطرت لوگوں کو اسلام پر جمع کرے گا تب آخر ہو گا سو یہ تمام باتیں ظہور میں آ گئیں۔“

(ضمیرہ برائیں احمد یہ حصہ چشم ص ۱۸۸۔ خ جلد ۲۱ ص ۳۵۹)

یہاں قرآن کے حوالے سے یہ باتیں کہی گئی ہیں:

(۱) آسمان سے صور پھونکا جانا اور مسح موعود کا زمانہ ایک ہی ہے اس پر دنیا کا آخر ہو گا اس عبارت میں الفاظ ”تب آخر ہو گا“ قبل غور ہیں اگلے الفاظ بھی غور سے تھیں کہ ”یہ سب باتیں ظہور میں آ گئیں“ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسح موعود کی صدی آخری صدی ہے اور اس پر دنیا کا آخر ہے اور وہ وقت آن پہنچا ہے جب قیامت قائم ہوگی۔

(۲) مسح موعود کے دور میں تمام سعید الفطرت لوگ اسلام پر جمع ہو جائیں گے مسح موعود کے باعث پوری دنیا میں ہدایت پھیل جائے گی اور لوگ اسلام پر جمع ہو جائیں گے۔

قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں دیا گیا کہ دریاؤں سے نہریں نکلیں گیں اور چودھویں صدی آخری صدی ہو گی اور اس پر دنیا کا آخر ہو گا اور اس میں تمام سعید الفطرت لوگ اسلام پر جمع ہو جائیں گے۔ مرزا صاحب نے یہ قرآن پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ (۶) اب آئیے آگے چلیں مرزا صاحب آگے احادیث کے نام سے یہ جھوٹ بولتے ہیں۔

”ایسا ہی احادیث صحیح میں آیا تھا کہ وہ مسح موعود کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہو گا سو یہ تمام علامات بھی اس زمانے میں پوری ہو گئیں۔“

(برائیں احمد یہ حصہ چشم ص ۱۹۹۔ خ جلد ۲۱ ص ۳۵۹)

کسی حدیث میں چودھویں صدی کا ذکر نہیں نہ یہ کہ یہ صدی آخری ہو گی مرزا غلام احمد نے اپنے کو تصحیح موعود منوانے کی خاطر حدیث کے نام پر یہ جھوٹ بولا ہے حدیث صحیح کیا کسی حدیث ضعیف میں بھی چودھویں صدی کا ذکر نہیں۔ یہ بات بھی مرزا غلام احمد کا آنحضرت پر جھوٹ باندھتا ہے۔ آنحضرت نے مهدی کے ظہور کے لئے چودھویں صدی ہی قرار دی تھی۔ (دیکھو تخفہ گلزار یہ ص ۳۲۰۔ خ جلد ۷ اص ۱۳۳)

جهوت (۷) مرزا غلام احمد کا ایک اور جھوٹ ملاحظہ فرمائیں یہ کسی ایک بنی کے حوالے سے نہیں سب انبیاء گذشتہ کے نام سے یہ بات کہی گئی ہے۔

”انبیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی کہ وہ (صحیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہو گا اور نیز کہ یہ پنجاب میں ہو گا۔“

(اربعین ۲۳ ص ۲۳۔ خ جلد ۷ اص ۱۷۴)

انبیاء کرام کیا کسی ایک بنی سے بھی ثابت نہیں۔ اس نے کبھی لفظ پنجاب اپنی زبان سے ادا کیا ہو غلام احمد نے یہ انبیاء کرام پر جھوٹ باندھا ہے نہ کسی بنی نے چودھویں صدی کو آخری صدی کہا نہ کسی نے بھی لفظ پنجاب بولا۔ تاذیانہوں کو جب احساس ہوا کہ یہ صریح جھوٹ ہے تو انہوں نے اگلے اذیشوں میں لفظ انبیاء، اولیاء سے بدل دیا لیکن انہیں اگلے الفاظ بد لئے یاد نہ رہے وہ الفاظ کیا تھے:

”اس بات پر قطعی مہر لگادی۔“

(۱) کسی بات پر قطعی مہر انبیاء سے لگتی ہے اولیاء، سے نہیں انبیاء پر خدا کی حفاظت کا سایہ ہوتا ہے گناہ ان کی طرف را نہیں پاتا۔ اولیاء کی بات شرعی جنت نہیں ہوتی نہ ان کا الہام دوسروں کے لئے شرعی جنت بتاتے ہیں صرف لفظ مہر نہیں قطعی مہر کے الفاظ ہیں۔ اخبار میں مہر تصدیق صرف پیغمبروں کے باتوں میں دی گئی ہے۔

(۲) اولیاء کی بات مرزا غلام احمد پہلے نقل کر آیا ہے وہ اس آنے والے کی خبر نہ دے رہے تھے اس کا انتظار کر رہے تھے ولی انتظار کرتے ہیں اور بنی تصدیق کرتے ہیں وہ پہلی عبارت یہ ہے:

— نبوت: دوسرے ایڈیشن میں انبیاء، اولیاء، اس سے بدل کر خیانت کی اب دعا فی خزانہ جو قادر یا نہ کتبہ مجده مشائیع یا بے اس میں سے دوسرے ایڈیشن کے حاشیہ کی عبارت بھی صرف کردی۔ یہ خیانت در دینیات نہیں تو اور کیا ہے۔ (از چینیوں)

”اس صدی میں جس پر امت کے اولیاء کی نظریں لگی ہوئی تھیں اس میں بقول تمہارے ایک چھوٹا سا مجدد بھی پیدا نہ ہوا، بخض ایک دجال پیدا ہوا۔“ (اربعین ح ۳۲۰)

سو عبارت کا اصل لفظ انبیاء ہے اولیاء نہیں اور یہ بات مرزا صاحب کا صریح جھوٹ ہے کہ انبیاء گذشتہ نے اس پر مبرہ تصدیق لگائی کہ مسیح موعود پوادھویں صدی میں آئے گا اور نیز یہ کہ پنجاب میں آئے گا۔ سبحانک هذا بہتان عظیم۔

مرزا غلام احمد کی سفہیات

یوں تو غلام احمد بہت ہوشیار اور چالاک تھا، منصوبے پہلے سے اس کے ذہن میں ہوتے تھے اور وہ ان کے لئے مناسب وقت کا منتظر رہتا تھا اور اس کی کبھی بات کتنی صرتھ غلط کیوں نہ نکلے اس کے پاس اس میں تاویلات کی کمی نہ ہوتی تھی۔ براہین احمدیہ اس کی پہلی کتاب ہے جو اس نے دوسرے علماء سے مدد لے کر تالیف کی تاہم اس نے اس میں اپنے آئندہ دعوؤں کی زمین ہموار کر لی تھی اور بڑے بڑے علماء اس کے پیچے میں آگئے تھے لیکن روز مرہ کے امور میں اس سے سفہیات بھی بہت ظاہر ہوتی رہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ دینوں امور میں وہ کوئی روشن دماغ اور اچھی درایت اور سمجھہ والا آدمی نہ تھا عام دیکھنے والا بیشہ اس کی آنکھوں میں شراب کا نشہ محسوس کرتا تھا۔

جو لوگ واقعی مامورِ من اللہ ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اچھا ہے اور اچھی درایت عطا فرماتے ہیں اور وہ لوگ اپنے مریدوں کے سواد سرے لوگوں میں بھی اچھے تجھدار اور باذنت سمجھے جاتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

”مسیحیت یا نبوت وغیرہ کا دعویٰ لرنے والا انہوں نے حقیقت چاہے تو یہ امر ضروری ہے کہ اس کا فہم اور درایت اور لوگوں سے بڑھ کر ہو۔“ (حقیقت الدین، چھپنے نمبر ۲)

اب اس کے برلنگ نعام احمد کی چند وہ سفہیات (بے وقوفیاں) ملاحظہ فرمائیں جن کو پڑھ کر ہر سلیمان الفطرت اس کی مُقتل اور شعور پر حیران رہ جاتا ہے۔

سر درد کے لئے مرغاذن کر کے سر پر باندھنا

”ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا جس کا دماغ پر بھی اثر تھا اس

وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزان نظام الدین کے عزیزوں نے حضرت کو اطلاع دی اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مرغاذن کر کر سر پر باندھا۔” (سیرت المهدی ج ۳ ص ۲۷)

مرغاغا پیٹ چاک کر کے باندھا یا اس طرح پروں سمیت باندھا اس کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

کیام رغاغا خود ذبح نہ کر سکتے تھے

مرغاغا اس لئے کسی سے ذبح کرایا کہ خود اس جرات سے خالی تھے۔ ایک دفعہ چاروں ناچار چوزہ ذبح کیا اور اپنی انگلی کاٹ لی۔

”حضرت اقدس مسیح موعود عصر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لائے ہائے میں ہاتھ کی انگلی پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پوچھا کہ حضور نے یہ پٹی کیسے باندھی ہے۔ تب حضرت اقدس نے ہنس کر فرمایا ایک چوزہ ذبح کرنا تھا ہماری انگلی پر چھری پھر گئی۔“ (سیرت المهدی جلد ۳ ص ۶)

جو لوگ اعتقاد اجہاد کو حرام سمجھتے ہیں پھر ان سے چوزہ بھی ذبح نہیں ہو پاتا، بس اپنی ہی الگیاں کاٹتے ہیں۔ وہ اس صفت کے لوگ ہیں جس میں زیخا کے زمانہ کی عام عورتیں تھیں۔

دوا کی بجائے بیٹی کو تیل کی شیشی پلا دینا

”حضرت مسیح موعود کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادریان سے باہر پیدا ہوئی۔ اور باہر ہی فوت ہوئی۔ اسے ہیضہ ہوا تھا اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی وہ شربت کو پسند کرتی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے لئے شربت کی بوتل ہمیشہ پاس رکھا کرتے تھے رات کو وہ اٹھا کر کہتی ابا شربت پینا ہے آپ فوراً اٹھ کر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے ایک دفعہ لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھ کر شربت مانگا حضرت صاحب نے اسے شربت کی جگہ غلطی سے چینیلی کا تیل نپلا دیا جس کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی تھی۔“ (سیرت المهدی جلد ۳ ص ۲۵۹)

مرزا غلام احمد کے تضادات

جب حرمت بی بی بوڑھی ہو گئی اور مرزا صاحب نے نصرت جہاں بیگم سے نکاح کرنا چاہا تو مشکلہ شریف کی اس حدیث کا حوالہ دیا: **يَتَزَوَّجُ وَيُؤْلَدُ لَهُ كُمْحٌ آئِيْكَانَوْ زَكَارِيَّا** کمْح آئے گا تو زکار بھی کرے گا اور اس کی اولاد بھی ہو گی پہلا نکاح دعویٰ میسیحیت سے پہلے کا ہے وہ اس حدیث کا صدقانہیں اور اب نفرت بیگم سے جو نکاح ہو گا اس کی اس حدیث میں خبردی گئی ہے۔

”مجھے بشارت دی گئی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہو گی اور اس میں سے اولاد ہو گی تا پیشگوئی حدیث **يَتَزَوَّجُ وَيُؤْلَدُ لَهُ** پوری ہو جائے اور یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے کہ مسح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی ہو گا کیونکہ مسح موعود کا تعلق سے وعده بولدلہ کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہوا علی اور طیب خاندان سے چاہیے۔“

(اربعین نمبر ۳۶ رو حاتی خرائی ح ۷۸۵ ص ۲۸۵)

مگر جب مرزا صاحب نے محمدی بیگم سے نکاح کرنا چاہا تو پھر انہیں یہی حدیث یاد آگئی اور آپ نے اسی حدیث کا حوالہ دیا **يَتَزَوَّجُ وَيُؤْلَدُ لَهُ**۔ غلام احمد نے لکھا:

”اس پیشگوئی (محمدی بیگم سے نکاح) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے **يَتَزَوَّجُ وَيُؤْلَدُ لَهُ** یعنی وہ مسح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہو گا۔“ (ضمیرہ انجام آ رقم ۵۲ حاشیہ ر-خ ۷۸۵ ص ۲۲۷)

اگر مرزا غلام احمد کے عقیدہ کے مطابق حضور کی یہ پیشگوئی نصرت بیگم کے نکاح سے پوری ہو چکی تھی اور اس سے مرزا کی اولاد بھی ہو چکی تھی تو پھر محمدی بیگم کو اس حدیث **يَتَزَوَّجُ وَيُؤْلَدُ لَهُ** کا صدقانہ تھہراانا کیا یہ اپنے آپ سے مکرا نہیں تاریخ نبی آدم میں مختلفوں سے مکراانا تو چلا آتا ہے لیکن یہ اپنے آپ سے مکراانا صرف اس شخص کے بارے میں صحیح ہو سکتا ہے جو محبوط المحسوس ہو یا اسے نصرت کی اولاد کے بارے میں اپنی اولاد ہونے کا یقین نہ ہو۔ معلوم نہیں قادیانی اس میں کوئی شق کو تسلیم کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت سی باتوں کا آپس میں مکراوہ ہوتا۔

لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً۔ (پ ۵ النساء ۸۲)

حدیث میں بولدلہ کے الفاظ بتارہ ہے ہیں کہ مسح موعود کی پہلی اولاد ہو گی ورنہ ہر

تزوج پر عام طور پر تولد ہوئی جاتا ہے پھر اسے خصوصی طور پر بیان کرنے کے کیا معنی؟

(۲) غلام احمد نے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی سے ترک تعلق کیوں کر رکھا تھا؟ مرزا بشیر احمد کا بیان ہے کہ والدہ سلطان احمد اپنے بے دین اقرباء کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی جب مرزا غلام احمد نے اسے نکال دیا تو وہ اپنے بھائی مرزا علی شیر بیگ کے ہاں جا بیٹھی ظاہر ہے کہ بھائی بھی ایسا ہی بے دین ہو گا جیسی بہن تھی مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

”مرزا نظام الدین و مرزا امام دین وغیرہ پر لے درجے کے بے دین اور دہری طبع لوگ تھے اور مرزا احمد بیگ مذکور ان کے زیر اثر تھا اور انہیں کے رنگ میں رنگیں رہتا۔“
(سیرۃ المہدی حصہ ام ۱۱۳)

”یہ لوگ سخت دنیا دار اور بے دین تھے۔“ (ایضاً ص ۳۱)

”حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور اس (حمرت) بی بی کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگیں تھیں اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔“ (ایضاً ص ۳۲)

اب ظاہر ہے کہ یہ بے دین لوگ ہرگز مرزا صاحب کے مراجع کے نہ ہوں گے ان میں مرزا احمد بیگ (جس کے نکاح میں مرزا غلام احمد کی چپاڑا دبہن تھی) اور مرزا علی شیر بیگ (جس کے نکاح میں مرزا احمد بیگ کی بہن تھی) سرفہرست تھے مرزا کی بیوی حرمت بی بی اسی علی شیر بیگ کی بہن تھی۔

اب جب مرزا صاحب کو محمدی بیگم کی طلب ہوئی تو یہ حضرات مرزا صاحب کی نظر میں یک نیک ہو گئے مرزا صاحب، مرزا احمد بیگ کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

آپ کے دل میں گواں عاجز کی نسبت کچھ عبارت ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکھی صاف ہے اور خدا نے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیروبر کرت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کس طریق اور کن لفظوں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ نے نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ (خط ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء برداز جمع)

اس سے دو سال پہلے ۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء کے خط میں مرزا صاحب مرزا احمد بیگ کو بدعتی، بے دین، مستوجب قہر خدا قرار دے چکے تھے مگر اب دیکھئے ایک لڑکی کے لائق میں آپ مرزا احمد بیگ کے حضور کس خوشامدی زبان پر آگئے۔

مرزا صاحب نے جو خط مرزا علی شیر بیگ کو لکھا جس کے ہاں مرزا صاحب کی بیوی حرمت بی بی فردوس تھی اسے بھی ملاحظہ فرمائیں یہ سب خوشامد صرف اس لئے کی گئی کہ کسی طرح مرزا علی شیر بیگ اپنے بہنوئی مرزا احمد بیگ کو محمدی بیگم کے مرزا صاحب سے نکاح کرنے پر مجید کرے اور اس کی بیوی اپنے بھائی احمد بیگ سے اس نکاح کے لئے لڑپڑے۔ بہر حال مرزا صاحب کا مرزا علی شیر بیگ کے حق میں یہ خوش آمدانہ لہجہ ملاحظہ ہوا:
مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور ایک نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں..... اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا کیا میں چوہڑا یا پھار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا نگت تھی بلکہ وہ تواب تک ہاں میں ہاں ملا تے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ (خط مرزا غلام احمد از لدھیانہ ۲۱۸۹۱ء)

مرزا غلام احمد نے یہاں یہ تسلیم کیا ہے کہ آپ کے یہ سب مخالفین اسلام پر قائم ہیں اور مرزا کے کسی آسمانی دعوے کا انکار کر کے وہ اسلام سے نکل نہیں گئے۔
 کیا مرزا غلام احمد اپنے ان تربیتی رشتہ داروں کے بارے میں کھلتے تضاد کا مرکب نہیں؟

غلام احمد نے ایک نوکر سے قرآن پڑھا

(۳) ”بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر کھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔“ (کتاب البر ص ۱۶۲، جلد ۱۲، ص ۱۸۰)

اینے اس بیان کے غلط ہونے پر حلف اٹھانا

”سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا الحال یہی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔“
 (ایام اصلح ص ۱۳۷، جلد ۱۲، ص ۳۹۲)

(۲) باخدالوگ زن مرید نہیں ہوتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطاع الرجل امرانہ کو علامات قیامت میں ذکر کیا ہے کہ گھر میں بیوی کی چلے اور ماں کی نہ چلے، خود مرزا غلام احمد بھی لکھتا ہے: ”خدا کا یہ منشاء نہیں کہ بالکل زن مرید ہو کر نفس پرست ہی ہو جاؤ۔“

(مکتوبات احمد یہ باقفاریر حضرت مسیح موعود ص ۳۰۳)

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے اپنی کتاب سیرت مسیح موعود میں لکھا ہے انہیں عورتوں سے بہ تو اتر بخوبی کہ حضرت صاحب زن مرید تھے۔

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

”اندرون خانہ کی خدمت گار عورتوں کو میں نے بارہا تعجب سے کہتے سنائے کہ مرجا

بیوی دی گل بڑی من داۓ۔“ (مرزا اپنی بیوی کی بات بہت مانتا ہے)

(سیرت المہدی جلد اول ص ۲۷۶)

اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ گھر کی خدمتگار عورتوں میں (جیسے عائشہ زینب اور ماں فنجو منشیانی وغیرہ) مرزا غلام احمد کی کوئی خاص عزت نہ تھی وہ اسے عام مرجا یا مرزا کہہ کر کر تین کبھی کوئی تعظیمی کلمہ ساتھ نہ ہوتا تھا۔

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد بیوی کی بات بہت مانتا تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ اور بھی کرنا چاہتا تھا اس تعارض اور تضاد کو اٹھانے کی ایک صورت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد زن مرید تو پیش کھائیں ضروری نہیں کہ اسے خود بھی اپنے زن مرید ہونے کا پتہ ہو شراب پینے والوں کے ہوش اکثر اڑے رہتے ہیں۔

(۵) مرزا غلام احمد کی فحش پسندی کے چند نمونے

جس طرح صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے برے فخر و اعزاز سے کہتے تھے کہ آپ کامراج ہرگز فحش پسندانہ نہ تھا۔

لَمْ يَكُن النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحْشَا وَلَا مُفْحِشَا هَذَا حَدِيثٌ

حسن صحیح ما كان الفحش في شيء إلا شانه۔ (جامع ترمذی جلد ۴ ص ۱۹)

مرزا غلام احمد باوجود اس دعویٰ کہ میں نے حضور کی پیروی سے یعنی فحش کی نبوت

حاصل کی ہے اور حضور یقیناً فخش پسند نہ تھے مگر وہ (مرزا) فخش پسند تھا اللہ تعالیٰ سب جہانوں کا پالنے والا ہے کافروں کا پرمیشور بھی وہی ایک ہے گر مرزا غلام احمد کہتا ہے:
آریوں کا پرمیشور ناف سے دس انگل کے فاصلے پر ہے۔ (سبھنے والے سمجھ لیں)
(چشمہ معرفت ص ۱۲۳ ار۔ خ جلد ۲۳ ص ۱۲۱)

پھر مرزا صاحب ہندو لالہ جی کے بارے میں لکھتے ہیں:

لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں	ان کی لائی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو	ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے	سر بازار ان کی باری ہے
بے قوی مرد کی تلاش انہیں	خوب جورو کی حق گذاری ہے

(آریہ دھرم ر۔ خ جلد ۱۰ ص ۷۶)

ہندو دید پر جرح اپنی جگہ لیکن کسی شریف آدمی کو بے حیائی کے یہ چیخوارے بھی زیبا نہیں۔ کیا یہ زبان اور یہ انداز کسی آسمانی رہنمہ کا ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اس کاظل کہے جس کا پاؤں جہاں پڑتا وہاں بھی بھی بے حیائی کا چھیننا نہ گرتا تھا۔

ایک ہندو عورت رام دلی کو جو ساری رات پنڈت سے منہ کالا کرتی رہی لالہ کس طرح تسلی دیتا ہے اسے غلام احمد کے الفاظ میں پڑھیں:

لالہ دیوٹ بولے اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بالوں گا عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکتا تو پھر کیا کرے گا لالہ بولا کہ تو جانتی تے کر نہ ان سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں اس کو بلا لاؤں گا پھر اگر ضرورت پڑی تو جیل نہیں لبنا سنگھ، بوز سنگھ، جیون سنگھ، صوب سنگھ، خزان سنگھ، ارجمن سنگھ، رام سنگھ، کشن سنگھ، دیال سنگھ۔ سب اسی محلہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کنبے پر یہ سب حاضر ہو سکتے ہیں۔ (آریہ دھرم ر۔ خ جلد ۱۰ ص ۳۲)

کیا یہ زبان اور چیرا یہ بیان کسی شریف آدمی کا ہو سکتا ہے؟ چہ جا یہ کسی ملہم ربانی اور ماموریز دانی کا۔ عام آوارہ لا کے بھی ایسی کہانی جوڑنی پسند نہیں کرتے اور مرزا غلام احمد ہے کہ اس سے کم پڑ رہتا ہی نہیں۔

چشمہ معرفت ر۔ خ جلد ۲۳ ص ۱۲۱ پر اسے اس خاص عضو کا نام لیتے شاید کچھ شرم آ

گئی ہو لیکن تذکرۃ المہدی میں مرزا یوسف نے کھل کروہ پنجابی لفظ کہا جسے ہم نقل نہیں کر سکتے
صرف اس کا وزن بتانے کے لئے اردو کا ایک فعل ماضی لکھ دیتے ہیں 'دوزا'..... سمجھنے والے
سمجھ لیں۔ (دیکھئے تذکرۃ المہدی ص ۱۵۷ و ۳۳۲)

مرزا بشیر الدین محمود اسے اردو میں اسی طرح منہ میں لایا کرتا تھا۔

نکاح کی ایک تقریب میں اس نے مولانا محمد حسین بٹالوی کا ذکر کیا اور کہا:
ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا ان کو اگر متیع موعود کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ
جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا وہی کام کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں
ابوجہل نے کیا تھا تو اپنے آلہ تناسل کو کاث دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔

(افضل ۲ نومبر ۱۹۲۲ء)

معلوم ہوتا ہے ان لوگوں کی اس کے بغیر تسلی نہیں ہوتی تھی اور وہ یہ نوش الفاظ اپنی زبان پرلانے میں مجبور تھے۔

مولانا سعد اللہ ھیانوی کے ہاں اولاد نہ تھی اسے اب مرزا غلام احمد کی زبان سے سنئے:
”خد تعالیٰ نے اس کی بیوی کے حرم پر مہر لگادی۔“

(تمہرہ حیۃ الوجی ص ۱۳ ار۔ خ جلد ۲۲ ص ۲۲۲)

یہ حرم پر مہر لگانا کتنی کھلی اور ننگی بات ہے۔

مولانا عبدالحق غزنوی ”کو طعنہ دیتے ہوئے مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

”اب تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔“

یہ تو نقطہ الفتح اب (ب) اور (ج) بھی ملاحظہ فرمائیں:

(ب) کیا ب تک عبدالحق اور عبدالجبار وغیرہ مختلف مولویوں نے بھی نجاست کھائی۔

(ج) کیا ب تک عبدالحق کا منہ کالانہیں ہوا کیا ب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔

قارئین کرام! کچھ تو سوچیں یہ پیرا یہ بیان کیا کسی شریف آدمی کا ہو سکتا ہے کسی کا
نام لے کر اس کے سامنے یہ شرافت سوز زبان استعمال کرنے سے تو شاید بازاری عورتیں بھی
شرم کریں مگر افسوس صد افسوس کہ مرزا غلام احمد کو تمام مسلمانوں کو بازاری عورتوں کی اولاد کہنے
میں بھی پردے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور اس نے کھلے بندوں انہیں ذریۃ البغایا کہا یعنی

بازاری عورتوں کی اولاد۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۳۸ ر۔ خ جلد ۵ ص ۵۳۸)

یہاں ہم ان کی دی ہوئی گالیوں کا ماحسہ نہیں کر رہے ہیں اس کی فحش زبان کا

گلہ پیش نظر ہے یہ زبان کبھی اللہ والوں کی نہیں ہو سکتی اور سننے اور سردھننے:

”جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے رو برو تو بہت لاف و گزاف مارتے
ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھئے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل

ہو جاتے ہیں۔“ (حیات احمد جلد نمبر ۳۵ ماخوذ از احتساب قادر یائیت ص ۱۵۲)

کیسی شرمناک زبان ہے: ”جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔“ کیا یہ
زبان ان لوگوں کی ہو سکتی ہے جو دنیا کو شرافت اور تہذیب کا سبق دینے آئے ہوں؟ ہرگز نہیں۔
کسی کو معین کر کے اس پر لعنت کرنا کبھی کسی معاشرے میں پسند نہیں کیا جاتا ہاں عام
پیرائے میں آپ لعنة اللہ علی الکاذبین۔ لکنی دفعہ کیوں نہ کہیں یہ کوئی بر انہیں مناتا
لیکن کسی کو مخاطب کر کے کہنا اے حرامزادے یہ تہذیب و شرافت کا خون کرنا ہے۔ غلام احمد اس
سے بھی بازنہ آیا اور اس نے حضرت مولانا سعد الدلہ حیانوی کو سر عالم کہا:

اذینی خبأ فلست بصدق

ان لم تمت بالخزى يا ابن بغاى

(تمہرہ حقیقت الوحی ص ۵۵ ر۔ خ جلد ۲۲ ص ۲۳۶)

(ترجمہ) تو نے مجھے اپنی خباثت سے بہت دکھ دیا ہے۔ میں سچا نہیں ہوں گا اگر

ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو اے بخیری کے میٹے!

کتنے ہی لوگ اس سے غلام احمد کو چھوڑ گئے بد تہذیبی کو گوارا کرنا بڑا ہی مشکل ہوتا ہے
بد دعا کا کلمہ کہا جائے تو یہ خلاف شرافت نہیں جیسے تبت یدا ابی لھب و تب اس میں خلاف
تہذیب اور خلاف شرافت کوئی لفظ نہ ملے گا۔

مرزا غلام احمد نے پیر مہر علی شاہ کے نام سے سرز مین گوازہ پر لعنت کی کیا ایسے شخص کو
مہدی (ہدایت پایا ہوا) کہا جاسکتا ہے۔

فقلت لك الويلاط يا ارض جولره

لعنت بد لعون فانت تدمير

(ضمیرہ نزدیل سچ ص ۷۵ ر۔ خ جلد ۱۹ ص ۱۸۸)

(ترجمہ) پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ایک ملعون کے سب لفڑی ہو گئی ہے تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ ان عبارات میں انسانی شرافت کی کیا کچھ بھی جھلک ملتی ہے۔ موہنث کے لئے تدمیرین کی بجائے تدمیر کا صیغہ لانا قادیانیوں کے ہاں مرزا صاحب کا اعجاز شمار ہوتا ہے۔

شیعہ کو خوش کرنے کے لئے مرزانے کہا کہ یہ پاکدامن عورتوں کی اولاد ہیں شاید متعد کی طرف اشارہ کرنا ہو گا مرزا صاحب کی فخش زبان یہاں بھی نہایاں ہو کر رہی یہ خود لکھتے ہیں:

”کیا کوئی شیعہ راضی ہو سکتا ہے کہ اس کی پاکدامن ماں ایک زانی کخبری کے ساتھ سوئے۔“ (زندو امتع ص ۲۸۸ ر۔ خ جلد ۱۸ ص ۲۲۵)

اپنے مخالفین کو سوروں اور کتیوں کی اولاد کہنا

خنازیر اور کئے مختلف النوع حیوان ہیں کبھی کسی نے سور کو کتیا سے دوستی کرتے نہ دیکھا ہو گا لیکن مرزا غلام کو اپنے مخالفین سوروں اور کتیوں کی اولاد دکھائی دینے کیا یہ خلاف فطرت کا رروائی نہیں؟ کتیا میں اور خنزیر میں جھنپتی کیسی؟ مگر غلام احمد کہتا ہے۔

ان العدی صاروا خنازیر الفلا

ونساء هم من دونهن الا كلب

(ترجمہ) دشمن ہمارے بیاناؤں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کنی ہیں۔ (بہمابہہ میں ش ۲۲۷ د۔ خ جلد ۲ ص ۵۳)

جب انسان میں حیا نہ رہے تو ایمان بھی جاتا رہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحياة من الایمان والایمان في الجنة والبداء من الجفا والجفا، في النار۔

(رواہ الترمذی عن ابی ہریرہ جلد ۲ ص ۲۲)

(ترجمہ) حیا انسان میں ایمان کی وجہ سے آتی ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والا ہے اور بازاری گفتلو ظلم ہے اور ظلم کا ٹھکانہ آگ ہے۔

او كما قال النبي (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہم نے قادریانی لشیخ سے قصر قادریانیت میں جھائکنے کی مفتاط کوشش کی ہے اور اس کے مختلف کھر کیوں سے مرزا غلام احمد کوئی نئی اداوں میں قلابازیاں کھاتے دیکھا ہے ہمارے وسیع تجربے میں قادریانیت پر غور کرنے کی یہ آسان ترین راہ ہے ختم نبوت اور نزول عیسیٰ بن مریم علمی مسائل میں اور ان کے لئے عربی علوم میں درک ضروری چیز ہے قادریانیوں نے ان مسائل کو دجل کی تاریک راہوں میں اتنا الجھاد یا ہے کہ پوری توجہ اور محنت کے بغیر اس ذور کو سلیمانیہں جا سکتا قادریانی تو ان مباحثت میں اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کی توجہ مرزا غلام احمد اور اس کی زندگی پر نہ جاسکے حالانکہ یہ سب اختلافات اسی کے آنے سے پیدا ہوئے تو کیا یہ آسان ترین راہ نہیں کہ پہلے اس قسم کے واقعات پر غور کر لیا جائے کہ مرزا غلام احمد شراب پیتا تھا یا نہیں اور غیر حرم عورتوں سے اس کا اختلاط تھا یا نہیں مرزا غلام احمد کی پیشوگوئیاں وہ تین واقعات ہیں جن میں التدرب العزت کی لاٹھی غلام احمد پر بے دریغ بری ہے۔

علمی مسائل میں مہارت علماء کو ہی ہو سکتی ہے وہی ان ابواب پر ہے جن قادریانی دجل و فریب کو تاریک رکھ سکتے ہیں۔ عامۃ الناس کے لئے قادریانیت و صرف ان راہوں سے بے نقاب کیا جا سکتا ہے جن میں مرزا غلام احمد ۲۸ سال تک چلا۔

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری اور ان کے تلامذہ نے اس محاذ پر بڑا علمی کام کیا ہے حضرت شاہ صاحب کے شاگردوں میں گوجرانوالہ کے مولانا محمد چراغ صاحب مولف "العرف الشذی" پنجاب کے رہنے والے تھے اور فتنہ قادریانیت نہیں سے انھا تھا مولانا محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ نے قادریانیت کو اس راہ سے دیکھنے کی طرح ذاتی آپ کے تلامذہ میں سے حضرت مولانا محمد حیات قادریان میں وفتر ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ بنے اور تقسیم ملک تک آپ قادریان میں ہی مقیم رہے۔ تقسیم ملک پر مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ اب قادریان دارالامان نہیں رہا اب ہم پاکستان میں مسلمانوں کی مآحتی میں رہیں گے۔ مولانا ظفر علی خاں نے قادریانیوں کو پاکستان آتے دیکھا تو کہا۔

ذریہ البغایا کل تک تھا نام جن کا
آج ان کی چاپلوسی کیوں ہو گئی ضروری

قادیریان سے قادریانیوں کے نکلنے کے بعد وہاں کے مسلمانوں نے مولانا محمد حیات کو قاتح قادریانیت کا خطاب دیا اور اب آپ بھی وارد لا ہور ہوئے۔ اور الہلآل فونڈری لا ہور میں

قیام فرمایا۔

مرزا بشیر الدین محمود کو متعدد چنگاب کے آخری گورنر نے ضلع جھنگ میں آباد ہونے کے لئے ایک وسیع رقبہ دیا اور مرزا بشیر الدین نے اس کا نام ”ربوہ“ رکھا کہ یہ دوسرے منجع کے پیروں کی پناہ گاہ ہے دارالامان سے نکلے تواب خدا نے انہیں ”ربوہ“ میں پناہ دی انہیں اس وقت علم نہ تھا کہ یہ جگہ بھی ان کے لئے پناہ گاہ نہ رہے گی۔ قادیانی دارالامان سے تو دن کے سبق ”ربوہ“ کی پناہ گاہ سے انہیں رات کی تاریکی میں نکلا پڑے گا۔ اور پھر ربہ بھی جب ”ربوہ“ نہ رہے تو یہ الہام گنگر بھی چناب گنگر کھلائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ پھر چناب بھی ان سب کو بھالے جائے گا۔

پاکستان میں قادیانیوں کے بارے میں سب عوام مسلمان نکلے

پاکستان آل انڈیا مسلم لیگ کی قیادت میں معرض وجود میں آیا تھا اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں قادیانی تھے۔ قادیانیوں کا دعویٰ تھا کہ مرزا غلام احمد کے خلاف صرف مولوی حضرات ہیں عوام نہیں، مرزا غلام احمد اسی لئے علماء کو بذات فرقہ مولویاں کہتا رہا، قادیانیوں کا خیال تھا کہ مسلمان عوام اس مسئلے میں اپنے مولویوں کے ساتھ نہیں ہیں وہ شاید کس قدر ان کا ساتھ دیں گے۔

لیکن یہ ایک اسلام کا ابیاز تھا کہ باوجود یہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مسلم لیگ کی حکومت نے قادیانیوں کی بہت پرده پوشی کی لیکن آنے والے وقت میں سب عام مسلمان وہ دین کا علم رکھتے ہوں یا نہ اور سیاسی طور پر وہ کسی گروپ سے کیوں نہ ہوں سب قادیانیوں کے بارے میں یک زبان نکلے اور سب نے کہا، ہم کسی سیاسی مصلحت پر اپنے ایمان کو قربان نہیں کرنا چاہتے۔

۱۹۷۷ء میں پاکستان کی قوی اسکلبی میں سب مسلمان ممبران نے عقیدہ ختم نبوت کی حمایت میں ہاتھ اٹھایا اور بالآخر کسی سیاسی تفرقی کے سب نے محمدث العصر مولا نا محمد یوسف الہبوری، حضرت مولا نا غلام غوث بزاروی اور مفتی محمود صاحب کا ساتھ دیا اور ایک ممبر بھی ایسا نہ تھا جو کسی درجے میں قادیانیوں کیلئے کسی رعایت کا خواہاں ہو سب ممبران کہتے تھے کہ سیاست تو

یہیں، ہنیٰ بھئی دھری رہ جانے گی ہم حضور خاتم النبین کی شفاعت کیسے پاسکیں گے اگر ہم نے ختم نبوت جیسے قطعی حدیقہ اسلام سے وفا نہ کی۔

یا اسلام کا ایک اعجاز ہے جس نے پاکستان میں رب عصی کے اندر اندر یہ فضا پیدا کر دی اور پھر ۱۹۹۹ء میں جب پاکستان اپنی تاریخ میں نصف صدی طے کر چکا پنجاب اسمبلی نے قادریانی مرکز کا نام ”ربوہ“ اس لیے بدلا کر اس سے قادریانی قرآن کریم کی ایک آیت میں الحاد کی راہ چل رہے تھے اور لوگوں کو ایک مخالف طور پر رہے تھے۔

الحمد للہ اسمبلی کے تمام مسلمان ممبروں نے وہ حکومت کے ہوں یا اپوزیشن کے سب نے اس قرار دار کی حمایت کی کہ قادریانیوں کو اپنی بستی کا نام قرآن کریم کے کسی لفظ پر رکھنے کا حق نہیں ہے۔

جدید تعلیم یافتہ نامور شخصیتوں میں علامہ اقبال کے بعد سابق جمیش پریم کورٹ آف پاکستان بنیاب محمد رفیق تارڑ ہیں جنہوں نے طالب علمی سے لے کر اپنی ریٹائرمنٹ تک ہمیشہ ختم نبوت کا جھنڈا اٹھایا اس راہ میں انہیں بڑی قربانیاں بھی دینی پڑیں آپ انگلینڈ کی سالانہ ختم نبوت کا نفرنس میں بھی تشریف لائے اور مسلمانان یورپ سے مسئلہ قادریانیت پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔

”یہ ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ آج وہی تاریخ صاحب مملکت خدا و اوپاًستان کے صدر ہیں اور وہ پاًستان جس کا آغاز ظفر اللہ خان قادریانی فی وزارت خارجہ سے ہوا تھا۔ آج ان پورے حکومتی ایوانوں میں قادریانیوں کا کوئی نام لینے والا نہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اب اپنے تاریخی انعام کو پہنچ چکے ہیں۔“

قادیریانیت کے تابوت میں آخری مخفی

قادیریانی سربراہ مرزا طاہر ربوہ ختم ہونے سے پہلے ہی ربوبہ سے نکل چکا تھا۔ اسے ربوبہ کے ختم ہونے کا دلفگار منظر نہ دیکھنا پڑا۔ یہ بد قسمت گھڑی اس کے نائب مرزا مسعود احمد کیلئے مقدر تھی یہ اس پر کیسے گزری۔ یہاں کے لوگوں نے ۳۰۔ اپریل ۱۹۹۹ء کو مرزا

سرور احمد کو ہھکڑیوں میں دیکھا۔

تاریخ قادیانیت میں یہ پہلا موقعہ تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو ہھکڑیوں میں دیکھا گیا۔ کجا وہ وقت جب مرزا غلام احمد کے والد کو انگریزی دربار میں کرسی ملتی تھی اور کجا یہ وقت کہ قادیانیت پر ابھی پہلی صدی بھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ کرسی نشین کا بد قسمت پڑپوتا ان لوگوں کے سامنے جنہیں مرزا غلام احمد ”ذریۃ البغایا“ کہتے مرآ ملزموں کے کثیرے میں دیکھا گیا۔ اگر سو سال میں ترقی یہی ہے تو اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس ترقی سے بچائے۔

ہر فرعون نے راموسی

مرزا بشیر الدین کے ضلع جنگ میں آنے سے پہلے قسام ازل نے چنیوٹ کے ایک صنعتی گھر انے دین کا ایک طالب علم اٹھایا جس نے خیر المدارس ملکان اور دارالعلوم الاسلامیہ شذوالہ یار سے فراغت حاصل کر کے فائح قادیان حضرت مولانا محمد حیات سے قادیانیت کو ایک کورس کے طور پر پڑھا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی اس موضوع میں آگے گئے ہوئے یوں سمجھتے اللہ تعالیٰ نے دریائے چناب کے دو طرف خیر و شر کے دو لشکر بھیادیے مغربی کنارے کے پار بشیر الدین محمود کا ذریہ لگا اور مشرقی کنارے پر مولانا منظور احمد چنیوٹی جامعہ عربیہ کی منتدربیں پڑ آئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ۱۹۶۳ء کو مرزا محمود کو مبہلہ کی دعوت دی اس کے بعد اس کے بیٹے مرزا ناصر کو مبہلہ کی دعوت دی اس کے بعد مولانا چنیوٹی نے اس کے چوتھے سر برادر مرزا طاہر کو مبہلہ کی دعوت دی اس نے یہاں عملہ فرار کر کے مباحدہ میں اپنی نکست مان لی۔ ازاں بعد آپ نے ادارہ دعوت و ارشاد چنیوٹ میں قادیانیت کو ایک کورس کے چیڑائے میں پڑھانا شروع کیا اور یہ سلسلہ اب تک چل رہا ہے یہ سالانہ دورہ قادیانیت اتنا مقبول ہوا کہ ۱۹۹۰ء میں مرکزہ علم دارالعلوم دیوبند سے آپ کو اس کورس کے پڑھانے کی دعوت

تلی اور آپ وہاں تشریف لے گئے۔

یہ کتاب ”رودقادیانیت“ کے زریں اصول، ”اس کورس کی ایک علمی دستاویز“ ہے۔ آپ نے اس میں ختم بیوت اور نزول عیسیٰ بن مریم کے علمی موضوعات پر مناظرانہ بیہارے میں بہت مفید بحثیں کی ہیں اور الحمد للہ آپ ان میں نہایت کامیاب رہے۔
ولقد جاء فی المثل السائر کم ترك الاول للاخر۔

ان علمی مباحث کے ساتھ کچھ عوای مباحث کی بھی ضرورت تھی جنہیں انگریزی خوانوں اور کالجیوں اور یونیورسٹیوں کے ان طلباء میں پھیلایا جائے جو عربی زبان کا علم نہیں رکھتے اور قرآن و حدیث کے مسائل کو اپنی اس بے بضاعتی میں سمجھنے ہیں پاتے۔

یہ کتاب ان عوای مباحث کے ساتھ مل کر مطالعہ قادیانیت کا گویا ایک مختصر انسائیکلو پیڈیا بن گیا ہے جو قادیانیت کے گرد گھونٹے والے جملہ مباحث کو ایک دائیے میں لارہا ہے اور ہر کسی کو اس کی علمی منزلت کی حدود میں قادیانیت کی سب اندر کی باتیں بتلارہا ہے رقم المروف نے اس ساری کتاب پر نظر ہانی کی ہے اور اسے واقعی زریں پایا اور یہ اسم بائسکی ہے۔ رقم المروف اور مولانا منظور احمد چنیوٹی نے مشرقی افریقہ، مغربی افریقہ، جنوبی افریقہ، شمالی امریکہ، کینیڈا، جزائر بھی، آسٹریلیا، جمنی، نیجنی، ڈنمارک، تاروے اور دوسرے کئی ممالک میں رودقادیانیت پر اکٹھے دورے کئے کئی دوروں پر ہم سعودی توصیات کے ساتھ گئے تھی آئی لینڈ کے دورہ پر حکومت پاکستان نے ہمیں بھیجا اور کئی دورے نجی طور پر بھی ہم نے کئے۔

کیپ ناؤن افریقہ کے تاریخی مقدمہ میں ہمیں کئی ماہ تک وہاں رہنے کا اتفاق ہوا مولانا کی علمی قابلیت، وسعت مطالعہ، مناظرانہ جرات اور لکھاری اور روز قادیانیت میں ان کی مجاہدانہ یلغار کا چشم دید گواہ ہوں ہم نے اکٹھے مناظرے بھی کئے اور اس سلسلہ میں اللہ رب العزت کی نصرت کو مختلف ممالک میں آنکھوں سے اترتے دیکھا مولانا ان لوگوں میں سے ہیں جن پر قرآن کریم کی یہ آیت پوری اترتی ہے:
وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِيْنَا الَّذِينَ هُمْ بِهِمْ سَبِيلُنَا وَإِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُحْسِنِينَ۔

(ترجمہ) اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں مختین کیں ہم خود ان کے لئے اپنی راہیں کھول دیتے ہیں اور اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو مقام احسان میں آئے ہوئے ہیں۔

واللہ اعلم و علیمہ اتم واحکم

احقر العباد

خالد محمود عفان اللہ عنہ

(حال مقیم ماچھڑ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

طبع اول

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری

(استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند و ناظم اعلیٰ کل ہند مجلس تحفظ ثقہ نبوت)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَعَلٰى أَلٰهٖ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ: ۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چارٹ مصطفوی سے شراور بلوہی

اسلام ایک ابدی حقیقت ہے، اور باطل کی اس کے ساتھ آدیش بھی رسم قدیم ہے،
مل سابقہ کی باطل کے ساتھ کشمکشیں ہمیشہ جاری رہی ہیں۔ اور تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جو
ملت جتنی کامل و مکمل ہوتی ہے اس کو اسی قدر باطل کے ساتھ نہ ردا زماں ہونا پڑتا ہے۔ آخری ملت

جسے سید المرسلین، خاتم النبیین، فخر موجودات، رحمت مجسم، پیکر صدق و صفا، نفع جود و سخا، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تعریف لائے ہیں۔ سنت قدیمہ کے مطابق، روز اول سے باطل کے ساتھ پنج آزماری ہے۔ اور ہمیشہ اس کو داخلی اور خارجی فتنوں سے نہٹنا پڑتا ہے۔ امت کے تہتر فرقوں میں بننے کی پیش خبری، جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوئے دعات کی پیش گوئی، اور جھوٹی نبوتوں کی دعوے داریاں وہ داخلی فتنے ہیں جن سے امت کو پوری طرح باخبر کر دیا گیا ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

سَيْكُونُ فِي أَمْبَىٰنِ كَذَابِوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ
نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا تَبْغِي بَعْدِي۔ (ابوداؤ روح ۲، ص ۲۲۲)

(ترجمہ) آئندہ میری امت میں تیک بڑے جھوٹے پیدا

ہوں گے، ان میں سے ہر ایک مدی ہو گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں

سلسلہ انبیاء کو پورا کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری شریف ص ۳۲۲ جلد ۱۳ میں اور علامہ بدر الدین عینی نے عمدة القاری شرح بخاری شریف ص ۵۵۵ جلد ۷ میں صراحت فرمائی ہے کہ انما المراد من کانت له شوکہ یعنی حدیث شریف میں جو تیک کا عدد منکور ہے اس سے مراد وہ جھوٹے نبی ہیں جو صاحب دبدبہ ہوں گے یعنی ان کے اذناب و اتابع ہوں گے اور ان کی جماعت اور پارثیاں ہوں گی، ورنہ جھوٹے مدعاہی نبوت کا شمار تو بہت مشکل ہے۔

چنانچہ اسلام کی چودہ صدیوں میں بے شمار لوگوں نے ایسے جھوٹے دعوے کیے ہیں، اور ایک وقت کے بعد ۶۰ خس کم جہاں پاک ۶۰ کا مصدقہ ہو گئے ہیں۔ مگر چند ایسے بھی ہوئے ہیں جن کا معاملہ بہت سمجھیں صورت حال اختیار کر گیا ہے۔ ان میں سب سے پہلا یامامہ کا مسیلہ کذاب تھا، جس نے اپنے ساتھ چالیس ہزار کامگھٹا اکٹھا کر لیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صدیق اکابر رضی اللہ عنہ کی سرب راہی میں اور سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سر کر دی گی میں اس فتنے کی پوری طرح سر کوپی کر دی تھی۔ پھر وفات فتا ایسے فتنے اٹھتے رہے، جیسے بابیہ فرقہ کا فتنہ جس کے بانی علی محمد باب نے نبوت کا بلکہ الوہیت کا دعویٰ کیا تھا، اور اس کے اثرات آج تک باقی ہیں۔

اے طرح تقریباً ایک صدی پہلے متعدد ہندوستان کے صوبہ ہنگام ضلع گور داس پور قصہ قادیانی کے ایک شخص مرتضیٰ علام احمد نے مہدویت، مسیحیت اور بہوت کے جھوٹے دعوے کیے اور حکومت وقت کے زیر سایہ پھولنا پھولنا شروع کیا، تو علمائے اسلام نے سنت صدیقی پر عمل پیرا ہوا کہ اس فتنہ کے استیصال کی جدوجہد شروع کی اور بلا تفریق ممالک سب ہی جماعتوں نے اور اشخاص نے اس کے خلاف مجاہداناہ اور سرفروشانہ جذبہ کے ساتھ میدان کا رزار گرم کیا۔ مگر علمائے دیوبند کا حصہ اس جہاد میں قائدانہ رہا۔ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمہ اللہ کو تو فتنہ کے ظہور سے پہلے ہی احساس ہو گیا تھا کہ ہندوستان میں کوئی نیا فتنہ سر اٹھانے والا ہے۔ پھر جب وہ فتنہ وجود میں آ گیا تو حضرت گنگوہی، حضرت شیخ الہند وغیرہ اکابرین نے اس کا نوٹ لیا اور ۱۳۳۲ھ میں فتویٰ دیا کہ:

”مرزا غلام احمد اور اس کے تبعین درجہ بدرجہ مرتد، زندیق“
ملحد کافر اور فرقہ ضالہ میں یقیناً داخل ہوں گے۔“

حضرت شیخ الہند قدس سرہ نے اس فتویٰ پر اپنے دستخط کے ساتھ یہ الفاظ بھی لکھے ہیں کہ:
”مرزا علیہ ما یستحقہ“ کے عقائد و اقوال کا کفریہ ہونا ایسا بدیہی مفہوم ہے کہ جس کا انکار کوئی منصف فہیم نہیں کر سکتا۔ جن کی تفصیل جواب میں موجود ہے۔“

پھر حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے تلمیذ رشید، علامہ عصر، محدث کیر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے اس مسئلہ کو اپنی شب و روز کی فکر کا موضوع بنالیا اور اپنے نابغۃ روزگار تلامذہ کو اس جانب متوجہ کیا جنہوں نے قادیانیت کے خلاف میدان جہاد میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

حضرت شاہ صاحب کے علاوہ اکابرین دیوبند میں سے حضرت حکیم الامت مجدد الملحق مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، فقیہہ الامت مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلوی، شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا حسین احمد صاحب مدینی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، قاسم ثانی حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی، مناظر اسلام حضرت مولانا سید مرتضی حسن صاحب چاند پوری، حضرت مولانا شاء اللہ صاحب امرتسری فاضل دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس اللہ اسرار ہم نے تحریر و تقریر کے ذریعہ حریم ختم

نبوت کی پاسبانی کی اور امت مسلمہ کو دام ہم رنگ زمین میں پھنسنے سے بچایا۔

نیز حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ نے رد قادیانیت کی تقریب سے اصول دین اور اصول تکفیر کی وضاحت میں ایسا فتحی سرمایہ تیار فرمایا جو راتی دنیا تک امت کے کام آئے گا اور ہرقتنہ کی سرکوبی کے لئے امت اس سے روشنی حاصل کرتی رہے گی۔

حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ کے تلامذہ میں (۱) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند شاہزادہ پاکستان (۲) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی (۳) حضرت مولانا محمد اوریں صاحب کانڈھلوی (۴) حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹی شم مہاجر مدینی (۵) مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب سید ہاروی (۶) حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب رائپوری (۷) حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری (۸) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی (۹) حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری (۱۰) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری (۱۱) استاذ العلماء حضرت مولانا محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ (۱۲) شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان اور دیگر جلیل القدر علمائے کرام نے اس فتنہ کا بھرپور تعاقب کیا اور رد قادیانیت پر ایک کتب خانہ تیار کر دیا اور متحده ہندوستان کے طول و عرض میں گاؤں گاؤں پھر کر حق کی وضاحت کی۔ فجز اہم اللہ تعالیٰ عن المسلمين خیرالجزاء۔

پھر ملک کی تقسیم عمل میں آنے کے بعد یہ فتنہ پاکستان میں مست گیا اور ”ربوہ“ کے مقام کواس نے اختیار کر بھالیا۔ اور وہاں اس نے نئے جوش کے ساتھ ابھرنا شروع کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر دیکھیے کہ جس طرح حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ نے قبل از وقت فتنہ کا خطرہ محسوس کر لیا تھا اور اپنے ایک خلیفہ کو یہ فرمایا کہ مجاز سے ہندوستان واپس کر دیا تھا کہ وہاں ایک فتنہ سرا بھارنے والا ہے۔ وہاں کام کی ضرورت ہو گی۔ تھیک اسی طرح حضرت اقدس امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے ملک کی تقسیم سے بہت پہلے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو انجمن خدام الدین کے عظیم الشان اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۳۲ء میں قادیانیت کے فتنہ کی سرکوبی کے لئے امیر شریعت بنا کر خود ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور

اب مولانا منظور احمد چنیوٹی اور دیگر علمائے اسلام کی ۳۰ سالہ جدوجہد کے بعد ربوہ کا نام تبدیل کر کے چنان مگر کہ دیا گیا ہے۔ اور اس پر بخاب اسی مبارک بادی مسخر ہے کہ اس میں حزب القاتد اور حزب اختلاف سب نے بالاتفاق یہ قرار داد منظور کی۔

پانچ سو علماء سے اس جلسے میں بیعت کرائی۔ چنانچہ ملک کی تقسیم کے بعد حضرت مولانا اعظم اللہ شاہ صاحبؒ نے جو اسی علاقہ کے باشندہ تھے قادریانیوں کا تعاقب اور ان کے خلاف پوری سرگرمی سے کام شروع کر دیا جس کی تاریخ بہت طویل ہے، بالآخر ۱۹۷۴ء میں ایک زبردست تحریک چلی جس میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ببوری، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی اور حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمہم اللہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور ہزاروں مسلمانوں کی شہادت کے بعد ۱۹۷۲ء کو حکومت پاکستان کو دستور میں ترمیم کرنی پڑی اور قادریانیوں کو گھیر مسلم اقلیت کے قرار دینا پڑا، پھر ۱۹۸۳ء میں اتنا گیارہ قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا جس کی رو سے قادیانی اس کے مجاز نہ رہے کہ وہ قادریانیت کو جو اسلام کے خلاف ایک سازش ہے، اسلام کے نام سے تعبیر کریں نہ وہ اسلامی شعائر و اصطلاحات استعمال کر سکتے ہیں۔

اس آرڈیننس کے بعد مرزا قادریانی کا چوتھا جائشیں مرزا طاہر اپنا پاکستانی مرکز "ربوہ" چھوڑ کر لندن بھاگ گیا اور اپنے محسن قدیم اگریز بھادر کے سائیہ عاطفت میں پناہ لے لی اور یورپ افریقہ اور امریکہ میں تیزی سے گراہی پھیلانا شروع کر دی۔ وہاں سے ہندوستان کی طرف بھی اس کی نظریں دوبارہ اٹھنے لگیں اور اپنے قدیم مرکز قادریان کو جسے انہوں نے خیر باد کہہ دیا تھا دوبارہ آباد کرنا شروع کیا، اور ملک میں جگہ جگہ کافریں اور جلسے منعقد کرنے لگئے تو موجودہ اکابر میں دارالعلوم دیوبند نے ضروری سمجھا کہ دوبارہ فضلاۓ دارالعلوم دیوبند اس فتنہ کے تعاقب کے لئے کمرستہ ہو جائیں۔ چنانچہ ۱۹۸۲ء کو دارالعلوم دیوبند کے احاطہ میں ایک عالمی تحفظ ختم نبوت کافریں منعقد کی گئی جس سے علماء میں بیداری پیدا ہوئی۔ اسی اجلاس میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ اس مجلس نے اب تک ۲۷ کتابیں اور پمپلٹ شائع کئے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیے ہیں اور ملک میں متعدد جگہ تربیتی کمپلکس لگائے ہیں۔ نیز فضلاۓ دارالعلوم کی تربیت کے لئے دارالعلوم میں بھی متعدد بار کمپلکس لگائے ہیں۔ دوسری بار ۱۹۸۰ء میں کل ہند پیانہ پر تربیتی کمپلکس لگایا گیا جس میں تربیت کیلئے پاکستان کے نامور عالم مناظرِ اسلام، فائی ربوہ، قائم قادریانیت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی دام مجددہ کو دعوت دی گئی۔ موصوف پاکستان کے شہر چنیوٹ ضلع جنگ کے باشندے ہیں۔ چنیوٹ اور "ربوہ" کے درمیان صرف دریائے چناب کا فصل ہے۔

آپ نے جامعہ اسلامیہ مذدوالہ یار سندھ سے فراغت حاصل کی ہے۔ اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کیمبل پوری سابق صدر المدرسین سہار پور حضرت مولانا محمد بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدینی حضرت مولانا دوست محمد صاحب ساقی اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہم اللہ تعالیٰ جیسی نابغہ روزگار شخصیتیں ہیں۔ فراغت کے بعد ایک سال مشہور مناظر اسلام، ماحیٰ مرزا یت قادیانی حضرت مولانا محمد حیات صاحب کی خدمت میں رہ کر رہ قادیانیت کی خصوصی تربیت حاصل کی ہے، اس کے بعد سے آپ کا خاص مشن قادیانیت کی دیسیسہ کاریوں کو طشت از بام کرنا ہے چنانچہ آپ نے اب تک دنیا کے مختلف مقامات پر قادیانیوں سے کم از کم بائیس مرتبہ براہ راست مناظرہ کیا ہے اور انہیں شکست فاش دی ہے دنیا کے بہت سے ملکوں کا اس سلسلہ میں آپ دورہ بھی کر چکے ہیں، رو قادیانیت کے تربیت پروگراموں میں آپ کے اس باقی بڑے مقبول ہوتے ہیں۔

چنانچہ دارالعلوم دیوبند کی دعوت پر آپ ۱۹۲۰ء میں لگائے گئے تربیتی کمپ میں لیکھار کی حیثیت سے تشریف لائے اور کئی روز تک آپ کے محاضرات ہوئے جو نہایت دلچسپی اور دول جمی کے ساتھ نہ گئے، مندو بین فضلاۓ دارالعلوم دیوبند نے آپ سے خوب خوب استفادہ کیا اور آپ کی شخصیت اور انداز پیان اور وافر معلومات سے بہت متاثر ہوئے۔

موصوف اپنے محاضرات اپنے نوٹس کی مدد سے دیتے ہیں۔ جہاں کہیں موصوف کی سرپرستی میں تربیتی کمپ لگایا جاتا ہے تو اس کاپی کی فوٹو اسٹیٹ طلباء کو مہیا کر دی جاتی ہے انہی یادداشتوں کو سامنے رکھ کر موصوف وضاحتی تقریر فرماتے ہیں۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند میں بھی جب تربیتی کمپ کی تیاری شروع ہوئی تو موصوف نے اصل کاپی ارسال فرمائی جو فل اسکیپ کے سوا صفحات پر مشتمل تھی، اس کی فوٹو کاپی کرانے میں مصارف زیادہ آتے تھے کیونکہ کاپیوں کی تعداد بہت تھی، اس لئے بجلت کتابت کر کر لیتھو پر اس کو طبع کرالیا گیا اور شرکاء کو تقیم کر دیا گیا۔ اس کاپی میں حوالہ جات پرانے قادیانی لٹریچر کے تھے اس لئے موصوف نے دوران تقریب روحانی خزانوں کے حوالے بھی نوٹ کرائے۔ ساتھ ہی شرکائے درس نے اور کمپ کے ذمہ داروں نے اور خود حضرت موصوف نے اس کاپی کی از سرفتو ترتیب کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ اس کام کے لئے دارالعلوم دیوبند کے ایک ہونہار فاضل اور اس وقت کے تدریب افقاء کے طالب علم اور فی الحال جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد کے نائب مفتی اور دوسرے تربیتی کمپ میں

پوری دلچسپی کے ساتھ حصہ لینے والے عزیزم مولوی مفتی محمد عثمان منصور پوری سلمہ صاحبزادہ حضرت مولا ناقاری محمد عثمان صاحب منصور پوری استاذ دارالعلوم دیوبند کا نام تجویز کیا گیا۔ آں عزیز نے مطبوعہ کاپی اور درس میں قلم بند کی ہوئی اپنی تقریر سامنے رکھ کر اور محاضرات کے شیپ سن کر اور مولا ناقصیوٹی کی ہدایات کو لٹخونڈر کر کر اس مادو کو بہترین انداز میں مرتب کر دیا۔ حوالوں کی مراجعت کے سلسلہ میں جناب مولوی شاہ عالم صاحب اور جناب مولوی عزیز الحق صاحب اعظمی نے ان کا بھر پور تعاون کیا۔ پھر مسودہ حضرت مولا ناقصیوٹی زید فضلہ کی خدمت میں ارسال کیا گیا، موصوف نے بغور طلاحتہ فرمانے کے بعد اور ضروری حذف و اضافہ اور تعمیق مشوروں کے ساتھ واپس فرمایا تو اس کی کتابت شروع کر دی گئی۔ کتابت مکمل ہونے کے بعد میں نے اس کو ایک سفر میں حرف بہ حرف پڑھا، ماشاء اللہ کتاب لا جواب ہے اور حضرت مولا ناق کی پوری زندگی کی محنت کا نچوڑ ہے۔ دو چار جگہ میں نے تھوڑی ترمیم ضروری تحریکی اور وہ مولا ناق کے حسن اخلاق کے بھروسے پر بغیر اجازت کے کرداری اور میں نے کتاب کا عربی نام 'حصول الامانی فی الرد علی تلییس القادیانی' رکھا ہے اور اردو نام (رومزائیت کے زریں اصول) تجویز کیا ہے۔ کتاب کے سرورق پر دونوں نام لکھے جائیں گے۔ دیکھئے قارئین کرام کون سا نام پسند کرتے ہیں۔

کتاب ماشاء اللہ نہایت آسان، بے حد دلچسپ اور روقدایانیت کے سلسلہ میں زریں اصول کا مجموعہ ہے اور علماء طلباء اور عام مسلمانوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ کیونکہ مسئلہ کوئی نظری نہیں ہے بلکہ اجتماعی اور ایمان کی بنیاد ہے جس سے ہر مسلمان واقف ہے۔ ضرورت صرف مرزا یوسف کی تلییسات کو سمجھنے کی اور ان کی تردید کے میز جانے کی ہے اور وہ مقصد اس کتاب سے باحسن وجوہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس کتاب سے مستفید فرمائیں اور خاص طور پر علماء اور طلباء کو اس کتاب میں دیے گئے ہتھیاروں سے لیس ہونے کی توفیق عطا فرمادیں تاکہ وہ قادیانی فتنہ کی ہر جگہ ہر معاذ پر سرکوبی کر سکیں اور مصنف دام مجد ہم کی سعی و محنت اور ثقہ نبوت کے تحفظ کے لئے ان کے چہار مسلسل اور امت کے لئے ان کی اس تعمیق کتاب کو قبول فرماؤیں اور ذخیرہ آخرت بنائیں۔ (آمن)

ناپاسی ہو گی اگر میں اس موقعہ پر ناظمِ کل ہند مجلس تحفظِ نبوت دارالعلوم دیوبند جناب مولا ناقاری محمد عثمان صاحب منصور پوری استاذ دارالعلوم دیوبند کا تذکرہ نہ کروں اس

کتاب کو تمام مراحل سے گزارنے میں اور اشاعت کے مرحلہ تک لانے میں قاری صاحب موصوف کی محنت، توجہ اور وچھپی کارفرما رہی ہے۔ اگر موصوف کی لگن، بہت اور توجہ کارفرما نہ ہوتی تو شاید امت اس کتاب سے مستفید نہ ہو سکتی۔ نیز کتاب کی صحیح و طباعت میں فاضل دارالعلوم دیوبند عزیزم جناب مولوی معز الدین احمد صاحب سلمہ ناظم امارت حوش عربیہ ہند دہلی کی معاونت بھی فراموش نہیں کی جا سکتی اللہ تعالیٰ موصوف کو اجر جزیل عطا فرمائیں۔ (آمين) وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَعَلَى إِلَهٍ وَصَاحِبِهِ أَخْمَقَوْنِينَ۔

کتبہ

سعید احمد عفان اللہ عنہ پالن پوری
 (خادم دارالعلوم دیوبند)
 ۳۔ جمادی الاولی ۱۴۲۲ھ

باب اول

مرزا غلام احمد قادریانی کی زندگی کے چند اوراق

قادیانیت کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرنے سے پہلے مرزا غلام احمد قادریانی کی زندگی سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ تا کہ اندازہ ہو سکے کہ اامت مرزا یہ جس قبیل کی تبع ہے کیا وہ شریف انسانوں میں شمار کیے جانے کے بھی لائق ہے چہ جائیکہ اسے مہدی یا مسیح، نبی یا رسول کہنے کی غلطی کی جائے لہذا ذیل میں مرزا کے منقراحوال زندگی پیش کئے جاتے ہیں جو خود مرزا اور اس کے عقیدتمندوں کی تصنیفات سے ماخوذ ہیں۔

نام و نسب

مرزا غلام احمد قادریانی خود اپنا تعارف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضی اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پر دادا صاحب کا نام گل محمد تھا۔ اور

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل براں ہے۔ اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سرفند سے آئے تھے۔“

(کتاب البریۃ حاشیہ میں ۱۳۲۰ء۔ روحانی خزان میں ۱۶۷۴ج ۱۳)

تاریخ و مقام پیدائش

مرزا غلام احمد قادریانی کا آبائی دلن قصبه قادریان تھیں بیالہ ضلع گورداں پور پنجاب ہے۔ اور تاریخ پیدائش کے سلسلہ میں اس نے یہ وضاحت کی ہے: ”میری پیدائش ۱۸۳۰ء یا ۱۸۳۱ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۰ء میں سولہ برس کا یا ستر ہوں برس میں تھا۔“ (کتاب البریۃ میں ۱۳۶۰ء روحانی خزان میں ۷۷ج ۱۳)

ابتدائی تعلیم

مرزا غلام احمد نے قادریانی میں رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جس کی قدر تفصیل خود اسی کی زبانی ملاحظہ ہو:

”بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سال کا تھا تو ایک فاری خواں معلم میرے لیے نوکر لے رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فاری کتابیں بھی پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فعلی الہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ایک ابتدائی تھم ریزی تھی، اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دین دار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قوں بعد نہ خوان سے پڑھے اور بعد اس کے

جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے توکر رکھ کر قادیانی میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے خواہ منطق اور حکمت وغیرہ علوم مرجوج کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طباعت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔ اور وہ فین طباعت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔ اور ان دونوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر تعجب تھی گویا کہ میں دنیا میں نہ تھا۔“

(کتاب البریہ بر حاشیہ ص ۱۳۸، ۱۵۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵ اور حافی خزانہ میں)

جوانی کی رنگ رلیاں اور ملازمت

مرزا غلام احمد نے جب کچھ شور حاصل کیا اور جوانی میں قدم رکھا تو نادان دوستوں اور احباب کی بدولت آوارہ گردی میں بنتا ہو گیا، اس کا کچھ اندازہ حسب ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ مرزا کا اپنا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرتؐ تج موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی بیٹھنے کے وصول کرنے گے تو پہچے پہچے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے بیٹھنے وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیانی لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھرا تا رہا۔ جب آپ نے سارے اروپیہ اڑاکر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا۔

۱۔ مرزا صاحب کی عمر کا تھیں: مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ بیری پیدائش و ۱۸۲۳ء میں ہوئی۔ (کتاب البریہ بر حملہ ۱۳۱۶ء ص ۷۷) مرزا صاحب نے سالاگوٹ میں ملازمت ۱۸۶۷ء میں شروع کی اور یہ بیٹھن والا واقعہ اس ملازمت سے چند ماہ گل پیش آیا تھا۔ (سیرت المهدی حصہ اول ص ۱۵۲) اس حساب سے اس واقعہ کے وقت مرزا صاحب کی عمر ۲۳ یا ۲۵ سال تھی۔ وہ کوئی نادان پچھنہ تھا کہ اس کو بہلا پھسلا لیا گیا ہو بلکہ یہ اس کی بھروسہ جوانی کا دور تھا۔

۲۔ بیٹھن کی رقم سات صدر و پیغمبر تھی۔ (سیرت المهدی ج ۱ ص ۱۳۱ نزدیک مکون ج ۱۳۳)

گیا، حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا خشاہ رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپنی کشنز کی پکھری میں قیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔“

(سیرت المهدی حصہ اول ص ۳۲۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادریانی)

مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ پر لے درجہ کے بے دین اور دہری طبع لوگ تھے۔ (سیرت المهدی حصہ اول ص ۱۱۲)

حکومت برطانیہ کا منظورِ نظر

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران مرزا غلام احمد نے یورپیں مشنریوں اور بعض انگریز افسروں سے پیغامیں بڑھانی شروع کیں اور مذہبی بحث کی آڑ میں عیسائی پادریوں سے طویل خفیہ ملاقاتیں کیں اور انہیں اپنی حمایت و تعاون کا پورا یقین دلایا چنانچہ سیرت مسیح موعود ص ۱۵ (ربوہ) میں برطانوی ائمیلی جنس سیالکوٹ مشن کے انچارج مسٹر یورنڈ بٹلر کی مرزا سے ملاقات کا ذکر موجود ہے۔ یہ ۱۸۲۴ء کی بات ہے۔ اس کے چند دن بعد ہی مرزا غلام احمد نے سیالکوٹ پکھری ٹوپی کی ملازمت ترک کر کے قادریان میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا۔

صداقتِ اسلام کے نعرہ سے اسلام کی بخشُ کنی کا آغاز

قادیانی پہنچ کر پہلے تو عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے مرزا غلام احمد نے عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں سے کچھ ناکمل مناظرے کیے۔ اس کے بعد ۱۸۸۰ء سے ہبراہین احمدیہ کی کتاب لکھنی شروع کی جس میں اکثر مضامین عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھے۔ لیکن ساتھ ہی اس میں مرزا نے اپنے بعض الہامات داخل کر دیئے

۱ مرزا صاحب کی تنخواہ پندرہ روپے مہانہ تھی۔ (یہیں قادریان جلد اول ص ۱۲۳ از مولانا محمد فیض دلاوری)

۲ مرزا صاحب ڈپنی کشنز سیالکوٹ کی پکھری میں ۱۸۲۵ء سے ۱۸۲۶ء تک چار سال ملازم رہے۔

(سیرت المهدی حصہ اول ص ۱۵۲، ۱۵۸ء، ۱۵۹ء)

اور طرفیہ کہ صداقتِ اسلام کے دعویٰ پر لکھی جانے والی اس کتاب میں انگریزوں کی مکمل اطاعت اور جہاد کی حرمت کا اعلان شد و مدد کے ساتھ کیا۔ مرزا غلام احمد قادریانی نے ۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۷ء تک براتنِ احمدیہ کے حصے لکھے جب کہ پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں شائع کیا۔

مالیخولیا مراق

مرزا غلام احمد قادریانی کو دیے ہی انگریزی حکومت نے مسلمانوں کی قیادت کے خواب دھکلار کھے تھے اور اس پر ہر وقت اپنے آقا انگریز کی اطاعت اور مسلمانوں کی مذہبی پیشوائی کا سودا سوار رہتا ہی تھا کہ سونے پر سہا گہرے یہ ہوا کہ اس کو مالیخولیا مراق کی عبرت اک بیماری نے اپنے ٹکنگی میں لے لیا۔ اس بیماری میں مرزا غلام احمد کے بیتلہ ہونے کی دلیل دینے سے پہلے اطباء کی زبانی مالیخولیا مراق کی تعریف اور اس کی علامات بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ آئندہ مضمون صحیح میں وقت نہ ہو۔

(۱) مالیخولیا خیالات و افکار کے طریق طبعی سے متغیر بخوف و فساد ہو جانے کو کہتے ہیں بعض مریضوں میں گاہے بگاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دال سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ فرشتہ ہوں اور کبھی اس سے بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھ لتا ہے۔

(ترجمہ شرح اسباب اردو ص ۱۰۵، امراض راس مالیخولیا، معنفہ حکیم رہان الدین نشیں) ۱

(۲) مریض کے اکثر اہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً مریض صاحب علم ہوتے پیغمبری اور مجرزات و کرامات کا

۱ هو تغير الظنون والفكير عن المجرى الطبيعي الى الفساد والخوف وقد يبلغ الفساد فى بعضهم الى حد يظن انه يعلم الغيب وكثيرا ما يخبر بما سيكون قبل كونه وقد يبلغ الفساد فى بعضهم الى حد يظن انه صار ملكا وقد يبلغ فى بعضهم الى أعلى من ذلك فيظن انه الحق وهو تعالى عن ذلك.

(شرح الاسباب والعلامات ص ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲ مطبع نکشور)

دعویٰ کر دیتا ہے، خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

(ترجمہ اکیر اعظم ج ۱۳۱ مصنفہ حکیم محمد اعظم خاں صاحب)

اس مرض سے متعلق اگر کسی کو مکمل مصدقاق اور جامع شخصیت تلاش کرنی ہو تو اسے مرزان غلام احمد قادریانی کی زندگی کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ مرزان غلام احمد قادریانی کو سب سے پہلا مراق کا دورہ اس کے بیٹے بشیر احمد کی موت کے بعد (۱۸۸۸ء کے بعد) پڑا ہے۔ سیرۃ المهدی میں ہے:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والدہ صاحب) کو پہلی دفعہ دوران سراورہ ستریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتحہ آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ ذورہ خفیف تھا..... والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے بخیج جاتے تھے۔ خصوصاً گردان کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔“

(سیرۃ المهدی ج ۱۳۱ مصنفہ مرزابشیر احمد قادریانی)

؎ دعاویٰ مرزا

مرزا غلام احمد قادریانی ۱۸۸۵ء تک صرف اپنے ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا رہا ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود کا ۱۸۹۸ء میں مہدی ہونے کا اور ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبوت کا اور ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان میں سارے اہم دعاویٰ

۱ پا گسلہ بیشتر اورہ ایشان از جن کارے پاشد کہ اندر صحت کروہ و بدال مشغول یوہ باشد۔ مثلاً اگر مریض لشکری باشد دعویٰ بادشاہی کند۔ خن مملکت و مدیر جنگ و قلعہ کشاہی و مانند آں گوید اگر کسی دھنے داشتہ باشد وہم کند کتو میں قصد گرفتن و کشتن اور کروہ اند و اور از ہر خواہند واد۔ اگر مریض دلش مند یوہ باشد دعویٰ بخبری و مخبرات و کرامات کند و خن از خدائی گوید و مطلق رادعوت کند۔

(اکیر اعظم ج ۱۸۸۱ء اصل امر ارض دماغ طریق تجویز تحریکیں بالذخیر یا مطین نظری فلسفی نسلکور)

مالخ لیا مرائق بکے لاحق ہونے کے بعد کے ہیں اس لئے ان کو اسی بیماری کا اثر سمجھنا چاہیے۔ اب ذیل میں چند اہم دعاویٰ باحوالہ سنوار لکھے جاتے ہیں:

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

”خدانے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔“

(اربعین ص ۲۷ روحانی خزانہ ج ۷ ص ۳۳۵)

۱۸۸۲ء : مجید ہونے کا دعویٰ

”جب تیر ہو یہ صدی کا اخیر ہوا اور چود ہو یہ صدی کا ظہور
ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی
کا مجید ہے۔“ (کتاب البریہ ص ۱۶۸ امر حاشیہ روحانی خزانہ ج ۱۳ ص ۲۰۱)

۱۸۸۲ء : مامور ہونے کا دعویٰ

”میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔“

(صریح الحق در روحانی خزانہ ج ۲۱ ص ۲۶ و کتاب البریہ در روحانی خزانہ ج ۱۳ ص ۲۰۳)

۱۸۸۲ء : نذر یہ ہونے کا دعویٰ

أَلْرَحْمَنُ عَلِمَ الْقُرْآنَ لِتُنذِيرَ قَوْمًا مَا أَنذِرَ أَبَاوْهُمْ۔

(ترجمہ) ”خدانے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تو ان لوگوں کو ڈراۓ جن
کے باپ دادے ڈراۓ نہیں گئے۔“

(تذکرہ ص ۲۲، برائین احمدیہ در روحانی خزانہ ج ۱ ص ۲۹، ضرورۃ الدام و در
روحانی خزانہ ج ۲۱ ص ۵۰۲ جلد ۱۲، برائین احمدیہ حصہ ۵ در روحانی خزانہ ج ۲۱ ص ۲۶)

۱۸۸۳ء : آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ

بِاَدَمَ اسْكُنْ اَنْتَ وَزْوَجَكَ الْجَنَّةَ يَا مَرِيمَ اسْكُنْ
اَنْتَ وَزْوَجَكَ الْجَنَّةَ يَا اَحْمَدَ اسْكُنْ اَنْتَ وَزْوَجَكَ الْجَنَّةَ۔

نفخت فیک من لدنی روح الصدق۔

(ترجمہ) ”اے آدم‘ اے مریم‘ اے احمد! تو اور جو شخص تیرا
تائیں اور رفتیں ہے۔ جنت میں یعنی نجاتِ حقیقی کے وسائل میں داخل ہو
جاوے میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجوہ میں پھونک دی ہے۔“

(ذکرہ ص ۷۰ برائین احمد یہ روحانی خزانہ اس ۵۹۰ حاشیہ)

تشریع

”مریم سے مریم ائمہ عیسیٰ مراد نبیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر
مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد
ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو مویٰ اور عیسیٰ اور
داوٰ وغیرہ نام بیان کیے گئے ہیں ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نبیں
ہے بلکہ ہر ایک جگہ ہیں ہما جائز مراد ہے۔“

(مکتوبات احمد یہ جلد اول ص ۸۲ بحوالہ ذکرہ ص ۷۰)

۱۸۸۳ء : رسالت کا دعویٰ

الہام: إِنِّي فَضْلُنِكَ عَلَى النَّعَالِمِينَ قُلْ أَزْسَلْتُ إِلَيْكُمْ
جَهِنَّمًا۔

(ترجمہ) ”میں نے تجوہ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہہ میں تم سب کی
طرف بھیجا گیا ہوں۔“ (ذکرہ ص ۱۲۹ مکتب حضرت سعید مودودی علیہ السلام
مورخ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۲ء اربیعین ثمر ۱۴۰۷ھ روحانی خزانہ اس ۳۵۲)

۱۸۸۴ء: توحید و تفرید کا دعویٰ

الہام: ”تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔ تو مجھ
سے اور میں تجوہ سے ہوں۔“ (ذکرہ ص ۱۳۰ و ۱۳۱ دسمبر ۱۸۸۲ء برائین احمد یہ روحانی خزانہ
اج اس ۵۸۱ حاشیہ در حاشیہ اربعین نمبر ۳ اور روحانی خزانہ اس ۳۱۲)

۱۸۹۱ء: مثیل مسح ہونے کا دعویٰ

الله جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور حادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔ (تذکرہ ص ۲۷۶ تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۵۹)

۱۸۹۱ء: مسح ابن مریم ہونے کا دعویٰ

الہام: جَعَلْنَاكَ الْمُسِيحَ ابْنَ مُزَقْمَ (ہم نے تمہو تمسح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔

(تذکرہ ص ۱۸۵ ازالہ ادھام در روحانی خزانہ ص ۳۳۲ جلد ۳)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافت الباء در روحانی خزانہ ص ۲۳۰ جلد ۱۸)

۱۸۹۲ء: صاحبِ کن فیکون ہونے کا دعویٰ

الہام: انما امرک اذا اردت شيئاً ان تقول له کن فیکون۔
یعنی تیری بات یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔

(تذکرہ ص ۲۰۳ بر این احمدیہ حصہ ۵ در روحانی خزانہ ص ۱۲۳ ج ۲۱)

۱۸۹۳ء: مسح اور مہدی ہونے کا دعویٰ

بشرنى و قال ان الميسىح الموعود الذى يرقبونه
والمهدى المسعود الذى ينتظرونہ هؤانت۔

(ترجمہ) ”خدانے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسح موعود اور
مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔“

(تذکرہ ص ۲۵۷ اتمام الحجۃ در روحانی خزانہ ج ۲۸۵ ص ۲۵)

۱۸۹۸ء : امام زماں ہونے کا دعویٰ

”سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نفل

اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔“

(ضرورۃ الانعام در روحانی خزانہ ج ۱۳ ص ۲۹۵)

۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۱ء : ظلیٰ نبی ہونے کا دعویٰ

”جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیع میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ در روحانی خزانہ ج ۱۸ ص ۲۱۲)

نبوت و رسالت کا دعویٰ

(۱) انا انزلناه قریباً مِنَ الْقَادِيَانِ۔ اخْ-

”ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتنا را ہے۔“ (براہینِ احمدیہ حاشیہ در روحانی خزانہ ج ۱۴ ص ۵۹۲، افکم جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۳۰ مور ۱۹۰۰ء ۲۲ اگست ۱۹۰۰ء، حوالہ تذکرہ ص ۳۶۷ مطبوعہ ربوہ)

(۲) ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافتہ البلاء در روحانی خزانہ ج ۱۸ ص ۲۲۱)

(۳) ”میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔“ (ایک غلطی کا ازالہ در روحانی خزانہ ج ۱۸ ص ۲۱۱)

(۴) ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“ (تذکرہ ص ۳۹۲، اربعین نمبر ۳ در روحانی خزانہ ج ۱۷ ص ۳۲۶)

(۵) ”وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لیے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔“

(دافتہ البلاء در روحانی خزانہ ج ۱۸ ص ۲۲۵، ۲۲۶)

مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ

- (۱) **قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّنِي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَوَيْنِيْغَا۔ اَيْ مَرْسَلُ مِنَ اللَّهِ۔**
”اور کہہ کر اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔“
(اشتہار معیار الاخیار م ۲۵۳ مطبوعہ ربودہ)
- (۲) **إِنَّا أَزَّسْلَنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا هَاهُدَا عَلَيْكُمْ كَمَا أَزَّسْلَنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا۔**
”ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔“ (ہدیۃ الوجی در دروحتی خزانہ نجح ۲۲۰ م ۱۰۵)
- (۳) اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نبی بیان کیے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے زو سے بھی ہمارے مختلف طزم ہیں کیوں کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نبی بھی۔ مثلاً یہ الہام: قل للّهُمَّ إِنِّي بِعَضُوْدِ أَبْصَارِهِمْ وَبِحَفْظِهِمْ فَرِوْجُهُمْ ذَالِكَ أَذْكُرُ لَهُمْ۔ یہ برائین احمد یہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نبی بھی ہے اور اس پر تعلیم (۲۳) برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا یعنی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نبی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ هَذَا لَأَلْفَى الصُّحْفَ الْأَوْلَى۔ صُحْفٌ إِنَّوْا هُنَّ مَوْفُوسُنِ۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستینقاء امر اور نبی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستینقاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہار کی گنجائش نہ رہتی۔

(اربعین نمبر ۲۷ در دروحتی خزانہ نجح ۲۲۰، ۲۲۵، ۲۲۶ م ۱۷۱)

(۴) **يَسْنِي إِنَّكَ لَهُنَّ الْفَرْسَلِينَ عَلَى حِزَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔** (بیکٹ تورسلوں میں سے

اے آئت میں امر کا صینہ ”قل“ موجود ہے لیکن نبی کہاں ہے؟ قادیانی ذرا تلاش کر کے نثار نہیں کریں تو ان کے گزر گزار ہوں گے۔

سے ہے۔ سیدگی راہ پر ہے۔ (از مرتب) (هیئت الوجی در روحانی خزانہ ج ۲۲ ص ۱۰۰)

(۵) فکلمنی و نادانی وقال انی مرسلک الی قوم مفسدین وانی جاعلک
للناس اماماً وانی مستخلفت اکرو اماماً کما جوت سنتی فی الاولین۔

(انجام آئتم در روحانی خزانہ ج ۱۱ ص ۷۹)

لَهُو الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينُ الْحَقِّ يُظَهِّرُهُ عَلَى الْدِينِ كُلِّهِ۔

(اعجاز احمدی ص ۱۹ در روحانی خزانہ ج ۱۹ ص ۱۳۳)

”اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر بیمان لا اور اس کا دشن جنمی ہے۔“ (انجام آئتم در روحانی خزانہ ج ۱۱ ص ۲۶)

یہ ہیں مرزا غلام احمد کے چند دعاوی۔ جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ ان کبھی

دعاوی کے صرف دمحکات ہیں:

(۱) مسلمانوں میں افتراق پیدا کر کے حکومیت برطانیہ کی کاسہ لیسی کرنا۔

(۲) مانع لیا مراقب کا اثر ظاہر ہونا۔

ان ہی دو وجہات کو عوام کے سامنے بیان کر کے مرزا غلام احمد کے دعاوی بتدریج بیان کرنے چاہئیں تا کہ عوام کا ذہن اس بات کو بآسانی قبول کرنے پر آمادہ ہو کہ ان بلند پایہ دعوؤں کی بنیاد روحانیت، عقلیت یا حقیقت پر نہیں بلکہ صرف اور صرف مادیت پرستی، بد عقلي اور کذب پر ہے۔

منکوحاۃ مرزا

(۱) مرزا کی پہلی بیوی حرمت بی بی تمی جو عام طور پر (بچے دی ماں) کے نام سے مشہور تھی۔ اس سے مرزا غلام احمد قادریانی اوائل سے ہی کچھ متغیر رہتا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ یہ بیوی مرزا کے مخالفوں (اس کے فریب میں نہ آنے والوں) سے متأثر تھی۔ اور بعد میں جب محمدی بیگم کا معاملہ اٹھا تو مرزا غلام احمد قادریانی نے بچے دی ماں کو طلاق دے دی تھی۔

(ملخصہ المهدی ص ۲۶۔ ۲۷ حصہ اول، مصنف مرزا بشیر احمد قادریانی)

(۲) دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم تھی۔ اس کو مرزا کی اُمّت المؤمنین کہتے ہیں اور سیرہ

المهدی میں اسی بیوی کے حوالہ سے مرزا غلام احمد کے متعلق بہت سی روایتیں مروی ہیں۔
(۳) تیری بیوی آسمانی منکوہ "محمدی بیگم" تھی جس کے حاصل کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے ہزار جتن کئے اور جب اس کا والد کسی طور پر بھی نہ مانا تو مرزا قادیانی نے خدائی الہام بنا�ا: "زوجنکھما" کہ ہم نے تمہارا نکاح اس سے (محمدی بیگم) کر دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ مرزا قادیانی کے پاس نہ آئی۔ اور مرزا کی اس منکوہ آسمانی نے ساری زندگی ایک دوسرے شخص سلطان محمد کے ساتھ گزار دی اس سے اس کے پانچ لاکے اور دو لاکیاں ہوئیں اور مرزا اس کی حسرت دل ہی میں لئے اس دنیا سے گزر گیا۔ اس کی پوری دلچسپ تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

اولاد

پہلی بیوی (بیٹھے دی ماں) سے مرزا غلام احمد کے دو بیٹے ہوئے: (۱) مرزا سلطان احمد، (۲) مرزا فضل احمد۔ یہ دونوں لاکے اپنے والد مرزا غلام احمد کے بیوہوں سے قطعاً بیزارے تھے۔ اسی لئے جب فضل احمد کا انتقال ہوا تو مرزا غلام احمد نے اس کے جنازہ کی نماز میں شرکت نہیں کی۔ (فضل قادیانی ۲، رجب ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں) اور مرزا سلطان احمد کو مرزا غلام احمد نے عاق کر دیا تھا۔ (سیرۃ المهدی جلد اول ص ۲۹)

دوسری بیوی (نصرت جہاں بیگم) سے مرزا غلام احمد کے (۱۰) اولاد ہوئیں جن میں سے مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفہ دوم) مرزا بشیر احمد (مصنف سیرۃ المهدی)، مرزا شریف احمد، مبارک بیگم اور لعۃ الحفیظ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد تک زندہ رہے۔ جب کہ عصمت بیگم، بشیر احمد اول، شوکت بیگم، مبارک احمد اور لعۃ الحفیظ اس کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے۔

(سیرۃ المهدی جام ۵۲)

عبرت ناک موت

مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل و بائی ہیفہ میں جلتا ہو کر نہایت عبرت کی موت مرگیا۔ میرناصر نواب صاحب (مرزا غلام احمد کے خسر) لکھتے ہیں:

یہاں یہ بات ظوہر ہے کہ مرزا نے آئینہ کالات میں لکھا ہے کہ جو میری تقدیق نہ کرے وہ کنجیوں کی اولاد ہے اب یہاں اس کی اولاد نے اس کی تقدیق نہیں کی تو خود مرزا کی تحریر سے اس کا کفر ہونا لازم آیا۔ (از چینی)

”حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سوچ کا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: میر صاحب مجھے وبا کی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دوں بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔“

(حیات ناصر ص ۲۳۰ امرتبہ شیخ یعقوب علی عرقانی)

سر براد

پہلا جانشین

مرزا قادیانی کے بعد تحریک قادیانیت کی باغ ڈور مرزا کے دست راست اور معتمد ترین ساتھی حکیم نور الدین بھیروی نے سنبھالی۔ یہ شخص بہت بڑا عالم اور ماہر طبیب تھا۔ حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی علمی موجودگانیاں اور دوراز کارتا ویلات زانفہ دراصل حکیم نور الدین ہی کے شرپسند دماغ کی انجی ہیں۔ حکیم نور الدین کے بارے میں یہ واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں کہ اپنی مظلالت و گم را ہی سے پہلے وہ ایک مرتبہ شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری (مرشد حضرت شاہ عبدالقدار صاحب راپوری) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے حکیم نور الدین سے فرمایا کہ قادیانی میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اور تمہارا نام لوح محفوظ میں اس کے مصاحب کے طور پر لکھا ہے۔ (آپ بھتی جلد نمبر ۶ شیخ زکریا)

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارن پوری کی حکیم نور الدین کے بارے میں یہ پیشیں گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی اور حکیم نور الدین جھوٹے نبی کا نہ صرف مصاحب تھا بلکہ اس کے بعد اس کا پہلا جانشین بھی ہوا۔ قادیانی آنے سے پہلے حکیم نور الدین بھیروی مہاراجہ کشمیر نبیر سنگھ کے سرکاری طبیبوں میں شامل تھا۔ اور مہاراجہ کے خلاف انگریزوں کی طرف سے جاسوسی پر مأمور تھا۔ ۱۸۸۱ء میں جب رنبر سنگھ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا پرتا ب سنگھ کشمیر کاراجہ بنا تو اس کے خلاف حکیم نور الدین نے سازش کر کے کشمیر کو ”انگریزی

کونسل، میں شامل کروادیا اور مہاراجہ کے اختیارات سلب کروادیے کافی تھے ودو کے بعد جب راجہ پرتاب سنگھ وoba رہ برس اقتدار آیا تو اس نے نمک حرامی کی وجہ سے حکیم نور الدین کو کشیدہ بر کر دیا۔ (ملحق: از قادیانی سے اسرائیل تک ص ۲۶)

حکیم نور الدین ابتداء میں ایک لامد ہب شخص تھا۔ اس کی طبیعت کا زیادہ تر مرحوم نجفیت کی طرف تھا۔ خاص کر سید احمد خاں کی تصانیف سے بہت متاثر تھا۔

(سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۷۵ ملحق)

حکیم نور الدین نے ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۳ء تک قاریانی امت کی قیادت کی۔ اس کے دورِ خلافت میں جماعت نے جواہم ترین کارنامہ انجام دیا وہ تحریک خلافت کو سیوٹاڑ کرنے اور حکومت فرنگیہ کی عام مسلمانوں کے علی الزغم حمایت کرنے کی پالیسی تھی جس نے اس جماعت اور اس کے قائدین و متعین کو ملکیتِ اسلامیہ کے حوالی سے بھی کاٹ کر رکھ دیا۔ اور انگریز کے خود کا شہزادے ہونے کا لقب پوری آب و تاب کے ساتھ اس جماعت کے نام کا جزو اعظم بن گیا۔

دوسرا جائزین

حکیم نور الدین کے مرنے کے بعد قادیانی جماعت میں خلافت کے مسئلہ پر اختلاف ہو گیا۔ کچھ لوگ مرزا غلام احمد کے قریبی مرید مولوی محمد علی کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے جبکہ دوسری طرف مرزا کا بڑا بیٹا بشیر الدین محمود خلافت کا مصبوط امیدوار تھا۔ بالآخر مرزا کی بیوی (نصرت جہاں) کی انھک کوشش اور دیگر مریدین کی جدوجہد کی بنا پر مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ دوم قرار پایا۔ خلافت سنجالے کے وقت اس کی عمر کل ۲۲ سال تھی۔ بالکل شہزادوں کی سی زندگی گزارتا تھا۔ اقل درجہ کا عیاش، زانی اور بد کار تھا۔ خود قادیانیوں نے اس کے جرائم کا پردہ فاش کیا ہے اور اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں اور رسائل لکھے گئے ہیں۔

(تاریخ محمودیت، ربوہ کا نہیں آمر شہر سود وغیرہ)

مرزا محمود نے دس جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر کبیر لکھی جس میں سوائے بکواس اور تاویلاستور کیکہ کے کچھ نہیں ہے۔ نیز اس نے اپنے والد کی سیرت پر ایک کتاب (سیرت مسیح موعود) کے نام سے تالیف کی۔ اس کے زمانہ میں قادیانی جماعت کو انگریزی سرپرستی میں کافی

تیر پھیلانے کا موقع ملا۔ لندن و دیگر بیرونی ممالک میں قادریانیت کا چیخ بویا گیا۔
مرزا محمود ۱۹۶۵ء تک عہدہ خلافت پر قائم رہا تا آنکہ موت کے عبرت ناک چنگل
نے اس کو آپکڑا۔

تیرا جائشین

مرزا بشیر الدین محمود کے مرنے کے بعد ۱۹۷۵ء میں اس کا بڑا لڑکا ناصر احمد قادریانی
تیرا جائشین منتخب ہوا۔ اس نے قادریانی نہ ہب کو دنیا میں پھیلانے کی انٹک کوشش کی۔ مختلف
علمی دورے کیے اور جا بجا اپنے مرکز قائم کیے اور ۱۹۸۲ء میں اچانک حرکت قلب بند
ہو جانے کی بنا پر ہلاک ہو گیا۔

چوتھا جائشین

مرزا ناصر احمد کے بعد مرزا طاہر احمد چوتھا خلیفہ ہوا اس کی خلافت اس طرح ممکن ہوئی
کہ خلافت کے دوسرے امیدوار مرزار فیض احمد کو اخوا کرادیا گیا اس طرح مقابلہ ختم ہو جانے کی
وجہ سے مرزا طاہر کو خلیفہ مان لیا گیا۔ ۱۲ اپریل ۱۹۸۳ء میں جب سابق صدر پاکستان جزل

۱۔ جب اس نے ایک لوگوں ڈاکٹر لڑکی سے اپنی ہر کے اس آخری حصے میں شادی کی۔ مشہور یہ ہے کہ قوت
مردی کیلئے کوئی کشتہ استعمال کیا جس سے وہ خود کشتہ ہو گیا۔ اسلام آباد میں اس کی ہلاکت ہوئی۔

۲۔ داشع رہے کہ پاکستان میں ۱۹۷۷ء کو بھٹک کے دور حکومت میں ہی قادریانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا تھا۔

لیکن اس میں تک نہیں کہ اس فیصلہ کا کمل نتیجہ مردم خیالِ الحق کے زمانہ میں انتہائی قادریانیت آرڈیننس کے
ذریعہ، ۱۳ مارچ ۱۹۸۲ء اپریل ۱۹۸۳ء کو نافذ ہوا۔ جس کے بعد قادریانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے پاکستان

سے فرار ہو کر (لندن) اپنے اصلی مستقر میں پہنچا اور جب تک یہ آرڈیننس موجود ہے وہ اپنے بقول
پاکستان والوں نہیں آ سکتا۔ قادریانیوں نے اس آرڈیننس کو پاکستان میں وفاقی شرعی عدالت میں چیخ بھی کیا

تھا۔ لیکن وفاقی شرعی عدالت کے فلسفت نے اس آرڈیننس کو بحال رکھا اور اپنا فیصلہ دیا۔ وفاقی
شرعی عدالت کا فیصلہ: حکومت پاکستان نے مرزا نیوں کی اسلام دین سرگرمیوں کو روکنے

کیلئے ایک آرڈیننس جاری کیا۔ جو موعدہ ۱۲ اپریل ۱۹۸۳ء میں نافذ ہوا۔ اس میں اسلامی اصولوں کے
مطابق قادریانیوں کو (ربوی، احمدی یا لا احمدی) غیر مسلم قلمیں کرتے ہوئے مسلمانوں کی تمام اصطلاحات کے

استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔ اس آرڈیننس کے جاری ہونے پر قادریانی بہت سخت پا ہوئے۔ یہاں
سمک کے انہوں نے پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت میں درخواستیں دائر کر دیں۔ چنانچہ ۱۵ جولائی ۱۹۸۳ء کو

(بچیہ ہلشیہ ہر صفحہ آئندہ)

فیاء الحق مرحوم نے قادر یانیوں کی اذان وغیرہ پر پابندی لگانے کا آرڈننس جاری کیا تو مرزا طاہر نے اپنے دیرینہ سرپرست کی پناہ میں جگہ حاصل کرنے ہی میں عافیت بھی اور پاکستان سے لندن بھاگ گیا اور..... تادم تحریر وہیں مقیم ہے ۱۹۸۸ء میں اس نے مبلغہ کا ڈھونگ رچایا لیکن اللہ کے فضل سے علماء حقد کی طرف سے اس کے ایسے ملے اور زبردست جواب دیئے گئے کہ بغیر مبلغہ کے قادر یانیوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔

قادیانیوں کی لاہوری جماعت

مرزا شیرالدین محمود خلیفہ دوام سے خلافت کا ایکشن ہار کر مولوی محمد علی لاہوری اور اس

(باقیہ ہاشمہ صفحہ گزشتہ)

اس دائرہ کیس کی ساعت شروع ہوئی۔ بالآخر دفاتی شریعی عدالت نے اس (۲۱) روزہ جماعت کے بعد ۱۹۸۳ء کو قادر یانیوں کی دائرہ کردہ دونوں درخواستیں مسترد کر دیں۔ اور اپنے متفقہ فیصلہ میں تحریر کیا کہ تمام قادر یانی (لاہوری گروپ یا قادری گروپ) مسلمانوں کی تمام اصطلاحات استعمال نہ کریں۔ مثلاً اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد اور اپنی پاکار کو اذان نہ کہیں۔ اور اسلامی شخصیات کیلئے مخصوص القاب، خطابات اور اصطلاحات استعمال نہ کریں۔ ان کیلئے امیر المؤمنین، خلیفۃ الرسلین، خلیفۃ المؤمنین اور مرزا قادر یانی کی یہوی کیلئے ام المؤمنین کے القاب کا استعمال منوع ہے۔ صحابہ یا رضی اللہ عنہ کے الفاظ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کیلئے مخصوص ہیں۔ اسی طرح اہل بیت کا لفظ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کیلئے مخصوص ہے۔ الحاصل مسلمانوں کی تمام اصطلاحات سے قادر یانیوں کو روک دیا گیا۔ قادر یانیوں کے تعلق پاکستان کی متفقہ عدالتوں کے فیصلے: ۱۹۳۵ء کو جتاب فتحی محمد اکبر خان صاحب ذریثت نجع ضلع بہاولپور نے اپنے فیصلے میں قادر یانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ ۲۵ مارچ ۱۹۵۳ء کو میاں محمد سیفی رسول نجع راولپنڈی نے اپنے فیصلہ میں قادر یانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ ۳ جون ۱۹۵۵ء کو جتاب شیخ محمد اکبر صاحب ایڈیشن نجع ذریثت راولپنڈی نے اپنے فیصلے میں مرزا یانیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ ۲۲ مارچ ۱۹۶۹ء کو شیخ محمد رفیق گریجو سول نجع اور فیصلی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مرزا ای خواہ قادر یانی ہوں یا لاہوری غیر مسلم ہیں۔ ۱۳ جولائی ۱۹۷۷ء کو سول نجع سارو چمن آباد ضلع میرپور خاں نے اپنے فیصلے میں مرزا یانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ ۱۹۷۲ء میں جتاب ملک احمد خان صاحب کشنز بہاولپور نے فیصلہ دیا کہ مرزا ای مسلم امت سے بالکل الگ گروہ ہے۔ ۱۹۷۴ء میں چہرہ ری محمد اسم صاحب رسول نجع رحیم یار خان نے فیصلہ دیا کہ مسلمان آباد یوں میں قادر یانیوں کو تبلیغ کرنے یا عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں۔ ۱۲۸ پر ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر کی آبیلی میں مرزا یانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی۔ ۱۹ جون ۱۹۷۷ء کو صوبہ سرحد کی اسیلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی کہ قادر یانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۷۷ء کو پاکستان کی قوی اسیلی نے قادر یانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر رابطہ عالم اسلامی کے فیصلہ کی تائید کی۔

کے تبعین نے قادیانی جماعت سے عملہ علیحدگی اختیار کر لی۔ ۱۹۱۳ء سے ۱۹۲۰ء تک یہ لوگ قادیانی ہی میں مقیم رہے اور غیر مبالغہ تبعین (بیعت نہ کرنے والے) کے نام سے اپنی شناخت برقرار رکھے رہے۔ ۱۹۲۰ء میں مولوی محمد علی نے لاہور آ کر ایک الگ تنظیم (اجمیں اشاعت اسلام احمدیہ) کے نام سے قائم کی اور خود ہی اس کا پہلا امیر منتخب ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد اس اجمن کا دوسرا امیر صدر الدین چنائیا۔ اور آج اس کی امارت ڈاکٹر فسیل احمد کے ہاتھوں میں ہے۔

قادیانی اور لاہوری جماعت کے عقائد میں کیا فرق ہے خود مولوی محمد علی کی زبانی بغور ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی محمد علی اپنے رسالہ ﷺ سعی موعود اور ثقہ نبوت ہے میں لکھتا ہے:

”حضرت سعی موعود کی جماعت کے دو فریق ہیں: ایک ہے احمدی ہے جن کا مرکز لاہور ہے۔ اور دوسرے ہے قادیانی ہے جن کا مرکز قادیان ہے فریق قادیان اور فریق لاہور کا اصل اختلاف صرف دو امور میں ہے: اول یہ کہ حضرت سعی موعود مجدد تھے یا نہیں؟ فریق قادیان کے پیشواؤ کا خیال ہے کہ آپ نبی تھے۔ فریق لاہور آپ کو مجدد مانتا ہے۔ دوم یہ کہ جو مسلمان آپ کی بیعت میں داخل نہیں وہ دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا نہیں؟ فریق قادیان کے پیشواؤ کا خیال ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمان جو حضرت سعی موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور فریق لاہور کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے ہاں مجدد اور سعی امت کو رد کرنا یا اس کی مخالفت کرنا قابل مواخذہ ضرور ہے۔“

(رسالہ ﷺ سعی موعود اور ثقہ نبوت بحوالہ قادیانی مذهب کا علمی حاسہ ہے ۹۳۰)

لیکن قادیانیوں کی ان دونوں جماعتوں میں درحقیقت کوئی فرق نہیں بلکہ یہ اختلاف اور نہایت صرف اقتدار کا ہے اگر مولوی محمد علی کو مرزا محمود کی جگہ خلافت بھائی تو وہ بھی وہی کہتا جو عام قادیانی کہتے ہیں۔

پروفیسر الیاس برلنی نے لکھا ہے کہ ان دونوں فرقوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ ایک کا رنگ گہرا عنابی اور دوسرے کا ہلکا گلابی ہے۔ پھر ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر ان میں اختلاف حقیقی ہے تو لاہوری جماعت والوں کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو بر طلاق فر کہیں کہ ایک غیر نبی کو نبی مان رہے ہیں اسی طرح قادیانیوں پر لازم ہے کہ وہ لاہوریوں کو کافر کہیں کہ وہ ایک ہے (نبی برحق) کی نبوت کے مکفر ہیں؟ لیکن ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کو کافر کہیں کہتا۔ اس سے

علوم ہوا کہ ان میں اختلاف حقیقی نہیں بلکہ معادلی ہے۔

دچکپ حقیقت

یہاں یہ دچکپ حقیقت بھی پیش نظر ہوئی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے ایک مرید مسی حماغ الدین نے مرزا کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا جس کی بنا پر مرزا نے اسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا اور مرزا کی موت کے بعد تو بہت سے مرزا یہوں نے نبوت اور الہام و تجدید کے دعوے کیے جن میں فضیل طبیر الدین اروپی، خدا بخش قادریانی، یا ر محمد پلیڈر، عبداللہ تخار پوری، سید عابد علی، عبد اللطیف گنا چوری، محمد صدیق بھاری، احمد سعید سعیدی، احمد نور کالمی، نبی بخش مرزا کی، عبداللہ پٹواری اور فضل احمد چنگا بیکیالی قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے بعض نے اپنی جماعتیں بھی بنا کیں مگر ان کو زیادہ فروغ حاصل نہ ہوا۔ تفصیل کے لیے مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری کی شہرہ آفاق کتاب ”اضمہ قلبیس“ یا ب ۱۷۵۱ء تا ۱۷۵۷ء بعنوان ”قادیان کے برستی نبی“ ملاحظہ کریں اور مرزا قادریانی کی تفصیلی سوانح عمری کے لیے رکیس قادیان (مصنفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری) کا مطالعہ فرمائیں۔

ان دونوں جمادات کے مقائد اور دلائل تفصیل سے معلوم کرنے کیلئے رسالہ (روئید او مباحثہ را پڑھی) مطالعہ کریں۔ یہ ہذا اہم رسالہ ہے اس میں دونوں پارٹیوں کے دلائل خود مرزا کی تحریرات سے موجود ہیں۔

باب دوم

تعیین موضوع

مسلمانوں اور مرزائیوں کے درمیان مناظرہ اور گفتگو کا محور عام طور پر مندرجہ ذیل تین موضوعات ہوتے ہیں:

- (۱) ختم نبوت: یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ملنا جاری ہے یا یہ سلسلہ حضور کی تشریف آوری پر ختم ہو چکا ہے۔
- (۲) وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام: یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پاچھے ہیں اور ان کی قبر کشمیر میں ہے یا وہ زندہ ہیں اور انہیں آسمان پر زندہ احتمالیاً گیا ہے اور وہی دوبارہ نازل ہوں گے۔
- (۳) مرزا غلام احمد کا آئینہ کردار: یعنی اس کی زندگی کے احوال کیا تھے؟ آیا اس کی زندگی اس قابل ہے کہ اسے خدا کا فرستادہ مانا جاسکے اور دوسروں کے لئے مشعلی ہدایت بن سکے؟ اس کا کیریکٹر کیسا تھا تو غیرہ وغیرہ۔

اس ذیل میں پوچھ بھی آتی ہے کہ مرزا غلام احمد کیا آدم زاد بھی تھا یا نہیں؟ اس نے خود اپنے بارے میں صراحت کر دی تھی۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
 (براہین احمد یہ حصہ پنجم درود حاتی خداوند ج ۲۱۷)

اب سوال یہ ہو گا کہ جو خود ہی آدم زاد نہ ہو وہ میں آدم کے لیے رسول اور بھی بن کر کبھی مبجوض ہو سکتا ہے؟ لہذا اب دو ہی احتمال ہیں یا تو مرزائی اس شہر میں جو ہوتا ہے اور ظاہر ہے جیسا کہ نہیں ہو سکتا اور اگر اس نے کچھ ہوتا ہے تو بھی وہ انسانوں کے لیے نی نہیں ہو سکتا۔ غیر انسان گدھوں اور جانوروں کیلئے ہوتا ہو۔

مرزا یوں کی چال

مرزا اس بات کی پوری لوشن کرتے ہیں کہ اول الذکر دو موضوعات (ختم نبوت اور وفات عیسیٰ) پر ہی بحث کریں۔ تیرے موضوع (کیرکن مرزا) پر بحث کرنے سے وہ ہمیشہ پہلو ہی کرتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ (علیہ السلام) ایسے موضوعات ہیں جن پر غلط استدلال کر کے بحث کو طول دیا جاسکتا ہے اور سامعین کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن تیرے اس موضوع ایسا ہے جو عام فہم ہے اس میں نہ تو تاویلات چل سکتی ہیں نہ ہی بحث کو بے فائدہ طول دیا جاسکتا ہے۔ اس لیے اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے مرزا یوں کو موت نظر آتی ہے۔ گویا کہ یہی موضوع ان کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ وہ اس موضوع پر مناظرہ کیلئے تیار نہیں ہوتے۔

مسلمان مناظر کا فرض

صحیح موضوع معین کرنا مناظرہ کی جان ہے۔ جو شخص اپنی مرضی کا موضوع معین کر دالے اس میں کچھ نہ کچھ وہ چل لیتا ہے۔ لہذا اس معاملہ میں مناظر کو نہایت مستعد اور تیار رہنا چاہیے اور اسی موضوع کو لینا چاہیے جو مخالف کی کمزوری کی نشانی ہو اور جس میں لمبی بحث نہ ہو سکے۔ یہی مناظر کی سب سے بڑی اور اولین کامیابی ہوتی ہے۔

مرزا یوں سے مناظرہ اور بحث کرتے وقت جہاں تک ہو سکے مرزا کے کیرکنٹر کو مدد نظر کھانا چاہیے۔ بات کہیں سے بھی شروع ہوا سے مرزا کی زندگی اور اس کے حالات پر لے آئیے۔ اس کے علاوہ کسی اور موضوع میں قادریانی مناظر کو ہرگز نہ چلنے دیں۔ اس ایک بات پر مضبوطی سے قائم رہیے۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے پاس اثبات ختم نبوت یا حیات عیسیٰ علیہ السلام پر دلائل و برائین کی کی ہے بلکہ مقصود تضییح وقت اور طولانی ولا طائل ابحاث سے بچنا اور عوام کو شکوک و شبہات سے بچانا ہے۔ مثلاً مرزا ای مناظر وفات عیسیٰ علیہ السلام پر اُنی فتوّفینک اور بَلْ رَفِعَهُ اللَّهُ إِنَّهُ وَغَيْرَهُ وَلَا آپ اس کا جواب یہی دیں گے کہ تو غلط کہتا ہے ان آنکھوں کا صحیح مفہوم یہ ہے یہ نہیں یہ ضمیر فلاں کی طرف راجع ہے۔ خاتم کے معنی وہ نہیں ہیں جو تو نے بیان کیے ہیں تو

یہ سب جوابات علمی ہوں گے جنہیں عوام اچھی طرح سمجھنیں پاتے۔ اس لیے یہ غلطی تو کبھی ہونی ہی نہیں چاہیے کہ مرزا یوں سے صرف علمی بحثوں پر اکتفا کر لی جائے ختم نبوت یا حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام جیسے موضوعات پر گفتگو کی جائے۔ یہ بات ہر عالم کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی چاہیے اور اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

تعیین موضوع کے درجات

مناظرہ کا موضوع متعین کرتے وقت درج ذیل چار درجات کا خیال رکھنا چاہئے:

اعلىٰ درجہ: اپنا موضوع منوائیں مرزا یوں کا کوئی بھی موضوع نہ مانیں۔

دوسرادرجہ: اگر اپنا موضوع نہ منوائیں تو مخالف کا موضوع بھی نہ مانیں۔

تیسرا درجہ: اگر بدرجہ مجبوری مرزا یوں کا کوئی موضوع ماننا پڑ جائے تو اس شرط پر کہ ایک موضوع ہماری مرضی کا بھی رکھا جائے وہ ایک موضوع مرزا کے کردار پر بحث کا ہو گا یعنی کیا یکثر مرزا بھی مانو۔

چوتھا درجہ: اگر مرزا یوں کے دو موضوع سر پڑ جائیں تو آپ بھی اپنے دو موضوع ان پر مسلط کریں (یعنی مرزا غلام احمد کی سیرت اور اس کے خلیفہ ہانی مرزا بشیر الدین محمود کی سیرت) اور جب تک موضوع کی بات طے نہ ہو جائے آپ ہرگز کسی بھی بحث کا جواب نہ دیں۔ مرزا کی مناظرین کا یہ طریقہ ہے کہ وہ ابتدائی مرحلہ میں ہی اجرائے نبوت اور وفات عیسیٰ علیہ السلام پر دلیلیں دینا شروع کر دیتے ہیں جس سے مسلمان مناظر پھر پیچھے نہیں رہنا چاہتا اور اس کی دلیلوں کا جواب دینے لگتا ہے اس طرح خود بخود گفتگو کا موضوع دوسرا ہو جاتا ہے اور مرزا کی مناظر کا منتظر کا منتظر اپورا ہو جاتا ہے۔ اس وقت پوری بحمد اری سے کام لینا چاہیے اور اپنی بات پڑھنا رہنا چاہئے۔

اپنے حق میں تعیین موضوع کے بعض مجرب طریقے

اگر مناظر ذہین اور ہوشیار ہو تو وقت پڑنے پر خود بخود ایسے طریقے اختیار کر لیتا ہے کہ مخالف اس کا موضوع ماننے پر تیار ہو جائے۔ لیکن پھر بھی رہنمائی کے لیے ذیل میں گفتگو کے بعض ایسے پہلو اجاگر کیے جاتے ہیں جن پر عمل کر کے تعیین موضوع کا مسئلہ نہایت سہل اور

آسان ہو جاتا ہے۔ اور اس کا بار بار تجربہ کیا جا چکا ہے۔

گفتگو کی ابتداء

تعین موضع کے سلسلہ میں بحث کی ابتداء اس بات سے ہونی چاہیے کہ اقوامِ عالم کی تاریخ میں جب بھی کبھی کوئی مصلح، ریفارمر اور رسول آیا تو اس نے سب سے پہلے اپنے بلند اخلاق، داعیانہ کردار، بے داع غزندگی اور انسانیت کے اعلیٰ ترین اوصاف کا مظاہرہ کر کے لوگوں کے سامنے اپنی روحانی دعوت پیش کرنے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ لغود رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوہ صفا سے پہلی بار اپنی قوم کو پیغام تو حیدر نایا تو اس سے پہلے اپنی تصدیق بھی کرائی اور جب سب نے بیک آواز یہ کہہ دیا کہ ما جربنا علیک الاصدقا (بخاری شریف ص ۲۰۲) تو آپ نے اپنی رسالت تو حیدر باری کا اعلان کیا۔ اسی طرح ہم ختم نبوت وغیرہ پر بھی اس وقت تک بحث نہیں کریں جب تک کہ ہمیں اس کا جھوٹا یا سچا ہونا معلوم نہ ہو جائے۔ کیونکہ اگر وہ کسی ایک بات میں بھی جھوٹا ثابت ہو گیا تو پھر اس کے سارے دعاویٰ ہباءً منثوراً ہو جائیں گے اور ناقابل اعتبار قرار پائیں گے۔ اور اس کا فیصلہ ہم نے نہیں کیا بلکہ خود مرزاںی نہ ہب کی (نصوص قطعیہ) اس پر دال ہیں۔ چند حالے ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

(چشمہ معرفت ص ۲۲۲ در روحانی خزانہ ج ۲۳ ص ۲۳۱)

۲۔ ان کا دوسرا سربراہ مرزا بشیر الدین محمود اپنی کتاب (دعوت الامیر) میں لکھتا ہے: ”جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاویٰ پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے۔ الغرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعیٰ ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاویٰ کی صداقت بھی ساتھی ثابت ہو جاتی ہے۔“

(دعوت الامیر ص ۵۰-۳۹)

۳۔ مرزا غلام احمد قادریانی نے بر این احمد یہ میں اسی طرح کی بات لکھی ہے۔ وہ کہے (بر این احمد یہ ج ص ۱۰۸ ار۔ خ ۱۰۸) نیز اس نے اپنے بارے میں لکھا ہے تلقید بیفت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعلقہ نہ۔ (تذکرہ ص ۲۸۱ ار۔ خ ص ۱۰۸)

مرزا غلام احمد کا بیٹا سیرہ المهدی میں لکھتا ہے:

”خاکسار (بیشراحمد ایم۔ اے) عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب، کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات قبول کریں گے۔“

(سیرہ المهدی ج اصل ۹۸ روایت ۱۰۹)

توجہ یہ بات ملک ہو گئی کہ کسی بھی مدعا کے دعاویٰ کو قبول کرنے کے لئے اس کے حالات پر مطلع ہونا ضروری ہے اور مرزا ای مذہب کی اپنی تصریحات بھی اسی کی موید ہیں۔ تو اب مرزا ہمیں کے لیے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو وہ اپنے مقتدی ایمان مذہب کی واضح ہدایات پر عمل کرتے ہوئے سیرت مرزا اور صدق و کذب مرزا پر بحث کرنے پر تیار ہوں یا پھر کہیں کہ ان مقتدی ایمان مرزا سیت کی مذکورہ بالا ہدایات غلط اور باطل ہیں..... یہ تقریر سن کر اگر وہ مرزا ای سیرت مرزا پر مناظرہ کے لیے تیار ہو جائے تو مقصد حاصل ہے اور اگر کہے کہ یہ بیان کردہ اصول غلط اور باطل ہیں تو ہم کہیں گے کہ جس مذہب میں ایسی ناقابل عمل غلط اور باطل ہدایات دی جائیں وہ مذہب بھی بالکل غلط، باطل اور قطعاً ڈھونگ ہے۔ الفرض دونوں اعتبار سے نتیجہ مسلمان مناظر کے حق میں ظاہر ہو گا۔

دوسرہ امر حلہ

اگر ابتدائی گفتگو میں آپ مرزا ای مناظر کو مرعوب اور خاموش نہ کر سکیں تو آپ ہمت نہ ہاریں۔ بلکہ اپنا موضوع منوانے کی کوشش لگاتار کرتے رہیں اس سلسلہ میں آپ جہاں نقلی و عقلی دلائل دیں۔ وہیں ساتھ ساتھ نہایت زور و شور کے ساتھ تعین قادیان کو کذاب، دجال، مفتری اور بدکار جیسے شاندار القاب سے بھی نوازتے جائیں تا کہ مرزا ای مناظر کا پارہ چڑھ جائے اور وہ اپنے حضرت صاحب کو بچانے کے لئے میدان میں نکل آئے اس

طرح خود بخود آپ کا محبوب موضوع متعین ہو جائے گا۔ خیر یہ تو ایک صفحی بات تھی۔ تحقیقی طور پر سیرت مرزا ہی کا موضوع متعین کرنے کیلئے ذیل کی تقریبی مفید ثابت ہوئی۔

مرزا غلام احمد کی بہت سی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کا نہ مانے والا کافر، جہنمی منافق اور بے ایمان ہے۔ اور اس عکفیر میں کسی طرح کی قید نہیں بلکہ مطلقاً کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔ دیکھیے:

(۱) ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہو گا اور تیرا مختلف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(اشتہار معیار الاحیاء بحوث اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵ تذکرہ ص ۳۲۲)

(۲) ”خد تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچا ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (ارشاد مرزا غلام احمد مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم منتقل از اخبار الفضل مورثی ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء تذکرہ ص ۲۰۰)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ مرزا کے نزدیک کفر کا مداراصل میں مرزا کے انکار پر ہے کسی اور بات پر نہیں۔ چنانچہ بہائی اور پرویزی فرقہ نزول عیسیٰ کا منکر اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہے۔ مگر مرزا کے نزدیک وہ بھی کافر ہے کیونکہ وہ مرزا کی تقدیق نہیں کرتا۔ اسی طرح بہائی جماعت ختم نبوت کی منکر ہے مگر مرزا کے قادیان کو نہیں مانتے تو وہ بھی مرزا یوں کے نزدیک ان کے مزعومہ اسلام سے خارج ہے تو پتہ چلا کہ اصل مدار مرزا کی تقدیق یا انکذبیب پر ہے۔ جب سارے مسئلے کامدار ہی اس پر ہے تو بحث بھی اسی پر کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ کسی موضوع پر انکشتوں کرنا نہ صرف بے سود بلکہ ان کے خلیفہ کے قول کے مطابق تضییع اوقات ہے۔

تیرا مرحلہ:

اس مرحلہ میں مقابل مراحل کو مرزا کی سیرت پر بحث کرنے کے لیے اور وفات و

یہ (گز) ہم نے خود مرزا یوں سے سمجھا ہے۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ابتدا کی گنگوہی میں حیات و وفات سیکھی اور اجرائی نبوت پر کوئی دلیل پیش کر دیجے ہیں جو کوئی کومنٹری روتا ہے وہ ان کی دلیل کا جواب دینے لگ جاتا ہے لیکن جیسا کہ ہم پہلے بتا کچے ہیں کہ جب تک موضوع متعین نہ ہو جائے اس وقت تک ان کی کسی بھی دلیل کا جواب دینے کی غسلی نہ کرنی چاہئے۔ الفرض ان کے مقابلہ میں ہمارا یہ ہے بلکہ اکا میا ب اور مغرب ثابت ہوا ہے کہ گنگوہ کے دروان مرزا کی سیرت کے گھنائے پہلوؤں پر کچھ روشنی ڈال دینی چاہئے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قادیانی اس کے جواب میں لگ جاتا ہے اور ہمارا مقصود پورا ہو جاتا ہے۔ ہم نے بہت سے مقابلہوں میں اس ہر ب کو استعمال کیا ہے اور کامیابی حاصل کی ہے۔ (از چینی)

حیات عیسیٰ علیہ السلام سے صرف نظر پر مجبور کرنے کے لئے ہم چند اور حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ مثلاً:

حوالہ (۱) "مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صد ہاپنٹگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی ہیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔" (ازالہ ادہام ص ۲۳۰ اور روحاںی خزانہ ج ۳ ص ۱۷۱)

حوالہ (۲) "اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ صرف اجتہادی خطاب ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔"

(ہدیۃ الرحمٰنی در روحاںی خزانہ ج ۲۲ حاشیہ ص ۲۲)

حوالہ (۳) "ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر محضے اور مبانی کرتے پھر۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔" (ملفوظات احمد یونج ۲۲ ص ۷۲)

حوالہ (۴) "یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آتا صرف حیات میں مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے آنے کی ضرورت نہ تھی اُن۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اولیاء اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔"

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق ص ۲)

الحاصل

ان حوالوں سے معلوم ہوا:

- (۱) عقیدہ نزول مسیح مرزا یجوں کے نزدیک ایمان کا جزو نہیں۔
- (۲) یہ مسئلہ ان کے دین کا رکن نہیں۔
- (۳) یہ صرف ایک پیشگوئی ہے اس کا اسلام کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔
- (۴) حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ خیر القرون میں ہی پھیل گیا تھا۔

- (۵) کئی خواص اولیاء اور اہل اللہ اسی عقیدہ پر رہے ہیں۔
 (۶) یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں جس کا ازالہ اللہ تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔
 (۷) نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنا کوئی گناہ نہیں۔
 (۸) یہ بھض ایک اجتہادی غلطی ہے۔
 (۹) یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے اس پر مباحثہ اور مجادلہ نہ کرنا چاہیے۔
 ان ۹ نصوص صریح ہے کوپیش کر کے مرزاں مقابل سے یہ کہا جائے کہ جب وفات و
 حیات متع کا عقیدہ تھا رے ہاں جزو ایمان نہیں۔ اور حیات کا عقیدہ زیادہ سے زیادہ ایک
 اجتہادی غلطی ہے۔ پھر یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر زراع و جدال کیا جائے۔ اور اس پر گفتگو
 سے کسی طرح کا نتیجہ برآمد ہونا مشکل ہے تو پھر ایسے موضوع پر مناظرہ و مباحثہ کرنے سے کیا
 فائدہ؟ تو اگر تم واقعی مرزا کے پیروکار ہو تو اس کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے ایسے غیر اہم مسئلہ
 پر گفتگو کرنا چھوڑو اور زیادہ اہم مسئلہ کی طرف رخ کرو یعنی مرزا کے صدق و کذب مرزا پر بحث
 کروتا کہ سارے دوسرے ذیلی موضوعات خود بخود طے ہو جائیں۔

ایک امکانی اعتراض اور اس کا جواب

ہو سکتا ہے کہ یہ تقریں کر مرزاںی مناظریہ اعتراض کرے کہ صحیک ہے حیات و ممات
 پر ہم بحث نہیں کرتے لیکن اجرائے نبوت اور ثتم نبوت پر بحث کریں گے۔ کیونکہ وہ موضوع اہم
 بھی ہے اور اس سلسلہ میں گفتگو کرنے سے ہمیں روکا بھی نہیں گیا ہے..... اس اعتراض کا جواب
 اسی حوالہ سے دیا جائے گا جس کو ہم گفتگو کی ابتدائی کے عنوان سے ذکر کر چکے ہیں، کہ مرزاںی
 مذہب کی اہم روایات سے ثابت ہے کہ مدعا ماموریت کی تصدیق سے پہلے اس کی حقیقت
 ضروری ہے کہ وہ مامور من اللہ ہونے کے لائق بھی ہے یا نہیں؟ تو جب یہ اصول طے شدہ ہے تو
 اسی کے مطابق عمل کرتے ہوئے ہم مرزا کے دعویٰ نبوت پر غور کرنے سے قبل اس کی حقیقت کریں
 گے کہ وہ دجال یا کذاب تو نہیں؟ اگر ہے تو پھر نہ بحث کی تجویش ہے اور نہ قبول کرنے کا سوال
 ہے۔ الحاصل مرزا نے پر لازم ہو گا کہ یا تو وہ مرزا کی سیرت اور صدق و کذب پر بحث کر کے
 اپنی رسوائی کا شاندار انتظام کریں یا اپنے مقتدا یا ان مذہب کو جھوٹا قرار دیں یا راو فرار اختیار کریں
 ہمیں یقین ہے کہ ان تینوں را ہوں میں سے فرار کی راہ ہی ان کے لیے سب سے زیادہ آسان

ہوگی جس کا تجربہ بارہا کیا جا چکا ہے اور آئندہ بھی تاریخ اپنے آپ کر دہراتی رہے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایک اہم اور ضروری اصول

اگر بالفرض والتقدير مرزائی مناظر کسی طرح بھی صندنچہوڑے اور آپ ختم نبوت یا حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام پر مباحثہ کرنے پر مجبور ہو جائیں یا کوئی مصلحت اور عارض آپ کو ان موضوعات پر حق گفتگو پر مجبور کر دے تو یہ ضرور طے کر لینا چاہیے کہ کوئی فریق قرآنی آیات کے معنی از خود نہیں کرے گا بلکہ گزشتہ تیرہ صد یوں کے مجددین کے بیان کردہ معانی ہی استدلال میں قابل قبول ہوں گے کیونکہ اصل اختلاف ہمارے اور مرزائیوں کے درمیان آیات کے معانی میں ہوتا ہے الفاظ اور آیات تو سب کے نزدیک متفق علیہا ہیں۔ اور معانی کی تعمیں اور آیات کی تفسیر کے بارے میں مرزاغلام احمد نے جو تحریفات کی ہیں وہ ہمارے نزدیک ہرگز قابل قبول نہیں ہیں اس لیے ان مجددین کی رائے فیصلہ کن مانی جائے گی جو مرزاقادیانی کے نزدیک بھی مسلم مجدد ہیں جن کو مرزاز کے ایک مرید خدا بخش نے اپنی کتاب عسلی مصافی میں درج کیا ہے۔ واضح ہو کہ عسل مصافی وہ کتاب ہے جو زمانہ تالیف کے دوران ہر روز مرزاقادیانی کو سنائی جاتی تھی اگر کبھی اتفاقاً وہ نہ سنائی جاتی تو مرزاصاحب بڑے اہتمام کے ساتھ ۔۔۔ کے متعلق استفسار کرتے کہ آج وہ کتاب کیوں نہیں سنائی گئی۔ غرضیکہ بورے اہتمام کے ساتھ مرزانے اسے سن کر تصدیق کی لہذا اس کے مضامین و مشمولات مرزاز کے تسلیم کر دہ ہیں۔

چنانچہ اس کے مصنف مولوی خدا بخش قادیانی نے مقدمہ کتاب میں اس کی صراحت بھی کی ہے۔ بہر حال مسلمہ مجددین کے بارے میں عسل مصافی کی متعلقہ عبارت ہم ذیل میں نقل کر رہے ہیں:

”ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ ہر صدی کے سرے پر مجددوں کا آنا ضروری ہے کیوں کہ ہر سو سال کے بعد زمانہ کی حالت پٹنا کھاتی ہے اور دین اسلام میں ضعف واقع ہے جاتا ہے۔ لہذا از بس ضروری ہے کہ اس

ضعیف و کمزوری کے دور کرنے کے لیے کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص تائید پا کر دنیا میں کھڑا ہوا اور جس قدر اہل اسلام میں فتور برپا ہو گیا ہو..... اس کو دور کرنے کی کوشش کرے اور دین مردہ کو از سر نوزندہ کر کے اس کو اپنی اصلی ہیئت میں دکھلا دے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ^{نئے} صور سے پیدا ہوئی تھی چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے تیرہ صد یوں میں جس قدر اصحاب مجدد تسلیم کیے گئے ہیں جن میں بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا ہے۔ اور بعض نے زبان سے تو دعویٰ نہیں کیا لیکن بعض لوگوں نے ان کو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ” ہم ان کے نام صدی وار لکھتے ہیں:

پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کیے گئے ہیں

(۱) عمر بن عبد العزیز، (۲) سالم، (۳) قاسم، (۴) کھول۔ علاوہ ان کے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنی ہوتا ہے وہ نسب کا سردار اور فی الحقيقة وہی مجدد فی نفسه مانا جاتا ہے اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں جیسے انبیاء نبی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا تو دوسرے اس کے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجمع صفات حسنی حضرت عمر بن عبد العزیز تھے۔

(دیکھو: نجم الٹ قب جلد ۲ ص ۶ و قرۃ العین و مجلس الابرار۔ تعریف الاحیاء لفھائل الاحیاء ص ۲۲)

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام محمد بن ادریس ابو عبد اللہ شافعی، (۲) احمد بن محمد بن حبیل شیعیانی، (۳) سعیین بن عون عطفانی، (۴) شہب بن عبد العزیز بن داؤد قیس، (۵) ابو عمر و ماکی مصری، (۶) خلیفہ مامون رشید بن ہارون، (۷) قاضی حسن بن زیاد حسنی، (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی، (۹) سہل بن ابی سہل بن رحیله شافعی، (۱۰) بقول امام شعرانی حارث بن اسد عجائبی ابو عبد اللہ صوفی بغدادی، (۱۱) اور بقول قاضی القضاۃ علامہ عینی احمد بن خالد الخلال ابو جعفر حبیلی بغدادی۔
(دیکھو: نجم الٹ قب ص ۱۳ اجلد ۲ و قرۃ العین و مجلس الابرار تعریف الاحیاء لفھائل الاحیاء ص ۲۲)

تیسرا صدی کے مجدد اصحابِ ذیل ہیں

(۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی، (۲) ابو الحسن اشعری متکلم شافعی، (۳) ابو جعفر طحاوی از دی خنفی، (۴) احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن نسائی، (۵) خلیفہ مقتنہ باللہ عباسی، (۶) حضرت شبیل صوفی، (۷) عبد اللہ بن حسین، (۸) ابو الحسن کرخی صوفی خنفی، (۹) امام قمی بن مخلد قرمی مجدد اندرس ایلیل حدیث۔

(دیکھو تعریف الاحیاء ص ۳۲ و تتم الاتّقب درقة العیون و محالس الابرار)

چوتھی صدی کے مجدد اصحابِ ذیل ہیں

(۱) امام ابو بکر باقلانی، (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی، (۳) ابو حامد اسفرائی، (۴) حافظ ابو عیم، (۵) ابو بکر خوارزمی خنفی، (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری، (۷) امام تیہنی، (۸) حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیاء سے ہیں، (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی، (۱۰) ابو اسحاق شیرازی، (۱۱) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہہ و محدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحابِ ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی، (۲) بقول عینی و کرمانی حضرت راعونی خنفی، (۳) خلیفہ مستظر بالدین مقتنی باللہ عباسی، (۴) عبد اللہ ابن محمد الانصاری ابو اسماعیل ہروی، (۵) ابو طاہر سلفی، (۶) محمد بن احمد ابو بکر شمس الدین سرسخی فقیہہ خنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد اصحابِ ذیل ہیں

(۱) محمد بن عمر ابو عبد اللہ فخر الدین رازی، (۲) علی بن محمد، (۳) عز الدین بن کثیر، (۴) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفاء، (۵) یحییٰ بن حبیش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت، (۶) یحییٰ بن شرف بن حسن مجی الدین نووی، (۷) حافظ عبدالرحمن ابن جوزی، (۸) حضرت عبدالقار جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سرتاج طریقہ قادری۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحابِ ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبد الحکیم ترقی الدین ابن تیمیہ حنبلی، (۲) ترقی الدین ابن دیقیق العید
 (۳) شاہ شرف الدین مخدوم بھائی سندی، (۴) حضرت مسیع الدین چشتی، (۵) حافظ ابن القیم
 جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی ذرعی مشقی حنبلی، (۶) عبد اللہ
 بن سعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عفیف الدین یافعی شافعی، (۷) قاضی بدر الدین محمد
 بن عبد اللہ اشبلی حنفی مشقی۔

آٹھویں صدی کے مجدد اصحابِ ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن مجر عسقلانی شافعی، (۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی، (۳) صالح
 بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی، (۴) علامہ ناصر الدین شازلی بن سنت میلی۔

نویں صدی کے مجدد اصحابِ ذیل ہیں

(۱) عبد الرحمن بن کمال الدین شافعی معروف بے امام جلال الدین سیوطی، (۲) محمد
 بن عبد الرحمن سخاوی شافعی، (۳) سید محمد جون پوری مہتدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد
 ہیں۔ حضرت امیر تیور صاحب قرآن فاتح عظیم الشان۔

دسویں صدی کے مجدد اصحابِ ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری، (۲) محمد طاہر پٹنی گجراتی محی الدین محی السنۃ، (۳) حضرت علی بن
 حسام الدین معروف بعلی متقی ہندی بکی۔

گیارہویں صدی کے مجدد اصحابِ ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی اور فخریہ، (۲) حضرت آدم بنوری صوفی، (۳) شیخ احمد بن
 عبد الواحد بن زین العابدین فاروقی سر ہندی معروف بے امام ربانی مجدد الف ثانی۔

بارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبد الوہاب ابن سلیمان نجفی، (۲) مرزا مظہر جان جاتاں دہلوی،
 (۳) سید عبدالقدار بن احمد بن عبدالقدار حسنی کوکیانی، (۴) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث
 دہلوی، (۵) امام شوکانی، (۶) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر پنڈی، (۷) محمد حیاۃ بن طالمازیہ
 سنگی مدفی۔

تیرہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) سید احمد بریلوی، (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، (۳) مولوی محمد اسماعیل شہید
 دہلوی، (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفع الدین صاحب بھی مجدد ہیں، (۵) بعض نے شاہ
 عبدالقدار کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے
 بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہوا اور ہمیں ان کی اطلاع نہ ملی ہو۔☆

(منقول از اصل مسلمی س ۱۶۲ جلد ا، مطبوع صوبہ ہند امرتر اگست ۱۹۱۲ء و مطہان ۱۹۲۳ء)

(نوت)

قادیانی چودھویں صدی کا مجدد مرزا غلام احمد کو شہرا تے ہیں یہاں انہوں نے تیرہ
 صدیوں پر اس لئے اکتفا کی ہے کہ چودھویں صدی کا دور تنازع فیہ ہے مرزا غلام احمد اپنے
 کردار کی رو سے جب ایک شریف مسلمان تسلیم نہیں کیا گیا تو اب کون نہیں جو اسے مجدد مانے گا
 اس لئے اس کے مجدد ہونے کا بیش ہمارے لئے غنول ہے۔

ہمارے ہاں چودھویں صدی کے مجددین میں (۱) جلالۃ الملک عبدالعزیز بن آل
 سعود، (۲) حکیم الامت حضرت مولا نا اشرف علی تھانوی، (۳) حضرت مولا نا محمد الیاس
 کاندھلوی ہیں۔ ان میں سے کسی کا مجدد ہونے کا دعویٰ نہ کرتا اس لئے ہے کہ مجدد کے لئے مجدد
 ہونے کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں نہ یہ ضروری ہے کہ اسے اپنے مجدد ہونے کا علم ہو۔

☆ مجددین مذکورین کی کل تعداد ۸۱ ہے۔ مجددین کے امام میں غلطیاں کتاب مذکور میں ہیں۔ حق الامکان
 صحیح کردی گئی ہے۔

باب سوم

بحث صدق و کذب مرزا

مرزا غلام احمد کی زندگی کے بارے میں کچھ مختصر معلومات باب اول میں درج کی جا چکی ہیں۔ اس باب میں ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مرزا کی زندگی کے ہر ہر درجہ اور عمل کے ہر ہر پہلو سے اس کا اپنے دعاویٰ میں جھوٹا ہونا ثابت ہے۔..... یہی مسلمان مناظر کا اصل موضوع ہونا چاہیے اور اسی سلسلہ میں مکمل تیاری ہونی چاہیے۔ اس موضوع کے مدعی ہم خود ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ موضوع ہمارا متعین کردہ ہے اور مناظر کا یہ اصول ہے کہ ہر فریق جو موضوع پیش کرے اس میں مدعی وہی ہو۔ لہذا اس بارے میں قادریانی مناظر کو مدعی بننے کا موقع نہ دیتا چاہیے۔ اس موضوع میں مدعی مسلمان شہرتے ہیں اور قادریانی عجیب شہرتے ہیں کیونکہ یہ موضوع مسلمانوں کا پیش کردہ ہے اسے خوب یاد رکھیں۔

ابتدائی کلام

اس بارے میں جب مفتکو شروع ہو تو سب سے پہلے قرآن کریم کی یہ آیتیں بار بار بلند آواز میں پڑھنی چاہئیں۔

(۱) فَنَجْعَلُ لِعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ (آل عمران: ۶۱) اور لعنت کریں اللہ کی ان پر کہ جو جھوٹے ہیں۔ (ترجمہ معجم البند)

(۲) وَمِنْ أَظْلَمِ مِنْ الْفُرْقَانِ عَلَى اللَّهِ كَذَبَا إِذَا وَحَى إِلَيْهِ إِلَيْهِ هُنَىٰ۔ (انعام: ۹۳) اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو اللہ پر جھوٹ تھت
لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر دھی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وجہ نہیں
آئی۔ (ترجمہ از حضرت قانونی)

(۳) فَمِنْ أَظْلَمِ مِنْ كَذَبٍ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبٍ بِالصَّدْقِ إِذْ جَاءَهُ۔ (زمر: ۳۷)
سو اس شخص سے زیادہ بے انصاف کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ ہاندھے اور کسی بات کو
جب کہ وہ اس کے پاس پہنچی جھٹا دے۔ (ترجمہ از حضرت قانونی)

جھوٹ کے متعلق مرزا کے اقوال

ان آتوں کو پیش کرنے کے بعد مرزا کے ایک جھوٹ کا دعوے پیش کیا جائے اور
قادیانی مناظر سے اسے سمجھی ثابت کرنے کا مطالبہ کیا جائے اور اس کے فوراً بعد جھوٹ کے متعلق
مرزا غلام احمد کی اپنی عمارت اور عمیدات بار بار ستانی چاہیں۔ اور یہ شدود مکے ساتھ یہ
کہنا چاہیے کہ ہم نے مرزا کو دجال اور کذاب ثابت کر دیا ہے اور وہ خود اپنے قوادی کی روشنی میں
کذاب، منافق اور جہنمی شہرت ہے۔ چند ایک قوادی یہاں درج کیے جاتے ہیں:

(۱) "جھوٹ بولنا مرد ہونے سے کم نہیں۔"

(ضییر تحریک لڑاکہ درود حامی خواہ م ۶۵ ج ۱۷)

(۲) "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برآ کام نہیں۔"

(تحریک الہی درود حامی خواہ م ۵۹ ج ۲۲)

(۳) "کلف سے جھوٹ بولنا گوہ (پا خانہ) کھاتا ہے۔"

(ضییر الہی روحانی خواہ م ۷۵ ج ۲۲، ضییر انعام آتم درود حامی خواہ م ۲۳۳ ج ۱۸)

(۴) "جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ جھوڑتا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔"

(انعام آتم درود حامی خواہ م ۳۳ ج ۱۷)

(۵) "ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے لور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور مگر

کہتا ہے کہ یہ خدا کی وجہی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے ایسا بذات انسان تو کتوں اور سوروں

اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔” (فیصلہ ایں احمدیہ حصہ بجم درود حافظی خزانہ ج ۲۱ ص ۲۹۹)

(۶) ”وَكَبَرْ جَوْلَدُ الْأَنْتَا كھلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔“

(محمد حق درود حافظی خزانہ ج ۲۳۸۶)

(۷) ”لغت ہے مفتری پڑا کی کتاب میں عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں۔“

(شمر مرازا قادریانی لغۃ الحق بر ایں احمدیہ بجم درود حافظی خزانہ ج ۲۱ ص ۲۱)

مرازا قادریانی کے مذکورہ بالاقوائی دربارہ کذب سامنے رکھ کر صدق و کذب مرازا کی بحث کا آغاز کریں۔ اور حاضرین و فریق مخالف کو یہ باور کر دیں کہ مرازا کے جھوٹا اور دجال

☆

بر ایں احمدیہ حصہ بجم کے بارے میں یہ بات رکھنی چاہیئے کہ مرازا نے اس کتاب کو لغۃ الحق کے نام سے لکھنا شروع کیا تھا۔ حق میں اچانک نہ جانے کیا خیال آیا کہ اسی کتاب کا نام بر ایں احمدیہ بجم کر دیا۔ چنانچہ آج بھی رو حافظی خزانہ ج ۲۳ ص ۷۲ تک لغۃ الحق نام لکھا ہوا ہے اور ص ۷۴ سے وہی کتاب بر ایں احمدیہ حصہ بجم ہو گئی ہے۔ شاید یہ تاکہ وائے شراب یا مراق کا کرشمہ ہو یا لکھتے لکھتے بر ایں احمدیہ کے پیشی فریداروں کا قافضا یاد آگیا ہو۔ مگر بھی ۔ ناظر سرگرد بیان ہے اسے کیا کہے بر ایں احمدیہ کے ہارے میں یہ لفظ بھی نہایت دلپس اور مرازا کی بدھنی پر بڑی روشن دلیل ہے کہ اولاد بر ایں احمدیہ کے ۵۰ حصے شائع کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن کل ۵ حصے لکھے اور تاویل یہ کی کہ جو تکہ پہلاں اور پانچ میں صرف مذاکار فرق ہے اس لئے پانچ جلدیں لکھتے سے پہلاں جلدیں تصنیف کرنے کا وعدہ پورا ہو گیا۔ ناظر فرمائیں بر ایں احمدیہ کے دیباچہ کی یہ ہمارت:

”پہلے پہلاں حصے لکھنے کا وعدہ تھا مگر پہلاں سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور جو تکہ پہلاں اور پانچ کے بعد میں صرف ایک نصف کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے دو وعدہ پورا ہو گیا۔“

(دیباچہ ایں احمدیہ درود حافظی خزانہ ج ۹ ص ۲۲)

سماں اللہ! کیا شاندار منطق ہے؟ اس طرح کے گھونے چھوڑنے میں تو نہ صرف مرازا بلکہ پوری امت مرازا یہ کو ہمارت نامہ حاصل ہے۔

موزع انسی تسلیمی: جب عام مناظروں اور مجاہدوں میں مرازا غلام احمد کی مذکورہ بالاتاویں رکیک کی طرف توجہ دلائی گئی تو مرازا نے عام طور پر جواب دیا کہ ﴿حضرت صاحب نے اگر ایسا کر لیا تو کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو جب مراجع پر گئے تھے اور انہیں پہلاں نمازیں دی گئی تھیں تو انہوں نے معاف کرتے کرتے پانچ کمال تھیں﴾ مرازا مناظروں کا بر ایں احمدیہ کے واقع کو مراجع پر قیاس کرنا نزا مخالف ہے۔ کیونکہ دلوں میں ہمیوںی فرق یہ ہے کہ مرازا نے لوگوں سے تو ۵۰ جلدیں کے پیسے لئے تھے اور لکھیں کل پانچ جلدیں۔ اور مراجع کے واقعہ میں فرض کی گئی پانچ نمازیں اور تواب پہلاں نمازوں کا ماتھا ہے۔ درست افرق یہاں تو حضور پار ہار درخواست کر کے کی کر رہے ہیں اور وہاں جنمبوں نے پیشی قیس دی تھیں وہ پہلاں جلدیں پھری کرنے کا قافضا کر رہے ہیں۔ تیرا فرق یہ حقیق العہاد کا معاملہ ہے اور نمازوں کی محلی اللہ کا حق ہے۔

ثابت ہونے پر خود مرزا کے اقوال کی روشنی میں اس کو اپنے **(القاب نادرہ)** مذکورہ سے نوازا جائے گا..... اب دلیل میں تفصیل کے ساتھ کذب مرزا کے دلائل لکھتے جاتے ہیں۔

کذب بات مرزا

کذب مرزا کی پہلی دلیل

”تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔“

(پیغام صلح ص ۲۷۴ در روحانی خزانہ م ۳۶۵ جلد ۲۲)

مرزا غلام احمد قادریانی کا یہ جھوٹ اکیلا اتنا واضح ہے کہ مزید حوالے دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک سے قبل ہی آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ شیم پیدا ہوئے تھے الہم یجذک یتیماً فاوی اس سے اندازہ لگائیں کہ حضور کے بارے میں مرزا نے کتنا جھوٹ بولا ہے۔

کذب مرزا کی دوسری دلیل

”تاریخ داں لوگ جانتے ہیں کہ آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔“

(چشمہ معرفت ص ۲۸۶ در روحانی خزانہ م ۲۹۹ ج ۲۳)

قادیانیو! ”تاریخ داں لوگ“ تو درکنار کسی ایک مورخ کی تحریر بھی پیش کر دو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ لڑکے ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ مرزا کا یہ دعویٰ دوسرا کھلا جھوٹ ہے اور اس کو دیکھ کر ادنیٰ سی عقل رکھنے والا شخص بھی مرزا کو کسی بات میں سچانہیں یقین کر سکتا۔

کذب مرزا کی تیہ ری دلیل

”اولیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی کہ وہ
چود ہو یں صدی کے سر پر پیدا ہو گا۔ اور نیز یہ کہ ہنگاب میں ہو گا۔“

(اربعین ص ۲۳۷ در درو حانی خزانہ ص ۱۷۴ ج ۱)

اس عبارت میں لفظ ”قطعی مہر“ غور طلب ہے۔ یہ انبیاء کرام ہیں جن کی بات قطعی
درجے کی ہوتی ہے۔ اولیاء کی بات کہیں قطعی شکل اختیار نہیں کرتی نہ ان کا الہام شرعی جلت ہوتا
ہے ان کے کشوف فتنی ہوتے ہیں یہ لفظ ”قطعی مہر“ بتارہا ہے کہ یہ پھر اولیاء کا لفظ نہ تھا یہ اصل
عبارت میں اولیاء نہیں تھا۔

مرزا قادیانی کی اس تحریر میں لفظ اولیاء جمع کثرت ہے جمع کثرت دس سے شروع ہوتی
ہے اور زمان و مکان کی بھی تعین ہے لہذا مرزا قادیانی کی یہ بات اس وقت تک جمع نہیں ہو سکتی
جب تک کہ مستلزم دس اولیاء اللہ کے کشفی اقوال سے اس بات کا واضح ثبوت نہ دیا جائے کہ وہ صحیح
(جس کی دوبارہ آمد کا قرآن و حدیث میں وعدہ کیا گیا ہے) چود ہو یں صدی کے سر پر پیدا ہو گا اور
اس کی پیدائش کا مقام صوبہ ہنگاب ہو گا نہ کہ کوئی اور جگہ۔ یہ ایک کھلا جھوٹ ہے آج تک کوئی
قادیانی یہ ثبوت پیش نہیں کر سکا اور نہ آئندہ کر سکے گا۔

کذب مرزا کی چوتھی دلیل

”یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ ترمیت کے بعض
صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ صحیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی
بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے۔“

(کشی نوح در درو حانی خزانہ ص ۱۹ ج ۵)

اس عبارت کے متعلق مرزا نے حاشیہ میں لکھا ہے:

” صحیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا باطل کی ذمیل کی

یہ صحیح ہے کہ اربعین کے پہلے ایڈیشن میں اس جگہ انبیاء کا لفظ قادوسرے ایڈیشن میں لکھا کر اصل لفظ اولیاء
تما پہلے ایڈیشن میں غلطی سے اولیاء کی ہمگہ انبیاء کا لفظ لکھا گیا ہے اور اب درو حانی خزانہ سے یہ نوٹ بھی
از ادایا گیا ہے۔ یہ خیانت درخیانت کا اعلیٰ مونہ ہے۔

کتابوں میں موجود ہے۔ دیکھو زکریا باب ۱۲ آیت ۱۲، انجیل متی باب ۲۲ آیت ۸ مکاشفات باب ۲۲ آیت ۸۔” (ایضاً)

مرزا قادیانی کا یہ بھی ایک جھوٹ ہے جو کہ چار جھوٹوں کا مجموعہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید، تورات کے صحیفے اور انجیل میں کسی جگہ تجھ موعود کے وقت میں طاعون پڑنے کا ذکر نہیں ہے اور مرزا کی دلیلی ملاحظہ فرمائیں کہ کتابوں کا نام دے کر غلط حوالے دے رہا ہے۔ مولہ بالا حوالہ جات کی اصل عبارتیں ملاحظہ فرمادیں۔ مثلاً ذکریا باب نمبر ۱۲ آیت نمبر ۱۲ کی عبارت حسب ذیل ہے:

”اور خداوند یہ شلم سے جنگ کرنے والی سب قوموں پر یہ عذاب نازل کرے گا کہ کھڑے کھڑے ان کا گوشت سوکھ جائے گا۔ اور ان کی آنکھیں چشم خانوں میں گل جائیں گی۔ اور ان کی زبان ان کے منہ میں سڑ جائے گی۔“

انجیل متی کے باب نمبر ۲۲ آیت نمبر ۸ کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:
”کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھوپال آئیں گے۔“

مکافہ باب نمبر ۲۲ آیت نمبر ۸ کی عبارت یہ ہے:
”میں وہی یوحنہ ہوں جو ان باتوں کو سختا اور دیکھتا تھا، اور جب میں نے سنا اور دیکھا تو جس فرشتہ نے مجھے یہ بتیں دکھائیں میں اس کے پاؤں پر سجدہ کرنے کو گرا۔“

مذکورہ بالا عبارات سے مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹ کھلے طور پر واضح ہو گیا یہ تین آسمانی کتابوں پر جھوٹ ہے جن کا اس نے حوالہ دیا ہے جو اظہر من اشنس ہے۔ مولہ آیات میں سے کسی ایک آیت میں بھی تجھ اور طاعون کا ذکر نہیں ہے۔ اور پھر قرآن شریف پر بھی یہ جھوٹ ہے قرآن کریم میں کہیں نہیں کہ تجھ جب دوبارہ آئیں گے تو ان کے دور میں طاعون پڑے گا۔
چہ دل اور است دزدے کہ بکف چہ اغ دارد

جھوٹ پر جھوٹ

مرزا کا دفاع کرتے ہوئے مرزا ای یہ تاویل رکیک کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیت وَإِذَا وَقَعَ النَّقْوُلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجَنَا لَهُمْ ذَآبَةٌ فِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّفُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِأَيْمَنَنَا لَا يُؤْفَقُونَ۔ ۲۲۸ (سورہ نمل آیت نمبر ۲۲۸) میں دابة الارض سے طاعون کا کیڑا مراد ہے اور تکلیفہم کے معنی ہیں کہ وہ لوگوں کو کاٹے گا۔

اور چونکہ خروج دابة الارض صحیح موعود کے زمانہ میں ہو گا اس لئے مرزا قادریانی کا یہ کہنا درست ہو گیا کہ صحیح موعود کے زمانہ میں طاعون کا ثبوت قرآن کریم سے ہے۔ اس سلسلہ میں وہ لعین قادیانی کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں:

”اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی دابة الارض جوان آیات میں مذکور ہے جس کا صحیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتداء سے مقرر ہے یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے عالم کی کشف میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ طاعون کا کیڑا ہے۔“ (زدول الحج ص ۳۹ در درود حنی خزانہ ۲۳۰ ج ۲۰)

”بس اس سے زیادہ دابة الارض کے اصلی معنوں کی دریافت کیلئے اور کیا شہادت ہو گی۔ کہ خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابة الارض کے معنی کیڑا کیا ہے۔ سو قرآن کے برخلاف اس کے معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دھل ہے۔“

(زدول الحج ص ۳۰ جلد ۱۸ ص ۳۸)

درحقیقت مرزا اور مرزا یوں کی یہ تاویل نہیں بلکہ جھوٹ پر جھوٹ ہے۔ ایک تو جھوٹ پہلا تھا جیسا کہ اس کو صحیح بنانے کے لئے مزید جھوٹ بولنا پڑ گیا۔ صحیح ہے کہ ایک جھوٹ کے لئے ہزاروں جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ ویسے تو تاویلات اتنی سفید جھوٹ ہیں کہ ان کا پردہ فاش کرنے کے لئے مزید کسی تحریر کی ضرورت نہیں لیکن مزید لکھ پہنچانے کے لئے کچھ اور

۱۔ ”اور جب وعدہ (قیامت) ان پر پورا ہونے کو ہو گا تو ہم ان کیلئے زمین سے ایک (عجیب) جانور کا لیں گے کہ وہ ان سے ہاتھی کرے گا کہ (کافر) لوگ ہماری (یعنی اللہ تعالیٰ کی) آجou پر یقین نہیں لاتے تھے۔“ (ترجمہ اذکر حضرت غالی)

رہنمائی کی جاتی ہے۔

اول: مرزا کے تفسیری معیار کے مطابق اسلام کی تاریخ میں کسی مفسر، محدث اور مجدد نے دابة الارض سے طاعون کا کیڑا مراد نہیں لیا ہے اس لئے آیت کی یہ تفسیر لائق قبول نہیں۔

دوم: اگر بفرض حال یہ من گھڑت تفسیر صحیح بھی ہو تو آیت میں سچے موعود کا تذکرہ کہاں ہے؟
الہذا مرزا پھر بھی اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے کا جھوٹا رہا۔

سوم: خود مرزا غلام احمد نے آیت بالا کی مختلف تفسیریں کی ہیں چنانچہ اپنی کتاب **﴿إِذَا الَّهُ أَوْهَمَهُمْ﴾** میں لکھتا ہے:

”وَإِذَا وَقَعَ الْفَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجَنَاهُمْ ذَآبَةً فَنَأَلَّا رِضِّ الْأَرْضِ“ السیخ۔ (سورہ نمل) یعنی جب ایسے دن آئیں گے جو کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقدر قریب آجائے گا تو ہم ایک گروہ دلتہ الارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ ~~مُشَكِّلِينَ~~ کا ہو گا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم درر وحانی خواہ مص ۳۷۴ ج ۳)

اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ دابة الارض کے معنی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

”ایسا ہی دابة الارض یعنی وہ علماء و اعظمین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتداء سے چلے آتے ہیں۔ لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہو گی اور ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے۔“

(ازالہ اوہام جلد دوم درر وحانی خواہ مص ۳۷۲ ج ۳)

مرزا نے حمامۃ البشری میں دابة الارض سے علماء سوہ مراد لیے ہیں وہ نہیں جو اسلام کی حمایت میں ادیان باطلہ پر حملہ کریں۔ وہ لکھتا ہے:

”اَنَّ الْمَرَادَ مِنْ دَابَةِ الْأَرْضِ عَلَمَاءُ السَّوْءِ الَّذِينَ يَشْهِدُونَ بِأَنَّ رَبَّهُمْ أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَالْقُرْآنُ حَقٌّ لَمْ يَعْمَلُوا بِالْخَيَّثَاتِ وَيَخْدِمُونَ الدُّجَالَ۔ إِلَى قَوْلِهِ وَسْمَوَادَابَةٍ“

الارض لانهم اخلدوا الى الارض وما ارادوا ان يرفعوا الى السماء۔” (ترجمہ از مرتب) ”بے شک دابة الارض سے مراد علماء سوہ ہیں جو اپنے قول سے رسول اور قرآن کے حق ہونے کی گواہی دیتے ہیں پھر برے عمل کرتے ہیں اور دجال کی خدمت کرتے ہیں۔ الی قوله۔ اور ان کا نام اس لیے دابة الارض رکھا گیا۔ کہ وہ دنیا کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے آخرت کو بخوبی نہیں رکھا۔“

(جملہ البشیری در دروحانی خراں میں ۳۰۸ ج ۷)

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ لکھا کہ مرزا قادریانی کے نزدیک دابة الارض کے کل

تین معنی ہیں:

- (۱) اچھے مشکلین۔
- (۲) برے علماء و دعا عظیم۔
- (۳) طاعون کا کیڑا۔

اب خود مرزا کے کلام میں تناقض پیدا ہو گیا اور بقول مرزا تناقض صرف پاگل، جاگل اور منافق کے کلام میں ہوتا ہے۔ اس لئے دابة الارض والی آیت اس کے حق میں دلیل تو کیا نہیں اس بعث مرزا یہی کی ضلالت و گمراہی کی ایک اور نشانی بن گئی فالحمد لله علی ذالک۔ نزول اسح میں مرزا نے دابة الارض کا معنی ”طاعون کا کیڑا“ کے علاوہ کرنے کو تحریف اور دجل کہا ہے۔ اور مذکورہ بالا حوالہ جات ازالہ اوهام وغیرہ میں خود مرزا نے دلبة الارض سے مراد علماء و دعا عظیم وغیرہ لئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادریانی نے خود تحریف، دجل اور الخاد کا ارتکاب کیا ہے۔ حضور نے مج فرمایا کہ میرے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے دجال ہوں گے۔

اجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں سیاد آ گیا

۱۔ دیکھئے مرزا کی تصنیف: ست بیجن میں ۳۰۰۔ خ جلد اس ۱۳۷۔ مرزا لکھتا ہے: ”مگر صاف ظاہر ہے کہ کسی سچیار اور ٹکندا اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور بخنوں یا ایسا مانتا ہے کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملاد ہاتا ہے۔ اس کا کام بے شک تناقض ہو جاتا ہے۔“

کذب مرزا کی پانچوں دلیل

”ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھاتا، مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھتے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ سو آنے والے کا نام جو مهدی رکھا گیا سواس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہو گا، سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یعنی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔“

(ایام الحصلہ ص ۲۷۲ اور روحاںی خزانہ ج ۱۳ ص ۳۹۲)

اس عبارت میں مرزا قادریانی نے خدا تعالیٰ کے دو بزرگ زیدہ تفہیم بروں حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر بہتان تراشی کرتے ہوئے دو جھوٹ گھرے ہیں۔

اول تو مرزا قادریانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ انہیاء علیہم السلام کا کوئی انسان استاد اور انتالیق نہیں ہوتا وہ تمام علوم اللہ تعالیٰ عیسیٰ سے حاصل کرتے ہیں۔ دیکھو براہین احمدیہ: ”اور تمام نعموں قدسیہ انہیاء کو بغیر کسی استاد اور انتالیق کے آپ عیسیٰ تعلیم اور تادیب فرمائ کر اپنے فیوض قدیم کا نشان ظاہر فرمایا۔“

(براہین احمدیہ در روحاںی خزانہ جلد اس ۱۶)

دوسرا اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل جب ان کی والدہ محترمہ کوان کی ولادت کی بشارت دی گئی تو اس میں یہ وضاحت فرمادی گئی کہ ویعلمہ الكتاب والحكمة والتوراة والانجیل۔ (آل عمران)

کہ اے مریم تیرے اس بیٹے کو الکتاب (قرآن) اور حکمت (سنن خاتم النبیین) تورات اور انجیل کی تعلیم میں خود دوں گا۔ وہ کسی انسان سے تعلیم حاصل نہیں کرے گا۔

اس طرح قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے احبابات جلتاتے ہوئے فرمائیں گے۔ اذ علمتک الكتاب والحكمة والتوراة والانجیل۔ (حورۃ ما نکہ)

کہ اے عیسیٰ یاد کر جبکہ میں نے تجھے الکتاب (قرآن) حکمت، تورات اور انجیل کی خود تعلیم دی تھی۔

مرزا قادیانی قرآن کریم کی ان تصریحات کا انکار کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان تراشی کر رہا ہے کہ انہوں نے تورات ایک یہودی استاد سے پڑھی تھی۔ (العیاد بالله)

کیا یہ کھلا جھوٹ نہیں؟ کیا اس سے اللہ تعالیٰ پر وعدہ خلافی کا الزام نہیں آتا؟ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بقول مرزا قادیانی تورات ایک یہودی استاد سے پڑھی ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے احسانات ذکر کرتے ہوئے یہ کیسے فرمائیں گے کہ تورات کی تعلیم بھی میں نے تجھے دی تھی۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے یہ عرض نہیں کریں گے کہ اے اللہ تورات آپ نے کب مجھے پڑھائی تھی میں نے تو ایک یہودی استاد سے پڑھی تھی۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا کسی مکتب میں بیٹھنا ثابت نہیں یہ دونوں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں پر بہتان اور جھوٹ ہے۔ مرزا یوں میں ہمت ہے تو اس کا ٹھوٹ پیش کر کے منه ماں گا انعام حاصل کریں۔

فضول کوشش

مرزا آئی ان مذکورہ بالا دونوں سفید جھوٹوں میں تاویل کر کے انہیں خواہ مخواہ سچ ہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بایس طور کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام اور مرزا غلام احمد نے جو اساتذہ کے سامنے زوال نے تلمذتہ کیا ہے اس سے مراد قرآن و حدیث کے ظاہری الفاظ کا پڑھنا ہے۔ اور جہاں انہیاء سے پڑھنے کی لگتی ہے۔ اس سے مراد معارف و معانی کا سیکھنا ہے کہ یہ چیزیں صرف اللہ تعالیٰ پڑھاتا ہے اس معاملہ میں ان کا کوئی دینیوی استاذ نہیں ہوتا۔

مرزا یوں کی یہ توجیہ متعدد وجوہ سے غلط اور بے کار ہے

(الف) حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے لئے کسی انسان کا استاد ہونا ثابت نہیں جب کہ مرزا غلام احمد کے ایک استاذ نہیں کئی استاذ تھے۔

(ب) مرزا نے مذکورہ بالا عبارت میں اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ دی

بیے جن کے بارے میں مرزا کو بھی اعتراض ہے کہ ان کا کوئی کسی طرح کا بھی دینہوی استاد نہ تھا۔ اس لئے اگر مرزا کا کسی استاد سے ظاہری الفاظ پڑھنا بھی ثابت ہو جائے تو تشبیہ غلط اور مرزا کا جھوٹا ہوتا ثابت ہو جائے گا۔

(ج) یہ خصیص کرنا غلط ہے کہ نہ پڑھنے سے مراد معارف و معانی کا نہ پڑھنا ہے۔ کیونکہ خود مرزا نے تین چیزوں کے نہ پڑھنے کا دعویٰ کیا ہے۔ (۱) قرآن، (۲) حدیث، (۳) تفسیر۔ حدیث و تفسیر میں تو معانی ہی پڑھائے جاتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ ظاہری الفاظ اور معانی دونوں کے پڑھنے کی لفظی کر رہا ہے۔ لہذا اگر مرزا کا کسی استاد سے محض ظاہری الفاظ کا پڑھنا بھی ثابت ہو جائے تو بھی اس کے جھوٹے ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے گا۔

(۵) مرزا کی اس عبارت میں معارف و معانی وغیرہ کی تاویل کرنا خود مرزا کی تصریح کے مطابق جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اس عبارت میں یہ بات قسم انجام کر بیان کی ہے۔

ایک اہم اور قابل حفظ اصول

جبات قسم انجام کر کی جائے اس سے صرف ظاہری معنی مراد لیے جاتے ہیں وہاں کسی قسم کی تاویل اور استثناء نہیں چل سکتا۔ مرزا نے خود بھی یہ اصول ۱ بیان کیا ہے: والقسم بدل علی ان الخبر محمول على الظاهر لا تاویل فيه ولا استثناء ولا فای فائدة كانت في ذكر القسم؟ (حاجات البشري درود حاتي خزانہ م ۱۹۶۷ ج ۷)

(ترجمہ از مرتب) اور قسم کما کر کوئی بات کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کہی ہوئی بات ظاہر پر محول ہے، اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ورنہ قسم کمانے کا فائدہ کیا ہے؟

۱ یہ براہم اصول ہے اسے حفظ کر لینا چاہیے۔ نزول سچ کی بحث میں بھی اس کی ضرورت پڑے گی۔ اسی ذیل میں یہ لطینہ بھی ذہن میں رکھیں کہ مرزا کے ایک مرید (اکمل آف گوٹلی) نے مرزا کی شان میں یہ شعر کہا ہے۔

خدا سے تو خدا تمہ سے ہے والہ
تیرا رتبہ نہیں آتا بیان میں

(اخبار بدر قدمان شمارہ نمبر ۳۳ ج ۱۹۰۶ء)

اس شعر میں مرزا کی تاویل کی کوشش کرتے ہیں تو اس کے مقابلہ میں مرزا کا وہی اصول پیش کردیں انشا اللہ تعالیٰ طب مرزا کی کاخون نشک ہو جائے گا۔

اس اصول کی رو سے مرزا کی مذکورہ بالا عبارت میں کسی قسم کے استثناء یا تاویل کی عنیایش نہیں ہوگی لہذا اس بارے میں خامہ فرمائی کرنا غضول ہے اسے اپنے ظاہری معنی پر ہی رکھا جائے گا جو قسم کا تقاضا ہے۔

کذب مرزا کی چھٹی دلیل

”ایسا ہی احادیث صحیح میں آیا تھا کہ وہ تجھ موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہو گا سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہو گئیں۔“

(ضیمہ برائین احمد یہ پنجم ص ۱۸۷ ارو�انی خزانہ ج ۲۱ ص ۳۵۹)

اور کتاب البریہ میں لکھتا ہے:

”بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ تجھ موعود چودھویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا۔ اور یہ پیش گوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کے رو سے اس قدر تو اتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند اعقل منتن ہے۔“ (کتاب البریہ بر حاشیہ درروحانی خزانہ ص ۵۰۵ و ۲۰۶ جلد ۱۲)

ان عبارتوں اور ان جیسی دیگر عبارتوں میں مرزا غلام احمد نے دو صریح جھوٹ بولے ہیں۔ اول یہ کہ اہل کشف نے تجھ موعود کے چودھویں صدی کے شروع میں آنے کی خبر دی ہے، حالانکہ کسی ایک بھی بزرگ سے اس طرح کا کوئی قول منقول نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ احادیث صحیح سے تجھ موعود کے چودھویں صدی میں آنے کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کھلا جھوٹ ہے مرزا کی قیامت تک بھی کوئی ایک صحیح حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں اس طرح کا مضمون ہو۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ مرزا نے یہ دعویٰ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط حدیث کی نسبت کی ہے اور وہڑلے کے ساتھ یہ جہارت کی ہے کہ وہ اپنے لئے جہنم کو ٹھکانہ بنالے۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارا گرامی: من كذب على متعمداً فليتبواً مقعدة من النار۔

(مکتوۃ ج ۱ ص ۳۵ باب العلم)

(ترجمہ) جس نے میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا

لے) کی روشنی میں بلاشبہ جہنمی اور مستحق عذاب ہے اور اول درجہ کا جھوٹا اور کذاب ہے۔

چیلنج : ہم مدت سے یہ چیلنج دے رہے ہیں کہ کوئی قادریانی ایک حدیث ایسی پیش کر دے جس میں حضور علیہ السلام نے چودھو ہیں صدی کا ذکر کیا ہو تو منہ مانگا انعام پائے ہے کوئی مرزا ای مردمیدان جو ایک حدیث پیش کر کے انعام حاصل کرے اور قادریانی کذاب کو سچا ثابت کر سکے۔

کذب مرزا کی ساتویں دلیل

”اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے اُن حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کروہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ هذا خلیفۃ اللہ المهدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

(شهادۃ القرآن در دروحتی خزانہ مص ۳۳۷ ج ۶)

مرزا کا یہ کہنا کہ بخاری شریف میں یہ حدیث ہے سراسر جھوٹ ہے اور بخاری شریف تو کیا پوری صحاح ستہ میں بھی اس حدیث کا کہیں وجود نہیں ہے۔ لعنة الله على الكاذبين۔

ہوشیار

اس جھوٹ کو دیکھ کر مرزا اپنی ثقہ مثانے کے لئے کچھ لوٹے لئے جواب بھی دیتے ہیں مسلمان مناظر کو ان جوابوں کی طرف سے بھی غافل نہ رہنا چاہیے۔ ذیل میں وہ جواب مع جواب الجواب درج کیے جاتے ہیں:

(۱) هذا خلیفۃ اللہ المهدی والی حدیث اگرچہ بخاری شریف میں نہیں لیکن حدیث کی دوسری کتاب کنز العمال میں موجود ہے۔ لہذا ﴿حضرت صاحب﴾ کا دعویٰ صحیح ہو گیا۔

جواب الجواب: یہ جواب تو ایسا ہی ہے (مار و گھننا پھوٹے آنکھ) مرزا دعویٰ تو کر رہا ہے بخاری شریف کی حدیث ہونے کا تو کنز العمال یا دوسری کسی کتاب میں اس حدیث کے موجود ہونے سے وہ دعویٰ کیسے صحیح ہو گیا؟

(۲) یہ کتاب کی غلطی ہے اس نے غلطی سے کنز العمال کے بجائے بخاری شریف لکھ دیا۔

جواب الجواب: بالفرض اگر یہ کتاب کی غلطی قرار دی جائے تو آگے جو اصح الکتب وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں تو کیا مرزا نبیوں کے نزدیک بخاری شریف کے ساتھ (کنز العمال بھی) اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے؟ اگر ایسا ہے پھر اس کا بھی ثبوت پیش کیجیے ہم کہتے ہیں کہ اس سے بڑا جھوٹ تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

(۳) حضرت صاحب سے نیا نام یہ کلام صادر ہوا۔

جواب الجواب: مرزا سے یہ کلام ۱۸۹۳ء میں صادر ہوا اس کے بعد وہ کم و بیش ۱۵ سال زندہ رہا۔ کیا اسے اپنی زندگی میں احساس نہ ہو سکا کہ میں نے نیا نام میں کیا سے کیا لکھ دیا ہے؟ اور اس بارے میں کوئی مذہر تبھی نہ کی۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت کا یہ اجتماعی عقیدہ ہے کہ کوئی نبی صادق نیا نام پر قائم نہیں رہ سکتا۔

کذب مرزا پر آٹھویں ولیل

”تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے۔“ (پیغمبر سیا لکوٹ درود حافظی خزانہ نج ۲۰ ص ۷۰)

”اور قرآن شریف سے بھی صاف طور پر یہی لکھتا ہے کہ آدم سے اخیر تک عمر بنی آدم کی سات ہزار سال ہے اور ایسا ہی پہلی تمام

۔ یہاں مرزا نبی یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ فلاں عالم نے فلاں حدیث بحوالہ بخاری شریف لکھی ہے جو اس میں نہیں ہے لہذا حضرت صاحب سے بھی اسی غلطی ہو گئی تو کیا ہوا۔ تو اس کا دو توک جواب یہ ہے کہ مرزا کے علاوہ کسی عالم نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر لمحہ بلا نصل طہم (خود مرزا) کے تمام قوی میں کام کرتی رہتی ہے۔ (آنینہ کمالات اسلام حاشیہ درود حافظی خزانہ نج ۵ ص ۹۳) تو تعجب ہے کہ روح القدس کے ہر وقت ساتھ رہنے کے ہاد جو مرزا سے اتنا بڑا جھوٹ صادر ہو گیا؟ ۔ ناطق سرگرد بیان ہے اسے کیا کہیں۔

کتابیں بھی ہاتھاں سمجھی کہتی ہیں۔“

(بیکھر سیا لکوٹ درروحانی خزانے اج ۲۰۹ ص ۲۰۹)

جمبوت، بالکل جمبوت، قرآن شریف اور تمام کتب سماوی اور انبیاء علیہم السلام پر یہ صرخ بہتان عظیم ہے۔ کسی نبی سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہو گی بلکہ تمام انبیاء اس پر متفق ہیں کہ قیامت کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اس کا صحیح علم کہ قیامت کس صدی میں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قرآن کریم نے کئی مقامات پر اس کی وضاحت کر دی ہے۔ (هاتھواؤ ایز هاتھم ان گشتہم صدقین) اگر شرم و حیا اور ایمان کی رتی ہے تو کسی نبی یا آسمانی کتاب سے صحیح حوالہ سے ثابت کریں۔

کذب مرزا پرنویں دلیل

مرزا کا جو جمبوت اس عنوان کے ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے وہ اتنا بردست ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس کے سارے سابقہ جمبوت کمتر نظر آتے ہیں۔ عوام کی مجالس میں مرزا کا یہ جمبوت پوری شدود مدد کے ساتھ بیان کرنا چاہیے تا کہ ہر ایک مسلمان پر مرزا کا کذاب و دجال ہونا روز روشن کی طرح آٹھ کارا ہو جائے۔ وہ جمبوت یہ ہے:

مرزا کہتا ہے: ”تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ مدینہ اور قدیان۔“

(از الہ اوہام ص ۳۲۸ بر حاشیہ درروحانی خزانے اج ۳۰۳ بر حاشیہ)

ہر قرآن کریم پڑھنے والا جانتا ہے کہ قادیان نام کا کوئی لفظ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبریل کے واسطے سے نازل شدہ قرآن کریم میں نہیں ہے ہاں اگر مرزا غلام احمد کا کوئی اور قرآن منزل من الشیطان ہو تو اور بات ہے۔ اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں بلکہ وہ مرزا کے کذب کی ایک اور دلیل ہو گی۔

کذب مرزا پرسویں دلیل

مرزا قادری نے بڑے زور و شور سے ایک جگہ یہ دعویٰ کیا ہے:

وقد سبونی بکل سب فمارد دت علیهم جوابیم۔
 (ومرا از ہر گونہ بسب وشم یاد کر دند پس جواب آں دشنا مہاند ادم)
 (مواہب الرحمن در روحانی خزانہ مص ۲۳۶ ج ۱۹)

(ترجمہ از مرتب) ”ان (علماء) نے مجھے ہر طرح کی گالیاں
 دیں مگر میں نے ان کو جواب نہیں دیا۔“

ہم کہتے ہیں کہ مرزا کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹ اور بناوٹی ہے اس نے خود تسلیم کیا ہے کہ:
 ”میں تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات
 میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی لیکن وہ ابتدائی طور
 پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی
 گئی ہیں۔“ (کتاب البریم ص ۱۰ اور روحانی خزانہ ج ۱۳ ص ۱۱)

اس عبارت سے خود مرزا کے دعویٰ کی صراحتاً تردید ہو جاتی ہے کہ اس نے کبھی کسی
 مخالف کو جواب نہیں دیا۔ تلک عشرہ کاملہ۔

اب ذیل میں ہم مرزا کی گالیوں کی ایک مختصر فہرست پیش کریں گے جس سے آسانی
 یہ اندازہ لگایا جاسکے گا کہ مرزا صرف جھوٹا ہی نہیں بلکہ اول درجہ کا بد تہذیب اور بد زبان بھی تھا۔
 اس کی زبان سے کس طرح تہذیب و شرافت کا جنازہ لکھا ہے اسے ذیل میں ملاحظہ کریں:

کذب مرزا کی ایک دوسری جہت

(بد زبانی کے معیار سے)

مرزا کی اخلاقی تعلیم

پیغمبر بد زبان نہیں ہوتے، بد زبانی انسانی شرافت کے خلاف ہے۔ خود مرزا قادریانی
 تحریر کرتا ہے:

(۱) ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو تہذیب اخلاق کے ساتھ
 بھیجا۔“ (اربعین نمبر ۳۶ ص ۳۶ رخ جلد ۷ ص ۲۲۶)

(۲) ”گالیاں دینا اور بذریعی کرنا طریق شرافت نہیں۔“

(ضمیرہ اربعین نمبر ۳ مص ۵ رخ جلد ۷ ص ۱۷۴)

(۳) ”کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔“ (کشفی نوح ص ۱۱ رخ جلد ۱۹ ص ۱۱)

(۴) ”اور تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بذریعی لوگوں کا انعام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اس کے پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے۔ پس زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔“ (پیغام صلی ص ۵ ار۔ رخ جلد ۲۳ ص ۳۸۶ - ۳۸۷)

(۵) گالیاں سن کر دعا دو، پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ اکسار

(براہین احمدیہ حصہ چشم ص ۱۱۲ رخ جلد ۲۱ ص ۱۳۳)

اب مرزا غلام احمد کی ان گالیوں پر نظر کریں اور اس شخص کے قول فعل میں تضاد کا کھلا مشاہدہ کریں:

مرزا کی گالیوں کے چند نمونے

(۱) ”اے بذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپا دے گے؟ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دے گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کا لانعماں کو بھی پلایا۔“

(انعام آنکھ ص ۱۹ بر حاشیہ در رخ جلد ۱۱ ص ۲۱)

(۲) مشہور عالم مولا نا عبد الحق غزنوی کو جواب دیتے ہوئے کہتا ہے:

”مگر تم نے حق کو چھپانے کے لئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا،“
انغ۔ آگے لکھتا ہے: ”پس اے بذات خبیث دشمن اللہ رسول کے۔“

انغ۔ (ضمیرہ انعام آنکھ در روحانی خواہیں ص ۳۳۸ ج ۱۱)

ایک اور جگہ ان ہی سے خطاب کر کے کہتا ہے:

”اے بذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی۔“ (ضمیرہ انعام آنکھ ص ۳۱۵ در روحانی خواہیں ص ۳۲۹ ج ۱۱)

(۳) عام مخالف علماء کے بارے میں یہ ہر زہ سرائی کرتا ہے:
 ”یہود یوں کے لئے خدا نے اس گھمے کی مثال لکھی ہے
 جس پر کتا میں لدی ہوئی ہوں مگر یہ (علماء) خالی گھمے ہیں۔ یہ اس
 شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو۔“
 (ضیغم انجام آنحضرت مس ۳۱۶، ۳۱۷ درروحانی خزانہ مس ۳۲۱ ج ۱۱)

ان العدا صاروا خنازير الفلا
 ونساوههم من دونهن الا كلب

(ترجمہ) ”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی ہور تین
 کتیوں سے بڑھ گئیں۔“ (بجم الہدی درروحانی خزانہ مس ۱۴ ج ۵۳)

(۵) اور مولا ناسعد اللہ دھیانوی کو گالی دیتے ہوئے مرزا نے سارے ریکارڈ توڑ دالے۔
 چنانچہ ان کی شان میں کہتا ہے:

وَوِنِ اللَّيْلَمِ ارِيْ رُجَيْنَلَا فَابِسَقَا غُولًا لَعِينَالْأَنْطَفَةُ السُّفَهَا،
 ترجمہ: اور لیکھوں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان طعون ہے شفیبوں کا
 نطفہ۔

شَكْسَ خَيْثَ مُفْسِدٍ وَمُزَوْدٍ نَحْسُ يَسْقَى السَّغْدَ فِي النَّجَاهَةِ
 ترجمہ: بد گو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملیح کر کے دکھلانے والا منہوس ہے جس کا نام
 جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

اَذِنَتْنَى خُبْنَى فَلَسْتُ بِصَادِقٍ اَنْ لَمْ تَهْمَثْ بِالْخَزِيْ بِاَبْنَ بِغَاءِ
 ترجمہ: تو نے اپنی خبافت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے، میں سچانہیں ہوں گا اگر ذلت کے

۱۔ ان اشعار پر مرزا نے حاشیہ میں لکھا ہے: یہ چند شعر اس وقت مختونیت سے لکھے گئے جبکہ بد قسم سعد اللہ کی
 بد زبانی حد سے زیادہ گزر گئی تھی۔ (ترجمہ ہمیہ الہانی در رج ج ۲۲ مس ۳۳۵) مرزا کا یہ حاشیہ اس بات کی کلی ہوئی
 دلیل ہے کہ اس نے اپنے مخالفوں کو جواب دیا ہے۔ اور اس کے جواب دینے کا ثبوت ہو جاتا ہی اس کے
 جھوٹے اور دجال ہونے کے لئے کافی ہے۔

ساتھ تیری موت نہ ہو۔ (اے سُنگری کی اولاد) ۱

(تتر حجۃ الوجی ص ۳۲۵ و ۳۲۶ ج ۲۲ درود حانی خراں)

- (۶) مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے ہر گز نہیں کیونکہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھار ہے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آئتم درخراں ج ۱۱ ص ۳۰۹)
- (۷) ”بعض جاہل سجادہ نشین اور مولویت کے شتر مرغ۔“

(انجام آئتم ضمیمہ درخراں ج ۱۲ ص ۳۰۲)

یہ ہے مرزا کی گالیوں کی ایک جملہ۔ ان میں سے ہر ایک گالی جیخ جیخ کر مرزا کے جھوٹے اور بد تہذیب ہونے کی شہادت دے رہی ہے۔ یہ گالیاں اس قابل ہیں کہ بطور تخفہ مرزا نے کی خدمت میں پیش کی جائیں۔ اور انہیں بھی یہ گالیاں قبول کرنے میں کوئی تامل نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ ان کے حضرت صاحبؑ کی مقدس وجہ ہی تو ہے۔ بلکہ یہ مرزا کی دعائیں ہیں۔ کیونکہ اس کی تعلیم یہ ہے۔

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انسار

خبردار

کندبات مرزا پر بحث کرتے ہوئے مرزا ای بڑی عیاری اور چالاکی سے بحث کا رخ موز دیتے ہیں۔ کہ العیاذ باللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تو تین جھوٹ بولے تھے۔ مرزا غلام احمد نے جھوٹ بول دیئے تو کیا ہوا؟ تو اس سلسلہ میں چند ایک لکھتے یاد رکھنے چاہیں۔ اول: مرزا غلام احمد کے جھوٹ واقعہ جھوٹ ہیں۔ ان میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام تعریف و توریہ کے قبل سے تھا۔ دیکھنے والے اسے

۱۔ میں القویں ترجمہ مرزا کا نہیں ہے بلکہ مرزا کی دیگر جگہوں کی تصریحات کے مطابق ہی یہاں یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد نے انجام آئتم ص ۲۸۲ پر بعضیہ اسی شعر کا فارسی ترجمہ یہ کیا ہے۔ ۲۔ مراثیافت خود ایذا دادی پس من صادق شم اگر تو اے نسل بدکاراں بذلت نیمری (درود حانی خراں ج ۱۲ ص ۲۸۲) جیسا کہ مرزا اپنی کتاب نور الحلق میں لکھتا ہے: ﴿واعلم ان کلی من هومون ولد الحال ولیس من ذریعہ البغايا ونسل الدجال﴾ اور جاننا چاہیے کہ ہر ایک شخص جوولد اخلاں ہے اور خراب مورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے۔ (نور الحلق درود حانی خراں ج ۱۲ ص ۲۸) ملا وہ ازیں عربی لغت و ادب کا بھی تقاضا ہی ہے کہ بغایا کا ترجمہ سُنگریوں کا کیا جائے۔ اس لئے اس میں مرزا نے کسی کوئی تاویل مسون نہیں ہو گی۔

جھوٹ سمجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہرگز جھوٹ نہ بولے تھے جیسا کہ شرائع حدیث نے وضاحت کر دی ہے۔ اس نے مرتضیٰ ناپاک کو خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معاملہ پر قیاس کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔

دوم: خود مرزا نے اپنی تصنیفات میں ایک جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام کو جھوٹ کہنے والوں پر سخت نکیر کی ہے اور انہیں خبیث شیطان اور پلید مادہ والا کہا ہے۔ دیکھئے:

”حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مفارکہ ہوئی ہے۔ اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔“

(آنینہ کمالات اسلام در روحانی خزانہ ج ۵۹ ص ۵۵)

مرزا کی اس تحریر کے آئینہ میں اس کے امتی مرزا تی اپنا چہرہ دیکھیں اور پھر آگے بات کریں۔

کذب مرزا کی ایک اور جہت

جھوٹی پیشگوئیاں

سب سے پہلے پیش گوئیوں کے سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادریانی کے بعض اصول

ملاحظہ کریں:

اصول ۱: ”کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا لکھنا خود تمام رسائیوں سے بڑھ کر رسوانی ہے۔“ (تریاق القلوب ص ۲۴، روحانی خزانہ ج ۱۵ ص ۳۸۲)

اصول ۲: ”بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔

(آنینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، روحانی خزانہ ج ۵ ص ۲۸۸)

جموٹ سمجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہرگز جھوٹ نہ بولے تھے جیسا کہ شرائع حدیث نے وضاحت کر دی ہے۔ اس نے مرزا ان پاک کو خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معاملہ پر قیاس کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔

دوم: خود مرزا نے اپنی تقنیفات میں ایک جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام کو جھوٹ کہنے والوں پر سخت نکیر کی ہے اور انہیں خبیث شیطان اور پلید مادہ والا کہا ہے۔
دیکھئے:

”حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغافر پڑی ہوئی ہے۔ اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام درود حافظی خزانہ ص ۵۹۸ ج ۵)

مرزا کی اس تحریر کے آئینہ میں اس کے امتی مرزا کی اپنا چہرہ دیکھیں اور پھر آگے بات کریں۔

کذب مرزا کی ایک اور جہت

جمهوٹ پیشگوئیاں

سب سے پہلے پیش گوئیوں کے سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادریانی کے بعض اصول ملاحظہ کریں:

اصول ۱: ”کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا لکھنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔“ (تریاق القلوب ص ۲۱، درود حافظی خزانہ ص ۱۵ ج ۲۸۲)

اصول ۲: ”بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، درود حافظی خزانہ ص ۵ ج ۲۸۸)

اصول ۳:

”او مکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔“

(کشتی نوح ص ۵ رو حانی خزانہ میں ۱۹۷۵)

الہذا خود مرزا کے متعین کردہ ان تینوں اصولوں کی روشنی میں اگر ہم مرزا کی کسی ایک پیش گوئی کو بھی جھوٹا ٹھابت کر دیں تو مرزا کا جھوٹا اور دجال ہونا خود بخوبی ڈھابت ہو جائے گا۔ مرزا کے کاذب اور دجال ہونے کی دوسری مغبوط دلیل اس کی پیشگوئیوں کا جھوٹا ہوتا ہے۔ اس بحث کو شروع کرتے وقت سب سے پہلے قرآن کریم کی یہ آیت با آواز بلند پڑھنی چاہیے۔

فلا تحسِبِ اللہ مخلف وعده رسلہ ان اللہ عزیز ذو

انتقام۔ (سورہ ابراہیم: ۲۷)

(ترجمہ) ”پس اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھتا پیشک اللہ تعالیٰ براز بر دست پورا بدلہ لینے والا ہے۔“

مرزا یوں کی چال

مرزا یوں کی ایک خاص عادت ہے کہ وہ لوگ عوام کو دھوکا دینے کے لئے چند مقدمات پر مشتمل ایک بات بناتے ہیں جن میں کچھ مقدمات تو مسلمہ ہوتے ہیں اور کچھ صرف ان کے مطلب کے ہوتے ہیں اس طرح تلمیس سے کام لے کر وہ عوام کو گمراہ کرتے ہیں پیشگوئیوں کے سلسلے میں بھی انہوں نے اس روایت کو برقرار رکھا اور لوگوں کے سامنے تین باتیں رکھیں:

(۱) نبی کی پیشگوئی جھوٹی نہیں ہوتی۔

(۲) جن کی پیشگوئی جھوٹی ہو وہ نبی نہیں ہوتا۔

(۳) جس کی پیشگوئی بھی نکلے وہ نبی ہوتا ہے۔

ان تینوں میں اول الذکر دو باتیں تو مسلم ہیں، لیکن آخری بات سراسر لغو اور تلمیس ہے۔ اس لئے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ جس کی پیشگوئی بھی بھی نکل جائے وہ نبی بھی ہو ایسے تو بہت سے کاہنوں اور نجومیوں کی باتیں درست نکل آتی ہیں، تو کیا وہ سب نبی ہو گئے؟ مرزا یوں کی اس تلمیس کی مزید وضاحت کیلئے درج ذیل تین باتیں پیش کرنی چاہیں:

(الف) (۱) نبی کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سمجھتا۔

(۲) جو لکھنا پڑھنا سمجھے وہ نبی نہیں ہوتا..... لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سمجھے وہ نبی بھی ہو۔

(ب) (۱) نبی مصنف نہیں ہوتا۔

(۲) جو مصنف ہو وہ نبی نہیں ہوتا..... لیکن یہ لازم نہیں کہ جو مصنف نہ ہو وہ نبی بھی ہو۔

(ج) (۱) نبی شاعر نہیں ہوتا۔

(۲) جو شاعر ہو وہ نبی نہیں ہوتا..... لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر غیر شاعر نبی بھی ہو۔

اسی طرح اگر بالاتفاق کسی کی پیشگوئی پوری ہو جائے تو ہرگز یہ لازم نہ آئے گا کہ وہ نبی یا مامور من اللہ ہو یہ کوئی دلیل صدق نہیں ہے۔ ہاں! اگر کسی کی ایک پیشگوئی بھی جھوٹی ہو جائے تو یہ بات طے ہے کہ وہ خدا تعالیٰ مامور ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ اللہ کی سنت کے خلاف ہے کہ وہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے۔

لہذا اب ہم مرزا کی چند جھوٹی پیشگوئیاں پیش کرتے ہیں۔ جن سے مرزا اپنے بیان کردہ اصول کے مطابق جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کا مہما جھوٹا ہونا معلوم ہوتا ہے۔

فلا تحسین اللہ مخالف وعدہ رسّلہ ان اللہ عزیز ذوق انتقام۔

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا بے شک اللہ تعالیٰ براز بر دست پورا بدلہ لینے والا ہے۔

پہلی غلط پیشگوئی: بسلسلہ پادری عبد اللہ آنحضرت

۱۸۹۳ء میں امرتر میں مرزا غلام احمد قادریانی کا عیسائیوں سے مناظرہ ہوا جو پندرہ دن تک جاری رہا اس مناظرہ میں مرزا قادریانی جب تکست کھا گیا تو اپنی خفت مثانے کیلئے اس نے عیسائی مناظرہ پی عبد اللہ آنحضرت کے بارے میں ایک دمکی آمیز پیشگوئی کی کہ جتنے دن مناظرہ ہوتا رہا تنے مہینوں کے اندر اندر وہ ہاویہ میں جا گرے گا اور ہلاک ہو گا اور اگر وہ زندہ نج گیا تو میں جھوٹا ثابت ہوں گا۔ اس پیشگوئی کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

”اور آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب کہ میں نے بہت تضرع اور ابہتاں سے جناب اللہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بھارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمدًا جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور پچھے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ اور اس کوخت ذلت پہنچ گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے اور پچھے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہو گی اور اس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آؤے گی بعض انہی سو جا کھے کیے جائیں گے اور بعض انہی کے چلنے لگیں گے۔ اور بعض بہرے سننے لگیں گے..... میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے (۵۔ جون ۱۸۹۳ء) بہ سزا موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے رو سیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا ضرور کرے گا زمین آسمان اُل جائیں پر اس کی باقی نہ ٹلیں گی۔“ (جگ مقدس ص ۲۰۹-۲۱۱، ۱۸۹۳ء روحانی خزانہ، ج ۶ ص ۲۹۱-۲۹۳)

مرزا نے یہ پیشگوئی ۵ جون ۱۸۹۳ء کو لکھی تھی۔ اسی حساب سے ۱۵ مئی، ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کو ہوتے ہیں۔ لیکن ۵ ستمبر کی تاریخ گزر گئی اور عبد اللہ آنحضرت کا باال بھی بیکانہ ہوا جس پر عیسائیوں نے بڑی بغلیں بجا میں تھی کہ بٹالہ میں عبد اللہ آنحضرت کو ہاتھی پر بٹھا کر عظیم الشان فتح کا جلوس نکالا۔ مرزا کا پتلا بنا کر اس کے گلے میں رسہ ڈالا پھر اسے مصنوعی چھانی دی پھر اس کے بعد پتلے کو نذر آتش کر دیا۔

الغرض مرزا کی پیش گوئی بالکل غلط اور جھوٹ ثابت ہوئی۔ اور وہ بقلم خود ذلیل و رسوایہ ہوا۔ اور جس کی پیش گوئی جھوٹی ہو وہ نبی یا مامور من اللہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا مرزا بھی اپنے ان دعاویٰ میں کذاب بلکہ مہا کذاب ثابت ہوا۔

کھسیانی بی کھمبانوچے

جب یہ پیش گوئی پوری آب و تاب کے ساتھ مرزا کے کذب کی دلیل بن گئی تو اسے فکر ہوئی کہ کہیں یہ ڈھونگ کے تانے بانے نہ بکھیر کر رکھ دے۔ اس لئے اپنے مریدوں کو جائے رکھنے کے لئے اس نے ایک نیا شکوفہ چھوڑا کہ وہ پیشگوئی اس لئے پوری نہ ہوئی کہ عبداللہ آنحضرت نے ساٹھ ستر آدمیوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے رجوع کر لیا تھا۔ (دیکھیے حقیقت الوعی بر حاشیہ روحاںی خزانہ مص ۲۱۶ ج ۲۲) تو اس سعی لا حاصل کو علی روؤں الاشہاد لا حاصل اور لغو بنانے کے لئے حسپ ذیل تین جواب یاد رکھنے چاہئیں:

جواب نمبر ۱:

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ مرزا کے اصول کے مطابق جو کلام قسمی ہواں میں کسی تاویل اور استثناء کی مجبوأش نہیں ہوتی۔ اور اس کی یہ پیشگوئی قسم پر مشتمل ہے۔ لہذا اس بارے میں کوئی تاویل کرنا مرزا کے اصول کی رو سے قطعاً باطل ہے۔

جواب نمبر ۲:

اگر مرزا کو پہلے سے یہ پتا چل گیا تھا کہ آنحضرت نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ہے۔ اور اب میری پیشگوئی پوری نہ ہوگی۔ تو اسے اعلان کرنا چاہیے تھا۔ تاکہ بعد میں رسوائی نہ ہوتی مگر وہ اعلان تو کیا کرتا آخری دن تک نہایت الحاج و زاری کے ساتھ دعا میں کرتا رہا اور وظائف پڑھواتا رہا کہ کسی طرح آنحضرت مر جائے اور پیش گوئی پوری ہو جائے۔ دیکھیے سیرۃ المہدی میں اس کی ایک [حدیث](#) یہ لکھی ہے:

ایک دلچسپ کراماتی ٹوٹکے

”بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آئتم کی معیار میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے پنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے پنے آپ نے تائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں مجھے وہ سورت یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورت تھی جیسے الٰم ترکیف الخ اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا، الخ۔“ (سیرۃ المہدی ص ۱۵۹ و ۲۰۱ اج احادیث نمبر ۱۵۶ امطبوعہ قادریان ۱۹۲۳ء اسی طرح کا مضمون سیرۃ المہدی دو مص ۱۲۱ پر بھی ہے)

حاصل یہ ہے کہ اگر آئتم کے رجوع الی الحق کا پتہ مرزا کو چل گیا تھا تو اتنے پاڑ بیٹھے اور ساری رات وظیفے پڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ اہتمام اور الحاج وزاری اس بات پر کھلی دلیل ہے کہ مرزا کے نزدیک بھی عبداللہ آئتم مقررہ تاریخ کی آخری رات تک اپنے سابقہ عقیدہ پر قائم تھا۔ اور اگر وہ کسی وجہ سے اس تاریخ سے پہلے مرجا تا تو مرزا قادریانی اس قدر زمین و آسمان کے قلابے ملا تا کہ پوری دنیا میں شور ہو جاتا۔

جواب نمبر ۳:

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا:

مرزا یتوں کے خلیفہ دوم مرزا شیر الدین محمود پر جب یہ اعتراض ہوا کہ اس کی دعا میں قبول نہیں ہوتیں تو اس نے ایسا شاندار جواب دیا کہ خود تو ڈوبا ہی تھا اپنے ابا مرزا اغلام احمد کو بھی لے ڈوبا۔ چنانچہ اس نے اخبار الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۲۰ء میں ایک بیان شائع کیا جس کے الفاظ لا تُقْرَأْ ملاحظہ ہیں:

”آئتم کے متعلق پیشگوئی کے وقت جماعت کی جو حالات تھی وہ ہم سے مخفی نہیں۔ میں اس وقت چھوٹا سا بچہ تھا۔ اور میری عمر کوئی ساڑھے پانچ برس کی تھی۔ مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آئتم کی پیشگوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب و اضطراب کے ساتھ دعا میں کی

ٹکیں۔ میں نے محروم کا ماتم بھی اتنا سخت نہیں دیکھا۔ حضرت مسیح موعود
ایک طرف دعائیں مشغول تھے اخ-

یعنی انہوں نے اتنی تصریع کے ساتھ دعائیں مانگیں مگر پھر بھی وہ قبولیت کا رتبہ حاصل
نہ کر سکیں اور آئھم وقت پر نہیں مرا تو میرے اوپر کیا اعتراض؟
پتا چلا کہ مرزا یوں کا یہ کہنا کہ آئھم نے رجوع کر لیا تھا سو اے ۶۰ کھیانی ملی کھبڑا
نوچے ۷۰ کے کچھ نہیں ہے۔ اور یہ پیشگوئی اتنی وضاحت کے ساتھ کذب مرزا کی نشانی بنی ہے
کہ مٹائے مٹ نہیں سکتی۔

ایک اور حرثہ

جب معینہ وقت پر پیشگوئی پوری نہ ہوئی اور عبداللہ آئھم نہ مرا تو اس نے قادیانیوں
کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے یہ چال چلی اور اعلان کر
دیا کہ عبداللہ آئھم نے دل سے رجوع کر لیا تھا اگر رجوع نہ کیا ہو تو وہ قسم کھائے۔ (کتاب البریہ
در روحانی خزانہ مص ۱۹۶۲ ج ۱۳) اور عیسائیوں کے بزردیک قسم کھانا جائز نہیں ہے (انجلیل متی) تو اگر
وہ قسم کھایتا تو قادیانی کہتا کہ وہ پادری عیسائیت سے خارج ہو گیا اور نہ کھائے تو اس کا دعویٰ
ثابت ہو گیا۔ اس طرح مرزا نے دونوں ہاتھ میں لڑو لینے کی کوشش کی لیکن آئھم نے اس کا
درج ذیل جواب دیا۔

جواب ترکی بہتر کی

مرزا قادیانی مسلمانوں کا نمائندہ ہے اور اپنے کو مسلمان کہتا ہے، لیکن علامے اسلام
اسے کافر کہتے ہیں اب مجھے اس کے مسلمان ہونے کا یقین نہیں۔ لہذا اگر سورہ کا گوشت کھائے تو
مجھے یقین ہو گا۔ اب جیسا مرزا کو سورہ کا گوشت کعا کر مسلمان ثابت کرنا یا مسلمان رہنا
مشکل تھا اسی طرح عبداللہ آئھم کا قسم کھانا بھی مشکل ہو گیا۔ یہ ہے جواب ترکی بہتر کی یا نہلے پر
دہلا۔ اگر ڈر گیا تھا تو پھر وظیفے پڑھانے اور دعاوں کی کیا ضرورت نہیں؟

دوسری جھوٹی پیشگوئی (بلسلہ لیکھ رام)

لیکھ رام ایک ہندو پنڈت تھا جس سے مرزا قادیانی کا اکثر مناظرہ ہوتا رہتا تھا۔ ایک

مرتبہ اس سے تجگ آ کر اس کے متعلق یہ پیشگوئی کی۔

”اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے
کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو معمولی تکلیفوں سے زلا اور خارقی عادت
اور اپنے اندر الہی بیعت رکھتا ہو تو سمجھو کر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں
اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نقطہ ہے اور اگر میں اس پیش گوئی میں
کاذب لکھا تو ہر ایک سزا بھگتے کیلئے تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں
کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سوی پر کھینچا جائے۔“

(تربیق القلوب ص ۱۵۰ ارو حانی خزانہ ح ۳۸۱ و ۳۸۲)

اس پیشگوئی کے چھ ماہ کے اندر مرزا نے اپنے مزید کے ذریعہ پنڈت لیکھ رام کو
چھری سے قتل کرایا اور مشہور کر دیا کہ اس کی پیشگوئی سچی ہو گئی۔ حالانکہ خود مرزا کے قول کے
مطابق پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔ کیونکہ اس نے کہا تھا کہ پنڈت لیکھ رام خارقی عادت عذاب
سے مرے گا جس کی تعریف خود مرزا نے یہ کی ہے کہ جس عذاب کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے
(دیکھئے ہیئتہ الہی ص ۲۰۳ ارو حانی خزانہ ح ۲۲ و ۹۶) اور چھری سے قتل ہونا ایک عام بات ہے اس
کو خارقی عادت کیسے کہا جا سکتا ہے؟ لہذا پیشگوئی جھوٹی کی جھوٹی رہی سچی نہ ہوئی۔

مرزا قادریانی کا فریب اور کذب بیانی

خود مرزا کو بھی اپنی پیشگوئی کے جھوٹے ہونے کا احساس تھا۔ اسی لئے لیکھ رام کے
قتل ہو جانے کے بعد انہی دجل و فریب سے کام لیتے ہوئے اپنی کتاب نزول الحج میں
پیشگوئی کی عبارت میں چھری کے لفظ کا بھی اضافہ کر دیا۔ مرزا کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”یہ جس کی لاش اس تصویر میں دیکھ رہے ہو یہ ایک ہندو متصرف آریہ دشمن اسلام تھا
جس نے میری نسبت اپنی کتاب میں یہ پیش گوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مر
جائے گا اور میں نے بھی اس کی نسبت پیش گوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا۔“
(نزول الحج ص ۱۸۷ ارج ۱۸ ص ۵۵۳)

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ یہ پیشگوئی ہوئی یا پیش آمدہ واقعہ کی خبر دینی ہوئی؟

چیلنج: لیکھ رام کے قتل ہونے سے قبل پیشگوئی کے الفاظ میں کہیں چھری کا لفظ دیکھا میں اور منہ مانگا انعام پائیں۔

لیکھ رام کی پیشگوئی

لیکھ رام کے متعلق مرزا کی پیشگوئی کے مقابلہ میں مرزا کے متعلق لیکھ رام کی پیشگوئی کہ مرزا تین سال کے اندر ہیضہ کی موت مرے گا۔ کافی حد تک پوری ہو گئی..... کیوں کہ مرزا ہیضہ کے مرض میں مرا..... مرزا کی کہیں گے کہ تین سال میں تو حضرت صاحب نبیں مرنے لہذا پیشگوئی جھوٹی ہو گئی..... لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ لیکھ رام نے نفس پیشگوئی مرزا کے بفرض ہیضہ موت کی کی تھی وہ پوری ہو گئی اور مرزا غلام احمد ہیضہ کی موت ہی مرزا (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱) حیات ناصر ص ۱۲۳) رہ گئی پیشگوئی کی مدت کی بات تو اس میں بقول مرزا قادریانی استعارہ بھی ہو سکتا ہے جس کی طرف خود مرزا قادریانی نے سلطان محمد (خاوند محمدی بیگم داما احمد بیگ) کے واقعہ میں رہنمائی کی ہے کہ اس کے متعلق مرزا نے کہا تھا کہ وہ اڑھائی سال کے اندر اندر مر جائے گا۔ جب اڑھائی سال بعد بھی وہ نہ مردا تو مرزا نےوضاحت کی کہ:

”میں پار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داما احمد بیگ کی تقدیر
مبرم ہے اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں
ہو گی اور میری موت آ جائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس
کو پورا کرے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آنحضرت کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اصل
مدعا تو نفسِ مفہوم ہے اور وقت میں تو کبھی استعارہ کا بھی دخل ہو جاتا
ہے۔“ (انجام آنحضرت حاشیہ درود حافظی خزانہ اسناد ص ۱۲۳)

الغرض جب وقت میں استعارہ تسلیم ہے تو مرزا کے بارے میں لیکھ رام کی پیشگوئی میں بھی تین سال کی مدت کو استعارہ پر محول کریں گے، مقصود نفس پیشگوئی ہو گی۔

تیسرا جھوٹی پیشگوئی: (مرزا کی موت سے متعلق)

مرزا قادریانی نے اپنی موت سے متعلق یہ پیشگوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں! (البشری ص ۱۵۵، بحوالہ تذکرہ ص ۹۱ مطبوعہ ربوبہ)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ مدینہ میں مرنا تو درکنار مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی اور خود انپی پیشگوئی کے بوجب ذلیل ورسا ہوا اور جھوٹا قرار پایا۔ ملاحظہ فرمائیں:

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔“

(سیرۃ المهدی حصہ سوم ص ۱۱۹ اور ایت نمبر ۶۷۲)

اسی طرح سیرۃ المهدی حصہ اول ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ مرزا کی موت لاہور میں بمرض ہیضہ دستوں والی جگہ ہوئی لہذا مکہ یا مدینہ میں مرنے کی بابت مرزا کی پیشگوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی اس میں کسی شک و شبکی گنجائش نہیں ہے۔

چوتھی جھوٹی پیش گوئی: (زلزلہ اور پیر منظور محمد کے لڑکے کی پیشگوئی)

پیر منظور محمد مرزا کا بڑا خاص مرید تھا۔ مرزا کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو مرزا نے ایک پیشگوئی کر دی کہ اسکے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کی پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں: ”پہلے یہ وحی الہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جونونہ قیامت ہو گا“ بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہو گا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہو گا اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہو گا۔“

(حقیقتہ الوحی حاشیہ درود حانی خراائن ص ۱۰۳ ارج ۲۲)

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی۔ تو مرزا نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہو گا، آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن اتفاق سے وہ عورت ہی مر گئی اور دوسری پیشگوئیوں کی طرح یہ پیشگوئی بھی صاف جھوٹی نکلی۔ نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور نہ زلزلہ آیا اور مرزا ذلیل ورسا ہوا۔

پانچویں جھوٹی پیشگوئی: (محمدی بیگم سے متعلق)

محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماں و زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی نو عمر لڑکی تھی۔ مرزا

قادیانی نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا، اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے بہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی، مرزا قادیانی نے اپنی مطلب برآری کے لئے اس موقع کو غیرمت سمجھا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا جب کچھ دن کے بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی پات کی تو مرزا نے جواب دیا کہ دستخط اسی شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کر دو خیریت اسی میں ہے، اس کی دھمکی کے الفاظ یہ ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کیلئے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں داماڈی میں قبول کر لے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے بہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کیے جائیں گے بشر طیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو، میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کر لوں گا اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو مجھے خدا نے یہ بتایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہو گا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہو گا اور نہ تمہارے لیے۔“

(ترجمہ از مرتب آئینہ کمالاتِ اسلام در خزانہ انجمن ۵۷۲ ص ۵۷۳)

ان دھمکیوں وغیرہ کا منفی اثر یہ ہوا کہ مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ کرنے سے صاف انکار کر دیا مرزا نے خطوط لکھ کر اشتہار شائع کروا کر اپنی گوئیاں کر کے حتیٰ کہ منت سماجت کے ذریعہ ایزی چوٹی کا زور لگا دیا کہ کسی طرح اس کی آرزو پوری ہو جائے لیکن محمدی بیگم کا نکاح ایک دوسرے شخص مرزا سلطان احمد سے ہو گیا اور مرزا قادیانی کے مررتے دم تک بھی محمدی بیگم اُس کے نکاح میں نہ آئی۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے جو جھوٹی پیشگوئی کی تھی اس کے الفاظ حسپ ذیل ہیں:

”خد تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے

حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہو گا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہو گی۔“ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء تبلیغ رسالت ج ۱۳ ص ۶۱ مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج ۱۳ ص ۱۰۲ احادیث)

اس پیشگوئی کی مزید تشریح کرتے ہوئے مرزا قادریانی نے کہا:

”میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا، دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرننا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا، چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا، پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا، ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسوم کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آ جانا۔“

(آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزانہ اسن ج ۵ ص ۲۲۵)

علاوہ ازیں انجام آئھم ص ۱۳۱ اور تذکرہ میں متعدد جگہ یہ پیشگوئی مختلف الفاظ میں ذکور ہے اور اللہ کی قدرت کہ ہر اعتبار سے مرزا قادریانی کی یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی کوئی ایک بھی دعویٰ سچا نہیں ہوا محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال میں تو کیا مرتا مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۲۸ء میں وفات پائی اور خود محمدی بیگم بھی ۱۹۶۶ء تک زندہ رہ کر مرزا قادریانی کے کذاب اور دجال ہونے کا اعلان کرتی رہی اور ۱۹۶۶ء نومبر ۱۹۶۶ء لا ہور میں بحلتِ اسلام اس کی موت واقع ہوئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس پیشگوئی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مرزا کے ذلیل اور رسو اور خائب و خاسر ہونے کا بہترین انتظام فرمادیا۔

۱۔ اس بارے میں عربی الہام اس طرح ہے: كذبوا بابتنا و كانوا بها يستهزؤون فسيكتفيكم الله ويردها اليك لا تبدل لكلمت الله ان ربك فعل لها يريد. انت معنى وانا معك عسى ان يبعثك ربك مقاماً محموداً۔ (آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزانہ اسن ج ۵ ص ۲۸۶ و ۲۸۷)

آج کوئی بھی صاحب عقل محمدی بیگم کے واقعہ کو دیکھ کر مرزا کے جھوٹے اور او باش ہونے کا بآسانی یقین کر سکتا ہے۔ فالحمد لله علی ذلک۔

چھٹی جھوٹی پیشگوئی: (مرزا کی عمر سے متعلق)

اپنی عمر سے متعلق سب سے پہلے مرزا قادیانی نے یہ پیشگوئی کی:

”خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیشگوئی سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ براللہین احمد یہ وغیرہ کتابوں کی پیشگوئیاں کہ میں تجھے اتی (۸۰) برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عرصہ دوں گا، اور مخالفوں کے ہر ایک اڑام سے تجھے بری کروں گا۔“

(تریاق القلوب حاشیہ ص ۱۵۲ روحاںی خزانہ ج ۱۵)

ناظرین خود اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ پیشگوئی کس قدر گول مول اور مہم ہے۔ مرزا کی یہ چاہتا ہے کہ ہر حال میں اس کی بات بن جائے اس لئے لوگوں کے اعتراض کرنے پر اس نے برائیں احمد یہ بختم کے ضمیمہ میں اس کی مزید مہم وضاحت کی۔ ملاحظہ فرمائیں:

”خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اتی (۸۰) برس کی ہو گی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم بلکہ اس بارے میں جو فقرہ وحی الہی میں درج ہے اس میں مخفی طور پر ایک امید دلائی گئی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اسی برس سے بھی عمر کچھ زیادہ ہو سکتی ہے اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ چوہتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعین کرتے ہیں۔ پھر حال یہ میرے پر تھمت ہے کہ میں نے اس پیشگوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعین نہیں کی۔“

(ضمیمہ براللہین احمد یہ بختم ص ۹۸ و ۹۷ روحاںی خزانہ ج ۲۱ ص ۲۵۸)

(۲۵۹) حقیقت الوجی در روحانی خزانہ ج ۲۲ ص ۱۰۰)

بات تواب بھی وہیں کی وہیں رہی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کذاب کو اس پیشگوئی کے

ذریعہ سخت ذلت و رسولی سے دو چار کیا، اس کی عمر اسی سال یا چوہتر سال تو کیا ہوتی خود اس کی تصریح کے مطابق کل ۶۸ یا ۶۹ سال کی عمر میں وہ موت کے آغوش میں چلا گیا، کیونکہ خود اس نے لکھا ہے:

”اب میری ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء میں
۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۰ء میں
سولہ برس کا یاستر ہویں برس میں تھا۔“

(حاشیہ کتاب البر یہ ص ۵۹ ارجو حاتمی خزانہ حاشیہ ص ۷۷ ارج ۱۳)

اور مرزا کی موت بفرض ہیضہ ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ اس حساب سے مرزا کی کل عمر زیادہ سے زیادہ ۶۹ برس کی ہوتی ہے۔

مرزا یوں کی گھبراہٹ

مرزا کی اس بے وقت موت اور پیشگوئی کے صاف جھوٹ ہونے سے پوری امتی میں کھلبی بیج گئی اور ارباب حل عقد عوام کو مطمئن کرنے کیلئے بہانے تراشنے لگے۔ اور پیشگوئی بیج ہنانے کی کوشش کرنے لگے۔ سب سے پہلے مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا کہ حضرت صاحب کی پیدائش ۱۸۲۳ء میں ہوئی۔ پھر بشیر احمد ایم۔ اے نے شکوفہ چھوڑا کہ پیدائش کا سال ۱۸۳۶ء تھا۔ پھر ایک اور حقیقت ہوئی کہ جناب کی ولادت ۱۲ فروری ۱۸۲۵ء میں ہوئی۔ لیکن ان تینوں کا وشوں سے مسئلہ حل نہ ہوا کیونکہ کسی بھی حساب سے ۷۷ سال نہیں بنتے۔ اس لئے ڈاکٹر بشارت احمد نے سیرت مرزا مسکی (مجد واعظم) ص ۷۷ ارج ۱۳ میں اکشاف کیا کہ حضرت کی پیدائش ۱۸۳۳ء میں ہوئی اور ایک مرزا کی مولوی نے تو انتہا ہی کر دی اس نے دعویٰ کیا کہ سب غلط ہے (خود مرزا نے بھی اپنی تاریخ ولادت بیان کرنے میں غلطی کی ہے، اور جھوٹ بولا ہے) اصل بات یہ ہے کہ مرزا کی پیدائش ۱۸۳۳ء میں ہوئی ہے۔

خیر! ہر صاحب عقل اندازہ لگا سکتا ہے کہ تاریخ پیدائش کے بارے میں خود مرزا قادریانی کی صراحت کے بعد (کہ وہ ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوا) مرزا یوں کا اس کی تاریخ ولادت میں اختلاف کرنا اور نئی تحقیقات پیش کرنا مرزا کے مہا جھوٹے ہونے کی روشن دلیل ہے۔ مرزا ہر طرح سے جھوٹا ہے اگر اس کی بیان کردہ تاریخ پیدائش صحیح ہے تو پیشگوئی کھلا جھوٹ

ہے اور اگر پیش گوئی بھی مانیں تو تاریخ پیدائش کی صراحت سفید جھوٹ ہے۔

ساتویں پیشگوئی بُكْرٌ وَ ثِيَّبٌ

یہ پیشگوئی مرزا کے اپنے الفاظ میں اس طرح ہے:

”تخيينا انشاره برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بیالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعتہ السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کمی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بُكْرٌ وَ ثِيَّبٌ جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بیکو ہوگی اور دوسری بیوہ چنانچہ یہ الہام جو بُكْرٌ کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پر اس بیوی سے موجود ہیں۔ اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔“

(تریاق القلوب ص ۳۲۲ ضمیر انجام آقہم ص ۱۲۱ تذکرہ ص ۳۹)

تبصرہ

مرزا قادیانی کے بقول اسے یہ الہام ۱۸۸۱ء میں ہوا جیسا کہ تذکرہ کے حاشیہ میں لکھا ہے اس الہام کو پورا کرنے کیلئے مرزا نے ۱۸۸۲ء میں نفرت جہاں بیگم سے شادی کی جو کہ بُكْرٌ یعنی کنواری تھی اب خدائی وعدہ کے مطابق ایک بیوہ عورت سے بھی شادی ضروری تھی۔ چنانچہ مرزا صاحب محمدی بیگم کے خاوند سلطان بیگ کے انتقال اور محمدی بیگم کے ان کے نکاح میں آنے کی پیشگوئی کرتے رہ گئے۔ اور محمدی بیگم کو بیوگی کی حالت میں اپنے جمالہ عقد میں لانا اسے نصیب نہ ہوا اور یہ غم لئے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور یہ ”ثیبٌ“ بیوہ والی پیشگوئی صاف طور پر جھوٹی ثابت ہوئی اور اس کی ذلت و رسولی کا باعث ہوئی کیونکہ محمدی بیگم کے علاوہ اور کوئی ”بیوہ“ عورت بھی تو مرزا کے نکاح میں نہ آئی تھی۔

محمدی بیگم شیب کا مصدق اق ہے اس پر مرزا کو یقین نہ تھا:

مرزا غلام احمد نے اللہ کے نام پر یہ وحی گھڑی کہ احمد بیگ پہلے تمہیں دامادی میں قبول

کرے (نہ کہ سلطان محمد کو) دیکھئے (روحانی خراں ج ۵۲ ص ۵۷)

اس کا بیوہ ہونے کی حالت میں مرزا کے نکاح میں آتا یہ ایک دوسرے درجے کی بات تھی لیکن جب اس کا نکاح سلطان محمد سے ہو گیا تب اس نے ہیب کا مصدق محمدی بنیکم کو نٹھرہایا اور اگر اس کا پہلا خیال ہی درست ہوتا اور محمدی بنیکم پہلے اس کے نکاح میں آتی تو بھی اس کا یہ الہام غلط ہوتا کہ باکرہ تو آگئی اور ہیب کا الہام پھر بھی پورا نہ ہوا۔

ازال بعد مرزا کا یہ الہام بڑا واضح بغیر کسی شرط کے رہا ہے اس لئے یہاں کسی تاویل کی مجبوائر نہیں ہے۔ لیکن قربان جائیے تذکرہ کے مرتب پر کہ اس نے اپنے شیطان کی مدد سے ایک عجیب و غریب تاویل گھری اور اس کے وہ متنی بیان کئے جو مرزا غلام احمد کو کبھی نہ سوچتے تھے مرتب نے حاشیہ لگاتے ہوئے لکھا:

”یہ الہام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المؤمنین (نصرت چہاں بنیکم مراؤ ہے..... تاقل) کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بکو یعنی کنواری آئیں اور ہیب یعنی بیوہ رہ گئی۔“

(غاسار مرتب تذکرہ ص ۳۹ در حاشیہ)

مرزا نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں ایک عورت سے شادی کروں گا جو باکرہ ہو گی اور میرے بعد پیٹھے رہ جائے گی مرزا نے توصاف الفاظ میں دو عورتوں سے شادی کا لکھا تھا اس الہام کی تاویل کرنے والے حاشیہ نگار اور دوسرے مرزا یوں کا حال دیکھیں کہ خدا کا خوف کرنے اور لوگوں سے شرم و حیا کرنے، مرزا کو جو ہٹانے کی بجائے، مرزا کا دفاع کرنے اور لوگوں کو پھوپھو والی باتوں سے بہلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن میں یقین فرمایا ہے۔ ختم اللہ علیٰ قلوبہم و علیٰ سماعہم و علیٰ ابصارہم غشاۃ و لہم عذاب عظیم۔ (البقرۃ)

آٹھویں پیشگوئی: (ریل گاڑی کا تین سال میں چلنा)

امام مہدی اور سعیج موعود کی علامات اور نشانیاں بیان کرتے ہوئے مرزا قادریانی نے ایک نشانی یہ بیان کی ہے۔ کہ مکہ مکرہ اور مدینہ منورہ میں تین سال کے اندر ریل گاڑی (Train) چل جائے گا۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمه اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی کیونکہ وہ ریل جو مشق سے شروع ہو کر مدینہ میں آئے گی وہی مکہ معظمه میں آئے گی۔ اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائے گا۔ تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہیں یک دفعہ بے کار ہو جائیں گے اور ایک عظیم انقلاب عرب اور بلاادشام کے سفروں میں آجائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بداؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں۔“

(تحفہ کوڑا ویس ۱۹۰۳ء اردو حافی خزانہ جلد ۷ ص ۱۹۵)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا ریل گاڑی (Train) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان چل گئی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا یہ پیش گوئی جھوٹی ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کی ذلت و رسائل کا باعث ہوئی یا نہیں۔

یاد رہے کہ یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق ۱۹۰۵ء میں یہ ریل گاڑی چل جانی چاہئے تھی۔ ۹۲ سال اور پر گزر گئے اور وہ ریلی گاڑی ابھی تک نہ چل سکی۔ بلکہ جو گاڑی شام سے مدینہ منورہ تک چلنی تھی وہ بھی اس جھوٹے سمجھ کی خوست کی وجہ سے بند ہو گئی۔

نویں غلط پیش گوئی

غلام حلیم کی بشارت

مرزا صاحب نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کو مصلح موعود عمر پانے والا اکائن اللہ نزل من السماء (گویا خدا آسمانوں سے اتر آیا) وغیرہ الہامات کا مصدقہ بتایا تھا اور وہ نابالغی کی حالت میں ہی مر گیا۔ اس کی وفات کے بعد ہر چہار طرف سے مرزا صاحب پر ملامتوں کی بوچھاڑ، اور اعتراضات کی بارش ہوئی تو انہوں نے پھر سے الہامات گھڑنے شروع

کئے تاکہ مریدوں کے جلے بھئے کلیجوں کو ٹھنڈک پہنچے۔

۱۶ ستمبر ۱۹۰۴ء کو الہام سنایا:

”انا نبشرك بغلام حليم۔“ (البشری جلد ۲ ص ۱۳۲)

اس کے ایک ماہ بعد پھر الہام سنایا:

”آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہو گا:

انا نبشرك بغلام حليم۔ ہم تجھے ایک حليم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ ینزل منزل المبارک۔ وہ مبارک احمد کی شبیہ ہو گا۔“

(البشری جلد ۲ ص ۱۳۶)

چند دن بعد پھر الہام سنایا:

”ساحب لک غلاماً ز کیا۔ رب هب لی ذریۃ طيبة۔

انا نبشرك بغلام اسمه یحییٰ۔ میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔“ (البشری جلد ۲ ص ۱۳۶)

ان الہامات میں ایک پاکیزہ لڑکے مسٹی یحییٰ جو مبارک احمد کا شبیہ قائم مقام ہونا تھا، کی پیش گوئی مرقوم ہے اس کے بعد مرزا کے گھر کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا اس لئے یہ سب کے سب الہامات افتاء علی اللہ ثابت ہو گئے۔

وسیں غلط پیش گوئی

قادیانی کا طاعون سے محفوظ رہنا

مرزا قادیانی کے زمانہ میں ہندوستان میں طاعون پھیلا مرزا نے پیش گوئی کی تھی کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ قادیانی طاعون سے محفوظ رہے گا۔

مرزا کے الفاظ یہ تھے:

(۱) ما کان اللہ لیعذیہم وانت فیہم۔ انه اوی القریۃ۔ لو لا الاکرام لھلک المقام۔ خدا ایسا نہیں ہے کہ قادیانی کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں

رہتا ہے۔ وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست بردا اور اس کی تباہی سے بچائے گا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مدنظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔
(ذکرہ ص ۳۶)

(۲) اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔

(دالخ البلاء ص ۲۲۵-۲۲۶۔ خ جلد ۱۸ ص ۵-۶)

(۳) تیسرا بات جواس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں ہے گوستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ (دالخ البلاء ص ۱۸۔ خ جلد ۱۸ ص ۷)

یہ پیشگوئی بھی دوسری پیشگوئیوں کی طرح جھوٹی ثابت ہو کر مرزا قادیانی کی ذلت و رسوانی کا باعث بنی، قادیان جو بقول قادیانی "رسول کا تخت گاہ" بھی تھا، طاعون سے محفوظ نہ رہ سکا۔

پیش گوئی غلط ثابت ہونے کا اقرار

مرزا قادیانی کے قلم سے

(۱) اس جگہ زور طاعون کا بہت ہورہا ہے۔ کل آٹھاً دی مرے تھے اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے۔ (مرزا قادیانی کا مکتوب محرر ۱۹۰۳ء اپریل ۱۹۰۴ء)

(۲) قادیان میں ابھی تک کوئی نمایاں کی نہیں ہے۔ ابھی اس وقت جو لکھ رہا ہوں ایک ہندو یہ جتنا نام جس کا گھر گویا ہم سے دیوار بہ دیوار ہے چند گھنٹے پیارہ کر رائی ملک عدم ہوا۔ (مکتوبات احمد یہ جلد ۷۶ نمبر چہارم ص ۱۱۶)

(۳) مخدومی مکرمی اخویم سینئر صاحب سلم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ.....! اس طرف طاعون کا بہت زور ہے ایک دو مشتبہ وارداتیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں چند روز ہوئے ہیں میرے بدن پر بھی ایک گلٹی نکلی تھی۔ (مکتوبات احمد یہ جلد ۷۶ نمبر اول مکتوبات نمبر ۳۸)

(۴) اے خدا ہماری جماعت سے طاعون کو اخھا لے۔

(اخبار بدر قادیان ۱۹۰۵ء میں ۲۳ مئی) (۳۲۵ ص)

(۵) قادیان میں طاعون آئی اور بعض اوقات کافی سخت حملے بھی ہوئے مگر اپنے وعدہ کے مطابق خدا نے اس تباہ کی ویرانی سے بچایا جو اس زمانہ میں دوسرے دیہات میں نظر آ رہی تھی پھر خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کے مکان کے ارد گرد بھی طاعون کی تباہی دکھائی اور آپ کے پڑو سیوں میں کافی موتنی ہوئیں۔

(سلسلہ احمدیہ جلد اول ص ۱۲۲)

(۶) ایک دفعہ کی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔

(ہدیۃ اللہی ص ۲۳۲ ر۔ خ جلد ۲۲ ص ۲۲۲)

(۷) اعلان۔ چونکہ آج کل ہر جگہ مرض طاعون زور پر ہے اس لئے اگرچہ قادیان میں نبٹا آرام ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برعایت اسباب برا مجع جمع ہونے سے پرہیز کیا جائے..... اور اپنی اپنی جگہ خدا سے دعا کرتے رہیں کہ وہ اس خطرناک احتلاء سے ان کو اور ان کے اہل و عیال کو بچاوے۔ (اخبار بدر قادیان ۱۹۰۳ء دسمبر) یوں مرزا قادیانی کو دوسری بے شمار پیش گوئیوں کی طرح اس پیش گوئی میں بھی ذلت نصیب ہوئی۔ تلک عشرہ کلمہ۔

فتوث: یہ چند پیشگوئیاں بطور نمونہ پیش کی ہیں جو تمام کی تمام جھوٹی نکلیں لیکن قادیانی کے بیان کردہ اپنے معیار کے مطابق کسی ایک میں جھوٹنا لکھنا ہی اس کی رسائی اور جھوٹنا ثابت ہونے کیلئے کافی ہے۔

کذب مرزا چوہنی جہت سے

مرزا کی شاعری

یہ بات ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ نبی شاعر نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے جواب میں فرمایا: وَمَا عَلِمْنَا الشَّغْرَ وَمَا يَشْبَهُ لَهُ۔ اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور وہ آپ کیلئے شایان شان بھی نہیں..... اور اسی طرح قرآن کے بارے میں

فرمایا: وَمَا هُوَ بِقُولٍ شَاعِرٌ۔ (اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں)

الغرض! یہ بات طے ہے نبی شاعر نہیں ہوتا، اور جو شاعر ہو وہ نبی نہیں ہو سکتا اس قاعدے کی رو سے ہونا یہ چاہیے کہ مرزا قادری بھی شاعر نہ ہوتا اور کوئی شعر اس کی زبان سے نہ نکلتا۔ لیکن غور کرنے سے پتا چلا کہ وہ صرف شاعر نہیں بلکہ مجرمانہ شاعری کامی ہے۔ اس نے اپنی صداقت کے لئے قصیدہ اعجازیہ لکھا ہے۔ اور اس کا بہت سامنظوم کلام درمیش نامی مجموع کی صورت میں شائع ہو چکا ہے، تو خدا کی قدرت کہ مرزا کی بھی شاعری اس کے کذب کا کھلانشان بن گئی۔ شاید مرزا کو اس حقیقت کا پتا نہیں تھا ورنہ اپنی خود ساختہ نبوت کی صداقت میں شعر کہنا ہی چھوڑ دیتا اور جو کہے تھے انہیں بھی ضائع کرادھا افسوس، صد افسوس۔

مرزا یوں کی پویشانی!

جب مرزا یوں کے سامنے مرزا کے کذب کی یہ دلیل پیش کی جاتی ہے تو وہ بڑی بے غیرتی کے ساتھ جواب دیتے ہیں کہ حضرت صاحب نے شعر کہے تو کیا ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو شعر کہتے تھے۔ جیسے آپ نے ایک موقع پر انگلی رخی ہونے پر فرمایا:

هَلْ أَنْتَ إِلَّا أَصْبَحْتَ دَمِيَتْ - وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتْ۔ اسی طرح اللهم لا عيش الا عيش الآخرة فاغفر الانصار والمحاجرة تو اس سلسلہ میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات اصطلاحاً شعر کی تعریف میں نہیں آتے یہاتفاقیہ بلا ارادہ موزوں ہو گئے۔ کیونکہ شعر کی تعریف یہ ہے: هو کلام موزون یقصد به۔ یعنی شعر میں قصد و ارادہ شرط ہے۔ برخلاف مرزا کے اشعار کے کوہ باقاعدہ اور بالارادہ کہے گئے ہیں بلا شک یہ اشعار مرزا کے دجال اور کذاب ہونے کی زبردست نشانیاں ہیں نیز جو چیز اصل متبع کے لئے عیب ہو وہ تالیح ظل اور بروز کے لئے خوبی بلکہ دلیل نبوت و صداقت کیسے بن گیا۔ فیاللتعجب!

(کیا حضور نے بھی اپنی صداقت کیلئے اشعار پیش کئے تھے؟)

کذبِ مرزا کی پانچویں جہت

مرزا کی وحی والہام متعدد زبانوں میں

اللہ تعالیٰ کی یہ سنتِ رحمی ہے کہ جو رسول جس قوم کی طرف بھیجا جائے۔ اس پر اسی کی زبان میں وحی نازل ہو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی اصول کا فرمارہا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول تو بھیجا گیا ہو عبرانی قوم میں، اور اس پر وحی آتی ہو سریانی زبان میں، اسی وجہ سے قرآن میں فرمایا گیا: **وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِّبَلَّانِ قَوْمَهُ لِيبِيِّنَ لَهُمْ**۔ (پ ۱۲۳ الہرام: ۳) اور ہم نے تمام چیخبروں کو انہیں کی قوم کی زبان میں چیخبر بنا کر بھیجا تاکہ ان سے بیان کریں۔“

اب دیکھئے کہ اگر مرزا قادیانی خدا کا نبی تھا تو اس پر بھی اللہ کی سب سعی مسٹرہ کے مطابق صرف پنجابی یا اردو میں وحی نازل ہونی چاہیئے تھی مگر مرزا نبیوں کے قرآن (تذکرہ) کے اندر وہ زبانوں میں مرزا کی وحیاں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ تعددِ اللہتہ عی مرزا کے کذاب ہونے کی صریح دلیل ہے اور پھر سونے پر سہا گہ یہ کہ مرزا پر بعض ایسی زبانوں میں بھی شیطانی وحی ہوئی ہے جن کو وہ خود بھی نہ جانتا تھا، اور اپنی وحیوں کے ترجیحے دوسروں سے سمجھتا تھا یہ بھی اس کے جھوٹے ہونے کی کمی دلیل ہے۔

سمی لاحاصل

اپنے حضرت صاحب سے اس الزام اور اعتراض کو دفع کرنے کیلئے مرزا کی دو باتیں کہتے ہیں، جن کی حدیثت سمی لاحاصل سے زیادہ ہیں ہے۔

پہلی بات: متعدد زبانوں میں وحی ہوتا مرزا کے کمال کی دلیل ہے کیونکہ جتنی زیادہ زبانوں میں وحی ہوگی۔ وہ اس نبی کے کامل اور وسیع الامت ہونے کی دلیل ہوگی۔

جواب: بنیادی طور پر یہ بات ہی غلط ہے کہ متعدد زبانوں میں وحی کمال کی نشانی ہے جیسا کہ پہلے قرآن شریف کے حوالہ سے گزر چکا ہے اگر بالفرض کمال مان بھی لیں تو یہ کمال

اس وقت کمال سمجھا جائے گا جب وہ نبی ہر ایک دھی کو خود سمجھتا بھی ہو اور یہ بات مرزا قادیانی میں ناپید تھی کیونکہ وہ خود اپنی بہت سی وحیوں کو غیر زبان میں ہونے کی وجہ سے نہیں سمجھ سکتا تھا۔

دوسری بات: مرزا قادیانی چونکہ انٹریشنل (بین الاقوامی) نبی تھا اس لئے اس پر متعدد زبانوں میں دھی آئی الہند اکوئی شخص کی بات نہیں۔

جواب ۱: ہمارا مرزا نبویوں سے سوال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو یہیں الاقوامی نبی تھے ان پر کیوں کئی زبانوں میں دھی نہ آئی؟ یہ عجیب بات ہے کہ اصل نبی سے بروزی نبی سبقت لے جائے؟

جواب ۲: اگر مرزا بین الاقوامی نبی تھا تو پھر دنیا کی ساری ہی زبانوں میں اس پر دھی آئی چاہیے تھی، زن لی تعداد تقریباً ساڑھے چار ہزار ہے ان دس زبانوں میں کیا خصوصیت تھی جو مرزا کی دھی بننے کی سعادت سے مشرف ہوئیں؟ اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ مرزا پر بہت سی وحیاں ایسی بھی آئیں جو لفظی اور لغوی غلطیوں سے پر تھیں اگر یہ وحیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتیں تو ان میں کوئی غلطی نہ ہوئی چاہیے تھی۔

حاصل یہ نکلا کہ ہر ایک اعتبار سے مرزا جھوٹا تھا مرزا کی کچھ بھی کوشش کر لیں اپنے جھوٹے نبی کو جھا کرنے میں قیامت تک کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ان شاء اللہ!

مرزا کے کذب کی چھٹی جہت

مولانا شاء اللہ امرتسری کے ساتھ آخري فیصلہ

حضرت مولانا شاء اللہ امرتسریؒ اہل حدیث مکتبہ فکر کے بڑے عالم اور حدیث میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے ریقا دیانیت پر زبردست کام کیا ہے وہ موقع بموقعہ مرزا قادیانی کی تحریریوں اور لغویات وغیرہ کا پرزور دکرتے رہتے تھے، اور مرزا کا ناطق بند کر رکھا تھا۔ جب بالکل پانی سر سے گذر گیا اور مرزا قادیانی کی بوکھلا ہٹ حد سے تجاوز کر گئی تو اس نے عاجز آ کر آخري فیصلہ کے طور پر ایک اشتہار شائع کیا جس کا متن حسب ذیل ہے:

”بخدمت مولوی شاء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفہیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مرد و کذاب، ”جال“ مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں..... میں نے آپ سے بہت وکھاٹایا اور صبر کرتا رہا..... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا..... اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا تعالیٰ کے مکالہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں۔ تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ ہم اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک یا ماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یادگی کی بنا پر پیشگوئی نہیں، بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے..... بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

(الراقم.....مرزا غلام احمد.....۱۵۔ اپریل ۱۹۰۸ء)

مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۹)

خدائی فیصلہ

مذکورہ بالاشتہار اور دعا کی اشاعت کے تھیک ایک سال ایک ماہ اور گیارہ دن بعد یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادری لاهور میں بفرض ہیضہ مر گیا۔ جب کہ مولانا شاء اللہ صاحب مرزا کی موت کے چالیس سال بعد تک بقید حیات رہ کر مرزا کے بدترین جھوٹے ہونے کا اعلان فرماتے رہے۔ اس طرح خود مرزا کے اقرار و اعتراض کے بوجب اللہ تعالیٰ نے مرزا کو ”کذاب، مفسد و جال قرار دلوایا۔

مرزا نیوں کی تاویل

اس بارے میں اپنے حضرت صاحب کا دفاع کرتے ہوئے مرزا ایسے کہہ کر اپنے دل

کو تسلیم دینا چاہتے ہیں کہ مرتضیٰ نے اپنی تحریر کے ذریعہ مولانا شاہ اللہ صاحب کو مبارکہ کی دعوت دی تھی چونکہ مولانا شاہ اللہ صاحب مبارکہ کے لئے تیار نہ ہوئے اس لئے مرتضیٰ کا ان کی زندگی میں مرتضیٰ جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

تاویل کی رکاکت

اس بے جوڑ اور جھوٹی تاویل کی رکاکت ثابت کرنے کے لئے ہمیں دو جواب یاد رکھنے چاہیں:

(۱) مرتضیٰ کی تحریر میں کہیں دور دور تک مبارکہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ اس کی محض یک طرفہ دعا ہے اس سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ حضرت مولانا شاہ اللہ صاحب[ؒ] نے اس کے مبارکہ کو قبول نہیں کیا پھر کچی بات تو یہ ہے کہ مولانا شاہ اللہ صاحب نے تو بار بار اس ملعون کو مبارکہ کی دعوت دی مگر ہمیشہ وہ ان کا سامنا کرنے سے گریز کرتا رہا۔ اسی وجہ سے مولانا ظفر علی خان نے کہا تھا۔

وہ بھاگتے ہیں اس طرح مبارکہ کے نام سے
فرار کفر جس طرح ہو بیت الحرام سے

(۲) مولانا شاہ اللہ صاحب[ؒ] مرتضیٰ کے مرنے کے بعد بھی اپنے قادیانیت مخالف نظریہ پر بختی سے جنمے رہے۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۱۲ء میں میر قاسم علی قادریانی سے تحریری مناظرہ کیا جس میں ایک سکھ سردار بچن سکھ کو سر پنج مقرر کیا گیا تھا اور ہر فریق سے تین، تین سو روپیے جمع کرائے گئے تھے۔ سر پنج نے فیصلہ مولانا شاہ اللہ صاحب[ؒ] کے حق میں کیا اور وہی انعام کے مستحق قرار دیے گئے۔ لہذا یہ کہنا ہرگز درست نہیں ہو سکتا کہ مولانا شاہ اللہ صاحب اپنی بات سے یہچہ بہت گئے تھے بہر حال یہ حقائق اس بات کی شہادت کے لئے کافی ہیں کہ مرتضیٰ کا مولانا شاہ اللہ صاحب[ؒ] کی حیات میں بفرض ہمیشہ مرتضیٰ اس کے کذاب ہونے کی چیتی جاتی دلیل ہے۔

۱۔ فالٹ نے وہ چھ صدر روپیہ مولانا شاہ اللہ صاحب کے نواٹے کیا اور مولانا مرحوم نے اس رقم سے وہ تحریری مناظرہ [ؒ] قارئ قادیانی کے نام سے شائع کر دیا جو آج بھی دستیاب ہے۔ فاعلبر و اہا اولی الابصار۔

ایک ضمیمنی بحث

مرزا کی موت بمرض ہیضہ

مرزا بیوں کے سامنے اگر یہ سچائی بیان کی جائے کہ ان کا جھوٹا نبی ہیضہ کی حالت میں دنیا سے سدھارا تھا تو ان کا پارہ حد سے تجاوز کر جاتا ہے اور وہ پوری قوت کے ساتھ اس روشن حقیقت کو جھللانے کی کوشش کرتے ہیں لہذا مسلمان مناظر کو اپنے دعویٰ کی دلیل کے طور پر درج ذیل دو اہم حوالے یاد رکھنے چاہئیں، اور موقع پڑنے پر انہیں پیش کرنا چاہیے۔

حوالہ نمبر ۱: سیرۃ المہدی میں تحریر ہے:

”والده صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا، مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے، اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی، اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفیع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا، میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی ہی پر لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کیلئے بینہ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا، مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا، اور آپ وہیں بینہ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے۔ اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا۔ پھر آپ کو ایک تھی آئی جب آپ تھے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹنے لیٹنے پشت کے مل چارپائی پر گر گئے۔ اور آپ کا سر چارپائی

کی لکڑی سے گلرایا اور حالت دگر گوں ہو گئی۔“

(سیرۃ المهدی ج ۱ ص ۱۶۷)

اس حوالہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کی موت ہیضہ سے ہی ہوئی کیونکہ تے اور دست کا اجتماع ہی اطباء کے بزدیک ہیضہ کھلاتا ہے۔

جادو وہ جو سرچڑھ کر بولے

حوالہ نمبر ۲: اپنے مرض الموت میں ایک مرتبہ مرزا نے اپنے مسر میر ناصر نواب کو بلا کر کہا۔ ”میر صاحب مجھے وباٰی ہیضہ ہو گیا ہے۔“ (حیات ناصر ص ۱۳)

مرزا نے کچھ طب کی کتابیں پڑھ رکھی تھیں اس لئے اس کا اپنے مرض کی تشخیص کرنا بہر حال صحیح مانا جائے گا اور اس کے ہیضہ سے مرنے میں اس کے اپنے واضح اقرار کے بعد کسی تاویل کی گنجائش نہ ہوگی۔

عذر لینگ

اتنے مضبوط دلائل اور روشن حقائق کے باوجود مرزا کی اپنی کھسیاہت دور کرنے کے لئے حب ذیل پھر اور بودی تاویل کا سہارا لیتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

”ریل گاڑی میں وباٰی مرض سے مرنے والے شخص کی لاش لے جانا منوع ہے حالانکہ مرزا کی لاش لاہور سے قادیان بذریعہ ریل لائی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب وباٰی ہیضہ سے نہیں مرے تھے۔“ (دیکھیے محمد دا ظلم ج ۲ ص ۱۳۱)

سبحان اللہ: اس شاندار ہدیت کی توجیہ پر مرزا نیوں کی اندری عقیدت اور ہدیت دھری کی خوب داد دینی چاہیے، ہر صاحب عقل اندازہ لگا سکتا ہے کہ دنیا میں بے شمار کام خلاف قانون ہوتے ہیں۔ اور جہاں سفارش، چاپلوی، کاسہ لیسی اور دولت کی ریل ہیل ہو وہاں تو یہ چیزیں کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتیں۔ ہو سکتا ہے مرزا کے کسی مرید نے جھوٹ بول کر یا رشت دے کر ریلوے حکام سے لاش لے جانے کی اجازت حاصل کر لی ہو بلکہ اجازت کی کیا ضرورت اس وقت انگریزی حکومت تھی اور مرزا قادیانی بقلم خود انگریز کا خود کاشتہ پوادھا، تو انگریز گورنمنٹ

اگر اپنے خود کاشتہ پوے کی لاش کو ریل میں نہ جانے دیتی تو اور کس کو جانے دیتی وہ قانون ممانعت مرزا ہے (خود کاشتہ) پوتوں کے لئے نہ بنا یا گیا تھا اس لئے اس کی لاش لے جانے سے مرزا کے بھروسی ہی نہ مر نے پر استدال کرنا سارا حفاظت ہی کہا جائے گا۔

رحمت الہی

دیکھئے خود میر ناصر نواب کس طرح سرکار انگریزی کو رحمت الہی قرار دیکر اس مشکل کا حل بیان کر رہے ہیں:

”ایک طرف تو ہم پر آپ کے انتقال کی مصیبت پڑی تھی دوسری طرف لاہور کے شورہ پشت اور بد معاش لوگوں نے بڑا غل غباڑہ اور شور و شر پا کیا تھا اور ہمارے گمراہ کو گھیر رکھا تھا کہ ناگہاں سرکاری پولیس ہماری حفاظت کیلئے رحمت الہی سے آئنچی اور اس نے ہمیں ان شریروں کے دست تظلم سے بچا کر بحفاظتِ تمام ریلوے اسٹیشن تک پہنچا دیا ہم سرکار دو تبدار انگریزی کے نہایت شکر گزار ہیں جس نے ہمیں امن دیا اور ہمارے کمینہ و شمنوں سے ہمیں بچایا۔“ (حیات ناصر ۱۳، ۱۵)

زندگی کا ایک ہی سچ

مرزا اپنے تو زندگی بھر جھوٹ بولتا رہا، لیکن ایک بات اس نے صرف کہی ہی نہیں بلکہ سچی کر دکھائی۔ اس نے ایک مرتبہ اکٹھاف کیا کہ ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے جب اس نے یہ بات کہی تو کوئی نہیں سمجھ سکا کہ مرزا صاحب کیا بکواس کر رہے ہیں لیکن آخری عمر میں اس نے مولانا شناہ اللہ کے خلاف اشتہار میں جب اپنے دجال ہونے کا اقرار کر لیا اور پھر مرنے کے بعد اس کی لاش ریل پر چڑھا کر قادیان لائی گئی تو لوگوں کو ہماچلا کہ مرزا نے ریل گاڑی کو دجال کا گدھا کیوں کہا تھا؟

مرزا کامبہلوں کا ڈھونگ

مرزا نجیب نے بھولے بھالے مسلمانوں کو دام تزویر میں پھنسانے کے لئے کافی عرصہ سے مبلہ کا ڈھونگ بھی رچا رکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی مبلہ کے اعلانات مرزا کے جھوٹے، مفتری اور کذاب ہونے کی لازوال نشانی بن گئے ہیں جس کا کچھ اندازہ درج ذیل تفصیلات سے لگایا جاسکتا ہے:

حضرت مولا نا عبد الحق غزنویؒ اور مرزا قادیانیؒ کے درمیان مقابلہ

۱۰ اذیقعدہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء کو امرتسری عید گاہ میں مرزا قادیانی اور مشہور عالم دین حضرت مولا نا عبد الحق صاحب غزنویؒ کے مابین روپر و مقابلہ ہوا، مولا نا نے مقابلہ اس امر پر کیا کہ مرزا اور اس کے تبعین سب مجال، کافر، مخد اور بے دین ہیں۔ واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مرنے سے سات ناہ ۲۲ دن قبل ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو یہ اصول بیان کیا تھا کہ:

” مقابلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔“ (ملفوظات ج ۹ ص ۲۲۰)

خدا کی مشیت کرائی اصول کے مطابق مرزا قادیانی مولا نا غزنویؒ کی زندگی میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل بہرمنی ہیضہ ہلاک ہو گیا۔ اور مولا نا غزنوی اس کے بعد پورے ۹ سال بقید حیات رہے ۱۲ مئی ۱۹۱۷ء کو راہی ملک بقا ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمة واسعة۔ اس اعتبار سے مرزا قادیانی خود اپنے مقابلہ اور بیان کردہ اصول کے مطابق جھوٹا اور مفتری قرار پایا اس کے بعد مرید کسی شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

حضرت مولا نا شناہ اللہ امرتسریؒ کے ساتھ آخري فیصلہ

گزشتہ اور اق میں تفصیل آجھی ہے کہ مرزا نے کس لجاجت کے ساتھ اور گزگزار کریں دعا کی تھی کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے چنانچہ اس کی یہ دلی تمنا پوری ہوئی اور خود اپنی کی دعا کے بوجب الشحتالی نے اسے مولا نا امرتسریؒ کی زندگی میں ہلاک

کر کے اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت مہیا فرمادی۔ قائد اللہ علی ذلک۔ اور مولا نا شاء اللہ امر تریٰ مرتزا کی موت کے ۲۱ سال بعد تک مرتزائیت کے بخ و بن اکھاڑنے کی عظیم خدمت انجام دیتے رہے۔

مرزا کی دعوت مباهله اور پھر اس سے توبہ نامہ

مرزا غلام احمد قادریانی نے اپنی کتاب 『انجام آئھم ہے』 میں ملک کے دوسو سے زیادہ علماء و مشائخ کو مباهله کی دعوت دی جو ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی جس میں تیرے نمبر پر قاطع مرتزائیت مولا نا محمد حسین بیالوی کا بھی نام تھا اس کے جواب میں مولا نا محمد حسین بیالوی نے ۴ عدالت ضلع گورداں پورہ میں مرزا کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ کہ یہ شخص مباهله کا چیخنگ دے کر مجھے پریشان کرتا ہے۔ مقدمہ کی کارروائی چلتی رہی بالآخر فروری ۲۲ ۱۸۹۹ء کو جے، ایم، ڈولی ڈپٹی کمشٹر ضلع گورداں پور کی عدالت میں مرزا قادریانی کو گلو خلاصی کے لئے ایک طویل توبہ نامہ تحریر کرنا ارادہ جس کی شق نمبر ۵ پڑھیے اور مرزا کی رسواں پر سرد ہنسنے۔

توبہ نامہ

”میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولا نی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا ہیر و کواس امر کے مقابلہ کے لئے بلاؤں کو وہ خدا کے پاس مباهله کی درخواست کریں تاکہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔“

اس کے بعد چھٹی شق بھی ملاحظہ کریں!

”جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریق پر کار بند ہونے کا میں نے دفعہ نمبر ا، نمبر ۲، نمبر ۳، نمبر ۴ اور نمبر ۵ میں اقرار کیا ہے۔“

اس مباهله سے توبہ نامہ کے بعد اولاد تو تکذیب مرتزا میں کوئی بھک نہ رہنا چاہیے اس

لئے کہ مباهله کی دعوت دے کر اس سے توبہ سوائے جھوٹے شخص کے کوئی نہیں کر سکتا۔ دوسرا یہ کہ سارے مرزاں کو اپنے ہو حضرت صاحب ہے کی توبہ کا لحاظ کرتے ہوئے قیامت تک کے لئے مباهله کے ڈھونگ کا سلسلہ ختم کر دینا چاہیے۔ ورنہ یہ لازم آئے گا کہ یا تو مرزا دجال، مفتری ہے یا اس کی توبہ ناقابل اعتبار ہے۔ مگر انہوں مرزاں کی اپنے اس محظوظ ڈھونگ سے باز نہیں آئے بلکہ مرزا کی ہلاکت کے بعد اس کے جانشینوں کی جانب سے مرزا کے اس فیصلے کی مخالفت برابر جاری ہے۔ ان کی طرف سے دعا کو مبالغہ کا نام دینے کا دھلاب بھی جاری ہے۔ مرزا طاہر آجکل بھی کر رہا ہے حالانکہ مباهله فریقین کا ایک جگہ جمع ہو کر دعا کرنے کا نام ہے۔

(دیکھئے عبارت روحاںی خزانہ اص ۲۰، انعام آنحضرت ص ۳۰ حاشیہ)

مرزا غلام احمد کے کذب کے ان چھ نمبروں کو خوب یاد رکھیں جس طرح تبلیغی محت کے چھ نمبر ہیں، یہ رد قادیانیت کے چھ نمبر ہیں۔

ضمیمه بحث مباهله

مرزا طاہر احمد کی طرف سے دعوتِ مباهله اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کا جواب

چنانچہ قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے بھی چند سال قبل دنیا بھر کے علماء کو مباهله کی دعوت دی، بحمد اللہ حافظین ختم نبوت علماء اسلام نے علمی و عملی طور پر اس کا جواب دیا، اسی سلسلہ میں رقم المطورو احمد چنیوٹی نے مرزا طاہر احمد کو اس کی طرف سے دعوتِ مباهله کے جواب میں ایک مکتوب بیجا تھا۔ یہ مکتوب ۱۹۸۸ء کو بذریعہ رجسٹری بیجا گیا۔ اور اس کے بعد ۲۳ دن تک جواب کی مہلت دی گئی تھی مگر مرزاں کی طرف سے حسب معمول کوئی جواب نہیں آیا وہ مکتوب حسب ذیل ہے۔ جو اپنے اندر قسمی معلومات کا خزینہ رکھتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:



جواب مرزا طاہر احمد صاحب سربراہ جماعت مرزاں

السلام على من اتبع الهدى، اما بعد !

آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے چوتھے جانشین ہیں۔ آپ کے دادا مرزا غلام احمد

قادیانی نے جب اپنے تمام دعاوی جھوٹے پالیے تو انہوں نے دلائل میں بکست کھانے کے بعد مبہلہ کا حربہ استعمال کیا اور اپنی کتاب ﴿انجام آئھم﴾ مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں ملک کے دو صد سے زائد علماء و مشائخ کو مبہلہ کی دعوت دی جس میں تیسرے نمبر پر مولانا محمد حسین بیالوی مرحوم کا نام بھی موجود ہے۔ چنانچہ اس کتاب کی اشاعت کے دو سال بعد مولانا محمد حسین بیالوی مرحوم کی درخواست پر جے۔ ایم۔ ذوئی ڈپی کمشنز پلٹ گوردا سپور کی عدالت میں ۲۳ فروری ۱۸۹۹ء کو مرزا صاحب کو ایک طویل توبہ نامہ تحریر کرنا پڑا جس کی شق نمبر ۵ یہ تھی۔

مرزا غلام احمد کا توبہ نامہ

”میں اس بات سے بھی پر ہیز کروں گا کہ مولوی ابو حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاوں کو وہ خدا کے پاس مبہلہ کی درخواست کریں تاکہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔“
اس کے بعد جھٹیں یہ ہے:

”جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریقی کار پر کار بند ہونے کا میں نے دفعہ نمبر ۱، ۲، ۳، ۴ اور ۵ میں اقرار کیا ہے۔“

اس اقرار اور توبہ نامہ کے مطابق مرزا جماعت کا ہر فرد جو مرزا قادیانی پر ایمان رکھتا ہے پابند ہے کہ وہ کسی کو مبہلہ کی دعوت نہ دے۔

قادیانی جماعت نے اس توبہ نامہ کی ذلت و رسائی پر پردہ ڈالنے کی خاطر جب پھر مبہلہ کا پروپیگنڈا شروع کیا اور سادہ لوح عموم کو مرزا کی کتاب ﴿انجام آئھم﴾ دکھا کر گراہ کرنے کی کوشش کی تو راقم نے اتمام جنت کی خاطر ۲ جنوری ۱۹۵۲ء کو آپ کے والد مرزا شیر الدین محمود احمد کو مبہلہ کی دعوت دی تصفیہ شرائط اور دیگر امور طے کرنے کے لئے خط و کتابت اور اشتہار و رسائل کا سلسلہ تقریباً سات سال تک چلتا رہا، آخر کار جملہ شرائط پوری ہو جانے کے بعد ۲۶ فروری ۱۹۶۳ء عید الفطر کا دن طے کیا اور دریائے چناب کے دو پلوں کے درمیان

(چکی) مقام مبلہ مقرر کیا۔ راقم الحروف معہ اپنے رفقاء حسب اعلان ۲۶ فروری ۱۹۷۳ء عید الفطر کے دن مقام مبلہ پر چکی گیا اور عصر کی نماز تک انتظار کرتا رہا لیکن آپ کے والدہ آئے اور میں نے بد دعا کر دی اس طرح خدا کی یہ آخری جلت بھی ان پر پوری ہو گئی۔ اس طرح اتمام جلت ہو جانے کے بعد معاملہ اصولاً ختم ہو چکا تھا۔ لیکن آپ کے والد کے مرنے کے بعد ۱۹۷۵ء میں راقم الحروف نے مزید اتمامِ جلت کے لئے آپ کے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد جماعت کے تیسرے سربراہ کو بھی دعوت مبلہ دی لیکن وہ بھی اس کو قبول کرنے کی جرات نہ کر سکے گر میں نے ان کے خلاف بھی دعائے مبلہ پڑھ دی اور وہ ۹ جون ۱۹۸۲ء کو دار الفتہ سے دار الفتہ کو چل بے۔

اب آپ قادریانی جماعت کے سربراہ اور آنحضرتی مرزا غلام احمد قادریانی کے چوتھے جانشین ہیں، آپ جانتے ہیں کہ عالمِ اسلام کی جانب سے دلائل کی جلت آپ لوگوں پر پوری ہو چکی ہے اور اب مرزا غلام احمد قادریانی کا دعویٰ ماموریت کوئی تنازعہ فیہ مسئلہ نہیں رہا دنیا بھر کے تمام مکاتب فکر کے علماء اسلام اور مسلم حکومتیں مرزا غلام احمد قادریانی اور اس کے تبعین کے کفر پر میر تقدیق ثبت کر چکی ہیں۔ حتیٰ کہ پاکستان کی قومی اسمبلی بھی بڑی بحث و تمحیص کے بعد اور آپ کے بھائی مرزا ناصر احمد کو صفائی کا پورا موقع دیئے اور سننے کے بعد آپ کی جماعت اور لاہوری جماعت دونوں جماعتوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکی ہے۔

مارشل لاء حکومت بھی اپنے آرڈیننس کے ذریعہ آپ کے غیر مسلم ہونے کی توثیق کر چکی ہے حالاں کہ یہ حکومت پہلی حکومت کے علی الرغم قائم ہوئی تھی۔ پہلی حکومت کا فیصلہ اگر کسی جلت سے بھی غلط ہوتا تو یہ مارشل لاء حکومت اسے ضرور بدل دیتی۔

مرکزِ اسلام مکہ معظمه اور مدینہ منورہ سمیت پوری سعودی مملکت میں آپ کا اور آپ کی جماعت کا پا خالہ بند ہے۔ فرمائزائے سعودی مملکت شاہ فہد (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت باکرامت رکھے) نے آپ کی حج کی درخواست جو آپ نے واشنگٹن (امریکہ) سے بھجوائی تھی ردی کی ٹوکری میں پھینک دی اور واشگٹن الفاظ میں کہہ دیا کہ جیک آپ اپنے کفر سے توبہ نہیں کرتے سعودی عرب کی سرزی میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

حق کے اس طرح واضح ہو جانے کے بعد آپ کو چاہیے تھا کہ ہٹ دھرمی اور ضد چھوڑ کر اور دنیاوی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی جماعت کی عاقبت کی فکر کرتے اور اس

باطل مذہب کو خیر پاد کہہ کر پچے دل سے تائب ہو جاتے اور جہنم کے عذاب سے نجات پاتے۔ جیسا کہ عالیجاہ امریکی متنبی کے بیٹے وارث محمد نے کیا ہے۔

آپ اب بھی اگر اپنے دادا مرزا غلام احمد قادریانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا یقین کرتے ہیں اور اس پر ایمان لانا نجات کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں اور اس کے منکریں کو جہنمی کافر اور ذریۃ البغایا (کنجیوں کی اولاد) یقین کرتے ہیں۔

تو آئیے بندہ منظور احمد چینیوں اب بھی اپنے موقف پر علیٰ حالہ قائم ہے۔ بندہ ملک کی چار مشہور دینی جماعتوں کا مستند نمائشندہ ہے سنداتِ نمائندگی جب چاہیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

مُؤْكَدْ بِعْدَ أَبْقَى

میں خدا تعالیٰ کی مؤکد بعد اب قسم اٹھاتے ہوئے علیٰ وجہ بصیرت مرزا غلام احمد قادریانی کو اس کے تمام دعاوی میں جھوٹا اور حدیث نبوی علی صاحبہ السلام کے مطابق کذاب و دجال اور مرتد یقین کرتا ہوں۔ آئیے میدانِ مقابلہ میں تاکہ اللہ تعالیٰ پچے اور جھوٹے میں خود فیصلہ فرمادیں۔ مقام مقابلہ آپ جو چاہیں تعین کریں، میں وہاں آنے کے لئے تیار ہوں۔ تاریخ ہم آپس میں طے کر سکتے ہیں ورنہ ۲۶ فروری کی تاریخ جو میں نے آپ کے باپ کے لئے مقرر کی تھی وہ پہلے سے مقرر ہے۔ پھر میں اس دن دریائے چناب کے دو پلوں کے درمیان آپ کے خلاف خدا سے آخری فیصلہ مانگوں گا۔

مبالغہ کے کہتے ہیں؟

آپ نے اس بھولی کا روای کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اور اپنے دادا مرزا غلام احمد قادریانی کے اقرار (جو اس نے ڈپی کمشٹ ضلع گوردا سپور کی عدالت میں ۲۳ فروری ۱۸۹۹ء کو کیا تھا) اور اپنے تمام تعین کو اس پر عمل درآمد کی وصیت کی تھی، کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لندن سے جو نیا پہنچت (مبالغہ) بمرے نام پاکستان بھجوایا۔ سندھ دعوت مبالغہ ہے اور نہ مبالغہ۔ مبالغہ میں فریقین ایک میدان میں آتے ہیں اور بال بچوں کے سامنہ آتے ہیں۔ اور ہر

دوفریق خدا تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں کہ کاذبین صادقین کی زندگی میں جہنم رسید ہوں۔ آپ نہ خود سامنے آئے ہیں اور نہ بال بچوں کو اس میں شریک کیا اور مبلاہ کا نام دے کر اپنے نادان بیرون ہوں کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں کیا آپ درج ذیل امور کی وضاحت کرنے کی اخلاقی جرات فرمائیں گے۔

(۱) میری دعوت مبلاہ جو میں نے آپ کو ۱۹۸۲ء میں پیشی کیا تھی آپ اسے قبول کیوں نہیں کر رہے ہیں؟

(۲) آپ قرآن کریم کے میدانی مبارہ سے گریز کر کے اس کا غذی مبارہ پر کیوں آگئے ہیں؟

(۳) آپ نے اس پہنفلت میں اپنے دادا کے دعائے ماموریت پر اکتفا کرنے کی بجائے جزیيات و عبارات کا سہارا کیوں لیا؟ مبلاہ صادق و کاذب میں اصولی بات میں ہوتا ہے جزیيات میں نہیں۔ "فَنَجْعَلُ لِغَنَمَ اللَّهُ عَلَى الْكَادِينَ"۔ "قرآن کریم کی نص صریح ہے۔"

(۴) آپ کے مقابلہ میں جب تمام مسلمان ایک ہیں اور سب آپ کو جھوٹا اور کافر سمجھتے ہیں تو آپ نے انہیں عیحدہ عیحدہ پہنفلت کیوں بھجوایا ہے؟ کیا بندہ منظور احمد چنیوٹی اس بات میں ایک نمائندہ حیثیت میں پہلے سے موجود نہیں تھا۔

مرزا طاہر کا چیلنج منظور

بایں ہے آپ کا یہ چیلنج مجھے منظور ہے۔ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ منظور ہے جو آپ کا مقابلہ ربوہ میں بھی کرتا رہا ہے۔ اور لندن میں بھی آپ کے تعاقب میں پہنچا مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے دادا، باپ اور بھائی کی طرح ایک میدان میں آسمے سامنے مبلاہ کے لئے بھی نہیں آسکیں گے۔ اس پر میں اتنا عرض کروں گا۔ "فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اعْدَتْ لِلْكَافِرِينَ"۔ (آلیۃ) کہ اس آگ سے ذریں جس کا ایڈھن (آپ جیسے) لاگ اور پھر ہوں گے اور وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

تنبیہ: میں آپ کے جواب کا تاریخ ارسال سے پورے چالیس دن تک انتظار کروں گا اگر آپ نے جگہ کا تعین کر کے میدان مبلہ کی اطلاع نہ دی تو آپ کا فرار (اقرارِ شکست) سمجھا جائے گا۔ اور اگر تالیسویں دن میں ربوبہ جا کر اس کا اعلان کروں گا۔

فقط

آپ کا سچا خیر خواہ:

(مولانا) منظور احمد چنیوٹی

رئیس: ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ پاکستان

سکریٹری: اطلاعات جمیعت العلماء اسلام پاکستان

نوٹ: یہ تحریر مرزا طاہر احمد کو اس کے لندن کے پتہ پر بذریعہ رجسٹری ۲۵۔ اگست ۱۹۸۸ء کو بیان دی گئی ہے۔

مرزا طاہر کا اعتراف شکست و فرار

چالیس دن کی مدت کے ۱۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو ختم ہو گئی لیکن اب تک مرزا طاہر کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ لہذا مرزا طاہر نے اپنے بھائی، باپ اور ادا کی سنت پر عمل پیرا ہو کر اپنے کذب پر میر تقدیق یقینت کر دی ہے۔

مرزا طاہر نے مبلہ سے فرار اور شکست چھانے کیلئے مکروہ فریب اور جھوٹ کا سہارا لیا۔ حضرت مولانا چنیوٹی کے بارے میں پیشگوئی کی۔ جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

”یہ مجھے یقین ہے اور آپ سب کو یقین ہے کوئی احمدی اس یقین سے باہر نہیں کہ یہ مولوی اب لازماً اپنی ذلت و رسوائی کو پہنچنے والا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت اس کو اب ذلت اور رسوائی سے بچانہیں سکتی جو خدا تعالیٰ مبلہ میں جھوٹ بولنے والے باغیوں کیلئے مقدر کر چکا ہے۔“

مرزا طاہر نے اس پیشگوئی کی آخری تاریخ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء تک کی۔ لیکن مرزا طاہر کو یہ پیشگوئی مہنگی پڑی اور کوئی قسم کی ذلت اور رسوائی دیکھنا پڑی۔

(۱) ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو اپنا صد سالہ جشن نہ منا سکے۔

(۲) دسمبر ۱۹۸۹ء میں ربوبہ میں سالانہ جلسہ کرنا تھا نہ کر سکے۔

(۳) ربوبہ میں کتنی قادیانی بہائی ہو گئے۔

(۴) کھاریاں، سرگودھا اور دیگر کئی علاقوں میں قادیانیت کا صفائیا ہو چکا ہے۔

(۵) مرزا طاہر کے کتنی قربی کارکن قادیانیت سے تائب ہوئے جن میں قادیانیوں کے عربی ماہنامہ *التوحی* کا چیف ایڈیٹر حسن محمود عودہ بھی شامل ہے۔ جس نے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء کو مولانا چنیوٹی کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی غلط ثابت ہونے پر ان کے دست مبارک پر ہزاروں کے مجمع میں دیکھلے ہال لندن میں یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء کو قادیانیت سے برات کا اعلان کیا۔

اس کے بعد مولانا چنیوٹی پر کتنی انعامات کئے چند درج ذیل ہیں:

(۱) وہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے دوبارہ ممبر منتخب ہوئے۔

(۲) رابطہ عالم اسلامی کی دعوت پر حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔

(۳) مصر میں شیخ الازہر سے ملاقات کی اور قادیانیت کے بارے میں ان کی توجہ مبذول کروائی اور قادیانیوں کی سازشوں سے آگاہ کیا۔

(۴) لندن میں ۱۲۔ اگست ۱۹۸۹ء کو پھر ایک مرتبہ مرزا طاہر کو لاکارا لیکن اسے سامنے آنے کی جرات نہ ہوئی۔

(۵) ۲۹۔ اگست ۱۹۸۸ء کو اللہ تعالیٰ نے مولانا چنیوٹی صاحب کو پہلا پوتا عطا فرمایا جس کا نام انہوں نے امتیاع قادیانیت آرڈیننس کی یاد میں محمد ضیاء الحق رکھا۔

مرزا طاہر نے اپنے دادا کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے سالانہ اجتماع کے موقع پر ایک جھونٹا بیان دیا ”کہ مولانا منظور چنیوٹی مختلف حیلے بہانے کر کے مبلہ سے فرار حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔“

یہ بیان جو کہ سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے، روزنامہ "جنگ" لندن میں بتارخ ۱۳ اگست ۱۹۹۵ء کو شائع ہوا۔

حالانکہ حضرت مولانا چینیوی عرصہ چالیس سال سے مرزا طاہر کے باپ مرزا محمود، مرزا ناصر اور خود اس کو دعوت مبہلہ دے رہے ہیں۔ لیکن ان تمام میں سے کوئی بھی مردمیدان نہ بن سکا۔ خود مرزا طاہر بھی آج تک سامنے آنے کی جرات نہیں کر سکا۔

"جوئے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہئے" کی مشہور ضرب المثل پر عمل کرتے ہوئے حضرت مولانا چینیوی نے ایک دفعہ پھر مرزا طاہر کو دعوت دی کہ وہ ۵۔ اگست ۱۹۹۵ء کو مبہلہ کیلئے ہائیڈ پارک لندن میں آ جائے۔ یہ دعوت مبہلہ ۲۔ اگست کے روزنامہ "جنگ" لندن میں بھی شائع ہوئی۔ مولانا چینیوی صاحب، مولانا ضیاء القاسمی صاحب، شیخ مولانا عبدالحفیظ کمی صاحب مولانا قاری محمد طیب عباسی صاحب علامہ خالد محمود صاحب قاری عبدالحمی عابد صاحب، میاں محمد اجمل قادری صاحب اور دیگر اکابر علماء کرام سمیت ۵۔ اگست ۱۹۹۵ء کو ۱۲:۰۰ تا ۲:۰۰ بجے دوپھر مرزا طاہر کا انتظار کرتے رہے لیکن وہ نہ آیا۔ حضرت مولانا چینیوی کی اس فتح عظیم اور مرزا طاہر کی ذلت آمیز نگست کی خبر روزنامہ "جنگ" لندن نے ۶۔ اگست کو جلی سرخی اور تصویر کے ساتھ شائع کی۔ اس کے اگلے سال سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر حضرت مولانا چینیوی نے یہاں تک پیش کش کی کہ اگر مرزا طاہر ہائیڈ پارک لندن میں آنے کی جرات نہیں کر سکا تو میں ان کے مرکزی ٹیل فورڈ (Telford) لندن میں آ کر مبہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ وہ تاریخ اور وقت کا تعین کر کے مجھے اطلاع کرے۔

۹۔ اگست ۱۹۹۶ء کو "جنگ" لندن میں باضابطہ اشتہار دیا گیا جس کا عکس اگلے صفحہ پر قارئین کیلئے پیش خدمت ہے۔

وہ بھاگتے ہیں اس طرح مبہلہ کے نام سے
فرار کفر جس طرح ہو بیت الحرام سے
(مولانا ظفر علی خان)

U.K.'S First & Largest
Circulated URDU DAILY
ESTABLISHED 1971

ABC
CERTIFIED

Friday
8 August 1996



موالانا منظور احمد چنیوٹی کی طرف سے

قادیانی سربراہ مرزا ظاہر احمد کو مبارکہ کا دوبارہ چینچ

پہلے سال انہوں نے سالاتہ کافر فس کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے بھی پر جمہوریت کا ایسا کر "منظور چینچیوں میاں دست فرد کردار" میں نے اُن کے اس گمراہ کن اور اتر پھل بھوت کی قلی کھونے کے لئے اپنی 5 اگست 1995ء کو ہائیکورٹ لندن میں آگر میاں دست کرنے کی وجہت دی تھی۔ راقم حسب اعلان اپنے مراجیوں کے ساتھ وہ اُن کی کہاں اور انقلاب کر کردار پاٹکن وہ وہی آئے کی وجہت نہ کر سکے یون ان کا جھوٹ ہماری دنیا پر آفکارہ ہو گیا۔

اب میں پھر ہمیں دوبارہ دعوت دیا ہوں کہ اگر پھر دوسرے امر چینچیوں کی صفات ثابت کرنے کے لئے خود ہل کر کسی بگرہ نہیں آئے تو میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہل کر آپ کے مرکز میں آگر مبینہ آئے کے لئے یہاں آپ وقت لارج دیج دیج چکن کر کے مجھے پاکستان چینچیوں کے پڑھا دیا گیا۔ میں آپ کے بواب کا انقلاب گروں کا ہے کہ دنیا پر ایک ہار پرداش ہو جائے کہ ساید سے کون فرد اُن تھے۔

منظور احمد چنیوٹی

الدai

(جزل سیکرنسی انٹر نیشنل فلم نیوٹ مودمنٹ)

خاتمه بحث

یہاں آکر صدق و کذبِ مرتضیٰ کی بحث اپنے اختتام کو پہنچی ہے۔ اگر اس کے مشمولات میں جوابات اور ایتم بم محفوظ رکھے جائیں تو کوئی بھی مرتضیٰ میتواظر مقابلہ میں نہیں ظہر سکتا۔ شرط یہ ہے کہ پوری استقامت، جرات، ہمت اور جوش کے ساتھ اسے صرف اسی بحث میں الجھائے رکھا جائے۔ کسی دوسرے موضوع میں گھنے نہ دیا جائے۔ اگر وہ ادھر ادھر جانے کی کوشش بھی کرے تو لطائفِ الحیل اور الراہی جوابات سے اسے پھر اسی موضوع پر گفتگو کرنے پر مجبور کیا جائے۔ ان شاء اللہ اس گفتگو میں درج بالا بحث بہت معین و مفید ثابت ہوگی۔ تاہم اس بحث کو حرف آخرنہ سمجھا جائے۔ یہ تو مشتبہ نمونہ از خوارے ہے، ورنہ کذبِ مرتضیٰ کے دلائل تو بے شمار ہیں۔ مثلاً حرمتِ جہاد، تناقضاتِ مرتضیٰ، مبالغاتِ مرتضیٰ، توہینِ صحابہ و اہل بیت، توہینِ انبیاء، انکارِ معجزاتِ شراب نوشی ریا کاری، غیر حرم عورتوں سے اختلاط، انگریزوں کی اطاعت وغیرہ۔ ان کی قدر تے تفصیلِ محمدیہ پاکت بک اور مکمل تفصیل مولانا مشتاق احمد (مدرس ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ) کی کتاب "آئینہ قادریانیت" کے مطالعہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

صدق اقتتال کا تعاقب

دلیل اول: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارِ مکہ کو جواب دیتے ہوئے بطور

دلیل ارشاد فرمایا:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِي كُمْ عُمْرًا مِنْ
مِنْ رَهْبَةِ بَعْدِكُمْ تَمَّ
قَبْلِهِ أَفْلَأْ تَعْقِلُونَ۔

یعنی صداقتِ نبی کے لئے بعثت سے قبل کی زندگی کا بے داغ ہونا کافی ہے۔ بعد میں کچھ بھی الزامات لگائے جائیں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہی ہم بھی کہتے ہیں کہ مرتضیٰ صاحب کے دعویٰ نبوت سے قبل ان کی زندگی بے داغ تھی۔ بعد میں لوگوں نے الزامات لگائے ہیں جو

غیر معتبر ہیں اس لئے وہ بہر حال سچے ہیں۔
جو ابات ملا حظہ ہوں:

جواب ۱: ہر قل شاہ روم نے عرب و فد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو سوال کئے، ان میں سے بعض آپ کی بعثت سے بعد کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً کیا آپ کے تقبیعنی میں سے کوئی آپ کے دین سے ناراض ہو کر آپ سے علیحدہ ہوا ہے۔ اور کیا آپ کے تقبیعنی بڑھتے جا رہے ہیں یا کم بھی ہوتے جاتے ہیں۔
صحابہؓ نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد ہر قل کی اس سوچ پر کسی قسم کی نکری نہیں کی۔

جواب ۲: اس دلیل میں قادریانی مبلغ نے مرزا کو حضور پر قیاس کرنے کی گستاخی کی ہے۔ اس کے جواب میں ہم مرزا کی یہ عمارت پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں۔
”ماسواء اس کے جو شخص ایک نبی متبع کا تبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناجبی ہے۔“
(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۹۔ رخص ۵ ص ۳۳۹)

لہذا مرزا قادریانی کو ہم حضور علیہ السلام پر قیاس نہیں کر سکتے۔

جواب ۳: مرزا صاحب لکھتے ہیں: فلا تقيسونى على أحد ولا أحداً بي۔
ترجمہ: ”لیس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ مت قیاس کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۵۲)
اس لئے مرزا یوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مرزا قادریانی کو قیاس کرنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو مرزا قادریانی کی نافرمانی کے مرتكب ہوں گے۔

جواب ۴: بعثت سے قبل اور بعثت کے بعد نبی کی دونوں قسم کی زندگی پاک اور بے داغ ہوتی ہے۔ پہلی زندگی کو بے داغ ثابت کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے اگلی زندگی کو بے داغ بتایا جائے اور دعوئے نبوت کو صحیح مانا جائے۔
بعثت کے بعد کی زندگی کو موضوع بحث بنانے سے فرار اختیار کرنا نہایت ہی کمزور

بات ہے اور یہ اس پر دال ہے کہ اس کی زندگی میں واقعی کچھ کا لاضرور ہے۔

جولہ ۵: مرزا صاحب نے اپنی پہلی زندگی میں انگریز کی عدالت میں مقدمہ لڑ کر کچھ مالی و راثت حاصل کی حالانکہ نبی کسی کا وارث نہیں ہوتا۔

نحن عشر الانبياء، لا فrust ولا نورust.

"هم جماعت الانبياء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے۔"

جولہ ۶: یہ حقیقت ہے کہ نبی کی نبوت سے پہلے کی زندگی بھی پاک ہوتی ہے اور دعویٰ نبوت کے بعد کی زندگی بھی بے داغ اور صاف ہوتی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس کی پہلی زندگی پاک و صاف اور بے عیب ہو وہ نبی بھی ہو جائے۔ جس طرح نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ شاعرنہ ہو وہ کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سکھے، جھوٹ نہ بولتا ہو، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو کوئی شاعر نہ ہو، کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو وہ نبی بھی ہو جائے۔ کیونکہ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو آج ہزاروں ایسے ملیں گے جو اپنی پہلی زندگی کے پاک و صاف ہونے کے مدعاً ہیں کیا ان سب کو نبی مانا جائے گا؟

جولہ ۷: مرزا قادریانی خود تسلیم کرتا ہے کہ اننبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں اور نہ ہی میں معصوم ہوں اور یہ مسلم قاعدہ ہے۔ الہم، یؤخذ باقرارہ۔
ملاحظہ ہو: کرامات الصادقین ص ۵۔

لیکن افسوس کہ بیانی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے نہ کسی انسان کو بعد اننبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے ۹۹
کیا یہ اپنے معصوم نہ ہونے کا کھلا اقرار نہیں؟

۱۔ واضح ہے کہ کتب حدیث میں مذکورہ روایت میں لا فrust کے الفاظ نہیں ملتے لا نورust کے الفاظ ملتے ہیں۔
لیکن چونکہ مرزا یوسف کی تبلیغی پاکت بک ۲۳۵ ص پر باغ ندک کے عنوان کے ذمیں میں لا فrust والا نورust دونوں الفاظ اُنقل کیے گئے ہیں اس لئے ہم نے بھی جواب میں اسے اسی بنیاد بنا�ا ہے۔ اس کے ثبوت کی ذمہ داری مرزا یوسف پر ہے نہ کہ ہم پر۔ اور صحیح روایت لا نورust کے الفاظ سے بھی مرزا کا جھوٹا ہوا ہوا معلوم ہوتا ہے بایس طور کہ اس کے مرنسے کے بعد اس کی اولاد اس کے مال کی وارث ہوئی۔ الغرض ہر اعتبار سے یہ حدیث مرزا کے کذب پر دلیل ہے۔ ۱۲ منہ۔

۲۔ آدمی کو اس کے قول و تواریخ سے پکڑا جاتا ہے۔

جولہ ۸: مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے ایک زمانہ درازگم نامی میں گزارا ہے۔
 ”یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ کوئی
 موافق تھا نے مختلف کیوں کہ میں اس زمانہ میں کوئی بھی چیز نہ تھا اور ایک
 احمد من الناس اور زادیہ گنای میں پوشیدہ تھا۔“
 اسی صفحہ پر آگے چل کر مزید صراحت کرتا ہے:

”اس قصہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزار ہالوگ جانتے ہیں
 کہ اس زمانہ میں درحقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو صد ہا سال ہے
 مدفون ہوا اور کوئی نہ جانتا ہوا کہ یہ کس کی قبر ہے۔“

(تتمہ حقیقت الوجی درروحانی خزانہ ص ۳۶۰ ج ۲۲)

اب آپ ہی بتائیں کہ جو شخص غیر معروف مردہ کی طرح ہوا اور اسے کوئی نہ جانتا ہو
 اس کی زندگی کا کیا اعتبار؟ کیا اس گنایم زندگی کو اس کے کسی دعویٰ کی دلیل بنایا جا سکتا ہے۔
 اس سے یہ بھی پتا چلا کہ جو صد ہا سال سے مدفون ہواں کی قبر کا عام پتہ نہیں چلتا ہے
 کہ وہ کس کی قبر ہے؟ پھر سری نگر میں ایک قبر کیے مانی جا سکتی تھی؟
 اس کے علاوہ مختلف مقامات پر مرزا قادیانی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ملہم و
 مامور ہونے سے پہلے اسے کوئی نہیں جانتا تھا، نہ کوئی اس کا مختلف تھانے موافق بلکہ مرزا قادیانی
 عام لوگوں کی طرح ہی زندگی گزارتا تھا، اس کو دوسرے لوگوں میں کوئی فویقیت اور خصوصیت
 حاصل نہ تھی تا اب ایسی زندگی کا بطور صفائی دعویٰ پیش کرنا کیے صحیح ہو سکتا ہے؟

جولہ ۹: مرزا قادیانی پہلی زندگی میں اپنی ماں کا نافرمان تھا اس کے لئے حوالہ ملاحظہ ہو:
 ”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے
 مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ پہنچن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ
 سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا۔ انہوں نے کوئی چیز شاید گز بتایا کہ
 یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں، یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز
 بتائی۔ حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی
 بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر را کھے سے روٹی
 کھالو۔ حضرت صاحب روٹی پر را کھے ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک

لطفیہ ہو گیا۔” (سیرۃ المہدی ص ۲۲۵ ج مطبوعہ ۱۹۳۵ء)

دیکھنے جو کھانے کی چیز تھی جیسے گڑ وہ تو نہ کھائی اور جونہ کھانے کی تھی (جیسے راکھ) اسے روٹی پر ڈال لیا یہ سوائے اس کے کہ جس کی انسانی فطرت سوچکی ہو اور کس کا کام ہو سکتا ہے؟ ہر عقل مند بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا کی ماں کا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ مجھ راکھی سے روٹی کھاؤ، بلکہ مرزا جی کی ضداور ہست و ہرمی سے نک آ کر بطور زجر کے کہا گیا تھا۔ اس حوالہ سے جہاں مرزا قادیانی کی حمایت و بے وقوفی اور مجھ فطرت ہونا ثابت ہوتا ہے وہاں اپنی ماں کا نافرمان ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیا واخضع لہما جناح الذل کا یہ مقصد ہو سکتا ہے؟ بتائیے کیا کسی نبی نے اپنی ماں کی نافرمانی کی ہے اور وہ بھی معروف کام میں؟

جواب ۱۰: مرزا اپنی پہلی (گناہی) کی زندگی میں او باش قسم کا تفریق باز تھا۔ خود اس کا اپنا لڑکا لکھتا ہے:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اتنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پیش وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پیش وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادریان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھر اتارا پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھرداؤں نہیں آئے۔“

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۲۳ مطبوعہ کتاب گھر قادیان ۱۹۳۵ء)

واضح ہو کہ مرزا صاحب کی عمر اس وقت ۲۲۔ ۲۵۔ ۲۵ برس کی تھی کیونکہ اس کا سن پیدائش حسب تحریر خود ۹۸۳ء یا ۱۸۳۰ء ہے۔ (دیکھنے حاشیہ کتاب البریہ ص ۱۵۹ جلد ۱۲) اور ترجمہ ملازمت حسب تحریر سیرۃ المہدی ص ۱۵۲ ج ۱۸۲۳ء ہے اور یہ واقعہ ملازمت سے پچھے پہلے کا ہے نیز واضح ہو کہ یہ پیش کی رقم معمولی رقم نہ تھی بلکہ ۱۰۰ سو روپیہ تھی جو آج کل کے سات لاکھ کے برابر ہے۔ (دیکھنے سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳۱)

اب مرزا قادیانی کی عمر کو ملحوظ رکھیے اور اتنی خطیر رقم کو بھی ذہن میں رکھیے اور خط کشیدہ الفاظ پر غور رکھیے کہ آخراتی بڑی رقم کہاں کی سیر و تفریق میں خرچ ہوئی؟ کیا مرزا جی اس وقت

بچے تھے کہ کوئی دھوکہ دے سکتا ہے یا پھلا سکتا ہے؟ اور پھر ادھر ادھر پھر انے کام کیا مطلب ہے؟ یہ بات تو قطعی ہے کہ کسی دینی کام یا مسجد و مدرسہ میں نہیں گئے ہوئے اور نہ یہ رقم کسی اچھی جگہ خرچ کی ہوگی۔ ”ادھر ادھر“ سے اگر بازار حسن مراد نہیں تو اور کون سی جگہ ہوگی جو مرزا صاحب کو پسند آئی ہوگی۔ اگر یہ کوئی شرمناک وارداتیں نہ تھیں تو مرزا صاحب کو شرم کیوں آئی جو وہ سیالکوٹ بھاگ گئے؟

اب مرزا یوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ اتنی خطیر رقم کا حساب دیں کہ کہاں کہاں خرچ ہوئی، بصورتِ دیگر مرزا تجی کی عصمت باقی نہیں رہتی اور یہ دعویٰ کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے قبل کی زندگی بالکل بے داغ تھی بالکل باطل ہو جاتا ہے۔

جواب ۱۱: محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنے گھر کے آدمیوں کو بلا کران کے سامنے اپنی صفائی کا اعلان کیا تھا۔ انہوں نے یک زبان ہو کر اعلان کیا:

جربناک مرا را فما وجدنا
کہ ہم نے بار بار آپ کو آزمایا اور
فیک الاصدقا۔
ہر بار ہم نے آپ میں سچائی ہی پائی۔

اس کے بعد مرتضیٰ مرزا قادریانی نے اپنی صفائی مولوی محمد حسین بیالوی ^ل سے پیش کروائی ہے جو کہ کچھ عرصہ ہی اس کے ساتھ رہے تھے پھر وہ مرزا قادریانی کے شہر اور گاؤں کے رہنے والے بھی نہ تھے۔ اور اس میں بھی شک نہیں ہو سکتا کہ مرزا کی حقیقت واضح ہونے پر انہوں نے اپنی سابقہ تحریر سے رجوع کر لیا۔ (دیکھئے آئینہ کمالات اسلام حوالہ مذکورہ) اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفائی آپ کے قبیلہ کے سردار حضرت ابوسفیان ^ن نے ہر قل بادشاہ کے سامنے اسلام لانے سے قبل پیش کی تھی، اور اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کی رفیقة حیات ہیں انہوں نے آپ کی پہلی زندگی کی صفائی پیش کی جب حضرت جبریل امین آپ کی طرف پہلی دفعہ تشریف لائے تھے۔ اور اسی طرح آپ کی آخری اور پوری زندگی کی صفائی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیش کر رہی ہیں۔

کان خلقہ القرآن۔ آپ کا اخلاق قرآن ہے۔

^ل مولا نا محمد حسین بیالوی نے مرزا کی مدح سے رجوع کرتے ہوئے لکھا: ”عطا کد باطلہ خالق دین اسلام و ادیان سابتہ کے علاوہ جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا آپ کا ایسا صفت لازم بن گیا کہ گویا وہ آپ کی سرشت کا ایک جزو ہے، زمانہ تالیف بر این احمد یہ کے پہلے آپ کی سواغ عمری کا میں تفصیل علم نہیں رکھتا تھا۔“

(خطہ نام مرزا قادریانی آئینہ کمالات اسلام ص ۳۱۱۔ جلد ۵ ص ۳۱۱)

مرزا قادیانی کا اپنی بیویوں کے ساتھ خلاف شرع بتاؤ

مرزا قادیانی اپنی پہلی بیوی فضل احمد اور سلطان احمد کی ماں المعروف (بھیجے دی ماں) سے فضل احمد کی پیدائش کے بعد تقریباً ۳۳ سال عملًا مجرور ہانہ تو مرزا نے اسے طلاق دی اور نہ بیویوں کی طرح اس کو بسا یا بلکہ عملًا مجرورہ کر فلا تمیلو اکل العیل فتدر ووها کالمعلقة، لخ (ترجمہ) ”تم بالکل ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ جس سے اس کو ایسا کرو جیسے آدھ میں لکھی ہو۔ وعاشروهن بالمعروف۔ اور عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزران کیا کردہ کی مخالفت کرتا رہا۔ دیکھئے!

حوالہ ۱: ”حافظ نور محمد متولن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان احمد (یعنی مرزا سلطان احمد صاحب) ہم سے سولہ سال چھوٹا ہے اور فضل احمد بیش بر س اور اس کے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی تعلق نہ رہا۔“

(سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۶۲ مطبوعہ کتاب گھر قادیان ۱۹۳۵ء)

حوالہ ۲: ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ادائیل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر (بھیجے دی ماں) کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین (یعنی مرزا کے خود ساختہ دین از ناقل) سے سخت پے غبیتی تھی اور اس کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگیں تھیں اسی لئے مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔“

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۳ مطبوعہ کتاب گھر قادیان ۱۹۳۴ء)

مرزا صاحب کے ہاں ان لوگوں کا آنا جانا کیوں ہوا جو اس بے چاری کو (بھیجے کی ماں کہہ کر بلا لیتے تھے اس وقت یہ ہمارا موضوع نہیں ہے۔
پھر چند سطروں کے بعد لکھا ہے:

”حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے

مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کر ادیا اور فضل احمد کی والدہ (مرزا کی بیوی از ناقل) نے ان سے قطع تعلق نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہیں تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔“

(سیرت المهدی حصہ اول ص ۳۲، ۳۳)

یہ جھوٹ ہے قطع تعلقی نہ کرنے کی وجہ سے طلاق نہیں دی۔ بلکہ محمدی بیگم کے شوق میں اسے طلاق دی۔

مرزا قادیانی کے راز ہائے سربستہ سے واقف کار مرزا کی بیوی مرزا قادیانی کے رچائے ہوئے ڈھونگ پر بھلا کب ایمان لاسکتی تھی جب کہ مرزا قادیانی نے اس کی جوانی کی ۳۳ سالہ زندگی کو پہلے برباد کیا اور پھر جب بڑھا پا قریب آیا تو طلاق بھی دے دی یہ ہے مرزا قادیانی کا اخلاق؟۔

جواب ۱۲: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ آپ کے دعوئے نبوت کے سات آئھ سال بعد ایمان لائے ان کے لئے یہ آیت کس طرح صداقت بن سکتی ہے۔

فقد لبشت فيکم عمرًا من قبله افلا تعقولون۔

یہ سوائے اس کے نہیں کہ آپ کی دعوئے نبوت سے بعد کی زندگی بھی بالکل بے داغ رہے ورنہ یہ آیت صرف ان سے خاص ہو گی جو اس وقت کے لوگ تھے جب آپ نے ان سے یہ بات کہی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس آیت کی تھیں کون سی آیت ہو گی۔ ہم قادیانیوں سے یہ بات پوچھتے پوچھتے تھک گئے مگر انہوں نے اب تک ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور پھر لطف یہ ہے کہ وہ اپنے اس غلط استدلال سے رجوع بھی نہیں کرتے ان کی بے حیائی کی انتہاء ہو چکی ہے۔

صداقت کی دوسری دلیل

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: لو تقول علينا بعض الاقاویل

۱۔ مرزا نے بیوی کی ماں کو ۱۸۹۱ء میں طلاق دے دی اور اسی سال محمدی بیگم کا نکاح سلطان احمد سے ہوا اور نصرت جہاں بیگم سے ۱۸۸۵ء میں شادی کی تھی منہ۔

لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوبين۔ (حَاتَّة) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر کوئی جھوٹا افتراء باندھتے تو میں ان کی شہرگ کو کاٹ کر ہلاک کر دیتا، اس سے ثابت ہوا کہ اگر مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ پر جھوٹا افتراء کیا تھا تو اسے ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اس کی شہرگ کاٹ دی جاتی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد ۲۳ سال تک بقید حیات رہے۔ اور یہ بات آپ کی اس زندگی سے متعلق ہے۔

جواب ۱ : مرزا مبلغ مرزا قادیانی کو حضرات انبیاء کرام کے معیار پر قیاس کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ مرزا خود مقرر ہے کہ میری نبوت پہلے نبیوں والی نہیں ہے۔ تو اس پر قیاس کرنا بے سود ہو گا۔

اس دلیل سے ہم نے مرزا نبیوں کی پہلی دلیل کاٹی تھی اب ان کی دوسری دلیل بھی اسی چھری سے کٹ گئی۔

(۱) "ما معنی من النبوة ما يعني في الصحف الاولى۔"

(الاستفادة ضميمة حقیقتہ الوجی ص ۱۶۰۔ خ جلد ۲۲ ص ۶۳۷)

(۲) یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔

(حقیقتہ الوجی حاشیہ ص ۱۵۸)

سو جب اس کی نبوت پہلوں والی نبوت نہیں تو ان مومنوں کو اس نبوت کے لئے مقیس علیہ ہنا کہاں تک درست ہو گا۔

جواب ۲ : اس آیت کا سیاق و سبق دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی قاعدہ کلیے کے طور پر نہیں ہے بلکہ یہ تقضیہ شخصی ہے اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بات کہی جا رہی ہے اور یہ بھی اس بنا پر کہ باطل میں موجود تھا کہ اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد مارا جائے گا چنانچہ درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو:

"میں ان کے لئے انہیں کے بھائیوں میں سے تھھ سا....."

ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا (مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) وہ سب ان سے (یعنی اپنی امتوں سے) کہے گا اور ایسا ہو گا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا، لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔“

(انجیل مقدس عبد نام قدیم مص ۱۸۸ کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۲۱۳۱۸)

جولاب ۳: اگر مرزا قادیانی کے اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سعی نبی نعوذ بالله جھوٹے بن جائیں گے پ مشین حضرت میکل نایرہ السلام اور ان کے علاوہ کئی اور اسرائیلی پیغمبر بھی بہت تھوڑی عمر میں دعویٰ نبوت کے بعد شہید کر دیے گئے۔ مرزا کے اصول کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو گویا یہ انبیاء چچ نہ تھہرے۔ اس کے بخلاف بہاء اللہ ایرانی (جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعا تھا) دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ مرزا قادیانی کے اس اصول کے مطابق وہ چاہیز تھے گا۔ حالانکہ مرزا نبی اس کو جھوٹا مانتے ہیں (بہاء اللہ ایرانی کے چالیس سال تک زندہ رہنے کا حوالہ دیکھوا خبار الحکم ص ۲۲، ۲۳، ۱۹۰۲ء۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء)، ”بہاء اللہ نے متعدد موعد ہونے کا دعویٰ ۱۹۰۹ء میں کیا تھا اور تک زندہ رہا۔“ یہ بعد نبوت کی زندگی چالیس سال بنتی ہے۔ یہ ۱۹۰۹ء سال سے کہیں زیادہ کی مدت ہے۔

جولاب ۴: مرزا قادیانی اپنی اس دلیل کی روشنی میں خود جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ اس کا دعویٰ نبوت اگر چہ مخل نزار ہے کیونکہ اس کے مانے والے دو جماعتوں میں منقسم ہیں لاہوری گروپ اس کو نبی تسلیم نہیں کرتا۔ گواں کا اپنا دعوے نبوت ہرٹک سے بالا ہے۔ اس کے برعکس قادیانی گروپ اس کو نبی تسلیم کرتا ہے۔ اور نبی تسلیم کرنے والے گروپ کی تحقیق یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا ہے مرزا قادیانی کی موت ۱۹۰۸ء میں ہو گئی تھی۔ لہذا یہ بات ثابت ہو گئی کہ مرزا قادیانی ۲۳ سال پورے کرنے سے پہلے ہی ہیفہ کی موت سے مرکراپنی اس دلیل کو جھوٹا کر گیا۔

جواب ۵: بالفرض اگر یہ قانون عام بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ قانون سچ نبیوں کے متعلق ہو گا نہ کہ جھوٹے نبیوں کے متعلق کیونکہ جھوٹے نبیوں کو مہلت ملنے سے یہ قانون مانع نہیں۔ فرعون و نمرود، بہاء اللہ ایرانی وغیرہ کو خدائی اور نبوت کے دعویدار ہونے کے باوجود کافی مہلت ملی اور جب مرزا صاحب کا دیگر دلائل سے جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تو ان پر بھی یہ قانون لا گونہ ہو گا۔

مرزا آئی عذر

مرزا صاحب پر جب علماء نے یہ اعتراض کیا کہ اگر آپ کا یہ قانون عام اور صحیح ہے تو پھر تینیں سال کے اندر اندر یہ جھوٹے مدعاوں نبوت کیوں نہ قتل کر دیے گئے۔ اتنی زیادہ ان کو مہلت کیوں ملی۔ تو مرزا قادریانی نے یہ جواب دیا کہ آپ لوگ یہ ثابت کریں کہ انہوں نے نبوت کے دعوے کے ساتھ ساتھ اپنے اوپر وہی نازل ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہو۔ پھر بھی وہ تینیں سال تک زندہ رہے ہوں کیونکہ ہماری تمام ترجیح و حجت وحی نبوت میں ہے۔ مطلق دعوے میں نہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب: تمہارے عین درود حافظی خزانہ جلد اصل ص ۷۷۔

مرزا لکھتا ہے:

”اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جانندھری نے دعویٰ کیا۔ یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ ایک دوسری حجاجت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے بھلا اگر یہ صحیح ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کیے اور تینیں برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وہی نازل ہوئی ہے۔ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہیں۔ کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔“

(و مثلاً ضمیر تھنہ گلڑ و یہ درود حافظی خزانہ اصل ص ۳۹ و ۴۰ ج ۱۷)

الجواب: یاد رہے کہ یہ عبارت ہمارے حق میں ہے کیونکہ مرزاٹی اس بات کے کامل ثبوت میں ”کہ مرزا صاحب خدا کے رسول ہیں“ ۱۹۰۱ء میں اس کے بعد کی تحریر پیش کرتے ہیں اور صحیح یہی بات ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں منه ماںگا خداٹی عذاب یعنی ہیضہ کی موت سے واصل ہے جہنم ہوئے۔ لہذا مرزا صاحب کی اپنی تحریر سے ان کے کذب پر پختہ مہر لگ گئی ۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

صداقت کی تیسری دلیل ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان شریف کے مہینے میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا یہ نشان مرزا قادیانی پر پورا ہوتا ہے اور اس سے پہلے جب سے زمین و آسمان بنے یہ کبھی نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی حدیث نبوی کے مطابق سچا مہدی ہے۔

جواب ۱: قطعی طور پر یہ حدیث رسول نبیں بلکہ ضعیف درجے میں یہ امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ لہذا اس کو حدیث رسول بنا کر پیش کرنا نہ صرف یہ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان عظیم اور کذب و افتراء ہے بلکہ حسب حدیث من کذب علی متعتمداً اُخْ اپنا ٹھکانہ بدستِ خود جہنم میں بنانا ہے۔

جواب ۲: امام باقر کا یہ قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور مردود ہے۔ ملاحظہ ہو:

”عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علي قال ان لم يهدينا آيتين لم تكونا من ذ خلق الله السموات والارض تكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتكسف الشمس في النصف منه ولم تكونا من ذ خلق الله السموات والارض.“ (دارقطنی جلد اول ص ۱۸۸، انصار دہلی) اس عبارت میں پہلا راوی عمرو بن شرہب جس کے متعلق میران الاعتدال جلد ۲ ص ۲۶۲ میں لکھا ہے: ”ليس بشى زائع‘ کذاب

رافضی، یشتم الصحابة و بروی الموضوعات عن الثقات منکر الحديث لا یکتب حدیثه، متروک الحديث۔ "علامہ شمس الدین ذہبی امام فن رجال کے ان نو جملوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ راوی ہرگز قابل اعتبار نہیں۔

دوسرا راوی جابر ہے اس نام کے بہت سے راوی ہیں یہاں کون سا جابر مراد ہے کسی کو کچھ پتا نہیں یہ ایک مجہول آدمی ہے ہاں انہیں میں سے ایک جابر ہٹھی ہے جس کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ مجھے جس قدر جھوٹے لوگ ملے ہیں جابر ہٹھی سے زیادہ جھوٹا میں نے کسی کو نہیں ذیکھا۔ تبھی حال تیرے راوی کا ہے محمد بن علی نام کے بہت سے راوی ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں کہ اس محمد سے محمد باقر ہی مراد ہوں کیونکہ عمرہ بن شرکی عادت تھی کہ لفڑہ راویوں کی جانب موضوع روایت منسوب کر کے نقل کیا کرتا تھا۔ اب بتائیے جس روایت کی سند کا یہ حال ہو وہ کیسے قابلی جماعت ہو سکتی ہے؟

جواب ۳: بفرض حال اگر اسے محمد باقر کا قول مان لیا جائے تو مرزا قادریانی کے جھوٹا ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ مرزا قادریانی کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا قادریانی کے زمانے میں رمضان کی تیرہ (۱۳) تاریخ کو چاند گرہن اور انھائیں تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ اس قول میں یہ بات واضح ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو لگے گا۔ اور سورج گرہن پندرہ کو لگے گا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا ہو گا۔

مرزا تی عذر

قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ تیرہ، چودہ، پندرہ چاند کی ان تاریخوں میں سے کسی ایک میں لگتا ہے۔ اور سورج گرہن ۲۸/۲۹، ۲۷/۲۸، ان تاریخوں میں سے کسی ایک میں لگتا ہے۔ لہذا لاوقل لیلہ سے مراد گرہن کی ان تاریخوں میں سے پہلی رات یعنی تیرہ ہوں گی رات مراد ہے اور نصف منہ سے انھائیں سویں رات مراد ہے اور مرزا تی عذر اور انھائیں کو گرہن لگا جو امام محمد باقر کے قول کے مطابق ہے۔

جواب ۱: روایت کے الفاظ اس بیہودہ اور بودی تاویل کے ہرگز ہرگز متحمل نہیں آپ نے اول ليلة من رمضان فرمایا ہے جس سے مراد رمضان کی پہلی تاریخ ہوگی۔ نہ کہ اول ليلة من لیالی الکسوف فرمایا ہے جس سے تیرہ کی رات مرادی جائے۔ تیرہ رمضان کو کوئی اول رمضان نہیں کہتا۔ ایسے ہی فی نصف منه سے رمضان کی نصف یعنی پندرہ ہو یہ تاریخ مراد ہوگی نہ کہ اٹھائیسیس تاریخ جو کہ رمضان کی آخری تاریخ کہلاتی ہے (نہ کلف) عقل کے اندر سے صورت کے کانے اور جاہل لوگوں کو کون سمجھائے۔

نصف اور وسط کا فرق

وسط درمیانی چیز کو کہتے ہیں اور نصف دو برابر حصوں میں سے ایک حصہ کو کہتے ہیں۔ امام باقر نے رمضان کا نصف فرمایا ہے جو پندرہ تاریخ ثابتی ہے۔ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ گرہن کے تین دن ہیں، ان میں سے ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ کا درمیانہ دن ہے۔ نہ یہ ان تین دنوں کا نصف ہے اور نہ رمضان کا نصف ہے۔ ۲۸ تاریخ کو رمضان کا نصف قرار دینا کسی طریق سے بھی درست نہیں یہ محض دجل و فریب ہے۔

جواب ۲: مرزا قادریانی کی تاویل اس لئے بھی باطل ہے کہ اس قول میں دو مرتبہ یہ جملہ آیا ہے: لَمْ تَكُونَا مِنْذَ خَلْقِ اللَّهِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ۔ یعنی ہمارے مہدی کے دونشان ایسے ہوں گے کہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں تب سے ایسے نشان ظاہر نہیں ہوئے ہوں گے۔ یہ قول تو اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے۔ یعنی پہلی رمضان اور پندرہ تاریخ رمضان کی مرادی جائے کیونکہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں ان تاریخوں میں کبھی چاند اور سورج کا گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا قادریانی سے پہلے ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے۔ مرزا قادریانی سے قبل ۲۵ سال کے عرصہ میں تین مرتبہ ان ہی تاریخوں میں گرہن لگا ہے۔ چنانچہ مسٹر کیعہ کی کتاب (Use of the Globes) یو ز آف دی گلوبز اور حدائق النجم دنوں کتابوں میں ۱۸۰۱ء سے لے کر ۱۹۰۱ء تک ایک صدی کے گرہنوں کی فہرست دی ہے جس میں سے ۲۵ سالوں کی فہرست کتاب (دوسری شہادت آسامی) مولفہ سید ابو الحسن رحمانی میں ص ۱۵ سے ص ۲۲ تک دی

گئی ہے۔ ان پینتالیس برسوں میں پہلی مرتبہ ۱۳ جولائی ۱۸۵۱ء بہ طابق تیرہ رمضان المبارک کی ۱۲۶ھ کو چاند گرہن اور ۲۸ رمضان کو سورج گرہن لگا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ ۲۱ مارچ ۱۸۹۲ء بہ طابق ۱۳۱ھ تیرہ ہویں رمضان کو چاند گرہن اور چھا اپریل بہ طابق ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ کو سورج گرہن لگا تھا۔ پھر تیراگرہن ۱۸۹۵ء میں ۱۱ مارچ مطابق ۱۳۱۵ھ ۱۳ رمضان کو چاند گرہن اور ۲۶ مارچ مطابق ۱۳۱۲ھ ۲۸ رمضان کو سورج گرہن لگا تھا۔ مشرکیتہ کی کتاب یوں آف دی گلوبز ۱۹۰۱ء اور حدائق الخوم ان دونوں کی فہرست کے مطابق پینتالیس (۲۵) سال کے قلیل عرصہ میں تین مرتبہ گرہن لگنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے قبل انہیں تاریخوں میں کئی مرتبہ اور لگ چکا ہو گا۔

ایک اہم قاعدہ

ان سائیکلوپیڈیا آف برٹنیکا کی ۷۲ ویں جلد میں گرہن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سات سو تریٹھ برس پہلے سے ۱۹۰۱ء تک کا تجربہ لکھا ہے جس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ہر ثابت شدہ یاما نہ ہوا اگرہن ۲۲۳ برس قبل اور بعد میں اسی قسم کا گرہن ہوتا ہے یعنی وہ یاما نہ ہوا گرہن جس مہینہ میں جس طور اور جس وقت کا ہو گا ۲۲۳ برس قبل اور بعد بھی انہیں خصوصیات کے ساتھ دیساہی دوسرا گرہن ہو گا اب اس حساب کی روشنی میں غور کر لیں جب ۱۲۶ھ سے ۱۳۱۲ھ تک (۲۵) پینتالیس برس میں تین مرتبہ گرہنوں کا اجتماع رمضان المبارک کی ۱۱۳ اور ۲۸ تاریخ کو ہوا ہے تو حسب قاعدہ دیکھا جائے کہ کس کس وقت میں گرہنوں کا اجتماع ۱۱۳ اور ۲۸ رمضان میں ہوا ہے۔ ذیل میں اس کا حساب پیش کر کے چند مدیعوں کے نام جو میزے علم میں ہیں پیش کیے جاتے ہیں اور واقع میں کتنے ہوئے ہیں اسے ماہرین تاریخی جان سکتے ہیں۔

پیشہ والیں برس کی قیمت میں گکھوں کا نقشہ ملاحظہ ہو

	نام	جنس	عمر	انگریزی		فارسی		معجم		معجم		معجم	
				ذکر	مذکور	ذکر	مذکور	ذکر	مذکور	ذکر	مذکور	ذکر	مذکور
(1)	چاند جزئی	بُر	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
	چاند جزئی	بُر	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
(2)	چاند جزئی	بُر	۱۳	۱۳	۲۱	۲۱	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
	چاند جزئی	بُر	۲۸	۲۸	۶	۶	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
(3)	چاند کل	بُر	۱۳	۱۳	۱۱	۱۱	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
	چاند کل	بُر	۲۸	۲۸	۲۶	۲۶	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸

یہ گنہ ہندوستان میں مرزا
 قادری کے دعویٰ کے قبل ہوا
 جسکا اس کی عمر گزارہ یا بارہ
 برس کی ہوئی۔

یہ گنہ ہندوستان میں ہوا ہی
 نہیں بلکہ امریکہ میں ہوا
 جس وقت سڑکوں
 میں سیجیت وہاں موجود
 تھا۔

یہ گنہ ہندوستان میں
 ہوا لیکن یہ اس حدیث کا
 مصراوی نہیں کیوں کہ اس سے
 قبل ایک بڑی صد سی
 میں اس گنہ کی نظر موجود ہے



(۱) کا ایہ مطابق ل۳۴ءِ رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو گرہن لگا۔ اور اس وقت ظرفیف نامی بادشاہ موجود تھا۔ یہ صاحب شریعت نبی ہونے کا مدی تھا۔ یہ جب ۱۲۴ھ کو مراثوں کا بیٹا صالح نامی بادشاہ ہوا۔

نیز ۱۳۳۴ھ مطابق ۹۵۹ءِ متعان کی ان ہی تاریخوں میں گرہن لگا اور اس وقت ابو منصور عیسیٰ مدی نبوت موجود تھا۔

(۲) دوسرے نقشے کے مطابق ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۲ء کے گہنوں کے حساب سے پہلا گرہن ۱۲۴۷ھ مطابق ۹۷ءِ رمضان کی ان ہی تاریخوں میں لگا۔ اس وقت صالح نامی مدی نبوت موجود تھا اور اس صالح کے زمانہ میں مرتضیٰ قادری کی طرح دو مرتبہ رمضان کی ان ہی تاریخوں میں گرہن لگا۔ یعنی ۱۲۴۷ھ پر ۱۲۲۲ھ میں بھی لگا۔ پھر ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۲ء کو لگا۔ لیکن اس کا ظہور ہندوستان میں نہ ہوا۔ بلکہ امریکہ میں ہوا اور اس وقت مسٹر ڈولی وہاں تک موجود ہونے کا جھوٹا مدی موجود تھا۔

(۳) تیسرا نقشے کے مطابق ایک گرہن ۱۲۲۱ھ مطابق ۸۰ء میں لگا جس میں صالح مدی تھا۔ اور دوسرا گرہن ۱۳۱۲ھ مطابق ۹۵۹ء میں لگا جس میں مرتضیٰ قادری جھوٹا مدی نبوت تھا۔



باب چہارم

بحث رفع و نزول حضرت علیہ السلام (ایک اہم اور ضروری اصول)

مرزا یوں کے ساتھ حیات و وفات مسجح یا ختم نبوت، اجرائے نبوت کے موضوع پر بحث کرنے سے پہلے یہ طے کر لینا ضروری ہے کہ فریقین اگر آیت قرآنی کی تفسیر و تشریع اپنی مرضی درائے سے کریں گے تو بحث کا کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا، وہ اپنا معنی بیان کریں گے اور ہم اپنا معنی بیان کریں گے اور بحث کا حاصل کچھ نہ لٹکے گا، اس لئے مناسب ہے کہ تیرہ صد یوں میں سے چند ایسے مفسرین و مجددین کا انتخاب کر لیں جن کی بات ہر دو فریق تسلیم کریں۔

چودھویں صدی کے مفسرین و مجددین کی بات بے شک نہ تسلیم کریں لیکن مرزا قادریانی سے قبل تیرہ صد یوں میں سے کسی ایک مفسر و مجدد کا انتخاب کر لیں، جس کا بیان کیا ہوا معنی اور تفسیر فریقین کے نزدیک معتبر ہو اور وہ قول آخر مانی جائے گی۔ ہم مجددین میں سے ان مجددین کا انتخاب کرتے ہیں جو فریقین کے نزدیک مسلم ہیں اور مرزا یوں کے ہاں مسلم مجددین کی فہرست کتاب عسل مصافی میں موجود ہے۔ واضح ہو کہ یہ کتاب عسل مصافی وہ کتاب ہے جو مرزا صاحب کے ایک مرید مرزا خدا بخش نے لکھی اور ہر روز جتنا حصہ لکھا جاتا وہ باقاعدہ مرزا صاحب کو سنایا جاتا۔ اگر اتفاقاً کبھی وہ مرزا صاحب کونہ سناتا تو مرزا صاحب بڑے اہتمام کے

ساتھ اس کے متعلق استفسار کرتے کہ آج تم نے مجھے اس کتاب کا مسودہ کیوں نہیں سنایا۔ غرضیکہ پوری کتاب مرزا غلام احمد قادریانی نے پورے اہتمام کے ساتھ سنی گویا یہ مرزا صاحب کی مصدقہ کتاب ہے۔

سواس میں جو مجددین کی فہرست دی گئی ہے وہ مرزا غلام احمد قادریانی کے نزدیک بھی مسلم مجددین ہیں۔ (وضاحت کیلئے دیکھئے کتاب مصل مصنفہ مرزا خدا بخش ص ۷۶ جلد اول)

تحقیق موضوع

عام طور پر مرزا ای سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے اور سطحی مطالعہ رکھنے والے علماء کو چکر میں ڈالنے کے لئے یہ لا طائل بحث چھپتے رہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں؟ اس بحث کا انتخاب انہوں نے اس لئے کیا ہے تاکہ وہ غیر ثابت اور دور از کارتاؤ یلات کا شہارا لے کر کچھ دیر میدان مناظرہ میں پھر سکیں۔ اور عوام پر اپنا رعب جما سکیں۔ اس موقع پر مسلمان مناظر کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ مرزا ای متکلم کی ان آرزوؤں پر پانی پھیرنے میں اپنی جانب سے کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔ اس موضوع پر بحث کرنے کی بجائے پہلے تو یہ کوشش کرے کہ تعین ہو موضوع کے متعلق شروع میں جو لاکل پیش کئے گئے ہیں ان پر ایک نظر کرے اور ان کی روشنی میں بحث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس ذات کی بجائے مرزا قادریانی مدعی میسیحیت و نبوت کے کردار و کیریکٹر پر بحث چلے۔ اگر وہ اپنی تحریرات کی روشنی میں ایک سچا اور شریف انسان دکھائی دے تو اس کے بعد پیش اس مسئلہ پر گفتگو کر لیں۔ لیکن اگر وہ ایک شریف اور سچا انسان بھی ثابت نہیں ہوتا تو اس مسئلہ پر جس کا بقول مرزا قادریانی دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں نہ وہ ہمارے ایمان کی جز ہے نہ اس عقیدے پر کسی قسم کا گناہ لازم آتا ہے کیونکہ یہ عقیدہ بعض صحابہ کرام کا بھی رہا ہے۔ تو ایسے مسئلہ پر گفتگو کر کے وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر اس میں کامیابی ہو جائے تو یہ بڑی بات ہو گی۔ لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے ایسا نہ کیا جاسکے تو پھر باقاعدہ ختم ٹھوک کر اسی بحث کو لے۔ اور پہلے مرحلہ میں تحقیق موضوع کرتے ہوئے مرزا یوں کی تاویل اس تو کیکہ پر اس طرح بندگائے کہ ہمارا اور مرزا یوں کا اصل اختلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات میں نہیں بلکہ ان کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب دوبارہ نازل ہونے میں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی حیات ثابت بھی کر دیں تو بھی ہمارا مدعا پورا نہ ہو گا تا آں کہ ہم آپ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر بعد میں نازل ہونا ثابت نہ کر دیں۔ اسی طرح اگر بالفرض مرزاںی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کر دیں تو بھی ان کا دعویٰ مکمل نہیں ہو سکتا جب تک رفع و نزول کی تردید ثابت نہ کریں۔ مخفی موت ثابت ہونے سے رفع و نزول کی لفی نہیں ہو جائے گی کیونکہ عیسائی بھی مسلمانوں کی طرح جحضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کے قائل ہیں لیکن ساتھ ہی وہ ان کی موت کے بھی قائل ہیں کہ وہ رفع سے پہلے تین دن تک بحالت موت رہے۔ تو حاصل یہ لکھا کہ اصل نقطہ اختلاف رفع و نزول ہے نہ کہ حیات و وفات۔۔۔ لہذا بحث کرتے وقت اصل نقطہ اختلاف ہی کو لمحہ نظر کھنا چاہیے کہ بحث کا عنوان موت و حیات کی بجائے رفع و نزول ہونا چاہئے۔ ان شاء اللہ بحث کا یہ عنوان متنبیں ہوتے ہی مرزاںی مناظر کی ہوا سرنی شروع ہو جائے گی کیونکہ اس عنوان میں یہودہ تاویلات کی گنجائش اتنی آسانی سے نہیں نکل سکتی جو وہ حیات و وفات کے عنوان میں نکال لیتے ہیں۔ لہذا حتیٰ بحث رفع اور نزول کے عنوان پر ہونی چاہیے۔۔۔ اگر رفع نزول ثابت ہو گیا تو حیات خود بخود ثابت بھی جائے گی اور اگر رفع نزول ہے۔۔۔ اس عنوان اس بحث کرنا تشیع اوقات ہو گا۔ اصل عنوان اس بحث کا رفع و نزول ہو گا۔ موت و حیات پر بحث کرنا تشیع اوقات ہے۔۔۔ لہذا بحث کرنے سے قبل اس عنوان کی صحیح ضروری ہے۔ اب ذیل میں رفع و نزول ہی کا عنوان متنبیں کرنے کے لئے ایک گرفتار تقریر پیش کی جاتی ہے جسے یاد رکھنا ہر مسلمان مناظر کیلئے ضروری ہے۔۔۔ ملاحظہ فرمائیں:

مقدمہ ۱

قرآنِ کریم کا اعلان

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآنِ حکیم اہل کتاب کے تمام اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے بطور حکم آیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ بانی ہے: **وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يَوْمَنَوْنَ۔**
 (سورہ علی ۶۳ آیت نمبر ۲۷)

(ترجمہ شیخ الہند) ”اور ہم نے اتاری تھوڑا کتاب اس واسطے کر کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھکڑ رہے ہیں۔ اور سید میں راہ سمجھانے کو اور واسطے بخشش ایمان لانے والوں کے۔“

مرزا قادیانی کا اقرار

مرزا قادیانی نے بھی مندرجہ بالا آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔ ویکھیے ازالہ ادہام درود حنفی خزانہ مص ۳۵۲-۳۵۳ جلد ۳، برائین احمد یہ حصہ اول درود حنفی خزانہ جلد اول مص ۲۳۲۔



مرزا قادیانی کے نزدیک بھی یہ اصول مسلم ہے کہ قرآن کریم چونکہ الہی کتاب کے مختلف فیہ مسائل کی تتفق کے لئے آیا ہے اس لئے اگر وہ الہی کتاب کے کسی عقیدہ کی تردید نہ کرے تو اس کا سکوت ہی تائید سمجھا جائے گا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے: ”اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعہ صلیب سے متعلق قرآن شریف کیا کہتا ہے۔ اگر یہ خاموش ہے تو پھر چلا کہ یہود و نصاری اپنے خیالات میں حق پر ہیں۔“

(ربیوب آف ریڈجرا پریل ۱۹۱۹ء شمارہ نمبر ۹ ج ۱۸ مص ۱۳۹۰ اور ۱۵۰)

طریق استدلال

ان دونوں مقدموں سے یہ بات ہابت ہو گئی کہ ہمارا اور قادیانیوں کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی حیثیت الہی کتاب کے لئے حکم کی ہے۔ اور قرآن کریم کا ان کے کسی عقیدہ کی (جس کا صراحتاً یا اشارہ ذکر قرآن کریم میں ہو) تردید نہ کرنا اس عقیدہ کی صحت کی دلیل ہے۔

اسی متفقہ عقیدہ کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق درج ذیل عقائد رکھتے ہیں:

(۱) الْوَهِيدُ مُسْعَى، (۲) الْبَيْعُ، (۳) مَثَلِثُ، (۴) صَلِيبُ اور كفارہ، (۵) رفع جسمانی و نزول جسمانی۔ اسی طرح یہودی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں متعدد خیالات رکھتے ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے رفع و نزول کے عقیدہ کے علاوہ باقی سب عقایدِ باطلہ کی واضح الفاظ میں تردید فرمادی ہے۔ دیکھئے:

(۱) الْوَهِيدُ کی تردید اس طرح کی:

لَقَدْ كَفَرَ الظَّاهِنُ قَالُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسِيحُ ابْنُ مُرْيَمٍ۔ (المائدہ: ۷۶)

(۲) الْبَيْعُ کی تردید اس طرح کی گئی:

وَقَالَ النَّصَارَى مُسِيحُ ابْنِ اللَّهِ۔ (التوبہ: ۳۰)

(۳) مَثَلِثُ کی شناخت یوں بیان ہوتی:

لَقَدْ كَفَرَ الظَّاهِنُ قَالُوا أَنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ۔ (المائدہ: ۷۳)

(۴) اور صَلِيبُ وَكَفَارَہ کا بطلان اس طرح کیا گیا:

وَمَا قُتِلُوهُ وَمَا صُلْبُوهُ وَلَكُنْ شَهَدُوهُ لَهُمْ۔ (آلہہ: ۱۵)

نیز کفارہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ولا تَحْرُرْ وَازْدَةً وَزَرْ اخْرَی۔ (فاطر: ۱۸)

لیکن پانچویں عقیدہ ”رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام“ کی تردید پورے قرآن مجید یا احادیث مبارکہ میں کہیں نہیں کی گئی۔ بلکہ قرآن نے اس کا اثبات کیا ہے۔ اور احادیث مبارکہ

عیسائیوں کے عقاید بالامعلوم کرنے کے لئے درج ذیل تین جوابے محفوظ رکھنے چاہئیں:

حولۃ ۱: ”یہ کہہ کر وہ ان کو دیکھتے دیکھتے اپر اٹھالیا گی۔ اور بدلتے اسے ان کی نظروں سے چھپالیا اور اس کے چاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشش کپڑے ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے گلبی مردم تم کوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرف پھرائے گا۔ جس طرح تم نے اسے آسمان پر چاتے دیکھا ہے۔“ (ابن رسول کے اعمال ہاں آیت ۹، ۱۰، اواب ۲۳ آیت ۲۰، انجیل یوحنا باب ۱۷ آیت ۱۷)

حولۃ ۲: مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”جتاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ درحقیقت مسیح ہیں مریم ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔“ (اذ الاوہام درروحانی خزانہ ص ۳۸۲ ج ۲)

(ایک سوال کے تحت یہی عبارت مرزا نے ازالہ اوہام درروحانی خزانہ میں ج ۳۵۲ ص ۲۳ پر بھی نقل کی ہے)

حولۃ ۳: ان عقیدۃ حیاتہ قدجاۃ فی الْمُسْلِمِینَ مِنَ الْمُلْهَةِ النَّصَارَانِیَۃِ۔

(ضیر تحقیق الوفی ص ۲۱۰ ج ۲۲ خزانہ)

(ترجمہ از مرتب) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائی ملت کی طرف سے آیا ہے۔“

میں بھی صراحتہ تائید موجود ہے۔ یہاں اگر قرآن کا اس عقیدہ کی تردید سے صرف ساکت ہو جانا بھی ثابت ہو جاتا تو اس عقیدہ کی تائید ہو جاتی چہ جائیکہ خود قرآن اپنی زبان میں اس کی تصدیق کر رہا ہے۔ **بَلْ رَفِعَةُ اللَّهِ إِلَيْهِ اور وَرَأَفْعُلُكَ إِلَىٰ** کی آیتیں اس پر شاہد عدل ہیں تو خود آیت و ما انزلنا علیک الخ اور مرزا کے بیان کردہ اصول کے مطابق عیسائیوں کا عقیدہ رفع و نزول صحیح ٹھہرایا ہے اس کی تردید کی گنجائش نہیں ہے اور اس سلسلہ میں جو بھی تاویلیں مرزا یئوں نے کی ہیں وہ شخص موشکافیوں سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

رفع و نزول سے متعلق یہ بحث اور تقریر میں کرمرا یئوں کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ طرح طرح سے اپنے ﷺ کے بچاؤ کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ بھی چند ایک اعتراض و جواب یاد رکھتیں۔

اعتراضات از مرزا قادیانی

(اعتراض ۱) : قرآن مجید کی تیس آیتوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ثبوت ہوتا ہے تو جب آپ کی وفات ثابت ہو گئی تو رفع و نزول کا عقیدہ بھی باطل ہو گیا، لہذا بالواسطہ رفع و نزول کی تردید پائی گئی۔

جواب: اولاً تو ہمیں یہ تسلیم ہی نہیں کہ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے بلکہ قرآن سے تو ان کا رفع آسمانی ثابت ہے جیسا کہ ہم آگے ذکر کریں گے۔ اور اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیں کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو بیان کیا گیا تو اس سے بھی عیسائیوں کے نظریہ کی تردید نہیں ہوتی کیونکہ عیسائی تو خود موت عیسیٰ کے قائل ہیں۔ انہیل میں لکھا ہے کہ وہ تین دن یا ۳ دن تک بحالتِ موت رہے پھر آسمان پر اٹھائے گئے، اس کے بعد قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ (لوقا باب ۲۳ آیت نمبر ۵۳۶)

..... اور خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں اس کا اقرار کیا ہے۔ (ازالہ اوہام در روحاںی خزانہ ص ۲۲۵ ج ۳)

لہذا موت ثابت ہونے سے رفع و نزول کا بطلان نہیں ہو سکتا۔ ہماری دلیل اپنی جگہ برقرار ہے۔

فُوْر (حربہ): دراصل بات یہ ہے کہ رفع و نزول کا عقیدہ عیسائیوں کے نزدیک متفق علیہ نہیں ہے۔ کیونکہ متی اور یوحنا (جودوں حواری ہیں) نے اس عقیدہ کی تصدیق نہیں کی۔ اور قرآن کریم اسی عقیدہ کی تردید کرتا ہے جو ان کے نزدیک متفق علیہ ہو۔ لہذا معلوم ہوا کہ عقیدہ رفع و نزول غلط ہے۔ (جواب از مرزا دراز اللہ اوہام درخواں مص ۲۹۳ ج ۳)

حوالہ ۱: یہ دعویٰ بالکل جھوٹ بلکہ سفید جھوٹ ہے۔ اور مرزا نے کی جہالت کا عظیم شاہ کار ہے۔ ان دونوں انجیلوں میں صراحت کے ساتھ رفع و نزول کا عقیدہ موجود ہے۔ دیکھئے انجیل متی باب ۲۶ آیت ۲۲ ایضاً ۳۰۔ انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۷۔

خدا کی قدرت کا کرشمہ

حوالہ ۲: ”دروغ گورا حافظ نہ باشد“ کے مصدق اسی ازالہ میں ستر صفحہ قبل یہ لکھ چکا ہے کہ چاروں انجیلوں متفق ہیں۔ خود مرزا نے یہ لکھا ہے کہ رفع و نزول عیسائیوں کا بھی متفقہ عقیدہ ہے۔ دیکھئے:

حوالہ ۱: تمام فرقے نصاریٰ کے اسی قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور چاروں انجیلوں سے بھی بھی ثابت ہوتا ہے۔ (ازالہ اوہام درخواں ج ۳ مص ۲۲۵)

حوالہ ۲: ”اور مجملہ انجیل شہادتوں کے جو ہم کوٹی ہیں انجیل متی کی مندرجہ ذیل آیت ہے“ ”اور اس وقت انسان کے بیٹھے کاشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت زمین کی ساری قوتوں چھاتی پیشیں گی اور انسان کے بیٹھے کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے پادلوں پر آتے دیکھیں گے۔“ دیکھو متی باب ۲۲ آیت ۳۰۔

(مسیح ہندوستان میں ر۔ ج ۱۵ مص ۳۸)

اس حوالہ میں مرزا صاحب نے انجیل متی کے حوالہ سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع و نزول خود تسلیم کر لیا ہے۔ جبکہ ازالہ اوہام میں وہ اس کا انکار کر رہا ہے۔

حوالہ ۳: ”اب پہلے ہم مخالفی بیان کیلئے یہ لکھتا چاہتے ہیں کہ باختمل اور ہماری

احادیث اور اخبار کی رو سے جن نبیوں کا اس وجود عضری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دونبی ہیں ایک یوحننا جس کا نام ایلیا اور اوریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح این مریم جن کو عیسیٰ اور یوسع بھی کہتے ہیں۔ ” (تفسیر مرام ص ۳۲۷- خ جلد ۲۸) میں نہیں یہ خود اس کے اپنے اقرار سے غلط ثابت ہوا۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اب مرزا اُی خود ہی سوچ لیں کہ وہ جھوٹے ہیں یا ان کے حضرت صاحب ہے نے جھوٹ لکھا ہے۔ اس کے بعد ہی مسلمانوں سے بحث کی جرات کریں۔

مرزلہ ۳: ایلیا نبی کے متعلق یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بھی آسمانوں پر زندہ الٹھائے گئے ہیں۔ ان کے رفع کی تردید قرآن میں دکھاؤ، اگر تردید نہ مل سکے جیسا کہ حقیقت بھی یہی ہے تو ماننا پڑے گا کہ وہ بھی بقول تمہارے آسمان پر زندہ ہیں، حالانکہ کوئی بھی مسلمان اس کا قائل نہیں۔ اس سے تمہارا اصول ثبوت گیا اور تمہارے دعوے یعنی موت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف دلیل قائم نہ ہو سکی۔

جواب ۱:

أَبْحَا هِيَ پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ہمارے اوپر اعتراض تو جب ہوتا جب مذکورہ اصول ہمارا خود ساختہ ہوتا۔ یہ اصول تو خود تمہارے حضرت کے نزدیک تسلیم شدہ ہے، جس کا حوالہ گزر چکا ہے۔

الہذا تمہیں بھی حضرت ایلیا علیہ السلام کے سلسلہ میں یہودیوں جیسا عقیدہ رکھنا پڑے گا۔ اور اپنے بچاؤ کے سلسلہ میں جو تم جواب دو گے وہی جواب ہماری طرف سے بھی آپ کو تسلیم کرنا ہو گا۔

جواب ۲: اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں کے اس عقیدہ باطلہ کی تردید کا مطالبہ قرآن کریم سے کرنا سراسر جہالت اور زریحت است ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم ان ہی عقائد

کی تردید یا تائید کرتا ہے جن کا ذکر ایجابی یا سلبی رنگ میں قرآن کریم میں موجود ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہما السلام وغیرہ کا ذکر۔ اس کے برخلاف ایلیانی کا ذکر قرآن کریم میں کہیں موجود نہیں ہے لہذا اس کی تردید بھی قرآن کریم سے حلش نہیں کی جائے گی۔ اس عقیدہ کا محض باعثیں میں پایا جانا یا تورات میں پایا جانا قرآن کریم کی تردید کا عنوان بننے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور ہمارا اصول اپنی جگہ برقرار ہے۔ لہذا ایلیانی کو حضرت عیسیٰ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

خلاصہ کلام

اصول بالا اور اس کے نتیجے سے یہ بات روپرورش کی طرح عیاں ہو گئی کہ ہمارے اور مرزا نیوں کے مابین اصل زیر بحث مسئلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا ہے نہ کہ موت و حیات کا۔ اس لئے کہ:

لہذا: موت و حیات رفع و نزول کو لازم ہے نہ کہ رفع و نزول موت و حیات کو۔
لہذا اگر موت و حیات پر بحث بھی کی جائے تو اس وقت تک نام نہ ہوگی جب تک حیات کے بعد رفع ثابت نہ کیا جائے اور موت کے بعد عدم رفع کا ثبوت نہ ہو۔ اس لئے پھر رفع و نزول کو موضوع بنانا پڑے گا۔ اور اسی پر بحث فیصلہ کن ہوگی۔ بریں بنا رفع و نزول ہی موضوع بحث قرار دینا چاہیے۔

ثانیاً : رفع و نزول عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ اور قرآن کریم کا ان کے اس عقیدہ کی تردید نہ کرنا اور اس کی صراحت تائید و تصدیق کرنا اس عقیدہ کی صحت کی دلیل ہے اب اگر قادیانی اس کے منکر ہیں تو انہیں اسی موضوع پر گفتگو کرنی چاہیے نہ کہ موت و حیات کے مسئلے پر جو کسی طرح نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد ذیل میں قرآن و حدیث اجماع امت اور خود مرزا غلام احمد کے اقرار و اعتراض کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی تائید اور وفات کے انکار کے دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ ساتھ ساتھ ان موضوعات کا بھی اجماع ذکر ہو گا جو ان موقع پر مرزا نیوں کی جانب سے کی جاتی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رفع و نزول کا اثبات آیات قرآنی سے

(بِقَلْمِ مَرْزاً يَا بَا قَرَارِ مَرْزاً)

بِهِنِي وَنَبِيْلُ: هو الْذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ۔ (توبہ: ۳۳)

ترجمہ: ”وَهُوَ اللَّهُ أَيْمَانًا هے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور حجاد دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔“

آیتِ بلاسے حضرت عسٹی علیہ السلام کے نصیلہ دنیا پر استدلال کرتے ہوئے مرزا قادیلی قم طراز ہے: هو الْذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيَغْنِمُهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔

”یہ آیت جسمانی اور سیاسی مکمل کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش کوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لا میں کے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(بر الْتَّنْبِيْهِ در روحا نی خزانہ ج اص ۵۹۳ ج ۹۱ ص ۲۳)

اس تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت عسٹی علیہ السلام کے رفع و نزول کی دلیل ہے کیونکہ نزول اسی وقت ہو گا جب کہ پہلے سے رفع ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔

دوسری دلیل

عسٹی ربکم ان بر حکم و ان عدتم عدنًا۔

(ترجمہ) ”عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر حرم فرمائے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔“ (پ ۱۵ سورت نبی اسرائیل ترجمہ از حضرت تعالویٰ)

۱۔ مرزا قادیانی نے اس قرآنی آیت کو اپنے اردو محاورے میں لکھا ہے: اردو میں کہتے ہیں وہ تم پر حرم کرے اس کے لئے مرزا قادیانی نے اس میں علیکم کا اضافہ کیا ہے۔ کیونکہ اس کے غلطیں زیادہ اردو پڑھنے لوگ نہیں۔ یہ قرآن کریم میں مرتع تحریف ہے۔

یہ آیت اگرچہ ہمارے نزدیک زیرِ عجیب مسئلہ رفع و نزول کے لئے چند اس مفید نہیں ہے لیکن چونکہ مرزا قادریانی نے اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول دنیاوی پر استدلال کیا ہے اس لئے اس آیت کو بھی ہم نے اپنی فہرست میں شامل کر لیا ہے۔ کیونکہ فتنت مخالف کا اقرار بھی ایک مستقل دلیل ہے خواہ وہ کسی بھی قسم میں ہو۔ مرزا کی استدلالی تحریر صپ ذیل ہے:

”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور رزمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق مخفی جود لاکل واضح اور آیات بینہ سے کمل کیا ہے..... اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور حصف اور قبر اور حقیقتی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلایت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام را ہوں اور سڑکوں کو خس و خاشک سے صاف کر دیں گے۔“ (براللہ ان احمد یہ حصہ چارم درود و حائل خزانہ جلد اس ۲۰۱-۲۰۲)

مرزا نیوں کی بوکھلا ہٹ

مرزا کی مذکورہ بالا مصادرات اور استدلال سے مرزا نیوں کی بوکھلا ہٹ ایک فطری امر ہے کیونکہ ان تحریروں کی موجودگی میں ان کی بخشش کی ساری بہلوںی صورت ہو جاتی ہے۔ اس لئے اپنے بچاؤ کے لئے وہ مختلف تدبیریں کرتے ہیں، لیکن جب کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی تو وہ تجھ ہار کر آخری جواب دیتے ہیں۔ کہ یہ ہائی مرزا قادریانی نے مخفی رسمی طور پر لکھی ہیں جس کا خود مرزا نے اپنا کتاب اعجاز احمدی (درخزانہ ج ۱۹ ص ۳۷۷) میں احتراff کر کے اپنی علمی تعلیم کی ہے۔ لیکن خاص ہونے کے پھنس نالئے اور حق کو نہ تسلیم کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ اس لئے کہ:

لہلا: یہ عقیدہ رکی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ مرزا نے اس کے بیوتوں میں آیات قرآنیہ نہیں کی ہیں جس سے ثابت ہوا کہ انہوں نے یہ عقیدہ رکی طور پر نہیں بلکہ قرآن سے تبول کیا تھا۔

نائبًا: اس وجہ سے بھی یہ **”عقیدہ نزول عیسیٰ“** مرزا کی اجتہادی علمی نہیں قرار دیا جا

سکتا کہ یہ کتاب **بِرَّ اللَّهِ اَحْمَدُ** (جس میں یہ عقیدہ تحریر ہے) بقول مرزا قادیانی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اور اس نے آپ کو اس کا نام قطبی بتایا ہے، یعنی وہ کتاب قطب ستارہ کی طرح م收拾م اور غیر متزلزل ہے۔ جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا ہے۔ (دیکھئے برائین احمد یہ درروحانی خزانہ جلد اول ص ۲۷۵) لہذا اگر مرزا نبویوں کے بقول نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو کسی کہا جائے تو نہ یہ کتاب قطبی رہے گی اور نہ اس میں ذکر کردہ باتیں م收拾م اور غیر متزلزل قرار دی جائیں گی۔ خصوصاً جب یہ کتاب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمائی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی فاش غلطی (عقیدہ نزول) کو آپ نظر انداز فرمادیں جو مرزا کے نزد یک شرک عظیم ہے۔ (بہر حال آپ کا نکیر نہ فرمانا اس عقیدہ کی صحت پر کھلی دلیل سمجھنا چاہیے)

نادا: یہ عقیدہ نزول اجتہادی غلطی اس لئے بھی نہیں بن سکتا کہ خود مرزا نے یہ تعلیم کیا ہے کہ ”ہم نے اس کتاب میں کوئی دعویٰ اور کوئی دلیل اپنے قیاس سے نہیں لکھی۔“

ملاحظہ ہو عبارت:

”سوم یہ امر بھی ہر ایک صاحب پر روش رہے دعویٰ
بھی وہی لکھا ہے جو کتاب مدور نے کیا ہے اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو
اس پاک کتاب نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے نہ ہم نے فقط اپنے
قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے۔“

(برائین احمد یہ دو مردم روحانی خزانہ میں ۸۸ ج ۱)

حاصل یہ لکھا کہ مرزا کا نہ کوہہ بالا اعتراف اپنی جگہ برقرار ہے اور اس کو کسی دوسرے معنی پر محدود کرنے کی کوشش کرایا اسے غلط قرار دینا بے سود بھی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔
رسا: مرزا خود مخصوص عن الخطأ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لکھتا ہے:

”اَنَّ اللَّهَ لَا يَتَرَكُنْى عَلَى خَطَاءٍ طَرْفَةٌ عَيْنٍ وَ يَعْصُمُنَى عَنْ كُلِّ مِيْنٍ۔“ یعنی اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لوگ بھی باقی نہیں رہنے دیتا۔ اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ

۔ شرک عظیم قرار دینے کا حوالہ مجب ذیل ہے: فعن سؤال الادب ان يقال ان عيسى معلمات وان هو الا هر ك عظيم يما كل الحسنات وبخلاف الحصاة بل هو تو في كمثل اخوانه ومعلم اهل زمانه وان عقيدة حياته الدجاءات في المسلمين من الملة النصرانية۔

(الاختصار بشرح صحيح البخاري درروحانی خزانہ جلد اول ص ۶۶۰)

رکتا ہے۔ (وراحق ص ۲۷۷ حصہ دوم)
اس دعویٰ کے مطابق بھی مرزا نے ”براہین احمدیہ“ میں جو کچھ لکھا درست کیا
بصورت دیگر اس کا یہ دعویٰ فلسط اور ایک سیاہ جبوٹ ہے۔

حاجہ مدعا: مرزا کہتا ہے کہ میری ہر بات الہامات پر ہوتی ہوتی ہے۔ (چنانچہ اس نے
اپنی کتاب میں لکھا ہے) کلما قلت قلت من امرہ و ما فعلت شیئا من امری۔ یعنی
میں نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔

(مواہب الرحمن ص ۳۴۱۔ خ جلد ۱۹ ص ۲۲۱)

مرزا ”براہین احمدیہ“ لکھتے وقت اپنے قول کے مطابق علم ہم تھا۔ اور یہم اس کے بقول
فلسط نہیں کر سکتا۔ تو اس کا اچجاز احمدی میں یہ کہنا کہ میں نے براہین احمدیہ میں فلسط لکھ دیا تھا۔
کیسے تعلیم کیا جاسکتا ہے؟۔

اس سے معلوم ہوا کہ وفات صیفی علیہ السلام کے عقیدہ کی بنیاد مرزا نے قرآن و
حدیث پر نہیں اپنے الہام پر رکھی تھی۔ اور وہ اس کی بار بار صراحةً کرتا ہے۔

تاؤنا: مرزا نے براہین احمدیہ کے بارے میں ایک خواب لکھا ہے جو حسب ذیل ہے:

”ای زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے
حیے میں ہوز علم میں مشغول تھا۔ جناب خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم)
کو خواب میں دیکھا۔ اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی
کتاب تھی۔ کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔

آنحضرت نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو
نے اس کتاب کا کیا نام لکھا ہے۔ خاکسار نے مرض کیا کہ اس کا نام میں
نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف
ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ابھی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر
معزول اور مُنْهَم ہے جس کا کامل اسْجَحَام پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا
اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور
جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی۔ تو آنحضرت کا ہاتھ
مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت مسودہ بن گئی کہ جو

امرود سے مشاہدہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو
تقطیم کرنے کیلئے قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد لٹکا کر
آنجناب کا ہاتھ مبارک سوزفق تک شہد سے بھر گیا۔

(برائین احمد یہ میں ۲۳۹۰ء۔ خ جلد اول ص ۲۵)

تبصرہ

اس خواب سے درج ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

- (۱) مرزا کے بقول برائین احمد یہ کی تصنیف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہار خوشنودی فرمایا اور اسے معتبر قرار دیا۔
اگر مرزا کے بقول اس نے برائین احمد یہ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ غلط لکھ دیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلطی کی نشاندہی کیوں نہیں کی؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عقیدہ کے لکھنے پر تغیریز کرنا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ مرزا نے رفع و نزول سچ کا عقیدہ درست لکھا تھا۔ اور بعد میں اس نے جواپنے الہامات کی بنار پر اس کے غلط ہونے کا دعویٰ کیا وہ اصولاً غلط ہے۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا نام قطبی بتایا گیا۔ جس کی اس کتاب کی تصنیف پر تبیریہ کی کہ یہ قطب ستارہ کی طرح مسحکم اور غیر متزلزل ہے۔ اب اگر اس عقیدہ کو غلط اور شرکیہ عقیدہ قرار دیا جائے تو وہ قطبی نہ رہی بلکہ غیر مسحکم اور متزلزل ہو گئی۔

(۳) پھر اس کے کامل استحکام کو مد نظر رکھتے ہوئے دس ہزار روپے انعام کا اشتہار دیا گیا۔
اب اگر اس میں درج شدہ عقیدہ کو غلط قرار دیا جائے تو یہ کتاب انعامی نہیں رہ سکتی۔

(۴) پھر حضور کے مقدس ہاتھ لگنے سے وہ کتاب خوش نہما میوہ امرود مثل تربوز بن گنیا اور جب حضور اسے قاش کرنے لگے تو اس میں سے اس قدر شہد لٹکا کر آپ کا ہاتھ مبارک کہنی تک شہد سے بھر گیا۔ اگر حیات سچ بقول مرزا قادریانی شرکیہ عقیدہ اس میں درج تھا تو شہد کے ساتھ ساتھ کچھ ”گوہ“ (پاخانہ) بھی لٹکنا چاہیے تھا کیونکہ مرزا قادریانی کے نزدیک شرک تو حید کے مقابلہ گوہ ہے خالص شہد نہ لئے سے بھی معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ شرکیہ نہیں ہے بلکہ درست ہے۔

تابعاً: مرزا صاحب نے واضح طور پر لکھا ہے کہ ملہم من اللہ غلطی نہیں کر سکتا اور اگر

بالفرض ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے آگاہ کر دیتے ہیں۔ مرتضیٰ کی عمارت طاحظہ فرمائیں:

(۱) ”اگر کوئی لغوش ہو بھی جائے تو رسیف الہیہ جلد تران (ملہمین) کا تدارک کر لیں ہے۔“ (براءین احمدیہ حاشیہ ص ۳۲۸ طبع لاہور جدید رخ جلد اول ص ۵۳۶ حاشیہ پہلی فصل)

(۲) ”والله یعلم انی ما قلت الا ما قال اللہ تعالیٰ و لم اقل کلمة قط
یخالفة وما سماها قلمی فی عمری۔“ یعنی خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں
وہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور میں نے کوئی بھی ایسا کلمہ سمجھ نہیں کیا جو
خلاف خداوند تعالیٰ ہو اور مقالفت خداوندی میری قلم سے بھی سرزنشیں ہوتی۔

(حدیث البشری ص ۱۸۶ ارج. جلد ۷ ص ۱۸۶)

(۳) ”ومن تفوہ بكلمة ليس له اصل صحيح في الشرع ملهمها كان او مجتهداً فهو الشياطين متلاعبة۔“ یعنی جو شخص کہ کوئی ایسا کلمہ کہے جس کی کوئی
صحیح اصل شرع میں موجود نہ ہو خواہ وہ ملہم ہو یا مجھد ہو اس سے شیطان کھیتا ہے۔
تو اب قادریانی بتائیں کہ نزول سچ کا عقیدہ جس کو مرتضیٰ نے براءین میں ذکر کیا ہے
اور اسی طرح ختم نبوت کا عقیدہ جو اس نے اپنی پہلی کتابوں میں وضاحت سے تحریر کیا ہے اگر ان
کی اصل شرح میں موجود نہیں تو کیا مرتضیٰ قادریانی سے شیاطین نہیں کھیتے رہے خواہ وہ ملہم یا مجھد ہو
اور جس سے شیاطین کھیتے ہوں اس کے کسی قول کا کیا اعتبار؟ شیطان اپنے دوستوں کی طرف
وہی بھی بڑے شوق سے کرتے ہیں۔

تیسری دلیل

یہ عقیدہ اس کتاب میں لکھا ہے جو بغرضی اصلاح و تجدید دین کمی گئی تھی اور اس وقت
لکھا ہے جب مرتضیٰ قادریانی ملہم مجدد اور مامور من اللہ بزرگ خود مجدد بن چکا تھا۔ حتیٰ کہ اس کتاب
پر دس ہزار (۱۰،۰۰۰) روپے کا اشتہار بھی دیا گیا تھا۔ دیکھئے دیباچہ مرزا اللہ احمدیہ حصہ اول
روحانی خزانہ جلد اول ص ۲۲۳۔

اور مجدد کی تعریف کرتے ہوئے خود مرتضیٰ لکھا ہے: کہ وہ مشکل وقت میں روح
القدس سے سکھلائے جاتے ہیں۔ (فتح اسلام حاشیہ در خزانہ اسن م ۷۳) اور اسے علوم لدنی یہ اور
آیات ساویہ عطا کی جاتی ہیں۔ (ازالہ اوهام در خزانہ اسن م ۹۷۱) لہذا اس کتاب میں رکی عقیدہ

ہونے کا اور غلط بات لکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چوتھی دلیل

وَمَكْرُوا وَمَكْرُوا وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔ (آل عمران: ۵۳)

ترجمہ: ”اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب تدبیر میں کرنے والوں سے اچھے ہیں۔“ (ترجمہ از حضرت قحانوی)

طرز استدلال

یہود بے بہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی تدبیر کی اور آپ کو ہلاک کرنے کی سازش رچائی، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے وکروں کے الفاظ میں فرمایا۔ ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کو بیان کیا اور اسے بہتر قرار دیا۔ یہود کی تدبیر ناکام ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب آئی۔ چنانچہ یہودا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھا ان کو پکڑ دانے کے لئے اس مکان میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ کی ٹھیک میں تبدیل کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی کمال قدرت سے زندہ آسان پر اٹھایا۔ یہی وہ تفسیر ہے جو تقریباً سبھی قابل اعتبار مفسرین نے کی ہے۔ اس کے خلاف کوئی تفسیر پیش نہیں کی جاسکتی، کیونکہ یہود کی تدبیر یعنی سازش قتل کا جب بھی تدبیر خداوندی سے مقابلہ ہو گا تو یقیناً مقابلہ میں عدم قتل و موت کو رکھا جائے گا اور وہ صورت صرف رفع عی کی ہے۔ اور جب رفع ثابت ہو گیا تو نزول خود بخود ثابت ہو جائے گا۔

قادیانی تدبیر

اس کے بالمقابل مرتضیٰ قادریانی نے جو خدا کی تدبیر لکھی ہے وہ حسب ذیل ہے:

”بعد اس کے ایسا ہوا کہ پلاطوس نے آخری فیصلہ کے لئے اجلاس کیا اور تابکار مولویوں اور فقیہوں کو بہتر اسمجھایا کہ سعی کے خون سے باز آ جاؤ گر وہ بازنہ آئے بلکہ حق حق کر بولنے لگے کہ ضرور صلیب دیا جائے دین سے پھر گیا ہے تب پلاطوس نے پانی میکوا کر ہاتھ دھونے کہ دیکھو میں اس کے خون سے ہاتھ دھوتا ہوں تب سب یہودیوں اور

فقیہوں اور مولویوں نے کہا کہ اس کا خون ہم پر اور ہماری اولاد پر۔ پھر بعد اس کے سچ ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے ملائی گئیں اور ٹھنڈے سے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدرت تھا سب نے دیکھا آخر صلیب دینے کے لئے تیار ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور عصر کا وقت اور اتفاقاً تا یہ یہودیوں کی عید سع کا بھی دن تھا اس لئے فرصت بہت کم تھی..... تب یہودیوں نے جلدی سے سچ کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر پڑھا دیا تا شام سے پہلے ہی لاشیں اتنا ری جائیں۔“ (از الادہ م ۳۸۲۹-۳۹۵-۳۹۶) (۱۳۲۹-۱۳۲۰ م ۱۴۰۷)

مرزا کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ اس کے بقول حضرت عیسیٰ کے متعلق خدائی تدبیر

یقینی:

- (۱) ان کو تازیانے لگائے گئے
- (۲) گالیاں دیں گئیں
- (۳) ملائی گئے
- (۴) نماق اڑایا گیا
- (۵) سویں لٹکایا گیا۔

قرآن مجید اور خدائی وعدہ کے ساتھ یہ مرزا کی تفسیر کھلے منہ کفر کا درجہ رکتا ہے۔ قرآن کی اس سے زیادہ تحریف ممکن ہی نہیں۔ گزشتہ چودہ سو سال کے مفسرین میں سے ایک بھی مرزا نہیں کے موافق نہیں ہے اور نہ ہی کسی نے یہ تفسیر لکھی ہے۔ ہاتوا برهانتم ان کنتم صادقین۔

پانچوں دلیل

إذ قال اللہ یعیسیٰ انى متوفیك ورافعك الی ومطهرك من الذين

کفروا" الخ۔ (آل عمران: ۵۵)

(زجمعہ) "جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! بے شک میں تم کو وفات دیتے

والا ہوں اور تم کو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں۔“

یہ آیت بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و رفع جسمانی کی صریح دلیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تدبیر کے مقابلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام سے چار وحدے فرمائے ہیں:

(۱) میں تجھے وفاتِ دوں گا یعنی یہودی تجھے قتل نہیں کر سکیں گے۔

(۲) اس وقت تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔

(۳) کفار یعنی یہود سے تجھے پاک کروں گا۔

(۴) تیرے قبیعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ چار وحدے ظاہر ہے اس وقت کیے گئے جب یہود بے بہود حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنائے تھے۔ یہاں رافظہ اللہ سے تمام مفسرین و محدثین کے نزدیک رفع جسمانی ہی مراد ہے۔ تیرہ صدیوں میں کوئی بھی ایسا مفسر پیش نہیں کیا جاسکتا جس نے اس رفع سے رفع درجات یا رفع روحاںی مراد لیا ہو..... البتہ متوفیک کے معنی میں مفسرین و علماء کرام کی دو رائیں ہیں۔

نہر ۱: اکثر علماء نے توفی کا معنی پورا پورا لینے یعنی جسم مع الروح اٹھانے کا کیا ہے۔

نہر ۲: جب کہ بعض علماء نے توفی سے موت کے معنی مراد لیے ہیں۔ یعنی میں تجھے موت دوں گا۔ یہ معنی بھی ہمارے استدلال کے خلاف نہیں کیونکہ توفی کا معنیت سے ترجیح کرنے والے علماء اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں۔ یعنی معنیت عند انفضا، اچھلک و رافعک الالاں۔ (تجھے تیرے مترہ و وقت پر وفاتِ دوں گا اور اب تجھے الالاں کا..... تغیر ہیں عباس) وجہ اس کی یہ ہے کہ واو مطلق جمع کے لئے آتا ہے اس میں ترتیب ملحوظ نہیں ہوتی یہاں بھی واو کے ذریعہ عطف کیا گیا ہے لہذا ترتیب کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

مرزا قادریانی کی جھنچھلاہٹ

متوفیک کے معنی تو مرزا قادریانی نے وہی اختیار کیے ہیں جو دونسرے بھروسہ پر ذکر کیے گئے لیکن واو کو مطلق جمع کے لئے قرار دے کر ہم نے چونکہ اس قول کے سارے مفسراً ثابت کو

ہباء امنقولہ کر دیا ہے اس نے مرزا کو اس بکتے کے اکٹھاف سے انہائی جمیخلاہت ہوئی اور اس نے نہایت مقصہ میں لکھا:

”قرآن مجید کی ترتیب کو اللہ نے مسلمان کا کام نہیں ہے۔ کیا

اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم نہ تھا۔ وہ صحیح ترتیب سے کلام فرمادیتے۔ اے مسلمان

مولویو! جھیس اللہ تعالیٰ کے کلام میں تغیر و تبدل کرنے سے شرم نہیں

آتی۔“ (ملکوم از الاداہ در دروحانی خزانہ ۳۲۲ ج ۲)

مرزا کے اس اعتراض کا جواب ہم پانچ طریقوں سے دے سکتے ہیں:

جواب ۱: تمام ”علماء نبو“ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ ترتیب کے لئے نہیں بلکہ مطلق

جمع کے لئے آتا ہے بخلاف تم اور فاء کے۔ ہمیں ہمہ واد سے ترتیب ثابت کرنے پر زور دینا

جہالت ہے۔

جواب ۲: قرآن کریم میں اس طرح کی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں واو کو حفظ

جمع کیلئے استعمال کیا گیا ہے جیسے: وَاسْجَدَى وَارْكَعَى فَاخْدُهُ اللَّهُ نَكَالُ الْآخِرَةِ

والاولی۔ ظاہر ہے کہ بجدہ بعد میں اور رکوع پہلے ہوتا ہے حالانکہ اول الذکر آیت میں بجدہ کا

پہلے ذکر ہے اور اسی طرح آخرت بعد میں ہے دنیا پہلے ہے لیکن دوسری آیت میں آخرت کو

دنیا پر مقدم رکھا ہے۔

جواب ۳: کئی ایک مفسرین نے یہاں (متوفیک و رافعک) میں ترتیب الثالث

تفسیر فرمائی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر میں گزارا۔

جواب ۴: اگر بالفرض زیر بحث آیت میں بقول مرزا یہاں ترتیب بھی مان لیں پھر

بھی اس کا مجموعہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ترتیب مرزا صاحب کے نزدیک بھی چار وعدوں میں

قام نہیں رہتی۔ کیونکہ مرزا قادریانی کی تفسیر کے مطابق ترجیح یوں ہو گا:

”اے عیسیٰ! میں تجھے پہلے موت دینے والا ہوں اس کے بعد

تیرا رو حانی رفع یا رفع درجات کروں گا، اس کے بعد تجھے کافروں سے

پاک کروں گا اور اس کے بعد تیرے قبیلین کو تیرے دشمنوں پر غالب

کروں گا۔“

اب دیکھئے مرزا کے خیال کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کشمیر کی طرف

ہجرت کرنے کے بعد تلمیح یعنی واقعہ صلیب سے ۸ سال بعد کشیر میں ہوئی گویا کہ مطہر ک من الذین کفروا کا قوع پہلے اور موت درفع بعد میں ہوا۔ حالانکہ ترتیب آیت میں یہ جیز تیسرے نمبر پر ہے، لہذا مرزائیوں کے مطابق بھی آیت اپنی ترتیب پر باقی نہ رہی اور ہم پر عدم ترتیب کا اعتراض کرنا سارے فضول ہو گیا۔

الْجَمَا هے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جواب ۵: اگر بالفرض **(متوفیک)** کے معنی وہی لیے جائیں جو مرزا کی لے رہے ہیں تو بھی یہ ان کے مقصد یعنی اثبات موت کے لئے چند اس مفید نہیں۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ موت اور وفات نزول السی الارض کے بعد ہو جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے سے دے دی اور چونکہ باتفاق علماء و اور ترتیب کے لئے نہیں ہے اس لئے اس کا تحقق و رافعہ السی سے پہلے ضروری نہیں ہے۔ نیز اگر ترتیب کے لئے واکو مان لیا جائے تو بھی مرزا نہیں کامد عالیکار رفع ثابت نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ درفع السی السماء سے قبل آپ کو کچھ وقت کے لئے موت دے دی گئی ہو۔ پھر زندہ کر کے آسمان کی طرف اٹھایا گیا ہو۔ جیسا کہ بعض سلف بھی اس کے قال ہیں جیسے حضرت وہب بن منبه کا قول ہے۔

(ملخص الخطاب الملبيح فی تحقیق المهدی والمعیص)

ترتیب آیت کی توجیہ

اور آمید بالامن لفتی ترتیب نہ ہونے کا اصل اور حقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائی اور یہودی دونوں افراط و تفریط کا فکار ہوئے۔ اگر ایک جانب عیسائیوں نے انہیں درجہ معبود تک پہنچایا تو یہودیوں نے ان کی رسالت و نبوت تک کو شلیم نہ کر کے ان کی سخت توہین و تذلیل کا ارتکاب کیا۔ قرآن کریم اس آیت میں ان دونوں کے عقیدوں کی تردید کر دینا چاہتا ہے سب سے پہلے متوفیک اس لئے لایا گیا تاکہ عیسائی غور کر سکیں کہ جس پر موت آئے وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اس کے معا بعدور افعال السی لا کر یہ بتا دیا گیا کہ یہودیوں کا ان کی شان میں گستاخی کرنا سارے قلمبیہ اللہ تعالیٰ نے ان کی رسالت و نبوت کی بنا پر انہیں اپنے پاس بلا لیا یہ ان کی مقبولیت عند اللہ کی کھلی دلیل ہے، لہذا عیسائیوں کو

ان کے خدا ہونے کا اور یہودیوں کو ان کے کمتر ہونے کا عقیدہ ترک کر دینا چاہیے، اور افراط و تفریط گھوڑ کر احتدال کا راستہ اپناتا چاہیے۔ اور چونکہ شرک خداوندی گستاخی رسول سے بذا جرم تھا اس لئے تردید کرتے وقت بھی اس کا لحاظ کیا گیا اور متوفیک کو پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

دوسری وجہ

یہود کی سازش قتل کو ناکام کرنا اور ان کے پروگرام سے حفاظت اہم تھی اس لئے بھی اسکا ذکر پہلے کیا گیا یعنی تسلی دی گئی۔

تحقیق لفظ توفی

اس لفظ کا مادہ و فاء ہے جب یہ مادہ باء تعلق میں چلا جائے تو اس کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہوں گے جیسے انوفیت الدمن؟ (کیا تو نے پوری قیمت لے لی؟) البتہ جب کوئی قرینة موجود ہو تو موت اور نیند کے معنی میں بھی یہ لفظ مستعمل ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ: **هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّ أَكْمَمَ بِاللَّيلِ**۔ (اور وہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کورات میں) (ترجمہ شیخ البند) اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد: **اللَّهُ يَتَوَفَّ الْأَنفُسُ حِينَ مَوْتُهَا وَالَّتِي لَمْ تَعْتَدْ فِي مَنَامَهَا**۔ ”اللہ ہی قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی ہن کی موت نہیں آئی ان کے سونے کے وقت۔“ (حضرت قانونی) یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ توفی کے معنی صرف موت کے نہیں ہیں بلکہ پورا لینے کے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا اطلاق موت اور نوم دونوں پر درست ہے۔ اگر صرف موت کے معنی ہوتے تو نوم پر توفی کا اطلاق کرنا درست نہ ہوتا۔ حالانکہ آیت میں دونوں پر توفی کا لفظ بولا گیا۔ توفی کے یہی معنی تفسیر کی معتبر کتابوں میں بھی تحریر ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ قادیانیوں کی معتبر کتاب عسل مصنفی میں ان کا حوالہ دیا گیا ہے۔

لاحظہ فرمائیے اور لطف اٹھائیے!

حولہ ۱: متوفیک و رافعک الی۔ علی التقدیم والتاخیر وقد یکون

الوفاة قبضاً لیس بموت۔ (مجموع الماجر جلد ۲ ص ۳۵۲ متوال از اصل مصنف جلد اول ص ۱۷۵)

حولہ ۲: فلما توفيتنى الخ: التوفى اخذ الشى و افيا والموت نوع

منہ۔ (تفیر صافی بحوالہ مصل مسفلی ص ۲۶۳ ج ۱)

حولۃ ۳: یستعمل التوفی فی اخذ الشی و افیاً ای کاملًا والموت نوع
منہ۔ (حاشیہ صادی علی الجلایں ص ۳۱۵ ج اصل مسفلی ص ۲۶۲ ج ۱)
ان حوالوں سے صاف طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ توفی کے معنی اصل میں پورا پورا لینے
کے ہیں۔ اور موت اس معنی کا ایک جز ہے نہ کہ اس لفظ کے حقیقی معنی۔

مرزا قادیانی کا زور دار انعامی چیخ

علم خجو کا مطالبہ اور اس کی تمجیبیں

توفی کے مذکورہ معنی چونکہ مرزاں کی ساری عمارت، باطلہ کوڈ آنامیٹ کر دیتے
ہیں۔ اس لئے مرزا صاحب نے اپنی لاج رکھنے اور لوگوں پر اپنا عرب جانے کے لئے ایک
زور دار چیخ شائع کیا کہ:

”توفی باب تفعیل ہو، اللہ فاعل ہو، ذی روح مفعول ہو، لیل
اور نوم کا قریبہ بھی نہ ہو تو وہاں قبض روح بمعنی موت ہی ہو گا۔ جو اس کے
خلاف دکھاوے اس کو مبلغ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔“

چیخ کی عبارتیں حصہ ذیل ہیں:

(۱) ”اور علم خجو میں صریح یہ قاعدة مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں
جبکہ خدا فاعل اور انسان مفعول ہے ہو، یہی شے اس جگہ توفی کے معنی مارنے
اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔“ (تحفہ گلاؤ پیدر خزانہ جلد ۷ ص ۱۶۲)

(۲) ”تمام الفت کی کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ جب خدا تعالیٰ
فاعل ہو اور کوئی انسان مفعول بہ ہو..... تو بجز قبض روح کرنے یا مارنے
کے اور کوئی معنی نہیں لیے جائیں گے۔“

(ایام اصل در روحانی خزانہ ص ۳۸۳ ج ۱۳)

(۳) ”چونکہ مقاழہ فیہ جگہوں میں توفی باب تفعیل سے ہے اور اللہ

تعالیٰ قابل ہے اور ذی روح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مفعول ہیں۔ اس لئے حضرت سعیج موسیٰ نے اسی صورت میں توفیٰ کے معنی سوائے قبضِ روح کے دکھانے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام فرمایا ہے، مگر آج تک کوئی مردمیدان نہیں ہتا۔ جو انعام حاصل کرتا اور نہ ہو گا۔“

(احمدیہ پاکٹ بک ص ۳۳۱)

(۲) ”اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید یہ عرب سے یہ شہوت پیش کرے کہ کبی جگہ توفیٰ کا الفاظ خدا تعالیٰ کے قابل ہونے کی حالت میں جو ذہنی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبضِ روح اور وفات دینے کے کبی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے۔ یعنی قبضِ جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے۔ تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کما کراقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ایک ہزار روپیہ (نحو ۱۰۰ روپے) نقد دوں گا۔“ (از الادبام در درود حاتی غواص م ۲۰۳ ج ۲)

اس چیز کا جواب متعدد طریقوں سے دیا جاسکتا ہے

(۱) یہ قاعدہ مرزا کامن گھڑت ہے کہ امام نبوی اہل زبان سے یہ قاعدہ معمول نہیں ہے۔ اگر کوئی مرزا کی نبوی الفت کی کتاب میں یہ قاعدہ دکھادے تو ہم اسے دس ہزار روپے انعام دیں گے۔

(۲) مرزا کامن گھڑت قاعدہ خود اس کی تحریروں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ مثلاً برہان الدین احمدیہ در غزاں ص ۶۲۰ ج ۱۴ میں متوفیک کے معنی لکھے ہیں: ﴿میں تھے پوری نعمت دوں گا﴾ اسی طرح مرزا کی حسب ذیل تحریر: ﴿برہان الدین احمدیہ کا دادہ الہام یعنی بیانیں انسی متوفیک جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنی کلمے ہیں یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہوداں کے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود، ہندو کوشش کر رہے ہیں۔ اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تھے ایسی ذیل اور لعنتی موقوں سے

بچاؤں کا) (سرایج پنیر درود حاملی خزانہ میں ج ۲۲ ص ۱۲ اور حاشیہ) (۳) مرزا کام کورہ من گھرست قاعدہ اس حدیث سے بالکل چکنا چور ہو جاتا ہے۔ وہ کہیے:
عن ابن عمر و اذا رمى الجمار لا يدرى احد ماله حتى يتوفاه
الله يوم القيمة۔ (رواہ البزار و الطبرانی و ابن حبان واللطف لہ)
(الترغیب والترہیب ص ۲۰۵ ج ۲)

حدیث بالائیں مرزا کی ذکر کردہ تمام شرائط موجود ہیں لیکن کوئی احتیج بھی یہاں اس کا ترجمہ موت نہیں کر سکتا۔

قادیانی امت کو چیلنج

ہم مرزا نے کو کھلا چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کا تحریر کردہ قاعدہ علم فحو کی کسی کتاب سے دکھائیں۔ اور منہ ماں کا انعام پائیں۔ یہ مرزا کی جہالت اور حماتت ہے کہ اس قاعدہ کو علم فحو کا قاعدہ بنادیا۔ اس بیچارے کو پتہ نہیں کہ علم فحو کیا ہوتا ہے۔ عربی کا ادنی سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ مذکورہ قاعدہ علم ادب کا تروہ سکتا ہے علم فحو کا نہیں پھر بھی ہم نے اس کا من گھرست قاعدہ توڑ دیا اور وہ ہمارا قاعدہ قیامت تک نہیں توڑ سکتے۔ فالحمد للہ۔

ہمارا چیلنج

اور اس سے بڑھ کر ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اگر وفا ہاپ تعلیل میں ہو، اللہ قائل ہو اور ایسا انسان مفعول ہو جو بن باپ پیدا ہوا ہو تو وہاں توفی کے معنی موت کے کہیں نہیں آتے بلکہ زندہ آسان پر اٹھائے جانے کے ہوں گے۔ مرزا کی اس کے برخلاف دکھا کر منہ ماں کا انعام حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر ان شاء اللہ قیامت تک بھی وہ اس قاعدہ کو توڑنے کی بھت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی ہمارے اس قاعدہ کا حوالہ مانگے تو آپ بلا جمیک کہدیں کہ جس فحو کی کتاب میں مرزا کا من گھرست قاعدہ لکھا ہے اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر یہ قاعدہ بھی درج ہے۔

چھٹی دلیل

ارشادِ خداوندی ہے: وما قتلواهُ يقیناً - بل رفعهُ اللَّهُ إلَيْهِ۔ (التساہ: ۱۵۷)

(ترجمہ) ”اور انہوں نے ان کو بیٹھنی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔“ حکیم نور الدین (غیفار قل) نے بھی آیت کا ترجمہ سمجھی کیا ہے۔ کہ ”بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔“ (فصل الخطاب ص ۳۲۸ بر حاشیہ)
یہ آیت بھی اثبات رفع حضرت مسیح علیہ السلام کے سلسلہ میں بنیادی اہمیت کی حامل

۴-

یہاں یہ کہتہ ہے میں رکھنا چاہیے کہ یہودیوں کی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام کا قتل واقع نہیں ہوا تھا۔ یہ ان کا ایک جھونٹا دھوٹی تھا۔ اسی وجہ سے قرآن کریم نے یہودیوں کی خبائشوں کو گناہے ہوئے وقتلہم المسیح نہیں کیا بلکہ وقولہم انا فلتنا، الخ کے الفاظ فرمائے گئے۔ یہ کہتا اثبات رفع کی ایک الگ دلیل قرار دیا جاسکتا ہے اور اس کے تناظر میں بدل رفعہ اللہ الیہ کے معنی بالکل متعین ہو جاتے ہیں۔ کہ یہ رفع جسمانی ہے اس میں قطعاً کسی تاویل کی سمجھائش باقی نہیں رہتی۔

ہمارا چیز ہے اگر مرزاں کی پچ ہیں تو تیرہ صد یوں کے مفسرین میں سے کسی ایک مفسر کا حوالہ دکھائیں کہ اس نے ہمارے بیان کردہ معنی کے خلاف قادر یا نادریوں کا من گھرت معنی کیا ہو۔
نہ خبر اٹھے گا نہ تکوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

آیت کے بارے میں مرزاں کی تاویلات درکیکہ

عذر اول

اس محکم اور واضح آیت کے بارے میں مرزاں کی اپنی جواب عموماً یہ ہوتا ہے کہ یہاں رفع سے رفع جسمانی نہیں بلکہ رفع درجات اور رفع روحانی مراد ہے کیونکہ یہودیوں کے نزدیک صلیب کی موت لعنت کی موت شمار ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے جواب میں فرمایا کہ وہ ان کو ذیل نہیں کر سکے بلکہ ہم نے ان کے درجات بلند فرمادیے۔
مرزاں کی اس تاویل کو حسب ذیل طریقوں سے رد کیا جاتا ہے:
جواب ۱: یہ دھوٹی بالکل غلط اور بے دلیل ہے۔ ہم پورے دھوٹی کے ساتھ کہہ سکتے

ہیں کہ تیرہ صدیوں میں کسی بھی مفسر یا محدث یا امام لفت نے یہاں رفع سے رفع روحاںی مراد نہیں لیا بلکہ سب نے بالاتفاق اس سے جسم عنصری کے ساتھ رفع آسمانی مراد لیا ہے۔ لہذا مرزا کے بیان کردہ معیار کے مطابق رفع روحاںی کا معنی غلط ہو گا وہ تیرہ صدیوں میں سے کسی ایک مفسر کی تائید وہ پیش نہیں کر سکتے۔

جواب ۲: یہ مفروضہ کہ یہودیوں کے نزدیک صلیب کی موت لعنتی ہوتی ہے سراسر لفواور یہودیانہ ہے۔ اولًا اس لیے کہ اس کا دار و مدار باطل پر ہے جو حرف ہے۔ دوم اس لیے کہ یہود نے اپنے راجح طریقہ سے متعدد انبیاء کو قتل کیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ویقتلون الانبياء بغير حق تو ظاہر یہ ہے کہ ان انبیاء کو بھی صلیب کے ذریعہ قتل کیا ہو گا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلہ میں ان انبیاء کے لئے رفع کا لفظ کیوں استعمال نہیں فرمایا حالانکہ ان کا بوجہ قتل رفع درجات اور رفع روحاںی ظاہر تھا۔ اور یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ میں جب کہ قتل واقع نہیں ہوا حاضر یہودیوں نے قتل کا قول کیا ہے۔ پھر بھی رفع کا لفظ لایا گیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہاں رفع روحاںی مراد نہیں ہو سکتا، یہاں صرف رفع رفع مع جسد عنصری مراد ہے۔

مرزا یوں کا دوسرا اشکال

مرزا ای کہتے ہیں کہ بھلا حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسان ہوتے ہوئے آسمان پر کیسے جا سکتے ہیں۔ آسمان و زمین کے بیچ کتنی ٹاری کرے ہے یہیں جن سے گزرنے کی تاب انسان نہیں رکھتا اسی وجہ سے جب مشرکین مکنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ آسمان پر جائیں تو ہم ایمان لایں گے۔ تو آپ نے جواب دیا تھا کہ ہل کنت الابشرا رسولا۔ معلوم ہوا انسان یہ کام نہیں کر سکتا۔

جواب نہیں ایتم بم

اس رکیک عذر کی ہم دو طریقوں سے دھیاں اڑاتے ہیں۔ اولاً الزامی جواب سے ثانیاً تحقیقی انداز سے۔ الزامی جواب یہ جواب نہیں بلکہ ایسا کیا وادی ایتم بم ہے جو صرف مذکورہ عذر ہی نہیں بلکہ وفات عیسیٰ کے بارے میں مرزا یوں کے پورے عقیدہ کو اڑا کر کھدے گا۔

اور جگہ جگہ کام آئے گا۔ دل پر ہاتھ رکھ کر ملاحظہ کریں۔ جواب کے الفاظ یہ ہیں:
 ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناری کروں سے گزر کر آسمان پر
 ایسے ہی چلے گئے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔ اور جیسے
 حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں ویسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ
 ہیں۔“

اور یہ کوئی ہماری ایجاد نہیں بلکہ خود مرزا یوں کے حضرت صاحب نے لکھا ہے:
 دیکھیے حوالہ نمبر ۱ : بل حبیله کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم الاتقر، فی
 القرآن ما قال اللہ تعالیٰ عزوجلٰ فلانکن فی مریہ من لقائے؟ وانت تعلم ان
 هذه الاية نزلت فی موسیٰ فهی دلیل صریح علی حیاة موسیٰ علیہ السلام
 لانہ لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموات لا يلاقون الاحیاء، ولا تجد
 مثل هذه الايات فی شان عیسیٰ علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاته فی مقامات
 شتی۔ (حملۃ البشیری در دروحتی خزانہ م ۲۲ ج ۷)

حوالہ نمبر ۲ : هذا هو موسیٰ فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابه الی
 حیاتہ وفرض علینا ان نومن بانہ حی فی السماء، ولم یهمت وليس من المبین۔
 فترجمہ: یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر
 فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے۔ اور مردوں میں
 سے نہیں۔ (نور الحق در دروحتی خزانہ م ۲۹ ج ۸)

کوشش بے سود

مرزا ای عموماً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس رفع کو بھی رفع روحانی پر محول کر کے
 جان چھڑانا چاہتے ہیں مگر جان چھوٹ جانا اتنا آسمان تھوڑا ہی ہے۔
 اس تاویل کا تحقیقی جواب یہ ہے:

حوالہ بالا میں خود مرزا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
 مقابل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو زندہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے
 ہیں۔ یہ مقابل اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب کہ رفع سے رفع بحسب عذری مرادی جائے۔ اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی موت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جسمانی حیات مرادی جائے مذہب قادریانی میں بھی ہے۔

قادیانی اس عبارت کی تاویل کرتے ہیں کہ خُنُفی السماء سے مراد روحانی حیات ہے اور آگے لم یمت سے نُفی بھی روحانی موت کی ہی ہو رہی ہے۔ یہ تاویل چند وجوہات سے باطل ہے۔

لولا: کوئی شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی موت کا قائل نہیں ہے کہ ان کی روحانی حیات ثابت کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔

ناہیا: نور الحق میں مذکورہ عبارت کی چند طروں کے بعد مرزا نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا مقابل کیا ہے، کہتا ہے:

وَلَا تَجِدْ مِثْلَ هَذِهِ الْآيَاتِ فِي شَانِ عِيسَىٰ۔

اگر یہ مقابل مانا جائے اور مرزا یوں کی تاویل بھی مانی جائے تو اس عبارت سے حضرت عیسیٰ کی روحانی موت کا اقرار کرنا پڑے گا اور یہ کفر ہے لہذا دونوں جگہ جسمانی حیات ہی مرادی جانی چاہئے۔

تعقیبی جواب ۱: مذکورہ بالا اعتراض و عذر کا جواب یہ ہے کہ یہاں بحث خود جانے کی نہیں بلکہ مخاب خداوندی لے جانے کی ہے۔ کیا کوئی شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ نعمۃ بالله، اللہ تعالیٰ بھی کسی کو آسمان پر لے جانے کی قدرت نہیں رکھتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بشریت کا اقرار کر کے مطالبہ پورا کرنے سے جو عذر کیا ہے اس میں خود جانے کی نفی ہے اللہ تعالیٰ کے لے جانے کی نفی نہیں ہے۔ چنانچہ معراج میں آپ مخاب خداوندی آسمان پر لے جائے گئے نہ کہ خود گئے۔

جواب ۲: مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ آسمان پر جسم عصری جانا ناممکن نہیں بلکہ ممکن ہے۔ مرزا کی اپنی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی ہے کہ اول تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مج جسم عصری آسمان پر چڑھ جائے۔“ (چشمہ معرفت ص ۲۱۹ در روحانی خزانہ جلد ۲۳ ص ۲۲۸)

جولاب ۳: مرزا یوں پر تعجب ہے کہ بابا گروناک کے چولہ کا آسان پر سے اترنا تو مرزا کے نزدیک تسلیم ہو سکتا ہے اور اس کو آگ نہیں جلاتی، لیکن حضرت مسیح کے جانے یا آنے سے کہہ زمہریہ یا کرہ ناریہ مانع ہے؟

مرزا کا یہ اقرار است پچھن ص ۷۳۔ رخ جلد ۱۰ ص ۱۵۱ پر ملاحظہ فرمائیں:

”بعض لوگ انگد کے جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں

گے کہ یہ چولہ آسان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے، مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدر توں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں، کیونکہ اس کی قدر توں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسان پر چانا اور پھر نازل ہونا مرزا خود انجلیل کے حوالہ سے تسلیم کرتا ہے۔ مرزا کی اپنی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”اور مجھلہ انجلیل شہادتوں کے جو ہم کو ملی ہیں انجلیل متی کی

مندرجہ ذیل آیت ہے اور اس وقت انسان کے بیٹھے کا نشان آسان پر ظاہر ہو گا اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیشیں گی اور انسان کے بیٹھے کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسانوں کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے دیکھو متی باب ۲۲ آیت ۳۰۔“

(مسیح ہندوستان میں ر۔ رخ جلد ۱۵ ص ۳۸)

حاصل کلام یہ ہوا کہ قرآن و حدیث و بائبل سب مسیح کے حیات و نزول جسمانی و رفع جسمانی کے قائل ہیں اللہ اب کوئی آیت یا حدیث یا بائبل پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

جولاب ۴: اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو زندہ بجس عصری آسانوں پر لے گئے اور ناری کرہ ان کے لئے رکاوٹ نہ بنا اللہ تعالیٰ نے اس ناری کرہ کو اسی طرح ٹھنڈا کر دیا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حواء کیلئے ٹھنڈا کیا اور انہیں جنت سے زمین پر اتنا اور جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی ناری کرہ کو ٹھنڈا کر دیا مرزا خود اعتراف کرتا ہے وہ لکھتا ہے:

(۱) ”حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا اس لئے ہر ایک ابتلاء کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے

آگ کو اس کیلئے سرد کر دیا۔” (حقیقت الوجی درود حنفی خزانہ ص ۵۲)

(۲) اسی کا تھا مجازانہ اثر کہ ناک بچا جس سے وقت خطر بچا آگ سے اور بچا آب سے اسی کے اثر سے نہ اسباب سے (ست پن ص ۳۲ روحانی خزانہ جلدہ اصل ۱۶۲)

خلاصہ بحث

اللہ رب العزت عام قوانین فطرت کے خلاف بھی کبھی کام کرتے ہیں۔ یہ اس کے خاص نوامیں فطرت ہیں یہ بات مرزا صاحب کے ہاں بھی مسلم ہے۔ اگر مرزا کی پیش کردہ مثالیں درست ہیں تو پھر ناری کرتوں کی موجودگی کے باوجود حضرت آدم کا اتنا اور حضرت عیسیٰ کارفع و نزول بھی عام قانون قدرت کے خلاف ممکن ہے۔ اگر قادیانیوں نے یہی کہنا ہے کہ کوئی سفید ہے حضرت عیسیٰ ناری کرہ سے کیسے گزر گئے؟ تو مرزا انی ہم سے سوال کرنے سے قبل یہ اعلان کریں کہ مذکورہ حوالوں میں مرزا صاحب نے یہی بعد دیگرے کئی جھوٹ بولے ہیں۔

ابجھا ہے پاؤں یار کا رُاضِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مرزا یوں کا تیسرا اعتراض

آیت بالا (بل رفعہ اللہ) کے بارے میں مرزا انی یہ بھی کہتے ہیں کہ بل ابطالیہ ماننا درست نہیں ہو سکتا کیونکہ علماء نبو نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں بل ابطالیہ آہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس سے کلامِ الہی میں تضاد لازم آئے گا جو محال ہے۔

(العوّالب): اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مرزا یوں نے مذکورہ قاعدہ نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے۔ کیونکہ جن خنویوں نے مذکورہ قاعدہ لکھا ہے انہوں نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کفار کا قول نقل کریں تو ان کی تردید میں بل ابطالیہ آسکتا ہے۔ اس کا اقرار مرزا انی پاکٹ بک کے مصنف نے بھی کیا ہے۔ (احمد یہ پاکٹ بک ص ۳۷۳) اور قرآن مجید میں متعدد جگہ بل ابطالیہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً:

- (۱) وقالوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سَبِّحَانَهُ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ (الْبَقَرَةُ: ۱۱۶)
- (۲) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنَ وَلَدًا سَبِّحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مَكْرُمُونَ۔ (الْأَنْبِيَاءُ: ۲۶۰)
- (۳) إِنَّمَا يَقُولُونَ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ۔ (الْمُجَدَّدُ: ۳)

ایک اور تاویل

مرزاں یہ کہتے ہیں کہ رفعہ میں ضمیر کے مرجع کا فرق صنعت استدام کے قبل سے ہے..... اس کا جواب یہ ہے کہ صنعت استدام اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ یہیں مریم کے دو معنی ہوں، جس کا کوئی قائل نہیں ہے اور اس کے باوصاف اسے استدام کی صنعت قرار دینا مرزاں کی چہالت یہ بین دلیل ہے۔

صنعت استدام کی تعریف

ایک لفظ کے دو معنی ہوں اور لفظ بول کر اس کا ایک معنی مراد لیا جائے اور جب اس لفظ کی طرف ضمیر لوٹے تو دوسرے معنی مراد ہوں۔ یا دو ضمیریں ہوں ایک ضمیر لوٹا کر ایک معنی اور دوسری ضمیر لوٹا کر دوسرے معنی مراد لیا جائے۔ (از تخلیص المذاہ ص ۱۷)

اَذَا نَزَّلَ السَّمَاءُ بِارْضَ قَوْمٍ

رَعِينَاهُ وَانِّي كَانُوا خَضَابًا

سماء کا معنی بارش ہے اور دوسرा معنی جس کی طرف رعیناہ کی ضمیر لوٹی ہے سبزہ ہے جو اس بارش سے آگا۔

ایک اہم نکتہ

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جس کلام میں بدل ابطالیہ استعمال ہوتا ہے اس میں تکنیکے مقابل اور ما بعد کے مضمون کے مابین منافات ہوتی ہے ورنہ بدل ابطالیہ کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہوتا۔ بریں بنا آیت سمجھتے عنہا میں اگر رفع روحاںی مراد لیا جائے تو مقابل سے منافات نہ رہے گی۔ منافات اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب کہ رفع سے رفع عنصری مراد لیا جائے۔ کیونکہ رفع درجات اور قتل میں کوئی منافا نہیں ہے۔ اور رفع حیا اور قتل میں منافات ظاہر ہے۔ لہذا بدل

ابطالیہ مراد لینا ہی متعین ہے اور یہ ہمارے مت Dell کے لئے منویہ ہے۔

مرزا یوں کی چوخی تاویل

تمکھا کر مرزا لی ایک بہت دور کی کوڑی لائے کہ آیت بالا سے اثبات رفع اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ وما قتلواہ اور رفعہ دونوں کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک ہی کیفیت جدمع الروح کی طرف راجح ہو۔ ہم اس کوئی نہیں مانتے بلکہ ہمارا عویٰ یہ ہے کہ رفع کی ضمیر کا مرجع صرف روح عیسوی ہے نہ کہ جسد۔ اور اس کی نظر قرآن کریم کی یہ آیت ہے تم امامہ فاقیرہ۔ جس میں بالاتفاق پہلی ضمیر کا مرجع جدمع الروح اور دوسرا ضمیر کا مرجع صرف روح یا صرف جسد ہے۔

جواب ۱: مرزا اس خوش نہیں میں نہ رہیں کہ ہم نے یہ اعتراض کر کے کوئی بڑا تیر مار لیا ہے۔ کیونکہ جس آیت سے مرزا یوں نے استدلال کیا ہے وہ آیت محوٹ عنہما کی نظر ہرگز نہیں بن سکتی۔ کیونکہ الملة کہنے کے بعد لا محالہ روح اور جسد میں انفصل ہو گیا تو اب اقبوہ کی ضمیر دونوں کی طرف راجح نہیں ہو سکتی ہے، ایک ہی کی طرف راجح ہو گی۔ اور ہماری ذکر کردہ آیت وما قتلواہ بقیناً بل رفعہ اللہ میں قتل کی نئی کے بعد رفع کا اثبات کیا جا رہا ہے۔ گویا کہ صراحتاً جسد و روح کے انفصل کی نئی کی جا رہی ہے۔ اس لئے یہاں جدمع الروح ہی مرجع قرار دیا جاسکتا ہے کسی ایک کو لینا اور دوسرا کو چھوڑنا درست نہ ہو گا۔

جواب ۲: مندرجہ بالا آیت میں موت واقع ہونے کے بعد جگہ جسد اور روح میں انفصل ہو گیا تو لا محالہ دوسرا ضمیر کا مرجع یا صرف جسد ہو گیا یا صرف روح۔ دونوں نہیں بن سکتے بخلاف تباہ فیہ آیت کے کہ اس میں قتل اور صلیب (یعنی موت کی نئی) کے بعد رفع کیا تھا ضمیر آرہی ہے تو لا محالہ یہاں رفع جدمع الروح کا ہو گا نہ کہ فقط روح کا۔ لہذا اس آیت پر قیاس قیاس مع الفارق کے قبل سے ہے جود درست نہیں۔

جواب ۳: یہ ہے کہ امامہ فاقیرہ میں بھی دونوں جگہ مرجع جدمع الروح ہی ہے اور اس میں انسان کے متعدد احوال ذکر ہو رہے ہیں جو انسان معمودیٰ الذہن ہے۔

یہاں رفع روحانی اس لئے بھی نہیں ہو سکتا کہ یہاں پر چار جگہ واحد مذکر غائب کی ضمیر آئی ہے جن میں تین ضمیروں کا مرجع بالاتفاق عیسیٰ بن ہریم جدمع الروح ہے ان ضمیروں کا مرجع نہ صرف جسد ہے اور نہ صرف روح۔ کیونکہ قتل اور صلیب کا فعل تب ہی واقع ہو سکتا ہے جب جسد

اور روح اکٹھے ہوں تو لامحالہ یہاں پر رفع کی ضمیر کا مرجع بھی جسمع الروح ہی ہوگا، نہ کہ فقط روح نیز یہاں پر کان اللہ عزیزاً حکیماً کا جملہ اس بات کی توی دلیل ہے کہ یہاں رفع جسمانی ہی ہے ورنہ رفع روحانی کیلئے ان صفات کے لانے کی ضرورت نہیں تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں زائد جملہ ہو جائے گا۔ اور یہ ہونیں سکتا قرآن کا ہر جملہ معنی نیز ہے۔

مرزا یوں کا پانچواں بزم خود زوردار اعتراض

اپنے مزعومہ عقیدہ کو ثابت کرنے اور آیت بالا کے معنی میں تحریف کرنے کے لئے مرزا یی ایک دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے۔ اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السابعة (جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساتویں آسمان پر اٹھایتے ہیں) یہاں رفع سے سب کے نزدیک رفع درجات مراد ہے۔ اور آیت میں بھی بعضیہ اسی طرح کے الفاظ ہیں اس لیے وہاں بھی سوائے رفع روحانی کے کچھ مراد نہیں لایا جا سکتا۔

مارو گھٹنا، پھوٹے آنکھ

یہ قیاس مع الفارق ہے، مرزا یوں کی اس دلیل پر درج بالامثل پوری طرح صادق آتی ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں تواضع کا لفظ خود اس بات کا قرینہ ہے کہ وہاں رفع جسمانی مراد نہیں ہے اور آیت محوث عنہا میں قتل کی نفی کر کے رفع کا اثبات کیا گیا ہے۔ تو معنی اسی وقت درست ہوں گے جب کہ رفع جسمانی مراد لیا جائے۔ اس لیے رفع روحانی قتل کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے، الگ سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لہذا مذکورہ بالا حدیث کے مفہوم سے آیت بل رفعه الله پر کچھ استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ آج تک کسی مفسر و مجدد نے آیت بالا میں رفع روحانی مراد نہیں لیا بلکہ سب ہی جسمانی رفع کا اثبات کرتے آئے ہیں۔



ہم دوبارہ قادریانی امت کو چلتیخ دیتے ہیں کہ وہ اس آیت میں تیرہ صد یوں میں سے کسی ایک معتبر مفسر سے اپنی تائید پیش کریں جس نے رفع سے رفع روحانی مراد لیا ہو۔ اور منہ ما نگا انعام پائیں۔ ہے کوئی اپنے باپ کا بیٹا جو میدان میں آئے۔

ترکش کا آخری تیر

آیت (بل رفعہ اللہ) کے سلسلے میں بحث کرتے ہوئے ہر محااذ پر ناکام ہونے کے بعد مرزا ایں نقض پیش کرتے ہیں کہ یہاں پر الیہ سے آسمانوں پر مراد لینا درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے، خود قرآن کریم میں فرمایا گیا:

فَإِنَّمَا تُولَوْأَفْنَمْ وَجْهَ اللَّهِ۔ (البقرہ: ۱۱۵)

ترجمہ: ”پس تم لوگ جس طرف منھ کرو ادھر اللہ تعالیٰ کارخ ہے۔“

حوالہ ۱: تمام غیرین نے آسمان مراد لیا ہے۔ اگر کسی نے اس کے خلاف لکھا ہے تو ثبوت پیش کریں۔

حوالہ ۲: اصل بات یہ ہے کہ بلندی کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی طرف کرتے ہیں اسی وجہ سے فرمایا گیا: إِنَّهُ يَضْعُدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ۔ (ترجمہ) ”اچھا کلام اسی تک پہنچتا ہے۔“ (فاطر: ۱۰) چونکہ سعود کے لیے بلندی لازم ہے اور وہ بلندی آسمان ہے جیسا کہ دیگر نصوص سے معلوم ہوتا ہے اس لیے مبوث عنہا آیت میں الیہ سے آسمان مراد لینا صحیح ہے۔

حوالہ ۳: خود قرآن کریم گواہی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے دیکھیے: ارشاد ہے، أَوْنَتْهُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُّ الْأَرْضِ۔ (فاطر: ۱۶)

حوالہ ۴: ”دروغ گورا حافظہ باشد“ ایسے ہی کسی موقع کے لیے کہا گیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہم پر الزام ہے کہ إِنَّمَا سے آسمان مراد نہیں لے سکتے اور ان کے مرزا صاحب نے جو تواتر کے ساتھ اس جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا جاتا؟ ذیل میں ہم تین حوالے پیش کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے آسمان پر ہونے اور رفع السماء کا ثبوت ہوتا ہے، دیکھیے:

حوالہ ۱: فرزند بلند گرامی مظہر الحق والعلاء کا ان اللہ نزل من السماء۔ (تذکرہ ۱۸۵) معلوم ہوا کہ مرزا کے نزد یہ کبھی اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے۔

حوالہ ۲: إِلَّا يَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسِيحَ يَنْزَلُ مِنَ السَّمَاءِ بِجَمِيعِ عِلْمِه۔ (قول مرزا) (آمینہ کمالات اسلام در دروحتی خراائن ص ۳۰۹ ج ۵)

(ترجمہ) ”کیا لوگ نہیں جانتے کہ سچ آسمان سے تمام علوم کے ساتھ اتریں گے۔“ پتا چلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے ہی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جب تھوڑا سے نازل ہوں گے۔

حوالہ ۳: مرزا غلام احمد کی ایک تحریر:

”ہر ایک اپنے درجہ کے موفق آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اپنے قرب کے انداز کے موفق رفع سے حصہ لیتا ہے۔ اور انیاء اور اولیاء کی روح اگرچہ دینوی حیات کے زمانہ میں زمین پر ہو مگر پھر بھی اس آسمان سے اس کا تعلق ہوتا ہے، جو اس کی روح کے لئے حدِ رفع پھرایا گیا ہے، اور موت کے بعد وہ روح اس آسمان میں جا ٹھہریتی ہے جو اس کے لئے حدِ رفع مقرر کیا گیا ہے۔“

(ازالہ اوہام درود حاملی خزانہ جلد ۳ ص ۲۷۶)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ الیہ سے مراد آسمان ہی ہے اور حدِ رفع میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ اختلاف مرفوع شی میں ہے کہ آیا صرف روح اٹھائی گئی، یا اس کے ساتھ جسم بھی تھا۔

(نور)

اس آیت میں چار ضمیریں ہیں، تین کا مرجع بالاتفاق زندہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، یعنی جسمِ روح، لہذا تو چھپی ضمیر کا مرجع بھی زندہ عیسیٰ علیہ السلام جسمِ روح ہی ہوں گے۔ اور 『بل』 کا تقاضا بھی یہی ہے کہ رفع جسمانی مراد لیا جائے تاکہ 『بل』 کے ماقبل اور ما بعد میں تنافی قائم رہ سکے جو 『بن』 کا تقاضا ہے۔ موت اور رفع روحانی میں کوئی تنافی نہیں ہے۔

ساتویں دلیل

وَكَانَ اللَّهُ أَعْزَىٰ حَكِيمًا مِّنَ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَيْ جَوَدَ صَفَاتٍ ذَكَرَهُ مَيْنَ وَهُبَّى رَفِيعَ
جسمانی کی دلیل ہیں۔ رفع روحانی یا رفع درجات کے لئے ان دو صفات کا ذکر بالکل بے محل ہے، کیونکہ روح لطیف چیز ہے اس کا رفع کوئی امرِ محال نہیں ہے جس کے لئے یہ کہنے کی ضرورت ہو کہ اللہ تعالیٰ بڑے زور والے ہیں، اور 『حَكِيمًا』 کی صفت میں اس شبہ کا جواب

ہے کہ دیگر ان بیانات علیہم السلام کا فرع جسمانی نہیں ہوا تو عیسیٰ علیہ السلام کا کیوں ہوا؟ جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حکمت والے ہیں، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کی ہر حکمت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔

آٹھویں دلیل

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَإِنْ مَنْ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا يَؤْمِنُ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ۔

(سورہ نساء آیت ۱۵۹)

”اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا ان پر گواہ۔“ (ترجمہ شیخ البند)

آیت مذکورہ میں یہ اور موتہ دونوں ضمیروں کا مرتع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ زمانہ میں جس قدر اہل کتاب موجود ہوں گے تمام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پران کی موت سے قبل ایمان لائیں گے۔ یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک فوت نہیں ہوئے، اور قیامت کے قریب دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تمام مفسرین نے آیت مذکورہ کا یہی معنی بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مشہور حدیث لیووشکن ان یہاں فیکم الخ کے اخیر میں یہ الفاظ ہیں، ان شیئتم فاقرُوا وَإِنْ مَنْ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا يَؤْمِنُ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ۔ حضرت ابو ہریرہؓ صحابی رسولؐ نے حدیث رسولؐ بیان کرنے کے بعد یہ آیت بطور استشهاد پیش کی ہے۔ اور چونکہ یہ مسئلہ قیاسی نہیں ہے اس لیے یہ تفسیر بھی براہ راست مرفوع حدیث کا حکم رکھتی ہے۔ بنابریں یہ محض حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہی نہیں بلکہ خود صاحب وحی کی جانب سے تفسیر ہے۔ اس کے بخلاف کسی بھی انسان کی تفسیر قابل قبول قرار نہیں دی جاسکتی۔

نیز اکابر مفسرین سلف نے بھی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آیت مذکورہ کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے، دیکھیے:

الرس: علامہ شعرانی ”ایلواقیت والجوہر“ میں تحریر فرماتے ہیں:

فَانْ قَيْلَ فَمَا الدَّلِيلُ عَلَى نَزْوَلِ عِيسَى عَلِيهِ السَّلَامُ مِنَ الْقُرْآنِ -

فَالْجَوابُ الدَّلِيلُ عَلَى نَزْوَلِهِ قَوْلُهُ تَعَالَى وَانْ مَنْ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا يَوْمَنْ بِهِ

قبل موته۔ (الیوقیت والجواہر ص ۲۲۹ ج ۲)

(ترجمہ) کہ اگر کوئی قرآن سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل مانگے تو یہی آیت ان کے نزول کی دلیل ہے ۔ کہ اہل کتاب ان کی وفات سے پہلے ان پر بالضرور ایمان لا میں گے ۔ ب: حضرت ملا علی قاری تکھتے ہیں۔

ونزول عیسیٰ من السما، کما قال اللہ تعالیٰ وانه ای عیسیٰ لعلم للساعة ای علامۃ القيامۃ وقال اللہ تعالیٰ وان من اهل الكتاب الالیومن به قبل موته ای قبل موت عیسیٰ بعد نزوله عند قیام الساعۃ فيصیر المل ملة واحدة۔ (شرح فقیہ اکبر ص ۱۳۶)

عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول بقول اللہ تعالیٰ ”کہ وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔“ نیز یہ ”کہ اہل کتاب ان کی آسمان سے تشریف آوری کے بعد ان کی موت سے پہلے قیامت کے قریب ان پر ایمان لا میں گے۔ پس ساری ملتیں ایک ہو جائیں گی۔“

مرزاںی اعتراض

اس آیت سے نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے استدلال کو کا عدم کرنے کے لئے مرزاںی یہ کہتے ہیں کہ قبل موته کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نہیں بلکہ اہل کتاب کی طرف راجح ہے۔ اور معنی یہ ہیں کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے قبل اس پر ایمان لے آتا ہے۔ چنانچہ بعض مفسرین نے اس ضمیر کا مرجع اہل کتاب ہی کو تحریر یا ہے۔ نیز قبل موت ہم کی قرات شاذہ بھی اسی کی منوید ہے۔

جواب ۱: پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول تفسیر کے بعد اس بارے میں قیل و قال کرتا ہے معنی اور لا طائل ہے۔ اور جن مفسرین نے قبل موته کی ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو بنایا ہے وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور نزول کے جمہور امت کی طرح قائل ہیں اس لیے اگر انہی حضرات کی اتباع کا خیال ہے تو اس رائے میں بھی ان کا اتباع کرنا چاہیے۔ علودہ ازیں خود حکیم نور الدین بھیروی نے اپنی کتاب فصل الخطاب (جو مرزا کی تعریف و توثیق کردہ ہے) میں قبل موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا

ہے۔ لہذا مرزا یوں سے کہنا چاہیے کہ پہلے اپنے خلیفہ اول کی اصلاح کرو بعد میں کسی اور سے الجھنا۔

جواب ۲: اگر قبل موتهم کو مانا جائے جو کہ قرات شاذہ ہے تو قرات متواترہ جو کہ قبل موته ہے، کو قرات شاذہ کے تابع کرنا پڑتا ہے اور یہ اصولاً درست نہیں۔

نویں دلیل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَإِنَّهُ لَعِلْمُ اللَّهِ عَزَّ ذِيْلَهُ فَلَا تَفْتَرُنَّ بِهَا الْخ۔

(زجمعہ) ”اور بے شک وہ قیامت کی نشانی ہے۔ پس اس میں شک مت کرو۔“

یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت کے قریب نازل ہونے کی صریح دلیل ہے۔ تمام مفسرین نے ائمۃ کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیتے ہوئے کہامات قیامت میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں تشریف لانا ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب ”(جو مرزا قادری کے نزدیک تیر ہویں صدی کے مجدد ہیں) نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔ اور اسی طرح پہلے حوالہ میں گزر چکا ہے کہ حضرت ملا علی قاریؒ نے شرح فقہہ اکبر میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے اثبات کے لئے آیت بالا کو متدل بنایا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد سے بھی اللہ تعالیٰ نے اسی کی تائید میں تحریر لکھوادی ہے۔ (اعجاز احمدی بنا نام ضمیمه نزول اسکے درود حادی خزانہ ص ۱۳۰ ج ۱۹) میں اگرچہ مرزا نے اپنی من گھڑت تفسیر کی ہے..... مگر قبل موته میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی قرار دیا ہے۔

وسویں دلیل

قرآن کریم میں حضرت سُلیمان علیہ السلام پر انعاماتِ خداوندی گناتے ہوئے فرمایا گیا:

وَيَكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا۔ (آل عمران: آیت ۳۶)

(زجمعہ) ”اور با تمیں کرے گا لوگوں سے ماں کی گود میں اور جبکہ پوری عمر کا ہو گا۔“

طریق استدلال

اس آیت میں دو باتیں کہی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحالت

طفولیت جھوٹے میں باتیں کریں گے۔ جس کی تفصیل سورہ مریم کے دوسرے رکوع میں موجود ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ عالم کہوت لیعنی ادھیر عمر میں تکلم فرمائیں گے۔ اب جب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مقدسہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بات تو ان کے حق میں پوری ہو چکی لیعنی مہد میں گفتگو کرنا لیکن دوسری بات کا تحقیق بھی تک نہیں ہوا ہے کیونکہ بالاتفاق واقعہ صلیب، قتل یا رفع بحالت جوانی پیش آیا، کہوت کی عمر شروع نہیں ہوئی تھی۔ یہ تو ہونہیں سکتا کہ ارشادِربانی غلط ہو یا اس کی بیان کردہ نعمت خلاف حقیقت ہو، لہذا یہ کہنا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اس کے بعد بحالت کہوت ان کا تکلم تحقیق ہو گا اور قرآن کریم کی آیت کا مصدق پورا ہو گا بغیر اسے تسلیم کیے ہوئے آیت بالا کے معنی درست نہیں ہو سکتے..... اور یہاں یہ بات بھی پیش نظر ہوئی چاہیے کہ یہ آیت نہماں خداوندی کے اظہار کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ اس میں ایک طرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے احسانات جتائے گئے ہیں۔ جن کے ذیل میں مہدو کہوت میں گفتگو کرنے کا ذکر ہے۔ اور مہد میں گفتگو صراحتاً عظیم الشان احسان ہے، عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ اور اس کے ساتھ کہوت کو ذکر کیا گیا ہے تو کہوت بھی ایسی ہوئی چاہیے جس میں تکلم فی المہد کی طرح خرقی عادت امر پایا جائے اور یہ جبھی ہو سکتا ہے کہ نزول من السماء کے بعد کی کہوت مراد ہی جائے۔ کیونکہ عام طور پر کہوت میں تو ہر انسان بولتا ہی ہے اس میں احسان جتنے کی کیا بات ہے؟ اگر عام کہوت مراد لیں تو یہ کلام ہی بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ جس طرح کسی شاعر نے اپنے محبوب کی تعریف اس طرح کی تھی۔

دنداں تو جملہ در دہاند

پشمانِ تو زیر ابر و ہاند

لیعنی تیرے سارے دانت منہ کے اندر اور آنکھیں ابروؤں کے نیچے ہیں۔

حالانکہ یہ کوئی تعریف اور قابلی ذکر بات نہیں ہے علاوہ ازیں سابق معتبر مفسرین کرام نے بھی آیت بالا سے وہی معنی مراد لیے ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں: ان المراد بقوله کھلا ان يكون كھلاً بعد ان ينزل من السماء في آخر الزمان ويكلم الناس ويقتل الدجال قال الحسين بن الفضل وفي هذه الآية نص في انه سينزل الى الارض۔ (تفسیر رازی ج ۲۷ ص ۲۷۲ خازن ج ۱ ص ۲۹۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے قول (کہلا) سے مراد یہ ہے کہ آخر زمانہ میں آسمان سے اتنے کے بعد بڑھاپے کو پہنچیں گے اور لوگوں سے ہم کلام ہوں گے نیز دجال کو قتل کریں گے حسین بن فضل کے بقول یہ آیت ان کی زمین پر دوبارہ تشریف آوری پر واضح دلیل ہے۔ یہ امام رازی کی تفسیر ہے جو کہ مرتضیٰ کے نزدیک چھٹی صدی ہجری کے مجدد ہیں۔ (عمل مصنفی جلد اول ص ۷۷)

گیارہویں دلیل

وَإِذْ كَفَّقْتُ بَنْيَ إِسْرَائِيلَ عَنْكَ۔ (ما نہ)

(ترجمہ): ”اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل سے تم کو باز رکھا۔“ (حضرت تھانوی) یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر احسانات خداوندی کے اظہار کے لئے لائی گئی ہے۔ جس کا محمل اسی وقت درست ہو سکے گا جب یہ ثابت کیا جائے کہ دشمنان حضرت عیسیٰ علیہ السلام حفاظت خداوندی کی وجہ سے حضرت عیسیٰ پر درست درازی نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے دشمنوں (یہودیوں) کی دسترس سے انہیں محفوظ رکھا اور ایسی جگہ انھالیا جہاں دشمن پہنچ ہی نہیں سکتے تھے۔ یعنی آسمان پر رفع فرمایا۔ اگر یہ کہیں کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اتنا مارا کہ ان کی پسلی ثوٹ ٹھی۔ انہیں کائنتوں کا تاج پہنانیا گیا تا آنکہ انہیں سولی پر چڑھا دیا گیا (نوعہ باللہ) جیسا کہ مرتضیٰ کو اعقیدہ ہے۔ تو یہ سب باتیں سراسر مذکورہ آیت کے خلاف ہوں گی جنہیں کوئی بھی صاحب ایمان تسلیم نہیں کر سکتا۔ پھر یہ احسان کیسا ہوا؟ مرتضیٰ کی تفسیر کے مطابق یہ احسان نہیں بن سکتا۔ اللہ کا کلام معاذ اللہ لغوثاً بات ہو گا۔

بارہویں دلیل

وَإِذْ غَلَّتِ الْكِتَبُ وَالْجِحْمَةُ وَالْتَّوْرَاةُ وَالْأُنجِيلُ۔

(ترجمہ): ”اور جبکہ میں نے تم کو کتابیں اور بحکمی باتیں اور توریت اور انجلیل کی تعلیم کیں۔“

قرآن کا محاورہ ہے کہ جب کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ آئے تو اس سے مراد آنحضرت کی سنت ہوتی ہے۔ آیت بالا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن و سنت سکھلانے جانے کی نعمت بیان ہوئی ہے۔ جو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے

وقت موجود ہوں گے جب کہ قرآن کا نزول ہو چکا ہو گا۔ اور وہ ان کے دوبارہ نزول کا وقت ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ اور کسی نبی کو قرآن کی تعلیم نہیں دی گئی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نبی کا بھت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں آنا مقدر نہیں تھا۔

ایک شبہ کا ازالہ

اس آیتِ شریفہ سے قادیانیوں کے ایک شبہ اور وسوسہ کا بھی ازالہ ہو گیا، وہ کہتے ہیں کہ بقول تمہارے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو کیا وہ کسی مدرسہ میں داخلہ لے کر قرآن و حدیث پڑھیں گے۔ یا ان کے لیے حضرت جبریل امین تشریف لائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے زمین پر تو قرآن پڑھا نہیں ہو گا۔ (اس لیے کہ نزول قرآن سے قبل ان کا رفع ہوا تھا) تو اس آیت سے جواب خود معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی انہیں آسمان پر قرآن و حدیث کی تعلیم دے کر انہیں زمین پر بھیجیں گے۔ جیسا کہ توریت و انجلی انہیں سکھائی گئی ہے اور اگر مرزا کی طرح وہ کسی فضل الہی سے پڑھ بھی لیں تو کیا فرق پڑیگا؟ مرزا قادیانی اگر فضل الہی سے قرآن پڑھ لے تو اس کی مسیحیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے انہیں اشکال ہے۔ یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کسی ”فضل الہی“ نام کے انسان سے نہیں پڑھیں گے بلکہ الہی فضل سے پڑھیں گے۔

بحث دوم

رفع و نزول کا ثبوت احادیث مبارکہ سے

حدیث ۱: عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ينزل عيسى بن مرريم الى الارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمساً واربعين سنة ثم يموت فيدفن معى في قبرى۔

(مختلٹ شریف باب نزول عیسیٰ فصل ٹالٹ ص ۲۸۰)

(ترجمہ) ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم (علیہ

السلام) زمین پر نازل ہوں گے پھر شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہو گی ۲۵ سال زندہ رہیں گے پھر ان کا انتقال ہو گا اور میرے ساتھ میری قبر کے متصل دفن ہوں گے۔“

مرزا یوسف کی موشکانی

اس حدیث کے جواب میں مرزا آئی کہتے ہیں کہ حدیث میں فیدفن معنی فی قبری کے الفاظ آئے ہیں جن کے معنی خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں دفن ہونے کے ہیں، حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ اس لیے یہ حدیث معنی کے اعتبار سے ناقابل استدلال ہے۔

ناطقہ سر بگر یہاں اخ:

کاش، یہ سوال مرزا آئی خود اپنے حضرت سے کرتے۔ کیونکہ خود انہوں نے پڑیں کیا ہے کہ یہاں قبر کے معنی نفس قبر کے نہیں، بلکہ یہاں پورا روضہ اٹھر جو جوہ مبارکہ مراد ہے۔ دیکھیے:
”ظاہر پر ہی حمل کریں ممکن ہے کوئی مثل تج ایسا بھی ہو جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۷۲ روحاںی خزانہ جلد ۳ ص ۳۵۲)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ قبر کے معنی کا اطلاق پورے روضہ پر ہے اور دوسرے یہ کہ مرزا کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے جبکہ تو وہ اس سے استدلال کر رہا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ بہت سی جگہ اس نے اس حدیث سے استشهاد کیا ہے۔
چنانچہ ضمیمہ انجام آئکم میں لکھتا ہے:

”اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یہ زوج و بولدہ یعنی وہ سچ موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہو گا۔“

(ضمیمہ انجام آئکم ص ۵۲ روحاںی خزانہ جلد ا ص ۳۷۲)

ان شہادتوں کے بعد کسی بھی مرزا آئی کو یہ جرات نہ ہونی چاہیے کہ وہ مذکورہ بالا حدیث کو ناقابل استدلال جانے۔

حدیث ۲: عن النواس بن السمعان، اذ بعث الله المسيح بن مريم
فینزل عند المغاربة البيضا، شرقی دمشق بین مهرو ذتین و اضعاف کفیہ علیٰ
اجنحة ملکین الخ فیطلبہ حتی یدر کہ بباب لد فیقتله (الحدیث بطولہ)

(مسلم شریف ص ۳۰۱ ج ۲ ترمذی شریف ص ۲۷۷ ج ۲)

(زخمہ) "کہ اچاک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے، وہ
دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے، وہ دوزرد چادریں پہنے ہوں گے اور اپنے
دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے ان پھر وہ دجال کی تلاش میں
ٹھیں گے تا آنکہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔"

مرزا کی اس حدیث کو اپنے حضرت پر فٹ کرنے کی بے سود کوشش کرتے ہیں، اور
مرزا کیا خود ان کے حضرت زندگی بھرا سی کوشش میں لگے رہے۔ کبھی کہتے ہیں دوزرد چادروں
سے مراد میری دو بیماریاں ہیں۔ ایک جسم کے نعلے حصہ کی یعنی دن اور رات میں سوسو مرتبہ
پیشاب کا آنا ایک جسم کے اوپر والے حصہ کی یعنی "مراق اور مانگولیا" سجان اللہ! کیسی عمدہ
تاویل ہے۔ اس پر تو قادر یانوں کے سربھی نذامت سے جمک جاتے اور وہ آپنے سر پیٹ کر رہ
جاتے ہیں۔

ناطقہ سر گبریاں ہے اسے کیا کہیے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزرد چادریں بطور علامت بیان کی ہیں۔ جو ہر
ایک کو نظر آئیں گی مرزا نے ان سے مراد وہ دو بیماریاں بتائیں جو اس کے سوا اور کسی کو نظر آنے
والی نہیں۔

ہمیں تفاوت را از کجا تا پہ کجا

کبھی باب لد سے لدھیانہ مراد لیتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ عیسیٰ مسیح کا دعویٰ
کرنے کے بعد جب علماء نے حدیث کے مطابق سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو مینار پر
اتریں گے تم کس مینار پر اترے ہو تو کہا کہ حدیث کے ظاہری الفاظ پورا کرنے کے لئے ایک
"مینار مسیح" بنادیتے ہیں۔ چنانچہ ایک استھان "چندہ مینارۃ اسح" کے نام سے شائع کیا اور چندہ
جمع کرنا شروع کر دیا اور لطیفہ یہ کہ مرزا موت کی آغوش میں پہلے چلا گیا اور مینارۃ اسح اس کے

مرنے کے بعد مکمل ہوا۔ تف ہے ایسے بے عقل پر اور اس کے مانے والوں پر۔ بہر حال ذیل میں ایک حوالہ پیش کیا جا رہا ہے جس سے معلوم ہو گا کہ مرزا غلام احمد کے نزدیک بھی باپ لد سے لدھیانہ شہر نہیں بلکہ بیت المقدس کا ایک قریب مراد ہے۔ دیکھئے مذکورہ حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے مرزا لکھتا ہے:

”جس وقت وہ اترے گا، اس کی زرد پوشک ہو گی۔.....

دونوں ہتھیلی اس کی دو فرشتوں کے بازوں پر ہوں گی..... پھر حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں لگیں گے اور لد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔“ (ازالہ اوہام م ۲۲۰ روحاںی خزانہ م ۳۰۹ ج ۳)

حدیث ۳: عن جابر۔ قال۔ فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرهم:
 تعالیٰ! صل لنا فیقول: لا۔ ان بعضكم على بعض امرأة تكرمة الله هذه الامة۔
 رواه مسلم۔ (مکملۃ الشریف م ۸۰ مسلم شریف م ۷۸۷)

(ترجمہ) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا میں گے تو ان (مسلمانوں) کا امیر (مہدی) ان سے کہے گا کہ تشریف لا یئے اور تمیں نماز پڑھائیے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے کہ نہیں (میں نہیں پڑھاتا) بلکہ تم میں سے بعض دوسرے پر امیر و امام ہیں۔ اس امت کے مخاب اللہ اکرام کی وجہ سے۔“

اس حدیث سے دو باتیں خاص طور پر معلوم ہوتیں۔ اولًا یہ کہ قیامت کے قریب تشریف لانے والے حضرت مسیح وہی اسرائیلی نبی ہیں جو پہلے مبعوث ہو چکے ہیں نہ کہ اس امت کا کوئی اور شخص۔ لہذا مرزا کا اپنے کو عیسیٰ کہنا نزدیکی حادثت اور عقل سے بعید ہے۔ اور دوسری اہم بات یہ معلوم ہوتی کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدیؑ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں؟ یہ ایک ہی ذات کے دونام نہیں ہیں۔ جیسا کہ مرزا اپنے لیے ثابت کرتا ہے۔۔۔۔۔ یہاں یہ شبہ نہ ہونا چاہیے کہ ان مجده شریف کی حدیث لا مہدی الا عیسیٰ تو اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے ساقط الاعتبار ہے۔۔۔۔۔ اور پھر خود مرزا نے دونوں کا الگ الگ ہونا تسلیم کیا ہے۔ دیکھئے، تحفہ گولاڑویہ میں تحریر ہے: ”اس لیے مانتا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں شرق ہی میں ظاہر ہوں گے۔“ (تحفہ گولاڑویہ م ۸۱ روحاںی خزانہ م ۷۱۶ ج ۱) لفظ ﴿تینوں﴾ سے پتہ

چلا کہ تینوں الگ الگ ہیں۔ اگر سچ اور مہدی ایک ہی شخص ہے تو پھر مشرق سے تین نہیں دو کا ظہور ہو گا۔

حدیث ۴: عن ابی هریرۃؓ انه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لیسْ زن ابن مریم حکماً عاداً فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر الخ۔ (صحیح مسلم شریف ص ۸۷ ج ۱)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم عیسیٰ ہیں مریم حاکم عادل کے طور پر نازل ہوں گے پس وہ صلیب توڑا لیں گے اور خزر کو قتل کر دیں گے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر نزول عیسیٰ کے بارے میں پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور قسم کے متعلق مرتضیٰ کی یہ ہدایت گزر گئی ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہیں چل سکتی اور قسم والا کلام ظاہر پر ہی محکوم ہوتا ہے لہذا حدیث بالا اپنے مدلول پر پوری طرح صادق ہے اور اس میں کسی طرح کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔

حدیث ۵: عن ابی هریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ليس
بینی و بین عیسیٰ نبی و انه نازل فاذارأ يتعموه فاعرفوه الخ۔
(ابوداؤ دشیریف ص ۲۵۳ ج ۲۷ ثالث الباری ص ۳۵۷ ج ۲)

(ترجمہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور وہ نازل ہونیوالے ہیں۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو انہیں پہچان لیتا (اس کے بعد آپ نے ان کی چند علماتیں ذکر فرمائیں، جن میں سے کوئی علامت دجال قادریان پر فٹ نہیں اترتی)۔

وضاہر: حدیث کے الفاظ انہ نازل بتارہے ہیں کہ انہ میں ضمیرہ حضرت عیسیٰ کی طرف راجح ہے اور وہی قیامت کے قریب نازل ہو گئے جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں یہ ناممکن ہے کہ یہ ضمیر مرتضیٰ کی طرف راجح کی جائے اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود آنا ہے، ان کے کسی غل و بروز نہیں اتنا۔

حدیث ۶: عن الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لیلیہود، ان عیسیٰ لم یمت و انه راجع اليکم قبل يوم القيمة۔ (درمنشور ص ۳۶ ج ۲)

(زخم) "حضرت حسن بصریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا کہ عیسیٰ کی کوموت نہیں آئی ہے اور وہ قیامت سے قبل تمہاری جانب لوٹیں گے....."

یہ حدیث حضرت عیسیٰ کی عدم کوموت اور قیامت کے قریب ان کی مراجعت کا قطعی ثبوت ہے۔

مرزاںی اعتراض

اس حدیث کے بارے میں مرزاںی یہ اشکال کرتے ہیں کہ اس میں حضرت حسن بصریؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی صحابی کا واسطہ نہیں ہے لہذا یہ مرسل ہے اور قاتل استدلال نہیں ہے۔

جو لب سنبھی! اس اعتراض کا جواب دو طریقوں پر دیا جا سکتا ہے۔ اولاً یہ کہ مرا اصل حضرت حسن بصریؓ محدثین کے نزدیک جھٹ ہیں اور مرفوع متصل کے درجے ہیں۔ کیونکہ وہ عام طور پر اپنے استاذ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے منقول احادیث بیان فرماتے ہیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ حدیث درست نہ ہو۔ تو پورے ذخیرہ حدیث میں ہے مرزاںی کوئی ایک حدیث اس مضمون کے مخالف دکھادیں جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ کو کوموت آچکی ہے خواہ وہ حدیث مذکور کی طرح "مرسل" ہی ہو۔

حدیث ۷: "الأنبياء أخوة لعلات أمهاتهم شتى ودينهم واحد وانى أولى الناس بعيسى بن مرريم لانه لم يكن بيني وبينه نبي وانه نازل فادا رأيت منه فاعرفوه۔" (ابوداؤ جلد ۲ ص ۲۳۸)

(زخم): یعنی انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی ماں میں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے اور میں عیسیٰ ابن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں۔ کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اور بے شک وہی نازل ہونیوالا ہے پس جب اسے دیکھو تو اسے پہچان لو۔ اخ-

حدیث ۸: الستم تعلمون ان ربنا حى لا يموت وان عيسى ياتى عليه

الفنا۔ (تفسیر غرائب القرآن ص ۲۹۵ ج ۱، حاشیہ تفسیر ابن جریر طبری ص ۱۳۰ ج ۳)

یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے وفد سے مناظرہ کے دوران ارشاد فرمائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے الہ ہو سکتے ہیں جب کہ ان پر فتاویٰ آئے گی۔ اگر اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام موت ہو گئے ہوتے تو آپ اتنی علیہ الفنا، کے الفاظ ارشاد فرماتے کہ آپ پر فتاویٰ چکی۔

مرزاں شوشہ

یہاں مرزاں بڑے زور و شور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث میں اتنی علیہ الفنا، کے الفاظ ہی صحیح ہیں۔ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ثبوت ملتا ہے۔

جواب: ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث میں یاتی علیہ الفنا، ہی کے الفاظ ہیں۔ اور حدیث و تفسیر کی معتبر کتابوں میں یہ حدیث انبیٰ الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ اور علامہ واحدی کے حوالہ سے جو اتنی علیہ الفنا، کے الفاظ نقل کیے جاتے ہیں وہ صحیح نہیں کیونکہ خود صاحب تفسیر غرائب القرآن علامہ نظام الدین اتمی نے اپنی تفسیر میں علامہ واحدی سے یاتی علیہ الفنا، کے الفاظ ہی نقل فرمائے ہیں۔ (دیکھئے ص ۲۹۵ ج ۱)

ہمارا چیلنج

مذکورہ بالا احادیث سے حضرت عیسیٰ کے متعلق بڑی صراحة سے یہ چند الفاظ ثابت ہوتے ہیں۔ یعنی۔ یموت۔ یبدفن۔ یاتی۔ وغیرہ وغیرہ یہ تمام مفارع کے صیغے ہیں جو حضرت عیسیٰ کی آمد ہانی اور عدم موت پر صریح دلیل ہیں۔ اگر یہ درست نہ ہو تو ہم روئے زمین کے تمام مرزاں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان الفاظ اور معانی کے برکش ان کی لئی اور ضد کسی ایک حدیث صحیح سے ثابت کر دکھائیں۔ ان شاء اللہ قیامت تک بھی وہ اس کو ثابت نہ کر سکیں گے۔ اگر کوئی ثابت کرے تو فی لفظ دس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا ہے کوئی اپنے باپ کا بیٹا جو مردمیان بنے؟

دوسری اہم بات یہاں یہ قابلٰ غور ہے کہ احادیث میں جگہ جگہ اہنِ مریمؑ کے نزول کی پیشگوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ آنے والے صحیح حضرت مریمؓ کے بیٹے ہوں گے۔ لہذا مرزا

غلام احمد جو اپنے میریم نہیں بلکہ اپنے چراغ بی بی ہے کسی بھی طرح ان احادیث کا مصدقہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور جو کسی تاویل کے ذریعے اس کو صحیح مسعود ثابت کرتا ہے اس کو اپنی عقل پر ماتم کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی سوچنا چاہیے کہ وہ تاویل کر کے خود اپنے حضرت صاحب کی ایک واضح ہدایت (یعنی قسمیہ کلام میں تاویل نہیں چل سکتی) کی کھلی خلاف ورزی کر کے بزعم خود اپنا تمکانہ جنم ہمارا ہے یہ واضح ہدایت مرزا کی کتاب حمامۃ البشر ص ۱۲۳ اردو حافی خزانہ جلد میں درج ہے۔

قادیانیوں کا چیلنج

مرزا کی صاحبان کم علم مسلمانوں کو متاثر کرنے کیلئے ایک چیلنج دیتے ہیں۔ کہ ہمیں وہ حدیث دکھاؤ جس میں صاف طور پر من السماء اور جسد عفری کے الفاظ موجود ہوں۔

دلچسپ حوالے

ذیل میں مرزا یوں کی اطلاع کے لئے اور خاطر خواہ واضح کی غرض سے خود ان ہی کے حضرت صاحب کے اہم ترین حوالے پیش کیے جا رہے ہیں جن میں خود انہوں نے احادیث مبارکہ سے حضرت عیسیٰ کے نزول کی پیشگوئیاں تو اتر کے ساتھ ثابت ہونے کا صاف الفاظ میں اقرار کیا ہے۔ اگر مرزا یوں کو کچھ بھی شرم و حیا اور غیرت کا لامحاظ ہے تو انہیں ہمارے کہنے سے نہیں بلکہ اپنے حضرت صاحب کے مشاہ کے مطابق عقیدہ نزول عیسیٰ کھلے دل سے تسلیم کر لینا چاہیے۔ وہ حوالے حسب ذیل ہیں:

حوالہ ۱: ”مسیح اپنے میریم“ کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔
(از الادب میں ۵۵۵ رو حافی خزانہ جلد ۳۰۰ ص ۲۳)

حوالہ ۲: ”اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ باطل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عفری کے ساتھ آسان پر جانا تصور کیا۔“ یہ بے وہ دونی ہیں۔ ایک یو حنا جس کا نام ایلیا اور اورلیس بھی ہے دوسرے مسیح اپنے

مریم" جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں، کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے۔ اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے انہیں کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ " (توضیح المرام م ۳ روحانی خزانہ جلد ۳ ص ۵۲)

اس حوالہ سے مرزا یوں کے دونوں مطالبے "آسمان اور وجود غیری" کے الفاظ بقلم مرزا قادری احادیث سے ثابت ہو گئے۔

حوالہ ۳: "صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زر در گک کا ہو گا۔" (ازالہ اہم م ۸ روحانی خزانہ جلد ۳ ص ۱۳۲)

لباس روح پر ہوتا ہے یا جسد غیری پر؟

حوالہ ۴: "ان المُسِيحَ يَنْزَلُ مِنَ السَّمَاوَاتِ بِجُمِيعِ عِلْمَهُ وَلَا يَأْخُذُ شَيْئًا مِنَ الارضِ مَا لَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔" (آنینہ کلاسی اسلام در خزانہ م ۳۰۹ ج ۵)

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان ہی سے شریعت محمدی و دیگر علوم حاصل کر کے آئیں گے اور زمین میں کسی کے شاگرد نہ ہوں گے (حالانکہ مرزا نے جو کچھ بھی پڑھا وہ دنیا میں اساتذہ سے پڑھا جس کا ذکر پہلے آچکا ہے)

یہ حوالے مرزا یوں کو آنکھ کھول کر دیدہ رہیزی کے ساتھ پڑھنے چاہئیں اور انہیں فرمیر کی آواز پر عمل کرتے ہوئے اس کے برخلاف عقیدہ سے دائیٰ توبہ کرنی چاہیے۔ دنیا و آخرت کی خیر خواہی اور بحلالیٰ کاراستہ یہی ہے۔

حلیہ تصحیح علیہ السلام کی بحث

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ کے بارے میں چند روایات حسب ذیل ہیں:

(۱) رجل ادم کا حسن ما انت راء، من ادم الرجال سبط الشعر لہ لمه کا حسن ما انت راء، من اللهم نضرب لمته بین منکبیہ یقطر راسہ ما ربعہ

احمر کا نما خرج من دیماں۔ (فتح الباری جلد ۶ ص ۳۲۹، جلد ۱۳ ص ۸۵)

(۲) رجل مربع الى الحمرة والبياض بين مصر تین کان راسه يقطروا وان لم يصبه بلال۔ (سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۷۷، بکوال التصریح بماتواتی نزول الحج ص ۱۴۰، ازال مفتی محمد شفیع)

(۳) عليه برس له مربع الخلق صلت الجبين سبط الشعر۔
کنز العمال ج ۷ ص ۲۶۸، بکوال التصریح ص ۲۲۲)

لغات: ادم گندم کوں سبط الشعرا سید ہے بال لمه زلف رب عہ در میانہ قد دیماں حمام مصر تین دو ہلکے زر در رنگ کی چادریں صلت وسیع البرنس لمی ثوبی۔

ترمیم: (قوله فی صفة عیسیٰ ربعة) هو بفتح الراء، وسكون الموحدة و يجوز فتحها وهو المربع والمراد انه ليس بتطويل جداً ولا قصير جداً بل وسط و قوله من دیماں هو بكسر المهملة وسكون التحتانية وآخره مهملة (قوله دیماں یعنی الحمام) هو تفسیر عبدالرزاق ولم يقع ذلك في روایة هشام والدیماں فی اللغة السرب ويطلق ايضاً على الكن والحمام من جملة الكن والمراد من ذلك وصفه بصفاء اللون ونضارة الجسم وكثرة مااء الوجه حتى كانه كان في موضع فخر منه وهو عرقان وسياتى في روایة ابن عمر بعد هذا ينطف راسه مااء۔ (فتح الباری جلد ۶ ص ۳۲۵)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ مربوع سے مراد ہے در میانہ قد جونہ زیادہ لمبا ہونہ زیادہ چھوٹا ہو۔ اور دیماں کا معنی ہے حمام اور اس سے مقصود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ کی عمرگی، جسم کی خوبصورتی اور چہرہ پر پانی کی بکثرت موجودگی بیان کرنا ہے گویا کہ وہ پسند میں نہائے ہوئے کسی جگہ سے نکلے ہیں۔

روایات میں تطبیق

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حیلے میں دو باقوں میں اختلاف ہے:

(۱) بعض احادیث میں ہے کہ وہ گھنگھارے بالوں والے ہیں بعض میں ہے کہ سیدھے بالوں والے ہیں۔

(۲) بعض روایات میں ہے کہ وہ سرخ رنگ کے ہیں اور بعض میں ان کا رنگ گندمی بیان کیا گیا ہے۔

تطبیق

(۱) ان روایات میں جعد کا لفظ جسم کی صفت ہے نہ کہ بالوں کی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کا جسم لکھا ہوا ہو گا اور مضبوط صورت میں ہو گا۔

(۲) اصل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی ہے۔ احران کو سرخی مائل ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ انسانوں کے رنگ تین ہی ہوتے ہیں سفید، سیاہ اور گندمی۔ باقی رنگوں میں صرف ایک جھلک ہوتی ہے۔ کسی آدمی کا رنگ نیلا، نسواری یا سرخ نہیں ہوتا یہ رنگ بھی ایک جھلک دیتے ہیں جسے کہا جاتا ہے سفید سرخی مائل یا گندمی سرخی مائل یا سیاہ نیکوں مائل۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی سرخی مائل ہے جھلک کو نمایاں کریں تو سرخ کہہ دیا سوان میں کوئی تعارض نہیں۔ کسی عارضی وجہ سے ان کے چہرے پر سرخی نمایاں ہو گی۔ ایک روایت میں انه مربوع الى الحمرة والبياض کے الفاظ آئے ہیں۔ اس سے بھی اس تطبیق کی تائید ہوتی ہے۔ اہل علم کے لئے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی تحریر پیش خدمت ہے: ”ووَقَعَ فِي رَوْاْيَةِ سَالِمِ الْأَتِيَّةِ فِي نَعْتِ عِيسَى أَنَّهُ آدَمَ سَبَطَ الشِّعْرَ وَوَصْفَهُ بِالْجَعُودَةِ فِي جَسْمِهِ لَا شَعْرَهُ وَالْمَرَادُ بِذَلِكِ اِجْتِمَاعَهُ وَاِكْتِنَازَهُ وَهَذَا لَا خِتَالَ فِي نَظِيرِ الْاِخْتِلَافِ فِي كُوْنَهُ آدَمَ أَوْ اَحْمَرَ وَالاحْمَرَ عِنْدَ الْعَرَبِ الشَّدِيدِ الْبِيَاضِ مَعَ الْحَمْرَةِ وَالْآدَمِ الْاَسْمَرِ وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ الْوَصْفَيْنِ بَأْنَهُ اَحْمَرٌ بِسَبَبِ كَالْتَّعَبِ وَهُوَ فِي الْاَصْلِ اَسْمَرٌ۔“ (فتح الباری جلد ۶ ص ۳۲۷)

محمد بن رفع تعارض کی ذمہ داری سے فارغ ہو چکے ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں رہا تو افسوس ان قادیانیوں پر ہے جو اختلاف تعبیر کو اختلاف عقیدہ کی اساس پھراتے ہیں۔ اس قسم کے کمزور دلائل سے عقائد ثابت نہیں کئے جاتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اجماع امت کے ذریعہ اثبات رفع و نزول

ذیل میں چند عبارتیں پیش کی جا رہی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جد غیری کے ساتھ رفع الی السماء اور پھر قیامت کے قریب نزول امت محمدیہ کا اجمائی عقیدہ ہے۔ یہ امت چودہ سو سال پہلے سے ایک عقیدہ پر چلی آ رہی ہے وہ بھی کوئی نہ ہب ہے جو چودہ سو سال بعد طے ہو۔ اسلام کا طے شدہ نہ ہب ذیل میں ملاحظہ کریجئے:

(اللٰہ) اما الا جماع فقد اجمعۃ الامم علی نزوله و لم يخالف فیہ احد من اهل الشريعة و انما انکر ذلك الفلاسفۃ والملاحدۃ مما لا يعتد بخلافه۔

(شرح عقیدہ سفاریندج ص ۹۰)

(زبده) "امت کا حضرت عیسیٰ کے دوبارہ نازل ہونے پر اجماع ہے، اور اہل شریعت میں سے کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا البتہ فلاسفہ اور دہریوں نے جن کا اختلاف غیر معتمد ہے اس سے انکار کیا ہے۔"

(ب) حیلة المُسیح بجسمه الی الیوم و نزوله من السمااء بجسمه الغنصري' معاً اجمع عليه الامة و تواتر به الاحاديث۔ (تفیر الجرجیج ج ۲ ص ۷۲۳)

(زبده) "حضرت مسیح" کا اپنے جسم کے ساتھ آج تک زندہ رہتا اور اسی جسم غیری کے ساتھ آسان سے نازل ہونا ان عقائد میں سے ہے جن پر امت کا اجماع ہے اور جس کے بارے میں احادیث متواتر ہیں۔"

(ج) "والاجماع علی انه حی فی السمااء ینزل بیو یقتل الدجال و یوید الدین۔ (تفیر جامی البیان تحت آیت الی متوفیک ج ۳ ص ۱۸۲)

(زبده) "اور اس بات پر اجماع ہے کہ وہ (حضرت عیسیٰ) آسان میں زندہ ہیں وہ نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور دین کو تقویت بخشن گے۔"

(د) لا خلاف فی انه ینزل فی آخر الزمان۔ (فتح العارف تکمیلہ۔ شیخ اکبر ص ۷۲)

(ز جسہ) ”اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ (عیسیٰ ابن مریم) آخر زمانے میں نازل ہوں گے۔“

والفضل ما شهدت به الاعداء

مرزا غلام احمد نے بھی متعدد کتابوں میں رفع و نزول عیسیٰ پر اجماع نقل کیا ہے۔ مثلاً اپنی کتاب ازالہ ادہام میں لکھتا ہے:

”بلکہ حق تو یہ ہے کہ اس بات پر تمام خلف و سلف کا اجماع

معلوم ہوتا ہے کہ حق اس عالم کو چھوڑ کر دوسرے عالم کے لوگوں میں جاملاً ہے اور بلا کم و بیش انہیں کی زندگی کے موافق اس کی زندگی ہے۔“

(ازالہ ادہام ص ۵۵۵) (روحانی خزانہ ج ۳ ص ۵۰۷)

مرزا کی مذکورہ بالاعبارات سے ثابت ہوا کہ مرزا قادریانی پہلے قرآن و حدیث اجماع امت اور بابل کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور نزول آسمانی کا تامام امت کی طرح قائل اور معرف تھا۔ قرآن و حدیث سے یہ ثابت شدہ عقیدہ پھر اس نے آپنے الہامات کی وجہ سے تبدیل کیا ہے۔ نہ کہ قرآن و حدیث سے الہادب اس اجمائی عقیدہ کے خلاف کسی آیت یا حدیث یا بائبل کا حوالہ پیش کرنے کا اسے کوئی حق نہیں۔

مرزا کا آپنے الہامات سے عقیدہ تبدیل کرنا اس کی ان عبارات میں دیکھئے:

(۱) ”وَكَانَ مِنْ مُفَاتِحِ تَعْلِيمِهِ وَعَطَا يَا تَفهِيمِهِ أَنَّ الْمَسِيحَ عِيسَى بْنَ مُرِيْمَ قَدَّمَاتِ بِمُوتِهِ الطَّبِيعِيِّ۔“ (اتمام الحجۃ ص ۲۳۔ خ جلد ۸ ص ۲۷۵)

(۲) ”وَاللَّهُ مَا قَلَتْ قَوْلًا فِي وِفَاتِ الْمَسِيحِ وَعَدْمِ نَزْوَلِهِ وَقِيَامِي مقامِهِ إِلَّا بَعْدِ الْإِلَهَامِ الْمُتَوَاتِرِ الْمُتَتَابِعِ النَّازِلِ كَالْوَابِلِ وَبَعْدِ مَكَاشِفَاتِ صَرِيقَةِ بَيْنَةِ۔“ (حملۃ البشیری ص ۱۲۳۔ خ جلد ۷ ص ۱۹۱)

(۳) ”جَبْ تَكْ مجْهَى خَدَانِي إِلَى اس طَرْفِ تَوجِهِ نَدِيِّ اُورْ بَارِ بَارِنَهِ سَكْحَايَا كَرْ تَوْصِيْحِ مُوَوْدَهِ اُورْ عِيسَى فَوْتِهِ هُوَ گَيَا ہے تَبْ تَكْ مِنْ اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۶۔ خ جلد ۱۹ ص ۱۱۳)

قرآن، حدیث اور اجمائی امت سے ثابت شدہ عقیدہ مرزا قادریانی نے محض اپنے الہامات سے تبدیل کیا ہے جو کسی دوسرے پر جھٹ نہیں ہو سکتا اور جو الہام قرآن و حدیث کے

خلاف ہو وہ الہام ربانی نہیں شیطانی ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَانِ الشَّيَاطِينَ لَبِيَوْحُونَ إِلَى اولِيَاهُمْ۔

شیطانی الہامات سے عقائد تبدیل کرنا اسی طرح ہے جیسے کوئی شیطانی خواب سے رشتہ ثابت کرنے لگ جائے۔ بریں علم و دانش باید گریست۔

فَاعْتَبِرُوا يَا اولِي الْابْصَارِ

بیکث چہارم

ترڈ پید دلائلِ مرزا سیہ بروفات عیسیٰ علیہ اسلام از قرآن مجید

مسلمان مناظر کو اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے ان دلائل کو بھی پیش نظر رکا۔
چاہیے جنہیں مرزاں اپنے اس عقیدہ کے لئے پیش کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ وفات پاچکے ہیں۔
اس سلسلہ میں وہ عام طور پر چار آیتیں پیش کر کے عوام کو بے وقوف بناتے ہیں۔ ہم اولاً وہ
آیتیں لکھیں گے اور ان کا طرزِ استدلال پیش کریں گے، پھر ساتھ ہی ان کی ہر غلط تاویل کے
مکمل جواب بھی دیتے جائیں گے۔ دیکھیے:

آیت ۱: فلما توفيتنی كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شى

شهيد۔ (پ ۷۱، مائدہ: ۷۱)

(ترجمہ) ”پس جب تو نے مجھے اٹھالیا تو، تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ
ہے۔“ (ترجمہ ارشاد البند)

مرزاںی استدلال

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں، اگر ہم انہیں فوت
شده تسلیم نہ کریں تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ اب جو عیسائی گزرے ہوئے ہیں تو خود حضرت

عیشیٰ ہی ان کے بگاڑ کے ذمہ دار ہیں، چوں کہ انہوں نے جواب میں یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں زندہ تھا تو میں ان پر گران رہا۔ لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تو میں ذمہ دار نہیں رہا، اس جواب سے پتہ چلا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں، ورنہ آج تک کے عیسائیوں کے سارے بگاڑ اور بد عقیدگی کے ذمہ دار وہ خود قرار پائیں گے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر انہیں فوت شدہ نہ مانا جائے تو یہ بات تو ضرور ہے کہ انہیں اپنی امت کی حالت کا علم ہو گا، خواہ آسمان پر رہتے ہوئے یا زمین پر نازل ہونے کے بعد۔ پھر جب ان سے قیامت کے دن ان کی امت، یعنی عیسائیوں کے بارے میں پوچھا جائے گا تو وہ علمی کا اظہار کیوں کریں گے۔ سو اگر انہیں زندہ نہ مانیں تو یہ اظہار لا علمی سراسر جھوٹ ہو گا جو ایک نبی کی شان کے لائق نہیں اور لا علمی تو اسی وقت درست ہو سکتی ہے جب کہ ان کو موت آنے کی وجہ سے اپنی قوم اور امت کے احوال کا علم نہ ہو سکا ہو، اس لیے لازماً یہ کہنا پڑے گا کہ وہ وفات پاچکے ہیں اور قرب قیامت میں دوبارہ نہ آئیں گے نہ اپنی قوم کی ان گمراہیوں پر مطلع ہوں گے۔

جو بات حاضر ہیں

مرزا تیوں کی یہ لمبی چوڑی تقریر جامزوں اور تفسیر قرآن سے نا آشنا لوگوں کو تو بحاسکتی ہے، لیکن اہل علم اور صاحب وحی کے منشاء کو سمجھنے والوں کے لئے اس استدلال کی حیثیت پکنہیں ہے۔ اس لفظی عمارت کو تین طریقوں سے زمین بوس کیا جاسکتا ہے۔

جواب ۱: آیت مذکورہ میں توفیقتنی کے معنی وفات اور موت نہیں۔ بلکہ رفع اور قبض کے معنی ہیں، اور تمام مفسرین و مجددین نے آیت مذکورہ کے یہی معنی کیے ہیں۔ ذخیرہ حدیث و تفسیر میں کسی بھی معتبر مفسر یا محدث کا قول نہیں ملتا کہ یہ آیت وفات مُتَحَمِّل پر دال ہے۔ اگر کسی بھی مفسر نے اس آیت میں توفی سے مراد موت لی ہے تو ہمارا چیلنج ہے کہ اس کا نام تحریر کریں۔ ہاتوا برهانکم ان کنتم صادقین۔

جواب ۲: پھر آیت بالا میں تقابل موت اور حیات کا نہیں ہے صرف موجودگی اور عدم موجودگی کا ہے جس پر ما ذمٹ فیہم کے الفاظ صراحتہ دال ہیں۔ چنانچہ ما دمت حیا نہیں فرمایا بلکہ ما دمت فیہم فرمایا۔ معلوم ہوا کہ وہ اپنے زمانہ موجودگی میں امت کے گران اور عدم موجودگی کے زمانہ کے وہ ذمہ دار نہیں۔ اور یہ الفاظ خود اس بات کی طرف مشیر ہیں کہ

کوئی زمانہ ایسا بھی ہو جس میں حضرت عیسیٰ زندہ رہنے کے باوجود اپنی امت کے درمیان موجود نہ ہوں، چنانچہ ہمارے نزدیک یہ زمانہ ان کے آسان کی طرف اٹھا لیے جانے کے بعد کا ہے۔

جواب ۳: مرزا یوں کا یہ دعویٰ بھی ہے دلیل ہے کہ بگاڑ اور عدم بگاڑ میں حد فاصل موت ہے بلکہ خود مرزا کی تحریرات اس پر شاہد ہیں کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کے کشیر چلے جانے کے بعد ان کی وفات سے قبل ہی عقاہ باطلہ اختیار کر چکے تھے۔ دیکھیے (چشمہ معرفت در روحانی خزانہ ج ۲۲۳ ص ۲۶۶) اور تحدی گلزار دی درخواست ج ۷۴ ص ۳۱۱) اب اگر بگاڑ اور عدم بگاڑ کے درمیان حد فاصل موت و حیات کو مانا جائے تو جو اعتراض مرزا کی ہم پر کر رہے تھے وہ ان پر بھی لازم آجائے گا، لہذا پتہ چلا کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ کی موجودگی اور عدم موجودگی کو ہی حد فاصل مانتے ہیں اور یہی ہمارا ختم ہے۔

جواب ۴: اور مرزا یوں کی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ کا اپنی امت کے احوال سے اظہار علمی ان کی موت کی دلیل ہے۔ سراسر کچھ فہمی، تسلیمیں اور غلط بیانی ہے خود آیت قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ سے ان کی امت کے احوال کے علم ہونے یا نہ ہونے کا سوال نہ ہو گا بلکہ اس بات کا سوال ہو گا کہ کیا انہوں نے اپنی امت کو اللہ کے سوا اپنے اور اپنی ماں کو معبد بنانے کا حکم دیا تھا۔

سوال قول کا ہے علم کا نہیں

یہاں قول کی نفع کی گئی ہے علم کی نہیں قادیانیوں کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ سے علم کا سوال ہو گا اور وہ علمی کا اظہار کریں گے۔ یہ سب بکواس، مجموع اور کھلا دھل ہے۔ قرآن پر کیسی دیدہ دلیری سے لے انجیل پر ابھی تسلیمیں برس بھی نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی۔ یعنی حضرت عیسیٰ خدا ہاتھے گئے۔ (چشمہ معرفت ص ۲۵۲۔ جلد ۲۳ ص ۲۶۶) اس عمارت سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بگاڑ حضرت عیسیٰ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں: ”واقعہ صلیب اس وقت حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا جبکہ آپ کی عمر صرف تین تینیں برس اور چھ مینے کی تھی اور یہ بات قطیعی ہے کہ واقعہ صلیب سے پہلے انجیل کا نزول ہوا تھا اور یہ بات بھی مرزا صاحب کے قول سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ایک سو میں برس زندہ رہے۔“ (دیکھیے تحدی گلزار دی ص ۲۷۴ اور جلد ۷۴ ص ۳۱۱) نکوہ بالا دونوں عمارتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ جب حضرت عیسیٰ تریسہ برس کے تھے تو عیسائی مگر مگر آپ کے تقریباً ۱۷۵ سال کے طویل عمر میں ایسا بھی نہیں گزرے رہے۔

جھوٹ باندھ رہے ہیں اور انہی افسوس یہ کہ ہمارے بعض نادان بھائی ان کے جھوٹ پر گرفت کرنے کی بجائے اثنان کے جھوٹ کو سچ مان کر اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ جس کے جواب میں حضرت عیسیٰ اس قول سے انکار کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیے، قرآنی آیت: (مائدہ: آیت ۷۶۔ ۱۱۶)

. وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَعْصِي إِبْرَاهِيمَ أَنْتَ قَلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأَمِّي
اَلْهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سَبَّحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَا يُسَمِّ لِي بِحَقِّ اَنْ
كُنْتَ قَلْتَهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلِمَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا اَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ اَنْتَ اَنْتَ عَلَامُ
الْغَيْوَبِ۔ مَا قَلْتَ لِهِمْ اَلَا مَا اَمْرَتْنِي بِهِ اَنْ اَعْبُدَ اللَّهَ رَبِّي وَرَبِّكُمْ۔

(ترجمہ) ”اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کھالوں کو کہ مہرالو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوال اللہ کے کھاتو پاک ہے۔ مجھ کو لا تقنہیں کہ کھوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں اگر میں نے یہ کہا ہو گا تو مجھ کو ضرور معلوم ہو گا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے بے شک تو ہی ہے جانے والا چھپی با توں کا میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جورب ہے میرا اور تمہارا۔“ (ترجمہ شیخ البند)

اس آیت سے ہرگز یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی حالت سے علمی کا اظہار کر رہے ہیں کہ اس مردوسر امقدمہ یعنی ان کی وفات کو مرتب کیا جائے اور درمیان آیت میں جو عدم علم کی بات آئٹھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے اپنی ذات کی لا علمی ظاہر کرنا ہے جیسا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے جب ان کی امتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ انہوں نے تم کو کیا جواب دیا تو وہ سب ایک ہی بات کہیں گے لا علم لانا۔ ارشاد خداوندی ہے: يوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أَجْبَتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا
انک انت علام الغیوب۔ (مائدہ: ۱۰۹)

(ترجمہ) ”جس دن اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو جمع فرمائیں گے۔ پس فرمائیں گے تم کیا جواب دیے گئے تھے۔ عرض کریں گے، ہمیں علم نہیں بے شک تو ہی غبیوں کو جانے والا ہے۔“ (ترجمہ شیخ البند)

جواب ۴: اور پھر اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی امت کی حالت سے علمی کا اظہار کیا یا قیامت کے دن کریں گے تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ان کی وفات ہی ہو گئی اور آئندہ وہ دنیا میں تشریف نہ لائیں

گے۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ انہیں اپنی قوم کی ساری حالتیں آسمان پر پایا بزرگ مرزا قبر میں معلوم ہوتی رہتی ہوں تو پھر عدم علم کہاں رہا؟ تو جس سے قادریانی پچنا چاہر ہے تھے وہ انہیں اس صورت میں بھی لازم آجائے گا، اور عجیب بات یہ ہے کہ خود مرزا نے متعدد مقامات پر یہ تحریر کیا ہے کہ عیسائیوں کی حالت کی خبر آسمانوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دے دی گئی ہے۔

صرف دو حوالے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ”میرے پرکششا یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی، حضرت عیسیٰ کو اس کی خبر دی گئی۔“

(آئینہ کالاتِ اسلام ص ۲۵۲ رو حادثی خزانہ ج ۵ ص ۲۵۲)

(۲) ”خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنے کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنے کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے۔“ (ایضاً حاشیہ ج ۵ ص ۲۶۸)

لہذا اس ”علم“ کے بعد قیامت کے دن ”لعلیٰ کے اظہار“ کا جو جواب مرزا گی دیں گے وہی ہمارا جواب ہو گا، جواب کی ذمہ داری اب ہماری نہیں رہی بلکہ ان کی اپنی ہو گئی ہے۔ ما ہو جوابکم فہو جوابنا۔

دور کی کوڑی

گزشتہ استدلال کا جواب تو مرزا یوں کو ایسا ملا کہ دانت کھٹے ہی نہیں ہوئے کڑوے بھی ہو گئے۔ اس کڑواہت کو دور کرنے کے لئے بڑی تگ دو کے بعد بہت دور کی ایک کوڑی ان کے ہاتھ آگئی مگر وہ کوڑی واقعی اسم باسکی کوڑی ہی ہے۔ اس سے زیادہ اس کی وقعت نہیں۔ بہر کیف جواب دینے کے لیے اسے یاد رکھنا چاہیے۔ اس کی تقریر اس طرح کی جاتی ہے کہ بخاری شریف کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن جب امّت محمد پیغمبر علیٰ صاحب اصلوٰۃ والسلام میں سے کچھ لوگ جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کی طرح یہ الفاظ ارشاد فرمائیں گے فلما توفیتني كنت انت الرقيب عليهم۔ اور اس حدیث میں بالاتفاق توفیتني سے موت ہی مراد ہے۔ تو یہی معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جواب میں بھی ملحوظ رہنے چاہیں۔ یہ تفریق

کیوں ہے؟ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ معنی کیے جائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے کچھ مطلب لیا جائے! لہذا دونوں جگہ صرف اور صرف موت کے معنی مخصوص رکھ جائیں گے۔

جواب ۱: اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ یعنی حضرت عیسیٰ کا مقولہ ہے غلط ہے۔ یہاں پر لفظ "کما" بولا گیا ہے۔ اگر آپ کا مقولہ بھی عیسیٰ علیہ السلام والا ہوتا تو آپ "کما" کی بجائے "ما" کا لفظ استعمال کرتے کیا حضور اکرم جیسے فصح و بلغ "کما" اور "ما" کا فرق بھی نہیں سمجھتے تھے۔ فیا للعجب۔

جواب ۲: اس نکتہ کو پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہیں خود ہم مرزا کی تحریروں کے حوالے سے ثابت کر چکے ہیں کہ بگاڑ اور عدم بگاڑ کے درمیان حد فاصل موجودگی اور غیر موجودگی ہے۔ اور غیر موجودگی کے معنی ایسے ہیں جو رفع الی السماء میں بھی تحقق ہیں اور طبی موت پر بھی صادق ہیں۔ لہذا دونوں مقامات پر توفیقتنی کے معنی مختلف ہوں گے ہر جگہ معنی حسب حال ہو گا نصوص متواترہ کی روشنی میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ لفظ بولا جائے گا تو معنی حسب حال موت ہو گا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے بولا جائے گا تو معنی مراد ان کے حسب حال رفع الی السماء ہو گا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ تشییہ میں من کل الوجوه مشابہت نہیں ہوتی۔

جواب ۳:

(۱) مطلق تشییہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضور علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ کی توفی اپنی تفصیل میں بھی یکساں ہو گی۔ کم عقلی اور عربی زبان سے ناؤقی کی دلیل ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: فاقول کما قال العبد الصالح و كنت عليهم شهيداً ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم۔ (مکلوۃ شریف ص ۲۸۲ بحوالہ صحیح) حضور علیہ السلام نے اس حدیث میں اپنے قول کو حضرت عیسیٰ کے قول کے ساتھ تشییہ دی ہے اپنی توفی کو حضرت عیسیٰ کی توفی سے تشییہ نہیں دی تاکہ یہ لازم آئے کہ دونوں کی توفی ایک قسم کی تھی۔

(۲) حدیث پاک میں ہے کہ مشرکین کہ ایک درخت کے ساتھ ہتھیار لٹکایا کرتے تھے

اس درخت کا نام ذات انماط تھا۔ بعض صحابہ نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے لئے بھی ایک ذات انماط مقرر کر دیجئے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمایا: هذا كما قال قوم موسى اجعل لنا الها كما لهم الها یعنی تمہاری درخواست تو ایسی ہے جیسے قوم موسی نے بتاؤ کو دیکھ کر یہ درخواست کی تھی کہ اے موسی ہمارے لئے بھی ایک خدا تجویز کر دیجئے جیسے ان بت پرستوں کے لئے خدا ہیں۔ اس تشبیہ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی یہ گمان نہیں کر سکتا کہ معاذ اللہ صحابہ کرام نے بت پرستی کی درخواست کی تھی حاشا وکلاً معاذ اللہ۔ یہ تشبیہ تحفظ قول میں بھی کہ انہوں نے کہا تھا اجعل لنا الها تم نے کہا اجعل لنا ذات انماط۔

(۳) قرآن مجید میں ہے: کما بداننا اول خلق نعیدہ ۵ کما بدأکم تعودون ۵
اَللّٰهُ تَعَالٰی نے پہلی مرتبہ والدین کے ذریعہ پیدا کیا تھا تو کیا کل قیامت کے دن
دوبارہ پیدا کریں بھی والدین کے ذریعہ ہوگی؟

(۴) مرا خود لکھتا ہے:
”اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تقطیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا
اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث
سے ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً ایک بہادر انسان کو کہہ
دیتے ہیں کہ یہ شیر ہے اور شیر نام رکھنے میں یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ شیر کی طرح
اس کے پنجے ہوں اور ایسے ہی بدن پر پشم ہو اور ایک دم بھی ہو بلکہ صرف صفت
شجاعت کے لحاظ سے ایسا اطلاق ہو جاتا ہے اور عام طور پر جمیع انواع استعارات
میں بھی قاعدہ ہے۔“ (ازالہ الدہام ص ۲۷۷ حصہ اول۔ خ جلد ۲ ص ۱۳۸)

(۵) ”مماثلت ہمیشہ من وجہ مغائرت کو چاہتی ہے یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز اپنے نفس کی
مثلیں کہائے بلکہ مشبہ اور مشہ بہ میں کچھ مغائرت ضروری ہے۔“

(تحفہ گولڈ یہ درود حنفی خزانہ جلد ۷ ص ۱۹۲)

(۶) اسی طرح حدیث میں نبی کریم نبیلہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصود اس تشبیہ سے یہ ہے کہ
جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفع آسمانی کی وجہ سے اپنی قوم سے جدا ہو گئے

اور وہ اپنے بعد پیدا ہونے والی قوم کی گمراہی سے بے تعلق ہیں اسی طرح حضور علیہ السلام اپنی وفات کے بعد لوگوں سے جدا ہو گئے اور آپ کو معلوم نہیں کہ لوگوں نے آپ کی عدم موجودگی میں کیا کیا؟ آپ اس سے بربادی اور بے تعلق ہیں۔

(معارف القرآن از مولانا کاندھلوی قدس سرہ جلد دوم ص ۲۳۷)

جواب ۴: پھر یہ کیا ضروری ہے کہ ایک لفظ جب دخیلتیوں کے لیے بولا جائے تو دونوں جگہ معنی ایک ہی ہوں؟ قرآن اور مراتب کے اعتبار سے ایک ہی لفظ کے کتنی معنی اور مدلول ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے لیے بھی لفظ نفس بولا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك تو کیا دونوں نفس ایک ہی طرح کے مراد لیے جائیں گے؟ اگر کوئی بے دوقوف حضرت عیسیٰ اور اللہ تعالیٰ کے نفس کو ایک ہی قرار دے تو اس کا ایمان ہی سلامت نہیں رہ سکے گا۔ اسی طرح تو فی کا اطلاق جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے کیا جائے گا تو دیگر احادیث و نصوص کی روشنی میں اس کے معنی رفع کے ہوں گے اور جب یہی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بولا جائے گا تو اس کے معنی وفات اور موت کے ہوں گے۔ اس میں کوئی استبعاد نہ ہونا چاہیے۔

قادیانیوں کی وفات مسح پر دوسری دلیل

آیت ۲: ما المُسِيحُ بْنُ مَرِيمٍ الْأَرْسُولُ قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرَّسُولُ۔
 (ترجمہ) ”مسح ابن مریم صرف رسول ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔“ (ماکہ ۷۵)

آیت ۳: وَمَا مُحَمَّدٌ الْأَرْسُولُ قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرَّسُولُ۔
 (آل عمران: ۱۳۳)

(ترجمہ) ”او محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف رسول ہی ہیں۔ آپ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔“ (ترجمہ شیخ البند)

استدلال

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تمام رسول فرمائے چکے ہیں اور انہیں موت آچکی ہے اسی طرح آخر حضرت صلی اللہ علپہ وسلم سے قبل کے بھی تمام رسول فوت ہو چکے ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

جواب ۱: کسی مفسر یا مجدد نے آیات بالا سے موت عیسیٰ پر استدلال نہیں کیا، ہمت ہے تو پیش کریں۔

جواب ۲: پہلے حوالہ گزر چکا ہے کہ مرزا یوں کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں تو آیات بالا کی موجودگی میں ان کی زندگی کے بارے میں جو جواب مرزا ی دیں گے وہی ہمارا بھی جواب سمجھ لیا جائے۔

جواب ۳: اور اصل بات یہ ہے کہ مذکورہ استدلال مرزا یوں کی کوچھی اور تلیمیں کی کھلی دلیل ہے۔ اس لیے کہ مذکورہ آیتوں میں خلت کے معنی فوت ہونے کے نہیں بلکہ گزرنے اور جگہ خالی کرنے کے ہیں۔ بمعنیِ مضت۔ اور تمام مفسرین نے اس کے یہی معنی کیے ہیں۔ اس کی نظر بھی قرآن کریم کی دیگر آیتوں میں موجود ہیں۔ مثلاً:

(۱) وَاذَا خَلُوا عَضُوا عَلَيْكُم الْأَنَاءُ مِنَ الْغَيْظِ۔ (پ ۲۳ آل عمران) اور جب وہ عیحدہ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ کے۔

(حضرت تھانوی)

(۲) كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أَمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أَمْمٌ۔ (پ ۲۳ أَرْعَدْ)
”اسی طرح ہم نے بھیجا آپ کو ایسی امت میں جس سے پہلے بہت امتیں گزر چکی ہیں۔“ (ترجمہ شیخ البہن)

کیا پہلی تمام امتیں مر چکی تھیں؟

جواب پر اعتراض

مذکورہ بالا جواب سن کر مرزا یہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ تو تسلیم ہے کہ یہاں خلت کے معنیِ مضت کے ہیں لیکن یہ گزرنا کس طرح ہوا اس کی تشریح خود قرآن کریم نے کر دی ہے،

چنانچہ فرمایا گیا: افائن مات او قتل لہذا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل بھی تمام انبیاء میں انہی دو صورتوں کا حصر ہے۔ جس میں رفع الی السماء داخل نہیں ہے لہذا اس کا اثبات نہیں کیا جاسکتا۔

جواب ۱: یہاں حصر نہیں ہے عمومی صورتوں کا ذکر ہے رفع کی صورت خاص ہے اس کا ذکر نہیں ہے النادر کالمعدوم آپ نے بارہا سنایا ہوگا۔

جواب ۲: اچھا اگر ایسی بات ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بقول مرتضیٰ کیے آسمان پر چلے گئے؟ جیسے مرتضیٰ ان کے لئے رفع الی السماء ثابت کرتے ہیں اور مذکورہ آیتیں ان کے لیے مانع نہیں بنتیں۔ اسی طرح ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے قاتل ہیں اور مذکورہ کیا کوئی بھی قرآنی آیت ہمارے عقیدہ کے معارض نہیں ہے۔

وفات عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع امت کا دعویٰ

مرتضیٰ یہاں ایک شو شیہ یہ چھوڑتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو خطبہ دیا اس میں بھی صرف موت اور قتل پر حصر کیا گیا ہے۔ رفع کا ذکر نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے پہلے انبیاء کے ساتھ بھی صرف یہی دو صورتیں پیش آئی ہیں۔ تیری کوئی صورت (رفع وغیرہ) کی پیش نہیں آئی، نیز صحابہ نے ان کی تقریر پر کوئی اعتراض بھی نہیں کیا، لہذا یہ اجماعی بات ہو گئی۔

جواب ۱: خود مرتضیٰ صاحب کو اس بات کا اعتراف ہے کہ حضرت عمرؓ کے جس ارشاد کے جواب میں حضرت صدیقؓ اکبرؓ نے تقریر فرمائی ہے اس میں رفع عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر تھا۔ چنانچہ مرتضیٰ صاحب (تحفۃ غریبہ روحانی خزانہ ۱۵ ص ۵۸۰) میں لکھتے ہیں:
اور ملک شہرستانی میں اس قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے:

قال عمر بن الخطاب من قال ان محمداما قتله بسيفي
هذا وانما رفع الی السماء كما رفع عيسى بن مريم۔

(السلسل والخلص ص ۱۵)

دیکھئے، یہاں حضرت عمرؓ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تقبیح کیا اور رفع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

مقیس بنایا ہے اور جواب میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے صرف مقیس کی نفی فرمائی مقیس علیہ کار و نہیں فرمایا کیونکہ وہ سب کے نزدیک ثابت شدہ بات تھی۔ اور صحابہ نے ان کی اس تردید پر انکار بھی نہیں کیا لہذا اس بات پر اجماع ہو گیا کہ رفع عیسیٰ تو ثابت ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح رفع نہیں ہوا ہے لہذا یہ واقعہ اس امر پر بھی صریح دلیل ہے کہ تمام حضرات صحابہؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے قائل تھے۔

رہایہ اعتراض کہ جب اطہر موجود ہوتے ہوئے حضرت عمرؓ نے یہ بات کیوں کہی تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ غم کی وجہ سے بے حال ہو گئے تھے۔

وَكَانَ مِنَ الْحَزْنِ كَالْمَجَانِينَ۔

(زجمع) ”آپ شدتِ غم سے دیوانے سے ہو گئے تھے۔“

(تحفہ غزنویہ م ۵۵ در درود حادی خراائن ج ۵ ص ۵۸۸)

جواب ۲ : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر اجماع صحابہ کا دعویٰ غلط ہے۔ اس کے کئی دلائل ہمارے پاس موجود ہیں۔ مثلاً مرتضیٰ خود ہی اجماع صحابہؓ کی تردید کر رہا ہے، چنانچہ لکھا ہے:

(۱) ”اے حضرات مولوی صاحبان جبکہ عام طور پر قرآن شریف سے مسح کی وفات ثابت ہوتی ہے اور ابتداء سے آج تک بعض اقوال صحابہؓ اور مفسرین بھی اس کو مانتے ہی چلے آئے ہیں تو اب آپ لوگ حق کی ضد کیوں کرتے ہیں۔“

(ازالہ ادہام م ۳۶۹ ر - خ جلد ۳ ص ۳۵۱)

کیا یہاں لفظ ”بعض“ دعویٰ اجماع کی کھلی تردید نہیں؟

(۲) ”انہی تفسیروں میں بعض اقوال کے مقابل بعض دوسرے اقوال بھی لکھے ہیں مثلاً اگر کسی کا یہ مذہب لکھا ہے کہ مسیح ابن مریم کو جسد غفری کے ساتھ زندہ ہی اٹھایا گیا تو ساتھ اس کے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ بعض کا یہ بھی مذہب ہے کہ مسح فوت ہو گیا ہے بلکہ ثقات صحابہؓ کی روایت سے فوت ہو جانے کے قول کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب بیان کیا گیا ہے۔“

(ازالہ ادہام م ۵۶۷ در درود حادی خراائن م ۵۰۸ جلد ۳)

کیا یہ سب اختلافات دعویٰ اجماع کی کھلی تردید نہیں؟

(۳) ”اور یہ اعتراض کہ تیرہ سو برس کے بعد یہ بات تھی کہ معلوم ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت یہ قول نیا تو نہیں اس کے پہلے راوی تو ابن عباس ہی ہیں لیکن اب خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر اس قول کی حقیقت ظاہر کر دی اور دوسرے اقوال کا بطلان ثابت کر دیا۔“ (ازالہ ادہام حصہ دوم ص ۳۵۹ درخواست ص ۳۲۵ جلد ۳)

جب دوسرے اقوال بھی موجود تھے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان دنوں وفات پر اجماع ہوا ہوا تھا۔

(۲) ”صحابہ“ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا چار صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارے میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں ورنہ ایک یادوآدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بد دیانتی ہے۔“ (ازالہ ادہام ص ۳۰۳ رخ جلد ص ۲۵۵) مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مرزا یوں کا وفات عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع صحابہ کا دعویٰ خود مرزا کے الفاظ میں بھی بے اصل ہی ہے۔

الزائی جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ اگر بالفرض والمحال آنحضرت اور تمام انبیاء کا فوت ہونا تسلیم کر لیا جائے تو مرزا صاحب کو بھی اس آیت کے نازل ہونے کے وقت فوت شدہ مانا پڑے گا ورنہ استغراق ثابت نہ ہوگا۔

اور مرزا کی جس طریقہ سے مرزا قادریانی کا استثناء کر لیں گے اسی طریقے سے اس آیت سے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استثناء کر لیں گے۔

جواب ۳ : خود مرزا یوں کے ”حضرت صاحب“ نے آیت بالا میں خلت کا ترجمہ گزرنے کے ساتھ کیا ہے۔ دیکھئے:

”یعنی مسیح اہنِ مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔“
(جگ مقدس درود حافظ خواست ج ۲ ص ۸۹)

جواب ۴ : اگر خلت کے عموم میں سارے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں تو مرزا کی صاحبان اس بات کا جواب دیں کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے: ولقد ارسلنا رسلامن قبلک وجعلنا لهم ازواجا وذریة۔ (رعد: ۳۸: ۲)

(اور تحقیق ہم نے بھی حارسولوں کو آپ سے پہلے اور بنائی ہم نے ان کے لیے بیویاں اور اولاد)

تو کیا آیت کے عموم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی نکاح کیا تھا اور ان کی اولاد ہوئی تھی۔ اور اگر اس آیت سے ان کا استثناء کیا جاسکتا ہے تو آیت مبہوت عنہا سے تو بدرجہ اولیٰ استثناء کیا جائے گا، کیونکہ وہاں استثناء کے لیے اور بھی بہت سی ولیمیں بھی موجود ہیں۔

جواب ۵ : کیا الرسل پر الف لام استغراق کا ہے؟

مرزا صاحب اور مرزا ایس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ آیت قد خلت من قبلہ الرسل سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تمام انبیاء کرام فوت ہو چکے ہیں۔ اور اس آیت میں الف لام استغراق کے لئے ہے اور لفظ خلت موت پر دلالت کرتا ہے لہذا دیگر انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔

مرزا یوں کا دعویٰ کہ اس آیت میں الف لام استغراق کا ہے چند وجوہات سے باطل ہے۔

خود مرزا صاحب کے نزدیک بھی الف لام استغراق کا نہیں ہے۔

چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) قد خلت من قبلہ الرسل اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ رہا

یہ مسئلہ کہ اس میں الرسل یہ جو الف لام ہے وہ استغراق کے لئے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول توالیں پیش کرو کہ استغراق ہی مراد ہے اور پھر استغراق بھی حقیقی ہی ہو کیا وقفینا من بعدہ بالرسل میں الف لام استغراقی ہے۔ (جنگ مقدس م ۷)

(۲) واذا الرسل اقتت اور جب رسول وقت مقررہ پر ٹوٹ جائیں گے۔ یہ اشارہ درحقیقت صحیح موعود کے آنے کی طرف ہے اور اس بات کا بیان مقصود ہے کہ وہ عین وقت پر آئے گا اور یاد رہے کہ کلام اللہ میں رسول کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے اور غیر رسول پر بھی پاتا ہے..... اور اذا الرسل اقتت میں الف لام عہد خارجی پر دلالت کرتا ہے۔ (شہادة القرآن م ۲۲)

(۳) ان الاحادیث کلھا احادیث۔ (حملۃ البشیری ر- ج ۷ ص ۲۱۷) یہاں الاحادیث پر الف لام استغراق کا نہیں کیونکہ مرزا نے خود اقرار کیا ہے کہ بعض احادیث غیر احادیث ہیں۔ (حملۃ البشیری م ۲۰۵ ج ۷)

قرآن مجید میں متعدد آیات ہیں جن میں الف لام استغراقی مراد نہیں لیا جاسکتا

آیات ملاحظہ فرمائیں:

- (۱) يَا اِيَّاهَا النَّاسُ اَنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثَ فَانَا خَلَقْنَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ۔
- (۲) يَا اِيَّاهَا النَّاسُ اَنَا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكْرٍ وَانْثَى۔ (الْجُرْجَاتُ: ۱۳)
- (۳) وَيَقْتَلُونَ الْاَنْبِيَاَ، بَغْيَرِ حَقٍّ۔ (الْعُمَرَانُ: ۱۱۲)
- (۴) وَكَانَ الْاَنْسَانُ عَجُولًا۔ (بَنْيَ اِسْرَائِيلُ: ۱۱)
- (۵) وَكَانَ الْاَنْسَانُ كَفُورًا۔ (بَنْيَ اِسْرَائِيلُ: ۶۷)

لَدْرَعٌ: كَمَا يَا كَلَانُ الطَّعَامِ۔ (ماکنہ: آیت ۷۵)

(ترجمہ) ”وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔“

طریق استدلال

اس آیت میں حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے کھانا کھانے کا ذکر ہے اور یہ بات مسلسلہ ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام کا موت کی وجہ سے کھانا کھانے کا عمل منقطع ہو چکا ہے لہذا ضرورتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کھانے کا بھی انقطاع ثابت ہوا۔ اور اگر انقطاع نہ ہوا ہوتا یا جائے کہ وہ اس وقت کیا کھاتے ہیں۔

جواب ۱ : جو کھانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تناول فرماتے ہیں۔

جواب ۲ : اس کھانے سے یہ ضروری نہیں کہ متعارف کھانا ہی مراد لیا جائے بلکہ وہ روحانی غذاء بھی مراد لی جاسکتی ہے جو شخصوں بندگان خدا کو دی جاتی ہے۔ یہی طعام اور غذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملتی ہے۔ خود مرزا صاحب نے اولیاء اللہ کے لئے روحانی غذا کا اقرار کیا ہے۔ ملاحظہ کریں:

”اس درجہ پر مون کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مون کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اس کی مٹھڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔“ (برائین احمدیہ پہم درخواں نج ۲۱۶ ص ۲۱۶)

جواب ۳ : علامہ شعرانی الیوقیت والجوہر میں بحث کرتے ہوئے اس سوال کا

جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں:

فَمَا جَوَابٌ عَنْ إِسْتِغْنَاءِهِ عَنِ الطَّعَامِ
وَالشَّرَابِ مَدَةً رَفِعَهُ فَانَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ 'وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَداً لَا
يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ الْأَيَّةَ'. فَالجَوَابُ: أَنَّ الطَّعَامَ إِنَّمَا جُعِلَ قُوَّةً
لِمَنْ يَعِيشُ فِي الْأَرْضِ لَأَنَّهُ مُسْلِطٌ عَلَيْهِ الْهُوَاءُ الْحَارُّ وَالْبَارِدُ
فَيَنْحُلُّ بِبَدْنِهِ فَإِذَا أَنْحُلَّ عَوْضُهُ اللَّهُ تَعَالَى بِالغَذَاءِ أَجْرًا،
لِعَادَتِهِ فِي هَذِهِ الْخُطَّةِ الْغَبْرَاءُ وَامْأَمْنَ رَفِعَهُ اللَّهُ إِلَى السَّمَاءِ
فَحِينَئِذٍ طَعَامُهُ التَّسْبِيحُ وَشَرَابُهُ التَّهْلِيلُ.

(الیوقیت والجوہر ج ۲ ص ۲۲۹)

(ترجمہ) "اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام کی بابت یہ سوال کرے کہ آسمان
پر قیام کے دوران نہیں کھانے پینے سے کیسے استغناء ہو گا؟ جبکہ ارشاد
باری ہے: "کہ ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں بنایا کہ جو کھانا پینا ہو۔" تو
اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جوز میں پر رہنے والا ہے اس کے بدن کی قوت
کے لئے کھانا بنایا گیا ہے اس لیے کہ اس کے جسم پر گرم اور سرد ہواں کا
عمل دخل ہے جن سے جسم محتلیل ہوتا ہے۔ اس اثر پذیری کے پیش نظر
قدرت نے کمانے کے عمل کو رکھ دیا ہے باقی جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں
میں اٹھایا بس اس کا وہاں کھانا پینا تسبیح و تہلیل ہے۔"

جواب ۴: دنیا میں آنے سے قبل جو خوارک حضرت آدم علیہ السلام کی قیمتی وہی
خوارک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوتی ہو گی کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے قبیل سے ہیں۔
ارشادر بانی ہے: ان مثل عیسیٰ عند اللہ کم مل ادم۔ "پیشک عیسیٰ کی مثال اللہ تعالیٰ
کے نزد یک ادم کی حالت کی طرح ہے۔" (آل عمران: ۵۹)

جواب ۵ : اصل بات یہ ہے کہ جو آیت یہاں مرزاں نے پیش کی ہے وہ
در اصل حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام کی الوہیت کے بطلان کے لیے بطور دلیل پیش ہوئی
ہے۔ کہ جو کھانے پینے کے محتاج ہوں وہ معبدود کیسے بن سکتے ہیں۔ تو اس دلیل کی تکمیل اور

الوہیت کی تردید کے لیے ان دونوں کا ایک مرتبہ کھانا بھی کافی ہے کہ وہ زندگی کے لئے کھانے کے نیحہ تھے لیکن عدم الوہیت کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کھاتے ہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ ایک کھانا چھوڑ دے تو دوسرا بھی چھوڑ دے۔ یہ قیاس تو سراسر حماقت ہے۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ مرزا غلام احمد اور اس کی بیوی ایک ساتھ کھاتے تھے تو کیا مرزا کے مرنے سے اور کھانا چھوڑنے سے اس کی بیوی کا مرنا اور کھانا ترک کرنا بھی لازم آ جائے گا۔ حالانکہ مرزا کی بیوی مرزا قادریانی کے مرنے کے بعد مدت دراز تک زندہ رہی اور کھانا کھاتی رہی تھیں ملک کے بعد پاکستان چناب نگر (ربوہ) میں آ کر مری اور وہ ابھی تک امانتا وہیں دفن ہے۔

ع ناطقہ سربہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

(آیت ۵ : وَاوَصَانِی بِالصَّلُوةِ وَالزَّكُوْةِ مَا دَمَتْ حَيَا۔ (سورہ مریم آیت ۳۱)
(زخمیہ از حضرت تھانوی) ”اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں۔“

استدلال

آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندگی بھر نمازو زکوٰۃ ادا کرتے رہے۔ اگر وہ آج بھی زندہ ہیں تو بتایا جائے کہ وہ کس کو زکوٰۃ دیتے ہیں اور کس طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اگر یہ نہ معلوم ہو سکے تو لازماً کہا جائے گا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

جواب ۱: یہ استدلال مرزا بیویوں کی انتہائی کم علمی اور جہالت کی دلیل ہے ہر مسلمان جانتا ہے کہ نمازو روزہ، زکوٰۃ، کچھ شرائط کے ساتھ مشروط ہیں وقت آئے گا تو نماز فرض ہو گی۔ رمضان آئے گا تو روزہ کی فرضیت متوجہ ہو گی، اور نصاب ہو گا تو زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی جگہ اٹھائے گئے ہیں جہاں وقت ہی نہیں ہے کیونکہ آسمانی دنیا زمان سے خالی ہے، لہذا ان پر نمازو فرض ہی نہیں، اور جب تک فرض تھی یعنی اٹھائے جانے سے قبل تو وہ پڑھتے تھے اور جب آئندہ فرض ہو گی یعنی نزول کے بعد تو اس وقت بھی ادا کریں گے۔ اسی طرح وہ صاحب نصاب نہ پہلے رہے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ اس وقت ہیں اس لیے ان پر زکوٰۃ بھی فرض نہیں ہے، ہاں اگر مرزا تی ان کا صاحب نصاب ہوں کسی دلیل شرعی سے ثابت کر دیں تو یہ جواب ہم دے دیں گے کہ وہ یہ روپیہ زکوٰۃ کا کن

فقیر و کو دیتے ہیں۔ ان شاء اللہ!

جواب ۲: ان کے پیش رو حضرت موسیٰ علیہ السلام جده منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں ان ہی کی اقتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نماز ادا کر لیتے ہیں۔

تردید دلائل مرزا سیہ بروفات عیسیٰ علیہ السلام

از احادیث صبار کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے لیے مرزا یوں نے پورا ذخیرہ حدیث چھان مارا لیکن لے دے کے انہیں صرف دو حدیثیں ایسی ملیں جن سے انہوں نے زبردست اور بہت دھرمی کے ساتھ کچھ مقصد حاصل کرنے کی کوشش ہے۔ لیکن وہ دونوں حدیثیں روایۃ و درایۃ قطعاً ساقط الاعتبار ہیں۔ ذیل میں ہم وہ دونوں روایتیں اور ان کے جوابات ذکر کر رہے ہیں۔ دیکھیے:

حدیث ۱: عن عائشة: ان عیسیٰ ابن ہویم عاش عشرين و مائة سنة۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس برس تک زندہ رہے۔ یہاں عاش ماضی کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایک سو بیس سال کے بعد ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

جواب ۱: یہ حدیث ابن لمیع کے واسطے سے مردی ہے جو محمد بن کے نزدیک بالاتفاق مردود اور ناقابل اعتبار راوی ہے۔ اس لیے روایات صحیح کی موجودگی میں سہ روایت بالکل ناقابل قبول ہے۔

جواب ۲: مرزا کی اپنی تلیس کی عادتِ قدیمه پر عمل کرتے ہوئے یہ حدیث پوری نقل نہیں کرتے کیونکہ اگر پوری نقل کریں تو ان کا سارا پول کھل جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ حدیث عقلاء و درایۃ بھی اس قابل نہیں کہ اس کی طرف ادنیٰ سا بھی التفات کیا جائے۔ کیونکہ اس روایت کے شروع میں یہ مضمون بھی ہے کہ ہر بعد میں آنے والا نبی اپنے سے پہلے نبی کی آدمی عمریاتا ہے۔ اب اگر اسے صحیح مان کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اوپر کے دس بیس انبیاء کی

عمریں شمار کی جائیں تو ان کی عمریں ہزاروں لاکھوں برسوں سے تجاوز رہ جائیں گی اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر تو اتنی لمبی ہو جائے گی کہ موجودہ زمانہ کے سارے کلکو یورپ اور کپیوٹر اسے شمار کرنے سے عاجز آ جائیں گے۔

اگر حساب کیا جائے تو آخر نبی مسیح صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر بیسویں نبی کی عمر ۶۲ کروڑ ۲۹ لاکھ ۱۳ ہزار ۵ سو ساٹھ سال بنتی ہے اتنی عمر عقلاء عرفان ناممکن ہے۔ حالانکہ خود قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ۹۰ سو پچاس برس بتائی گئی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے کے رسول ہیں..... لہذا جب روایت کا پہلا جزو ہی ناقابل اعتبار نہ ہوا تو دوسرا جزو کیے اعتقاد کیا جائے گا؟

جواب ۳: اگر حدیث کا پہلا جزو درست ہے کہ ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے سے آدمی عمر پاتا ہے تو اس کی رو سے مرزا بالکل جھوٹا ثابت ہوتا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسی ہے سال ہے۔ مرزا کی عمر اس حدیث کے لحاظ سے اکتیس، بیس سال ہوئی چاہیئے حالانکہ اس کی عمر ستر سال کے لگ بھگ ہے۔

جواب ۴: اگر بالفرض اس حدیث کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو دیگر احادیث متواترہ کو سامنے رکھ کر حدیث کی اس طرح تطبیق دی جائے گی کہ وہ نصوص کے مخالف نہ ہو، چنانچہ مطاعلی قارئی نے اس کی تطبیق اس طرح دینے کی کوشش کی ہے کہ نبوت سے قبل ۲۰ سال۔ نبوت کے بعد ۳۳ سال اور قیامت کے قریب نازل ہونے کے بعد ۲۵ سال اس طرح کل ۱۱۸ سال ہوئے حدیث میں کسر کو پورا کر کے ۱۲۰ سال کہہ دیا گیا ہے اور جس حدیث میں نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صرف ۷ سال زندہ رہنے کی بات ہے وہ قتل دجال کے بعد سات سال زندہ رہنے پر محول کی جائے گی۔

حدیث ۲: لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما و سعهمَا الا اتباعِي۔
(فر جمه) "اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔"

جواب ۱: اس حدیث کی کوئی سند نہیں ہے یہ ایک بے سند اور مردود قول ہے۔ صحیح روایت جو سند کے ساتھ احادیث کی کتابوں میں موجود ہے اس میں صرف حضرت موسیٰ علیہ

السلام کا نام ہے۔ مکلوۃ شریف میں ہے: لوکان موسیٰ حیا لہما وسعہ الاتباعی۔ (مکلوۃ شریف ص ۳۰) اور شرح فقہ اکبر کی جو روایت پیش کی جاتی ہے جس میں لوکان عیسیٰ حیا کے الفاظ ہیں وہ کاتب کی غلطی ہے۔ ہندوستانی نسخوں میں لوکان موسیٰ حیا کے الفاظ ہیں اور خود شارح فقہ اکبر ملا علی قاریٰ حیات مسجح اور رفع ساودی کے پورے قائل ہیں۔

جواب ۲: اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہو تو یہ مرزا بیوں کے بھی خلاف پڑتی ہے کیونکہ اس حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات بھی ثابت ہوتی ہے حالانکہ مرزا غلام احمد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کا قائل ہے۔ (حوالہ متعدد پارگز رچکا ہے) فما هو جوابكم هو جوابنا۔

نہلے پہ تین دلے

جواب ۳: مرزا ای عام طور پر حیات مسجح علیہ السلام پر بحث کرتے ہوئے عوام کو بے دوف بانے اور ان کے جذبات کو بھڑکانے کیلئے بڑے زور و شور کے ساتھ یہ شعر پڑھتے ہیں ۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفن ہو زمین میں شاہ جہاں ہمارا
اس پر مسلمان مناظر کو خاموش نہ رہنا چاہیے بلکہ ترتیب دار حسب و ذیل تین اشعار
لحنِ داؤدی کے ساتھ مع تشریع پیش کر کے مرزا بیوں کے دانت کھٹے کر دینے چاہئیں۔ وہ تین
شعر یہ ہیں ۔

غیرت کی جا ہے موسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفن ہو زمین میں شاہ جہاں ہمارا
(واضح ہو کہ مرزا ای حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آسمان پر اٹھائے جانے
کے قائل ہیں)

مصطفیٰ زیر زمین عیسیٰ نہاں بر آسمان
زیر دریا ڈر شود بالا حباب ناتوان
(حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اور آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین کے نیچے
مدفن ہیں۔ موتی دریا کے نیچے ہوتا ہے اور اوپر بلبلے ہوتے ہیں)

اماتری البحر بعلو فوقہ حبب
 و تستقر باتفاقی قعرہ الدردر
 (کیا تجھے نہیں معلوم کہ سمندر کے اوپر والے حصہ میں بلکہ تیرتے ہیں اور اس کی
 اتحاد گہرائیوں میں موئی پوشیدہ ہوتے ہیں)

جواب ۴: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ مانا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تو یہ ہے تو کیا مرزا قادیانی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ مانا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ نہیں ہے۔ فما ہو جوا بکم ہو جوابنا۔

جواب ۵: انسان تمام مخلوق سے بالاتفاق افضل ہے لیکن فرشتے جو انسان سے کم تر
 درجے کے ہیں وہ آسمانوں کے اوپر بلکہ عرشِ الہی کو تھاے ہوئے ہیں۔ تو وہ فرشتے اوپر ہونے سے
 انسان سے افضل ہو گئے اور چیلیں، گدھیں انسان سے اوپر اڑتی ہیں تو کیا وہ بھی انسانوں سے افضل
 ہوں گی۔ ہاں قادیانیوں سے تو وہ یقیناً افضل ہیں کیونکہ موت کے بعد ان کیلئے جہنم نہیں اور قادیانیوں
 کیلئے جہنم ہے۔ قادیانی شریعت اسلامیہ کی رو سے مرتد اور زندیق ہیں جو واجب القتل ہیں:

مرزا گہرائیوں کی حالت کی آئینہ دار ایک رباعی

اس پوری بحث سے آپ یقیناً اس نتیجہ پر بختم گئے ہوں گے کہ پوری جماعت مرزا گہرائیہ
 دلائل سے بالکل عاری اور فلاش ہے۔ بس کہیں بھی کوئی معنوی سی بات مل جائے تو اسے ہی
 لے کر یہ اپنا الوسیدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذوبتے کو بنکے کا سہارا ملنا چاہیے۔ ان کی
 اس حالیہ زار پر حسب ذیل رباعی بالکل فٹ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

یہ سب آثار ہیں جہل و جنون کے

یہ سب اطوار ہیں زار و زیبوں کے

یہ چاروں لفظ ہیں مکر و فسروں کے

اگر، لیکن، چنانچہ اور چوں کے

رئیس امر وہ ہوی

(خبر جنگ لاہور ۱۹۶۵ء مارچ)

پانچواں باب

مسئلہ ختم نبوت

(بحث اجرائے نبوت و عدم اجرائے نبوت)

نقیح موضوع

مرزا نبیوں کے پاس سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کا ایک موضوع اجرائے نبوت بھی ہے یعنی نبوت کو اپنی طرف سے جاری کرنے کی کوشش کرنا۔ دور از کارتاؤیلات بے ہودہ استدالوں اور رکیک تحریفات کی ذریعہ وہ اپنی مطلب برآری کی ناجائز اور بے ہودہ کوشش کرتے ہیں۔ اس موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ لازم ہے کہ دعویٰ اور متدل کی نقیح کر لی جائے، اور بغیر نقیح تعین کے ہرگز گفتگو کا آغاز نہ کیا جائے۔ اگر دعویٰ کی نقیح ہو گئی تو یہ سمجھ لیجئے کہ مرزا نبی اپنی رکیک تاؤیلات کی بیساکھی سے ایک انج بھی آگے نہیں چل سکتے۔ اور یہ نقیح آپ کے پاس ایسا ہتھیار ہو گا جس کے ذریعہ آپ ان کی پیش کردہ ہر دلیل کو ڈانایمیٹ کر سکیں گے۔

واضح رہے کہ قادیانی مطلق اجرائے نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ ایک خاص قسم کی نبوت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری رہنے کے قائل ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ

- (۱) پہلے اس خاص قسم کو واضح کیا جائے۔
- (۲) پھر اس خاص دعویٰ کے مطابق خاص ہی دلیل کا مطالبہ کیا جائے۔

(۳) اگر وہ اپنے خاص دعویٰ پر خاص دلیل پیش کریں تو اس کے بعد ہی اس پر بحث کی جائے یہ نہ ہو کہ دعویٰ تو خاص ہو اور دلیل عام ہو کیونکہ یہ کھلی بد دیناتی اور خلاف عقل و درایت ایک دھوکہ دہی ہے۔ اس وضاحت کے بعد وہ حوالے یاد رکھنے چاہئیں جن سے مرزا نیوں کے اجرائے نبوت کے خاص دعویٰ کی نشاندہی ہوتی ہے:

حوالہ ۱: ”میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں: (۱) جو شریعت والے ہوں۔ (۲) جو شریعت نہیں لائے۔ لیکن ان کو نبوت بلا واسطہ ملتی ہے۔ اور کام وہ پہلی ہی امت کا کرتے ہیں۔ جیسے سلیمان و زکریا اور یحییٰ علیہم السلام۔ (۳) اور ایک جو نہ شریعت لائے ہیں اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔“

(قول فیصل، مرزا بشیر الدین محمود ص ۱۲)

حوالہ ۲: ”اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے: (۱) تشریعی نبوت۔ ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے۔ (۲) وہ نبوت جس کے لیے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ہے۔ ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔ (۳) ظلی اور امتی نبی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبتوں کا دروازہ بند کیا گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔“ (مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت، مرزا بشیر احمد امام۔ اے ص ۳۱)

حوالہ ۳: ”انبیاء کرام علیہم السلام دو قسم کے نبتوں ہوتے ہیں: (۱) تشریعی (۲) غیر تشریعی؛ پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں نمبرا۔ براہ راست نبوت پانے والے نمبر ۲۔ نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت حاصل کرنے والے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش تصرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے۔“ (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۷۵)

ان حوالہ جات سے قادریانیوں کا یہ دعویٰ واضح ہو گیا کہ ان کے نزدیک نبوت کی دو قسمیں بالکل بند ہیں اور ایک خاص قسم کی نبوت یعنی ظلی بروزی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے جاری ہے۔ نیز یہ خاص قسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے

نہیں پائی گئی تھی آپ کے بعد ہی ظہور میں آئی ہے۔ اور اسے پانے کے لئے صرف ایک ہی شخص مخصوص کیا گیا ان کے ہاں یہ نبوت وہی نہیں بلکہ کبھی ہے کیونکہ اس میں انتفاع کا واسطہ ہے۔ تو گویا دعویٰ کے تین جز ہوئے: (الف) ظلی بروزی نبوت۔ (ب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہوئی۔ (ج) یہ کبھی ہے وہی نہیں.....

اب ان تینوں تفییحات کے بعد موضوع ہذا پر گفتگو کرتے وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ مرزائی اپنے عقیدہ کے ثبوت میں جو دلیلیں پیش کریں وہ ان کے دعوے خاص سے مطابقت رکھتی ہیں یا نہیں؟ اگر نہ رکھتیں تو ان پر بالکل بحث نہ کی جائے۔ مثلاً ایسی دلیل اگر پیش کی جائے جس میں ظلی بروزی وہی یا کسی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا پہلے ہونے کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو اس جانب التفات نہ کیا جائے۔ عام طور پر قادیانی یہی عیاری کرتے ہیں اور عام آیت پیش کر کے اس پر بحث شروع کر دیتے ہیں..... اور نتا تجربہ کا رہنمایا اس چال کو سمجھنہیں پاتے۔ اس لیے یہیں پر بند لگادیں چاہیے کہ دلیل بالکل دعویٰ کے مطابق ہو۔ کوئی بھی خاص دعویٰ عام دلیل سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ اسی پر استقلال کے ساتھ جم جائیں تو ہمارا دعویٰ ہے کہ ان شاء اللہ کوئی بھی قادیانی قیامت تک اپنے مزعومہ خاص عقیدہ کے موافق ایک بھی دلیل پیش نہیں کر سکتا۔

ایک ضروری تنبیہ

جب کسی طرح کام نہیں چلتا تو مرزائی اپنے موضوع سے ہٹ کر امکان نبوت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ لہذا اس مرحلہ پر بھی ہوشیار رہنا چاہیے۔ اور اس پر بحث نہ کرنی چاہیے اور یہ کہنا چاہیے کہ یہاں امکان کی بات نہیں بلکہ وقوع کی بات ہے۔ اور اگر وہ پھر بھی مصروف ہیں تو فوراً تریاق القلوب کی حسب ذیل پوری عبارت بلا کم و کاست پڑھ کر سنادیں۔ ان شاء اللہ یہ نہیں اس کے چپ کرنے میں نہایت زود اثر ثابت ہو گا۔ دیکھئے۔

”ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھتی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے۔ اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا

ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی ہو چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور والدیاں اور ناتیاں ہمیشہ سے ایسے ہی بخس کام میں مشغول رہی ہیں۔ اور سب مردار کھاتے..... اور گوہ انھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔ اور اسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لے کر آوے۔ اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اُسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن باوجود اس امکان کے جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے بھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔

(تربیاق القلوب ص ۱۵۲ اور روحاںی خزانہ ج ۱۵ ص ۹۷۹ - ۹۸۰)

درحقیقت خود مرزا نے اپنی زبانی مذکورہ بالا عبارت میں اپنی حقیقت واضح کی ہے۔
لہذا امکانِ نبوت کے بعد بھی مرزا جیسے تاقص الدماغ کو نبی تسلیم کر لینا ممکن نہ ہو گا۔
نہیں قائل ہوا میں آج تک جھوٹی نبوت کا
خداء جن کا بروزی ہے نبی جن کا برازی ہے

ختم نبوت کے دلائل متواتر اور روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ مزید وضاحت کے لئے ختم نبوت (از مفتی محمد شفیع صاحب) عقیدۃ الامتۃ فی معنی ختم النبوة (از علامہ خالد محمود اور ہدایہ الحتری) اور ہدایۃ الحتری وغیرہ کا مطالعہ کر لینا چاہیے۔ ہم یہاں پر ان دلائل سے کم اور دلائل مرزا سی کی تردید پر زیادہ زور صرف کریں گے کیونکہ مناظرہ میں زیادہ تر اسی کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ختم نبوت کی تمهید

قرآن مجید نے جہاں خدا تعالیٰ کی توحید اور قیامت کے عقیدہ کو ہمارے ایمان کا

جز و لازم ثہرایا ہے۔ وہاں انبیاء و رسول علیہم السلام کی نبوت و رسالت کا اقرار کرتا بھی ایک لازم جزو قرار دیا ہے۔ تمام انبیاء کرام کی نبوتوں کو مانتا اور ان پر عقیدہ رکھنا ویسے ہی اہم اور لازمی ہے جس طرح خدا تعالیٰ کی توحید پر۔ لیکن قرآن مجید کو اول سے آخر تک دیکھ لجھتے۔ جہاں کہیں ہم انسانوں سے نبوت کا اقرار کرایا گیا ہوا اور جس جگہ کسی وحی کو ہمارے لئے مانتا لازمی قرار دیا گیا ہو۔ وہاں صرف پہلے انبیاء کی نبوت و حی کا ہی ذکر ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہوا اور پھر اس پر خدا کی وحی نازل ہو کہیں کسی جگہ پر اس کا ذکر تک نہیں ملتا نہ اشارہ نہ کیا یہ اگر پہلے انبیاء کی نسبت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی فرد بشرط نبوت عطا کرنا مقصود ہوتا تو اس کا ذکر زیادہ لازمی تھا اور اس پر تنبیہ کرنا از حد ضروری تھا۔ کیونکہ پہلے انبیاء کرام اور ان کی وحی تو گزر چکی۔ امت مسلمہ کو ان سے تو سابقہ پڑھا نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی نبوتوں سے انہیں یقیناً دو چار ہوتا تھا مگر قرآن کریم میں ان کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملتا، بلکہ ختم نبوت کو قرآن مجید میں کھل لفظوں بیان فرماتا صاف اور اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخصیت کو نبوت یا رسالت عطا نہ کی جائے گی۔ مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمائیے:

(۱) يومنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك و

بالأخرة هم يوقنون ۵ (سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۵)

(زبس) ”ایمان لاتے ہیں اس پر جو تھہ پر نازل کی گئی ہے۔ اور اس پر جو تھہ سے پہلے نازل ہوئی اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

(۲) يا اهل الكتاب هل تتقمون مثنا الا ان امنا بالله وما

انزل علينا وما انزل من قبل ۵ (سورۃ مائدہ آیت ۵۹)

(زبس) ”اے اہل کتاب! تم لوگ ہم سے صرف اس چیز کو ناپسند کرتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ہیں اور اس چیز پر جو ہم پر اور ہم سے پہلے نازل کی گئی ہے۔“

(۳) لكن الراسخون في العلم منهم والمؤمنون

يومنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك ۵

(سورۃ نساء آیت نمبر ۱۶۲)

(زجہ) "لیکن ان میں سے پختہ علم والے لوگ اور مومن لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو تم پر نازل کی گئی ہے اور اس پر جو تھے سے پہلے نازل کی گئی ہے۔"

(۲) يَا يَهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَمْنَوْا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ
الَّذِي نُزِّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أُنْزِلَ مِنْ

قبل ۵ (سورۃ نساء آیت نمبر ۱۳۶)

(زجہ) "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور کتاب کو جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ اور اس کتاب کو جو اس سے پہلے نازل کی گئی ہے مانو۔"

مندرجہ بالا تمام آیات میں خداوند تعالیٰ نے ہمیں صرف ان کتابوں الہامات اور حیوں کی اطلاع دی ہے۔ اور ہم سے صرف انہی انہیاء کو مانے کا تقاضا کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزر چکے اور بعد میں آنے والے کسی نبی کا ذکر نہیں فرمایا۔

یہ چند آیات لکھی گئی ہیں ورنہ قرآن پاک میں اس نوعیت کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں "من قبل یا من قبلک" کا صریح طور پر ذکر ہا۔ اب چند وہ آیات بھی ملاحظہ فرمائیے جن میں خدا تعالیٰ نے ماضی کے صینہ میں انہیاء کا ذکر فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کا منصب جن لوگوں کو حاصل ہونا تھا وہ ماضی میں ہو چکے اور مرتبہ نبوت انہیں حاصل ہو چکا اب ان کا ماننا داخل ایمان ہے۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اسکی شخصیت نہیں جس کو نبوت بخشی جائے اور اس کا ماننا ایمان کا جزو لازم قرار دیا جائے۔

(۱) قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْنَا وَمَا أَنْزَلَ إِلَى

ابراهیم ۵ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۳۶)

(زجہ) "کہو کہ ہم ایمان لے آئے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل کی گئی اور اس پر جو حضرت ابراہیم پر نازل کی گئی۔"

(۲) قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَمَا أَنْزَلَ عَلَى

ابراهیم ۵ (سورۃ ال عمران آیت نمبر ۸۴)

(ترجمہ) ”کہہ دو کہ ہم نے مان لیا اللہ تعالیٰ کو اور اس کو جو ہماری طرف نازل کی گئی۔ اور اس کو جو حضرت ابراہیم کی طرف نازل کی گئی۔“

(۳) انا واحینا الیک کما او حینا الی نوح والنبین من
بعدہ واوحینا الی ابراہیم واسفیعیل ۵

(سورۃ ناء آیت نمبر ۱۶۳)

(ترجمہ) ”ہم نے وحی کی تیری طرف جیسا کہ وحی کی نوح اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف اور جیسا کہ ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل کی طرف۔

ان تینوں آیات میں دیگران جیسی اور آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں گذشتہ انبیاء اور ماضی کی وحی کو منوانے کا اہتمام کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت و رسالت کو کہیں صراحةً و کتابیّہ یا اشارۃ ذکر تک نہیں فرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ جن جن حضرات کو خلعت نبوت و رسالت سے نوازنما مقرر تھا۔ پس وہ ہو چکے اور گزر گئے۔ اب آئندہ نبوت پر ہر لگ گئی ہے۔ اور بعد میں نبوت کی راہ کو ابد الآباد کے لئے مدد و دردیا گیا۔ اور اب انبیاء کے شمار میں اضافہ نہ ہو سکے گا۔ آیات مندرجہ بالا کے علاوہ ایک ایسی آیت بھی ٹیکی کی جاتی ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی ضرورت ہی کا خادرے اور وہ ایسی فلاسفی بتا دے کہ جس پر یقین کر کے ہر مومن اطمینان حاصل کرے کہ اب آئندہ کسی کو نبوت حاصل نہ ہو گی اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔

الیوم اکملت لكم دینکم واتهمت عليکم نعمتی ورضیت
لکم الاسلام دینا ۵ (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۲۳)

(ترجمہ) ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔“

اس ارشاد خداوندی نے بتایا کہ دین کے تمام محسن مکمل اور پورے ہو چکے ہیں۔ اب کسی متمکر یا مکمل کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے جب کسی متمکر یا مکمل کی ضرورت نہیں رہی تو یقیناً آج کے بعد کسی کو نبی بنانے کی بھی کوئی حاجت نہیں۔

اس آیت کا معنی میں مرزا قادیانی کی زبان سے ہی کروادیتا ہوں۔ مرزا نے اپنی کتاب تخفہ گوڑویہ کے ص ۱۵۰۔ خ جلد ۷ اص ۲۷۸ پر لکھا ہے۔

کہ ”ایسا ہی آیت الیوم اکملت لكم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔

نیز قرآن مجید نے اشارہ ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف فرمائے ہیں۔ جتنے نبی ہو چکے ہیں وہ سب کے سب آپ سے پہلے ہی ہیں۔ آپ کے بعد اب کسی کونبوت سے نوازا جائے گا۔

وَإِذْ أَخْذَ اللَّهُ مِيقَاتَ النَّبِيِّنَ لِمَا أتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةً ثُمَّ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مَصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لِتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلِتُنَصَّرُنَّ بِهِ ۝
(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۱)

(ترجمہ) ”اور لیا جب اللہ نے اقران نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آئے گا تمہارے پاس رسول جو تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس کی امداد کرنا ہو گی۔“

اس جگہ یہ متعین کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے بعد آئیں گے اسی آیت کو مرزا قادیانی نے حقیقتہ الوجی ص ۱۳۱، ۱۳۲ ار۔ خ جلد ۲۲ ص ۱۳۲، ۱۳۳ میں نقل کر کے اس کے بعد تحریر کیا ہے کہ اس آیت میں نہ ہے جاء کہم رسول سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قرآن مجید کو اول سے آخر تک پڑھیے آپ معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت حضرت آدم صفحی اللہ سے شروع کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا خود مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں:

”سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدغی نبوت اور رسالت کو کافروں کا ذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وہی رسالت حضرت آدم صفحی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۲۳۰، ۲۳۱)

مرزا یوں کے چند عذر اور ان کے جوابات

عذر نمبر ۱ : مرزا ایس کہتے ہیں کہ مرزا قادریانی نے اپنی نبوت کا انکار اور محدثیت کا دعویٰ اپنی غلط فہمی کی بناء پر کیا تھا۔ ورنہ وہ درحقیقت نبی تھا جس کو وہ سمجھنے سکا۔

جواب : مرزا ایس تو یہ کہیں کہ مرزا قادریانی نے جب نبوت کا انکار کیا اور صرف محدثیت کا ہی دعویٰ کیا تھا۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ مرزا قادریانی کی اس حرکت سے بالکل بے خبر اور غافل تھا یا اس کی اس غلطی پر خدا تعالیٰ عمدًا خاموش رہا۔ اور اس کو اس انکار نبوت سے نہ روکا۔ وہ دراصل نبی تھا اور خدا بھی جانتا تھا کہ وہ نبی ہے۔ مگر خدا نے اس جھوٹ سے عمدًا غماض کیا (والعیاذ باللہ) کیا ایسا ہو سکتا ہے اور کیا یہ خدا کی شان کے لائق ہے؟ دیکھیں گے کہ مرزا قادریانی کے چیلے اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔

عذر نمبر ۲ : ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ کہہ دے کہ محدث اور نبی دراصل ایک ہی ہیں۔ گویا محدثیت کا اقرار کرنا نبوت کا اقرار ہی ہے۔

جواب : مگر ایسے شخص کو ازالۃ اوہام ص ۳۲۱ ر۔ خص ۳۲۰ جلد ۳ کی عبارت پر غور کرنا چاہیے۔ ”نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا۔“ اب بتائیے کیا نبوت اور محدثیت ایک ہے؟

اس کے علاوہ اور بہت سی عبارتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث و مجدد اور ہوتے ہیں اور انبیاء غیر تشریعی ان کے علاوہ ہیں۔ محدث ہونا اور ہے اور نبی ہونا اور ہے۔

ایک عبارت شہادۃ القرآن کی بھی ملاحظہ فرمائیں کتنی واضح ہے:

”نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفاء نبی بھی نہ آؤیں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاؤیں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمه ہے..... اس وقت تائید دین عیسوی کے لئے نبی آتے تھے اور اب محدث آتے ہیں۔“

(شہادۃ القرآن ص ۵۹، ۶۰، ۳۵۵، ۳۵۶ جلد ۶)

شہادۃ القرآن میں اس قسم کی اور بھی بہت سی عبارتیں ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد باقرار مرزا قادریانی بہت سے غیر تشریعی نبی اس کی

تائید کے لئے بغیر کتاب کے آئے تھے لیکن اس امت مرحومہ میں انبیاء غیر تشریعی بھی نہیں بلکہ محمد دین ہی صرف آسکتے ہیں۔ اب تشریعی اور غیر تشریعی کا سوال ہی درمیان سے جاتا رہا۔ اس ضروری تمہید اور وضاحت کے بعد ختم نبوت پر چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی روشنی میں

آیت ۱: والذین یومنون بما انزل اليک وما انزل من قبلک و بالآخرة هم یوقنون۔ اولئک علی هدی من ربھم و اولئک هم المفلحون۔
(ترجمہ) ”اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو تمھرے پر نازل کیا گیا اور جو تمھرے سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ ہدایت پر ہیں اپنے پروردگار کی طرف سے اور وہی ہیں کامیاب۔“ (بقرہ نمبر ۲) (ترجمہ شیخ البند)

یہ سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیتوں کا ایک جزو ہے اور قرآن کریم کے دوسرے صفحے پر ہی یہ آیت موجود ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فلاح و ہدایت کے لئے صرف دو حیوں مَا انْزَلَ إِلَيْكَ (موجودہ) اور مَا أُنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ (سابقہ) پر ایمان لانا ضروری ہے اور بس.....! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی عند اللہ وحی کا سلسلہ جاری رہتا تو یقیناً ہدایت و فلاح کا اختصار صرف موجودہ اور سابقہ حیوں پر نہ ہوتا بلکہ آئندہ آنے والی وحی پر بھی ایمان لانا ضروری قرار دیا جاتا اور مذکورہ دو الفاظ کے ساتھ ساتھ ایک اور جملہ مَا انْزَلَ مِنْ بَعْدِكَ بھی لایا جاتا۔ جیسا کہ سابقہ اقوام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی جاتی رہی اور ان سے عہد لیا جاتا رہا کہ اگر وہ نبی تمہاری زندگی میں آگئے تو تمہیں ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا ضروری ہوگا۔ مگر ہم نے پورے قرآن پر نظرڈالی لیکن ہمیں کہیں مَا انْزَلَ مِنْ بعدکَ کے الفاظ نہیں ملے جبکہ میرے علم کے مطابق مَا انْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ کا مضمون قرآن کریم میں تیس (۳۰) جگہ سے زائد مقامات پر ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد وحی کا سلسلہ بالکل منقطع ہو چکا ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ آیت بالا پر میری تقریں کر کنی قادیانیوں نے قادیانیت سے توبہ کی اور میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ والحمد لله علی ذلک۔

مرزا محمود کی موشگانی

اس دلیل پر مرزا یوں کا اضطراب ایک فطری امر تھا اس لیے ان کے دوسرا سربراہ مرزا محمود نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی اور یہ کہا کہ آیت بالا میں جو "وبالآخرة هم يوقنون" فرمایا اس میں آخرۃ سے "ہمارے حضرت صاحب" کی وجی موعود مراد ہے۔ اس طرح تیسری وجی بھی ہدایت و فلاح کے انحصار میں داخل ہے۔ اور اس پر ایمان لانا بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ قرآن کریم اور سابقہ کتابوں پر۔ مرزا محمود نے اس کا ترجمہ کیا ہے: آئندہ آنے والی موعود باتیں۔ (تفیر صغیر ص ۵)

جهالت کی انتہا

قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ لفظ آخرۃ قرآن کریم میں جہاں بھی استعمال ہوا ہے اس کے صرف ایک ہی معنی لیے گئے ہیں اور وہ ہیں "قیامت" اس کی ایک نہیں ۱۵ نظریں پیش کی جاسکتی ہیں اس لئے اس سے آخری وجی مراد یعنی سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ آج تک امت میں سے کسی مفسر یا مجدد نے وہ معنی اس لفظ سے مراد نہیں لیے جو مرزا ای مراد لیتے ہیں۔ پھر وہی کا لفظ مذکور ہے اور "آخرۃ" کا لفظ مونث ہے یہ قواعدِ نحو یہ کی رو سے بھی وجی کی صفت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

بعض ناواقف لوگ مرزا کی نبوت منوانے کے لئے بالآخرۃ هم يوقنون کی آیت کو بھل پیش کرتے ہیں۔ اور آخرت سے مراد آخری نبوت (یعنی مرزا غلام احمد قادریانی کی نبوت) لیتے ہیں۔ لیکن خود مرزا قادریانی اس جگہ آخرۃ سے مراد قیامت سمجھتا ہے۔ (دیکھو احمد نمبر ۲ جلد ۱، ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۵ کام نمبر ۲۔ ۳) اس میں مرزا قادریانی نے بالآخرۃ هم يوقنون کا ترجمہ "اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں" کیا ہے۔

(ایضاً تفسیر سورہ بقرہ بیان کردہ مرزا قادریانی طبع ربوہ ص ۱۱)

آدیت ۲: ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين۔ (سورہ احزاب: آیت نمبر ۲۰)

(زوجہ) "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں

لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ ” (حضرت تھانوی)

خاتم النبیین کا ترجمہ حضور علیہ السلام کی زبانی!

انا العاقب والعاقب الذى ليس بعده نبى۔

(ترجمہ) ”میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔“

(ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۰۷)

انا خاتم النبین لا نبی بعدي۔

(ترجمہ) ”میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں‘ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(سنن ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۲۲)

خاتم النبیین کا ترجمہ مرزا قادیانی کی زبانی!

ما كان محمد ابا احمد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبیین۔

”یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول ہے اور ختم

کرنے والا ہے نبیوں کا۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۱۲ در خزانہ جلد ۳ ص ۳۳۱)

ما كان محمد ابا احمد من رجالكم ولكن رسول

الله وخاتم النبیین الا تعلم ان الرب الرحيم المتفضل

سمی نبینا صلی الله علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغير استثناء

وفسره نبینا فی قوله لا نبی بعدي بيان واضح للطالبين؟

ولوجوزنا ظہور نبی بعد نبینا صلی الله علیہ وسلم لجوزنا

انفتاح باب وحی النبوة بعد تغليقها وهذا خلف كما لا

يخفی على المسلمين۔ وكيف يجيئی نبی بعد رسولنا صلی

الله علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به

النبوی؟

”کیا تو نہیں جانتا کہ رب رحیم احسان کرنے والے نے

ہمارے نبی کا نام بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا ہے اور اس کی تغیر

ہمارے نبی نے اپنے قول "لانبی بعدی" کے واضح بیان کے ساتھ کر دی ہے۔ طلب کرنے والے کے لئے اور اگر ہم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی نبی کا آنا جائز قرار دیں تو ہم وہی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کو ہکول دیں گے اور یہ خلاف قاعدہ ہے جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں ہے۔ "اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی کیسے آ سکتا ہے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وہی متفق ہو چکی ہے اور آپ پر انہیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

(حملۃ البشیری ص ۲۰ و رخزانہ ص ۲۰۰ ج ۲۰)

یہ آیت اس بات کا کھلا اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں میں آخری اور سلسلہ نبوت و رسالت ختم کرنے والے ہیں۔ اب آپ کے بعد کسی نئے آدمی کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔ جنہیں نبوت ملنی تھی انہیں آپ سے پہلے ہی اس نعمت سے سرفراز کر دیا گیا۔ آپ کے بعد کسی کو یہ درجہ ملنے والا نہیں ہے۔ آپ خود بھی آخری ہیں، آپ کی شریعت بھی آخری ہے اور آپ کا لایا ہوا دین ابدی ہے۔ اب اس میں نہ کسی ترمیم کی گنجائش ہے اور نہ تبدیلی کی اجازت۔

مرزا یَوْں کی بوکھلا ہٹ

اس آیت کو دیکھ کر دعویٰ نبوت کے بعد مرزاۓ قادریان مسیلمہ پنجاب کے ہوش اڑ گئے اور اس نے یہ یقین کر لیا کہ جب تک یہ آیت اپنے مقابد اور ظاہری معنی پر محول ہے اس کے خلاف اس کا کوئی دعویٰ بھی کسی صاحب عقل کے نزدیک معتبر نہیں مانا جا سکتا۔ اس لیے صرف جھوٹ نبی ہی نہیں بلکہ اس کی ساری امت اس تک و دو میں لگ گئی کہ کسی نہ کسی طرح اس آیت کا مقصد فوت کیا جائے اور اس سے اپنی مطلب براری کی جائے۔ چنانچہ نتیجہ یہ لکھا کہ آیت سے واضح ہونے والے عقیدہ ختم نبوت کو زک دینے کے لئے امت مرزا یَوْں کی جانب سے ایسی لپڑ، باطل اور لغوتا و میلیں کی گئی ہیں جن کا تصور بھی کسی صحیح الدماغ انسان سے نہیں کیا جا سکتا۔ ذیل میں ان کی چند ہرزہ سرائیوں اور موشکافیوں کا مدل تجویز یہ ہے کہ کیا جا رہا ہے تا کہ اسلامی مناظرین وقت ضرورت اس سے نفع اٹھا سکیں۔

(۱) خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر

مرزا کی تاویل باطل

آیت بالا میں لفظ خاتم النبیین سے عقیدہ ختم نبوت اس لیے نہیں ثابت کیا جا سکتا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کی مہر اور تصدیق سے انبیاء نہیں گے۔ اس معنی کے اعتبار سے آپؐ کا آخری نبی ہوتا لازم نہیں ہے۔ بلکہ جب بھی (خواہ آپؐ سے پہلے یا بعد) کوئی نبی آئے گا تو اس کی نبوت آپؐ کی مہر سے ہی تصدیق یافتہ ہوگی، یہ معنی خود مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقت الہی ص ۲۷، ۲۸، ۳۰، ۳۱ جلد ۲۲ ص ۲۹ میں لکھے ہیں۔

جواب : خاتم النبیین سے نبیوں کی مہر کے معنی کرنا دیگر تصریحات قرآنیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت کے علاوہ خود قواعد لغت کے خلاف ہے۔ عربی کا قاعدہ ہے کہ جب یہ لفظ جماعت یا قوم کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس سے آخری شخص ہی مراد لیا جاتا ہے۔ اگر وہی معنی مراد ہوں جو مرزا کی کہتے ہیں تو خاتم القوم اور خاتم الاولاد کا مطلب یہ ہو گا کہ قوم اور اولاد اس کی مہر سے بنتی ہے پھر اسلاف کرام میں سے کسی مفسر اور مجدد نے وہ معنی نہیں کیے جو مرزا کی کہہ رہے ہیں۔ بلکہ تفسیر کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ اس معنی کے خلاف تفسیر موجود ہے۔ تفسیر ابن جریر طبری میں حضرت قادة (۱۰۰ھ) سے خاتم النبیین کی یہ تفسیر منقول ہے۔ عن قتادة وَلَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ إِذَا أَخْرَهُمْ (تفسیر ابن جریر ص ۲۲) علاوہ ازیں آیت بالا میں حضرت ابن مسعودؓ کی قراءت سے بھی واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مہر یا مصدق ہونے کے معنی مراد نہیں ہیں۔ بلکہ صرف اور صرف آخری نبی ہونے کے معنی ہیں۔ اس قراءت کے الفاظ یہ ہیں: ولكن نبیا ختم النبیین (لیکن آپ ایسے نبی ہیں جنہوں نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا)

یہ قراءت تفسیر کی تمام ہی معتبر کتابوں میں منقول ہے۔ اور تو اتر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے خاتم النبیین کے اس معنی میں کسی شبہ کی ٹھنڈائش نہیں رہتی۔

مرزاںی ذرا اپنے گھر کی خبر لیں!

خود ان کے حضرت صاحب نے جا بجا اپنی تصنیفات میں خاتم سے آخری ہی مراد لیا ہے۔ مزید معلومات کے لیے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) ”خدا کی کتابوں میں تجھ موعود کے کئی نام ہیں مجملہ ان کے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے۔“

(چشمہ معرفت درود حافظ خزانہ ج ۲۳ ص ۳۳۳ در حاشیہ)

(۲) ”میں اس کے رسول پر ولی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔“

(چشمہ معرفت درود حافظ خزانہ ج ۲۳ ص ۳۲۰ حاشیہ)

(۳) ”ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔“ (ازالہ ادہام در خزانہ ج ۳۳ ص ۱۷۰)

(۴) ”وہ اس امت کا خاتم الاولیاء ہے جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔“ (تحفہ گلزویہ درود حافظ خزانہ ج ۷۶ ص ۱۲۷)

(۵) ”اور نیز یہ راز بھی کہ اخیر پر نبی اسرائیل کے خاتم الانبیاء، کا نام جو عیسیٰ ہے اور اسلام کے خاتم الانبیاء کا نام جو احمد اور محمد ہے۔“

(ضمیمہ برائین احمد یہ پنجم درود حافظ خزانہ ج ۲۱ ص ۳۱۲)

(۶) ”میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔“

(تریاق القلوب درود حافظ خزانہ ج ۱۵ ص ۹۷۹)

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لا جرم شد ختم ہر پیغمبری

(ترجمہ) جب آپ کی ذات پاک پر کمال ختم ہوا تو نبوت اور اس کی جملہ انواع (جو کمالات میں سے ہیں) بھی لازماً آپ پر ختم ہھہریں۔

(دیباچہ برائین احمد یہ چہار حصہ ص ۰۹۰ ارجمند ص ۱۹ جلد ۱)

بست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
(سران منیر ص ۹۳۔ خ جلد ۱۲ ص ۹۵)

ان سب حوالوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی خاتم الانبیاء، خاتم الاولیاء اور خاتم الاولاد کے معنی آخری نبی، آخری ولی اور آخری اولاد کے ہیں۔

(۲) کیا نزول عیسیٰ ختم نبوت کے منافی ہے؟

آیتِ ختم نبوت پر جرح کرتے ہوئے مرزاً نبی یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیے آئیں گے۔ جب وہ آئیں گے تو وہی آخری نبی ہوں گے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لیے ثابت ہوا کہ یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں۔

جواب: مرزاً یوں کی اس موشگانی کا جواب متعدد طریقوں سے دیا جاسکتا ہے۔

(النـ) ابھی حوالہ گزر چکا ہے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خاتم الاولاد قرار دیا ہے اور اس کی تشریع یہ کی ہے کہ ”میرے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوا۔“ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ خاتم النبین کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہو گا آپ سے پہلے جو پیدا ہوئے تھے وہ ہو چکے آپ کے بعد یہ سلسلہ بند ہو چکا ہے اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے پیدا شدہ ہیں اور آسمان پر زندہ موجود ہیں اس لیے ان کی موجودگی اور قیامت کے قریب دنیا میں تشریف آوری سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

(ب) آپ کے آخری نبی ہونے سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبیناً و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فوت ہونا لازم نہیں آتا۔ جس طرح کہ مرزا صاحب کے خاتم الاولاد ہونے سے ان کے بڑے بھائی بہن کی موت ثابت نہیں کیا جاسکتی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس (جنہیں ہجرت میں سابقین اولین میں شامل نہ ہونے کا افسوس تھا) کو اطمینان دلاتے

ہوئے فرمایا تھا:

”اطمئن یا عالم فانك خاتم المهاجرين فی الهجرة كما أنا خاتم النبیین فی النبوة۔“ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۷۸)

تو کیا کوئی ذی عقل و ہوش انسان حضرت عباسؓ کے خاتم المهاجرین ہونے سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ آپؐ کے خاتم المهاجرین ہوتے ہی بقیہ سب مهاجرین انتقال کر گئے تھے۔ بلکہ اس کا مطلب خود الفاظ حديث سے واضح ہے کہ وہ عملی ہجرت میں آخری ہیں جس طرح کہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ملنے والوں میں آخری ہیں۔ یہ آخری ہونا اس امر کو تسلیم نہیں ہے کہ آپؐ سے قبل کے انبیاء و فوت ہو چکے ہیں۔

(۲) خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آپؐ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں اس لیے ان کا تشریف لانا ختم نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی نہیں ہے۔ آیت کے یہی معنی معتبر مفسرین نے بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ صاحب تفسیر کشاف قادیانیوں کے اس شبہ کا جواب درج ذیل الفاظ میں دیتے ہیں:

فَانْقُلْتَ كِيفَ كَانَ أَخْرَا النَّبِيَّا، وَعِيسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ يَنْزَلُ فِي أَخْرَ الزَّمَانِ؟ قُلْتَ مَعْنَى كَوْنِهِ أَخْرَا النَّبِيَّا
أَنَّهُ لَا يَنْبَأُ أَحَدٌ بَعْدِهِ وَعِيسَى مَمْنُ نَبِيٍ قَبْلَهُ۔

(کشاف ج ۳ ص ۲۳۹ مطبوعہ بیروت)

کشاف کی عبارت کا ترجمہ

”اگر یہ اعتراض ہو کہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوں گے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ میرا جواب یہ ہے کہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو آپؐ سے قبل نبی بنایا جا چکا ہے۔“

دیگر معتبر تفاسیر میں بھی مضمون اسی طرح وارد ہے۔

(۳) کیا آنحضرت صرف انبیاء سابقین کے خاتم ہیں؟

آیت ختم نبوت کے بارے میں بعض مرزا یوں نے یہ مشکلی بھی کی ہے کہ خاتم انبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سے پہلے آنے والے تمام انبیاء کے خاتم ہیں، لہذا آپ کے بعد کسی نبی کا آنا آپ کے خاتم انبیین ہونے کے منافی نہیں ہے۔

پھر خصوصیت کیا رہی؟

اگر بالفرض خاتم انبیین کے وہی معنی لیے جائیں جو مرزا یوں نے لیے ہیں تو اس معنی سے تو ہر نبی خاتم انبیین قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ بھی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہو گا۔ حالانکہ یہ لقب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا اور کسی نبی کو خاتم انبیین نہیں کہا گی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ صفت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور یہ جبھی صادق اور ممتاز ہو سکتی ہے کہ اس سے آخر الانبیاء ہی مراد ہے جائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے تمام انبیاء پر کچھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے ان میں سے دو خصوصیات یہ ہیں: ارسالت الی الخلق کافہ و ختم ہی النبیون۔ (ترمذی ح ۲۸۳) "میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔" سو مرزا یوں کے بیان کردہ معنی ان صریح نصوص کے خلاف ہیں۔

(۴) خاتم انبیین میں الف لام عہدی ہے یا استغراقی؟

مرزا ایک شوشیہ بھی چھوڑتے ہیں کہ انبیین میں الف لام استغراق کا نہیں ہے کہ آپ سارے ہی انبیاء کے آخر قرار دیئے جائیں بلکہ یہ الف لام عہدی ہے اور معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب شرائع جدیدہ (تشیعی انبیاء) کے آخر ہیں لہذا آپ کے بعد غیر سائب شریعت جدیدہ نبی کا آنا آیت کے خلاف نہیں ہے۔

جواب حاضر ہے!

(اللہ) کسی معتبر مفسر یا محدث نے یہاں الف لام عہد کا نہیں لیا۔ نیز یہاں استغراق کے معنی بلاکلف صحیح ہیں اس لیے بجاز یعنی عہدی مراد لینے کی حاجت نہیں ہے۔
 (ب) اگر یہ عہد کا مان بھی تیس تو اس سے پہلے معہود یعنی انبیاء صاحب شریعت جدیدہ کا ذکر ہونا چاہیے۔ جو پورے قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ قادریانی کے کسی شیطانی ملغوبہ میں ہوتا ہو۔

(۵) کیا خاتم النبیین کہنا خاتم المفسرین وغیرہ القاب کے مانند ہے؟

آیتِ ختم نبوت کی تاویلات باطلہ میں مرزا یوسف کی فخریہ تاویل یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خاتم النبیین کا اطلاق ایسا ہی ہے جیسے کسی کو خاتم الْمَحْدُثین اور خاتم المفسرین کہہ دیتے ہیں۔ تو کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ اس کے بعد کوئی محدث یا مفسر پیدا نہ ہو گا بلکہ یہ کلام صرف بطور مبالغہ بولا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بطور مبالغہ اس لفظ کا اطلاق کیا گیا ہے۔ لہذا آپؐ کے بعد کسی نبی کا آنا اس تصریح کے خلاف نہ ہو گا۔

نعوذ باللہ!

حقیقت یہ ہے کہ اسی مرزا کی تکفیر کے لیے ان کی صرف یہ ایک تاویل ہی کافی ہے۔ ذرا سوچیے تو سہی کہاں عام انسانوں کا اپنی جہالت کی بنا پر کسی کو خاتم المفسرین کہنا اور کہاں عالم الغیب والشهادة اللہ تبارک و تعالیٰ کا کسی پیغمبر کو خاتم النبیین قرار دینا؟ دونوں کو ایک درجہ میں رکھنا یہ کھلی حماقت اور اللہ تعالیٰ کے علم کے در پردہ انکار کو سلسلہ ہے۔ یہ جسارت مرزا یوسف اور ان کے "حضرت صاحب" تھی کو مبارک ہو، نعوذ باللہ منه اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نبوت ایک وہی چیز ہے اور محدث و مفسر بننا کبھی امور میں سے ہے۔ اس لیے اگر وابہب نبوت (اللہ تعالیٰ) کسی کو خاتم النبیین کہے تو اس کا صرف یہی مطلب ہو گا کہ اعطاء نبوت

کا سلسلہ اب بند ہو چکا ہے۔ برخلاف خاتم المفسرین وغیرہ کے کیونکہ کتب کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا وہاں کوئی بھی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ پہنچنے آدمی خاتم ہے اور نہ یہ الفاظ کہتے وقت کسی کے ذہن میں یہ تصور آتا ہے..... لہذا خاتم المفسرین جیسے الفاظ بعض مبالغہ کے لیے مستعمل ہوتے ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جب مرزاً درج بالاموشگانیوں اور ہرزہ سراتیوں سے بالکل باز نہ آئیں تو ان کے سامنے خود ان کے حضرت صاحب کی عبارتیں تابوت و طریقہ پر پیش کرنی چاہیں جو صراحت ختم نبوت پر دال ہیں۔ بلکہ مرزاً قادریانی نے متنازعہ آیت کا ترجمہ بعینہ وہی کیا ہے جو ہمارے نزدیک ہے۔ یہ حوالہ دلائل مرزاً کی کواہانے کے لیے انتہائی طاقت و راستم بم کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مرزاً صاحب کی زبانی آیت کا ترجمہ ”یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔“

(ازالہ ادہام در درویحی خواہن ج ۳۲ ص ۳۲۱ آیت ۲۱)

اسی طرح کامضمون مرزاً کی دیگر کتب نشان آسامی، آئینہ کمال است اسلام، ایام الحج اور حمامۃ البشری میں بھی قدرتے تفصیل و تاکید کے ساتھ موجود ہے۔
یہاں مرزاً یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ مرزاً صاحب کی مذکورہ بالتحریرات ان کو نبوت ملنے سے قبل کی ہیں، بعد میں (۱۹۰۱ء) میں ان کا نظریہ بدل گیا تھا۔ اس لیے یہ سب تحریریں منسوخ اور ناقابل استدلال ہیں۔

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

اس فرضی شبہ کا جواب یہ ہے کہ عقائد میں تنخ نہیں ہوتا لئے احکام میں ہوتا ہے یہ ناممکن ہے کہ پہلے کوئی چیز کفر ہو اور بعد میں وہ اسلام و ایمان ہو جائے۔ پھر انہیاء قبل نبوت بھی اسی طرح معصوم ہوتے ہیں جیسے کہ بعد نبوت اور بالفرض اگر تنخ تعلیم بھی کر لیں تو یا تو تنخ سے پہلے کا عقیدہ صحیح ہو گا، یا تنخ کے بعد کا۔ اگر تنخ سے پہلے کا عقیدہ صحیح مانا جائے تو مرزاً قادریانی قیامت تک بھی نبی قرار نہیں دیا جا سکتا اور تنخ کے بعد کے عقیدہ یعنی اجرائے نبوت کے عقیدہ کو

اگر درست مانا جائے تو پہلے جو ساری امت نعمتِ نبوت کی قائل رہی اس کی تکفیر لازم آئے گی اور پوری امت کو کافر کہنے والا خود کافر تھا ہے گا۔ اس لیے بہر صورت اب مرتضیٰ علیہ السلام کا کفر طے شدہ ہے۔ اس طرح کے سچے اور بے اصل شبہات و اعتراضات سے کفر کی بلا کوئی توثیق نہ تلا جاسکتا ہے اور نہ مسلمه بخاب کی نبوت تسلیم کرائی جاسکتی ہے۔

لَيْلَةُ ۲۳: هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَهِّرَ عَلَىٰ الدِّينِ كُلَّهُ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔ (سورہ مفہوم آیت ۹)

(زخمی) ”اللَّهُوَذَاتُ ہے کہ جس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ تمام ادیان پر بلند اور غالب کرے۔ گوشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔“ (تحاوی)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دینِ محمدی ہی تمام ادیان پر غالب ہے۔ اور اس کے آنے کی وجہ سے بقیہ تمام ادیان منسوخ ہو گئے ہیں اور یہ غلبہ اسی وقت متصور ہو سکتا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہ آئے، کیونکہ اگر کوئی واقعی نبی آئے تو اس کی اتباع ضروری ہو گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کافی نہ ہو گا۔ جوان کے غالب ہونے کے منافی ہو گا۔

لَيْلَةُ ۴: يَا يَهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًّا إِلَىٰ اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسَرَاجًا مُنِيرًا۔

اس آیت کریم میں حضور علیہ السلام کے چند القاب ذکر کیے گئے ہیں:

(۱) شاهد، (۲) مبشر، (۳) نذیر، (۴) داعی، (۵) سراجِ منیرا۔

ہر ایک کی تعریف حسب ذیل ہے:

شاهد: گواہ۔ یعنی آپ اللہ کیلئے گواہ ہیں وحدانیت پر اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبد نہیں ہے۔ اور آپ لوگوں پر اللہ کے گواہ ہوں گے قیامت کے دن۔ اس کی تفصیل درج ذیل آیات سے بھی ہوتی ہے:

(۱) وَجَئْنَا بَكَ عَلَىٰ هُؤُلَاءِ شَهِيدًا۔

(۲) لَتَكُونُوا شَهِادَاءَ عَلَى النَّاسِ وَلَا كُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔

مبشر: اس لفظ کا معنی ہے خوشخبری دینے والا۔ حضور علیہ السلام مومنوں کو اجر عظیم اور جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں۔

نذیر: نذیر کا الفوی معنی ہے ڈرانے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کو جہنم سے ڈرانے والے ہیں۔

داعی الی اللہ: حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کے راستہ کی طرف بلانے والے ہیں۔

سراج منیر: آپ کی نبوت اتنی واضح ہے جتنا کہ سورج کی روشنی اور چمک کہ اس کا انکار معاند کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ (تفیر ابن کثیر ص ۲۹۸ ج ۳)

فائہ:

سراج کا لفظ دو معانی پر دلالت کرتا ہے: (۱) چراغ، (۲) سورج۔

اس آیت میں سورج کا معنی مراد ہے۔ سورج کے لئے سراج کا لفظ قرآن مجید میں اور بھی کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے:

(۱) وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سَرَاجًا۔ (سورة نوح آیت نمبر ۱۳)

(۲) وَجَعَلْنَا سَرَاجًا وَهَاجَةً۔ (النَّبَاءَ آیت نمبر ۱۲)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام کے لئے ”سراج منیر“ کے لفظ کیوں آئے؟

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام آنکتاب نبوت وہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی سب روشنیاں اسی نور اعظم میں مدغم ہو گئیں۔ (فائدہ عثمانیہ تحت آیت ہذا)

حضرت مولانا قاسم نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے چند اشعار اسی آیت کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش زوئے محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون و مکان کو سجا یا گیا
وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی، حسن مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محمد و بھی، وہ ظاہر امیوں میں انعاما یا گیا

آیت بالا حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کی واضح دلیل بنتی ہے۔ آپؐ کے بعد کسی تشریعی، غیر تشریعی ظلی بروزی نبی کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

تبیہ کی وجوہات

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ نے تبیہ کی چند وجوہات ذکر کی ہیں وہ ہدیہ قارئین ہیں:

(۱) جس طرح دنیا کی مادی زندگی، کون و مکان کی روشنی، حرارت، زندگی کے لوازمات، نباتات کی نشوونما سورج کے وجود کے ساتھ مشروط ہے۔ اسی طرح روح کی نشوونما، حرارت ایمانی، علم، اخلاق، معرفت الہی، قلبی واردات کی گرم بازاری بھی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

(۲) جس طرح مادی آفتاب کے لیے ایک مدار اور محور ضروری ہے۔ جس پر وہ حرکت کرے اور وہ فلک ہے، اسی طرح روحانی آفتاب کے لئے بھی نبوت کا آسان مرکز اور محور ہے۔

(۳) جب سورج نہیں ہوتا تو اندر ہمراچھا جاتا ہے۔ مصنوعی روشنیاں اندر ہمرا درونہیں کر سکتیں۔ جب تاریکی بہت ہو جائے تو ستارے نکلتے ہیں۔ پورا آسان جگہ گما اٹھتا ہے، پوری دنیا میں یکسانی کے ساتھ ہلکی روشنی آ جاتی ہے۔ پھر سورج لکھتا ہے تو اندر ہمارا مغل طور پر بھاگ جاتا ہے۔

بعینہ اسی طرح جب کائنات میں ظلم، شرک، جہالت نفاذی خواہشات اور شبہات کے اندر ہرے چھا گئے تھے۔ تو حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰ تک لاکھوں پیغمبر آسان نبوت پرستاروں کی طرح طلوع ہوئے لیکن لاکھوں ستارے مل کر بھی رات کو دن نہیں بنا سکتے۔ رات کی تاریکی دور کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسان نبوت پر نمودار ہوئے۔ تاریکیاں چھٹ گئیں۔ خزان، بہار سے بدال گیا۔

(۴) جس طرح سورج طلوع ہونے کے بعد ستاروں کے ظلی اور فروعی نور کی کوئی حاجت نہیں رہتی۔ ایسے ہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے آ جانے کے بعد کسی بھی نجم حدایت (پیغمبر) کے نور کی حاجت نہیں رہتی۔

(۵) جس طرح سورج تمام ستاروں کے بعد آخر میں لکھتا ہے۔ تاکہ نورانیت کی ہر پچھلی کی

پوری کر دے۔ ایسے ہی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء بھی بنایا گیا تا کہ آپ کا زمانہ بھی سب نبیوں کے آخر میں رہے تاکہ آخری عدالت کا فیصلہ ہر ابتدائی عدالت کے فیصلوں کے لئے حرف آخر اور ان کے حق میں ناتخ ثابت ہو سکے۔

(ماخذ از آن قتاب نبوت تصنیف حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ)

مرزاںی شبہ کا ازالہ

مرزاںی کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادریانی نے حضور اکرم ﷺ سے فیض حاصل کر کے نبوت کا درجہ پایا ہے۔ تو حضور اکرم ﷺ کی صفت ”سرجن“ بیان کر کے ان کے اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیا گیا کہ جس طرح سورج سے فیض حاصل کر کے آج تک کوئی چیز سورج نہیں بن سکی۔ اسی طرح ”آن قتاب ہدایت“ حضور اکرم ﷺ سے فیض حاصل کر کے نبی نہیں بن سکتا۔ نبوت کے علاوہ بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے مجدد بن سکتا ہے، ولی بن سکتا ہے، محدث بن سکتا ہے، قطب عبدال ہو سکتا ہے، امام اعظم ابوحنیفہ بن سکتا ہے، لیکن نبی نہیں بن سکتا۔

لہٰٓ ۵: الیوم اکملت لكم دینکم و اتمت علیکم نعمتی و دریست

لکم الاسلام دینا۔

(زخمی) ”آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور

تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔“

یہ آیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن نازل ہوئی اور حسنِ اتفاق سے اس دن جمعہ تھا۔ (تفسیر خازن جلد اس ۲۳۵)

تم الہلال فصار بدرًا کامطلب ہے کہاب پیچھے چاند کا کوئی حصہ نہیں رہا چاند سارا سامنے آگیا اللہ تعالیٰ کے ہاں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے جو نعمتیں مقدار تھیں اب ساری سامنے آگئیں اس کی نعمت بندوں پر تمام ہو گئی و اتممت علیکم نعمتی تمام وہیں ہوتا ہے جہاں پیچھے کوئی ذخیرہ نہ رہے بعد میں ظاہر ہونے کے لئے تنکا تک رکھا ہے۔ اس آیت میں دین کی نسبت تو صحابہ کی طرف کی اور رسلت کی نسبت اپنی طرف کی کہ نبوت اور رسالت کی پہلی اسی کی طرف سے ہوتی ہے بندے کے ملے نہیں۔

دین کے مکمل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اب اس دین میں قیامت تک کسی نئی ترمیم

اور کسی نئی تحریک کی ضرورت نہیں، عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات، تجارت، سیاست، تہذیب و تمدن، معاشرت، معيشیت غرضیکہ ہر شعبہ زندگی کے رہنماء اصول و ضوابط امت پر اس طرح کھول دیئے ہیں کہ وہ تاقیامت کسی نئے دین یا نئے نبی کی رہبری کے محتاج نہ رہی۔

چنانچہ عماد الدین ابوالفرد اعابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مرزا قادیانی کے نزدیک چھٹی صدی ہجری کے مجدد ہیں، اپنی تفسیر میں رقطراز ہیں:

”هذا اکبر نعم اللہ تعالیٰ علی هذه الامة حيث
اکمل تعالیٰ دینهم فلا يحتاجون الى دین غيره ولا الى
نبی غير نبیهم صلوات اللہ وسلامہ علیہ ولهذا جعله اللہ
خاتم الانبیاء، وبعثه الى الانس والجن۔“

(ترجمہ) ”یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے لئے دین کو کامل فرمایا اس لئے امت محمدیہ نہ کسی دین کی محتاج ہے نہ کسی اور نبی کی اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا اور تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث فرمایا۔“ (تفسیر ابن کثیر جلد ثانی ص ۱۲)

مندرجہ بالا تفسیر سے درج ذیل نکات معلوم ہوتے ہیں:
(۱) دین کامل ہو چکا ہے، کسی نئے دین کی حاجت نہیں۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کسی تشرییعی، غیر تشرییعی، ظلی بروزی نبی کی کوئی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے۔

مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قوله “اليوم أكملت لكم دينكم“ وهو الاسلام
خبر اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین انه اکمل
لهم الایمان فلا يحتاجون الى زيادة ابداً وقد اتمه اللہ فلا
ينقصه ابداً وقد رضي اللہ فلا يسخطه ابداً۔“

(ابن کثیر بحوالہ مذکورہ)

(ترجمہ) ”اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”اليوم أكملت لكم دينكم“

میں دین سے مراد اسلام ہے، اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو خبر دی کہ اس نے ان کے لئے ایمان مکمل کر دیا ہے۔ پس وہ کسی اضافہ کے بھی ہتھاں نہیں ہوں گے اور تحقیق اس نے اس کو مکمل کر دیا پس وہ بھی بھی اسے کم نہیں کرے گا اللہ اس سے راضی ہوا پس بھی اس سے بے پرواہ نہیں ہو گا۔“

امام رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول کے بعد ۸۲/۸۲ دن زندہ رہے۔ و لم يحصل في الشريعة بعدها زيادة ولا نسخ ولا تبديل البتة. یعنی اس کے بعد شریعت میں کوئی اضافہ نہ ہوا، نہ کوئی حکم منسوخ ہوا اور نہ ہی کوئی تبدیلی ہوئی۔

امام رازی مزید لکھتے ہیں کہ اس معنی کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت صحابہؓ کے سامنے پڑھی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ اور بڑی مسیرت ظاہر کی مگر حضرت ابو بکر صدیق روضہ پرے ان سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ یہ آیت حضور اکرم کی وفات کا زمانہ قریب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ کمال کے بعد زوال ہی ہوتا ہے پس یہ ابو بکر صدیق کے کمال علم پر دلیل ہے کہ وہ ایسے نکتے سے آگاہ ہوئے جس سے کوئی دوسرا اس وقت آگاہ نہ ہو سکا۔ (تفسیر کبیر جلد اس ۳۲ ص ۱۳۲ مطبوعہ بیرون)

اگر دین مکمل ہونے اور اتمام نعمت سے احکامات کے نزول کا اختتام اور وحی نبوت کا انقطاع اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد نہ لی جائے تو حضرت ابو بکرؓ کا اس موقع پر رونا بے محل اور بے معنی ہو جائے گا۔ الغرض یہ آیت ختم نبوت کی ایک روشن دلیل ہے اور نہ کوہ تفسیر کی تائید تمام مفسرین کرتے ہیں اس میں کسی شک و شبہ کی قطعاً کوئی ممکن جائش نہیں ہے۔

لَمْ ۖ وَذَقَالْ عِيسَى ابْنُ مُرِيمٍ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي

رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مَصْدِقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنَ التُّورَةِ وَمُبَشِّرًا

بِرَسُولٍ يَا تَمَّى مِنْ بَعْدِي أَسْمَهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

قَالُوا هَذَا سُحْرٌ مُّبِينٌ۔ (سورۃ القف آیت نمبر ۶)

(ترجمہ) ”اور جب کہا عیسیٰ بن مریم نے اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں تصدیق کرنے والا ہوں اس وحی کی جو

مجھ سے پہلے نازل ہوئی یعنی تورات اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام نبی احمد ہوگا۔ پس جب وہ (رسول) ان کے پاس دلائل لے کر آیا انہوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔“

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب کر کے کہا کہ میں تورات اور تمام آسمانی کتب اور انبیاء کی تقدیق کرنے والا ہوں۔ اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام گرامی ”احمد“ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ کے بعد صرف ایک رسول کا آنا باقی تھا اور ظاہر ہے کہ آپ آئے۔ انجلی مقدس میں ہزاروں تحریفات کے باوجود ادب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت پائی جاتی ہے۔
چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مدگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے سمجھے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔ (یونہا باب نمبر ۱۲ آیت ۲۵-۲۶)

(۲) لیکن جب وہ مدگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے سمجھوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو۔ کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔ (یونہا باب نمبر ۱۵ آیت ۲۶-۲۷)

(۳) لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مدگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بیچ دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصور دار پھرائے گا۔ (یونہا باب نمبر ۱۶ آیت ۹۶-۹۷)

آیت مذکورہ کی تفسیر، انجلی کے علاوہ احادیث اور مفسرین کرام کی تصریحات سے بھی واضح ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

يَعْنِي التُّورَاةَ قَدْ بَشَرَتْ بِنِي وَأَنَا مُصَدِّقٌ مَا أَخْبَرْتُهُ

عنه و أنا مبشر بمن بعدي وهو الرسول النبى الامى العوبى
المكى احمد فعيسى علیہ السلام و هو خاتم انبیاء بنی اسرائیل وقد اقام فی ملأ بنی اسرائیل مبشرًا بمحمد وهو

احمد خاتم الانبیاء، والمرسلین لارسالہ بعدہ ولا نبوة۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۵۹)

(ترجمہ) ”تورات نے میری بشارت دی اور میں اس خبر کا مصدق ہوں جو میرے بارے میں دی گئی اور اپنے بعد آنے والے کی بشارت دیتا ہوں اور وہ رسول نبی ای میں عربی کی ہیں ان کا نام احمد ہے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کے نبیوں کے خاتم ہیں اور تحقیق وہ نبی اسرائیل کے سرداروں میں کھڑے ہوئے حضرت محمدؐ کی بشارت دی اور وہی احمد خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد نہ رسالت ہے اور نہ ہی نبوت۔“

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان لى اسماء،انا محمد وانا احمد وانا الماحى
الذى يمحو اللہ به الكفر وانا الحاشر الذى يحشر الناس
على قدمى وانا العاقب۔

(ترجمہ) ”بے شک میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں جس کے سبب اللہ کفر مٹاتا ہے اور میں ہی حاشر ہوں جس کے نقش قدم پر لوگ جمع کئے جائیں گے اور میں ہی عاقب ہوں۔“

اور ایک روایت میں حدیث پاک کے الفاظ یوں ہیں:

انا العاقب والعاقب الذى ليس بعده نبی۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۶۱)

”میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا دعوة ابى ابراہیم وبشري عيسى ورات امى
حين حملت بى کانه خرج منها نور اضافت له قصور بصرى
من ارض الشام۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۶۰)

”میں اپنے باپ حضرت ابراہیم کی دعا اور حضرت عیسیٰ کی بشارت کا نتیجہ ہوں۔ اور میری والدہ نے خواب دیکھا جبکہ وہ مجھ سے حاملہ تھیں کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام میں بھئی کے

محلات روشن ہو گئے۔“

تقاریں کرام!

ذکورہ مختصر مگر جامع بحث سے یہ واضح ہوا کہ یہ آیت ختم نبوت کی بڑی روشن دلیل ہے اور ختم نبوت کا مضمون اس میں قطعی درجے میں ذکور ہے قادیانیوں کا اسے تحریف کرتے ہوئے ”احمد“ سے مرزا قادیانی مراد لینا تحریف قرآن کے ساتھ ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سخت گستاخی ہے۔ تمام مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں ہمارے ساتھ ہیں۔

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کا اس بشارت سے اپنے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کو لینا نہ صرف الخاد، زندقة اور قرآن کریم میں تحریف ہے کیونکہ مرزا قادیانی کا نام ”احمد“ نہیں غلام احمد ہے وہ خود ”احمد“ نہیں بلکہ احمد کا غلام ہونے کا داعی ہے۔ بلکہ اس کے باپ مرزا غلام کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اس آیت میں ”احمد“ کا مصدق حضور سرکار مدینہ کو لکھا ہے۔ دیکھنے اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۲۳۔ خ جلد اص ۲۲۳..... اب قادیانی خود فیصلہ کریں کہ باپ سچا یا بیٹا بہر حال ایک تو اس بات میں ضرور جھوٹا ہے۔

اہم تنبیہ

ذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ناگی ہے۔ جیسا کہ حدیث گز زچکی ہے کہ آپ نے فرمایا: ”انا محمد وانا احمد“ پھر فرمایا کہ میں میںی علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ لہذا قادیانیوں کو احمدی کہنا، ان کے نہ بہ کو احمدیت کہنا حرام اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ مسلمان اپنے بچوں کے نام منظور احمد، شہباز احمد، غلام احمد، مشتاق احمد وغیرہ رکھتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے رکھتے ہیں۔ نہ کہ مرزا قادیانی کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔

جو شخص احمد سے مراد مرزا قادیانی لیتا ہے اور احمدیت سے مراد مرزا ایت لیتا ہے وہ حق کو باطل سے ملا رہا ہے۔ اور یہ ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔ غیرت ایمانی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل کرنے کا تقاضا یہی ہے کہ اس جھوٹے دجال کے ماننے والوں کو احمدی نہ کہا جائے بلکہ مرزا ای، قادیانی، غلامی یا غلمدی کہا جائے۔

غلام احمد مرکب اضافی ہے اور مرکب اضافی کے ساتھ یا اضافت اسی طرح لگتی ہے جیسے عبد القیس قبیلہ کے لوگ عقشی کہلاتے۔ غلام احمد سے لفظ غلامدی بنے گانہ کہ احمدی۔

ختم نبوت پر چند احادیث مبارکہ

حدیث ۱: عن أبي هريرة رضي الله عنه حدث عن النبي صلى الله عليه وسلم كأنه كلفه نبي و أنه لا نبي بعدى و ستكون خلفاء فتكثروا.

(بخاري ج ۲ ص ۳۹۶ مسلم ج ۲ ص ۲۲)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اخصرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو ان کے بعد دوسرا نبی آتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔“

یہ حدیث رولیٹہ و درالیٹہ، سند اور متنابڑے پا یہ کی حدیث ہے جو صاف اعلان کر رہی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی امت کے لئے کسی قسم کا بھی نبی نہ ہوگا لافسی بعدی کی نفی میں ہر طرح کی نبوت کی نفی شامل ہے اور خود حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت میں ایسے انبیاء بھی نہیں آسکتے جو نبی اسرائیل میں ان کی قیادت و سیادت کے لیے بسیجے جاتے تھے بلکہ نبوت کا دروازہ بند ہوا اب خلفاء ہوں گے جیسا کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے بعد خلفاء کا سلسلہ شروع ہوا۔

کھیانی ملی کھمبانوچے

حدیث بالا نے مرزا یوں کی راتوں کی حرام کر رکھی ہیں۔ اس لیے وہ نہایت بے حیائی اور ڈھنائی اور بے شرمی کے ساتھ اس انتہائی مضبوط اور واضح حدیث میں بے جاتا ویلیں کرتے رہتے ہیں۔ چند ایک تاویلات اور ان کے جوابات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

(اللہ) لا نبی بعدی میں نبی جس نہیں بلکہ فی کمال ہے، یعنی کامل نبی صاحب شریعتِ جدیدہ کا آتا آپ کے بعد بند ہو گیا ہے۔

جواب ۱: اگر کوئی بت پرست یہ کہے کہ میں لا الہ الا اللہ میں بھی نبی کمال مراد لیتا ہوں یعنی کامل خدا اللہ کے سوا کوئی نہیں البتہ غیر مستقل معبود ہو سکتے ہیں تو اس کو کیا جواب دیا جائے گا؟ جو جوابِ مرزا ای لالہ الا اللہ کے بارے میں غیر مسلم بت پرست کو دیں گے وہی جواب ہم لا نبی بعدی کا دے دیں گے۔

جواب ۲: خود مرزا قادریانی نے تسلیم کیا ہے کہ اس حدیث میں لا نبی ایں نہیں بلکہ فی جس کے لیے ہے۔ دیکھئے:

الا تعلم ان الرَّبِ الرَّحِيمِ الْمُتَفَضِّلِ سَمِّيَ نَبِيًّا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَا، بِغَيْرِ اسْتِثْنَاءِ، وَفَسَرَهُ نَبِيًّا
فِي قَوْلِهِ لَا نَبِيٌّ بَعْدِي بِبَيَانِ وَاضْعَافِ الْطَّالِبِينَ، وَلَوْ جُوزَنَا
ظَهُورُ نَبِيٍّ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجُوزَنَا اِنْفَتَاحَ بَابِ
وَحْيِ النَّبُوَّةِ بَعْدَ تَغْلِيقِهَا وَهَذَا خَلْفٌ كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى
الْمُسْلِمِينَ وَكَيْفَ يَجِيئُ نَبِيٌّ بَعْدَ رَسُولِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ بَعْدَ وَفَاتَهُ وَخَتَمَ اللَّهُ بِهِ النَّبِيِّينَ۔

(حَامِمَةُ الْبَشَرِيُّ دَرَرُ وَحَالِيْ خَزَائِنَ حَمَّامَ ۲۰۰)

(ترجمہ از مرزا صاحب) ”کیا تو نہیں جانتا کہ اس محض رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مشتمل نہیں کیا اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وہی نبوت کے دروازے کا افتتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور آنحضرت کے بعد کوئی نبی کیوں کر آئے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وہی نبوت منقطع ہو گئی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔“

دیکھئے، مرزا صاحب نے کس صراحت کے ساتھ ہمارے مسلک و عقیدہ کی تائید کی ہے۔ اس وضاحت کے بعد کسی بھی مرزاںی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اس کے برخلاف معنی مراد لے ورنہ یا تو وہ نبی جھوٹا ہو گایا اس کے مانے والے!

(ب) لانبی بعدی کے معنی یہ ہیں میرے زندہ رہتے ہوئے میرے مقابل نہیں آ سکتا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ کبھی بھی نہیں آ سکتا۔

جوراب ۱: کسی شاریح حدیث یا مجدد نے حدیث بالا میں وہ قید نہیں لگائی جس کے مرزاںی مدعی ہیں۔ یہ قید بلا دلیل اور من گھرست ہے۔

جوراب ۲: بعدی سے مراد میری بعثت کے بعد ہے خواہ زندگی میں ہو یا وفات کے بعد چنانچہ آپ کی حیات ہی میں جھوٹے نبی پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے۔

(ج) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لانبی بعدہ۔ (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۲، تکملہ مجمع الحج Ars ۸۵) یعنی خاتم النبیین تو کہو لا نبی بعدہ مت کہو۔ اس سے پتا چلا کہ حدیث لانبی بعدہ صحیح نہیں ہے ورنہ انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

جوراب ۱: یہ اثر عائشہ ”مجہول الاستاد بخاری و مسلم شریفین کی احادیث مرفوعہ متواترہ کے مقابلہ میں مجت نہیں اور حدیث لانبی بعدی اس قدر صحیح ہے کہ (کتاب البر یہ در روحانی خزانہ ج ۱۳ ص ۲۱۷) میں خود مرزا صاحب مقرر ہیں کہ ”حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور ہے کہ اس کی صحت میں کسی کو کلام نہ تھا۔“

جوراب ۲: اگر بالفرض اور عائشہ رضی اللہ عنہا صحیح بھی مان لیں تو جواب اس طرح ہو گا کہ حضرت صدیقہ ”یہ ارشاد باعتبار نزول عیسیٰ کے فرمایا ہے تا کہ کوئی شخص اپنی سطحی نظر اور کم فہمی سے اجماعی عقیدہ نزول عیسیٰ کا انکار نہ کر بیٹھے کیونکہ عوام کے عقائد کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ تکملہ مجمع الحج Ars ۸۵ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ نیز ایک دوسری روایت کے تناظر میں اثر عائشہ کے معنی بالکل کھل کر سامنے آ جاتے ہیں۔ چنانچہ درمنثور میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت مغیرہ ابن شعبہ ”کے سامنے کہا تھا صلی اللہ علی خاتم الانبیاء، لانبی بعدہ تو حضرت مغیرہ نے فرمایا: حسبک اذا أقلت خاتم الانبیاء، فانا كنا نحدث ان

عیسیٰ علیہ السلام خارج فان ہو خرج فقد کان قبلہ و بعده۔ (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۳)

یعنی جب تم کہو تو تمہارے لئے خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے لا نبی بعده کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں پس جب وہ آ جائیں گے تو وہ آپ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ہوں گے۔ مطلب صاف اور ظاہر ہے کہ کلمہ لا نبی بعده سے چونکہ بظاہر یہ ایہام پیدا ہو سکتا ہے کہ سلسلے کا کوئی نبی جو پہلے مسیح ہو چکا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد موجود نہیں رہ سکتا اور خاتم النبیین میں یہ ایہام نہیں۔ لہذا بوقتِ اندیشہ ایہام خلاف سے بچنے کے لئے خاتم النبیین پر اکتفاء کرنا منصود کی ادائیگی کے لئے کافی ہے کہ آپ آخر الانبیاء ہیں آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہ ہوگا۔ اس میں ایہام خلاف مراد کا اندیشہ نہیں۔ نیز تم نبوت کے متعلق حضرت عائشہؓ کی صریح اور صحیح حدیث موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

عن عائشة عن النبي صلی الله علیہ وسلم انه قال
لا يبقى بعدى من النبوة شيء الا المبشرات، اى۔

(کنز العمال ج ۸ ص ۳۳)

”حضرت عائشہؓ کی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزوی نہ ہے گا سولئے مبشرات کے“
لہذا کسی بھی طرح حضرت عائشہؓ کے ذکر و اثر سے لانبی بعدی والی حدیث کو
کم زدہ یا غیر صحیح قرآنیں دیا جاسکتا۔

حدیث ۲: عن جابر بن مطعم ”ان النبي صلی الله علیہ وسلم قال انا
العاقب والعاقب الذي ليس بعده نبی۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۰۷)

”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ شخص ہے
جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔“

یہ حدیث بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کلی دلیل ہے۔ اسی مضمون کی
حدیثیں انہی الفاظ کے ساتھ صحیحین میں بھی ہیں۔

حدیث ۳: عن ثوبان ”قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم انه
سکون فی امتی کذابون تلذعون کلهم يزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی

بعدی۔ (ابوداؤ شریف ح ۲۲۲ ص ۲۲۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تیس (۳۰) جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ (میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا)

ایک شبہ کا ازالہ

اس حدیث پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے آج تک بے شمار لوگ نبوت کا دعویٰ کر چکے حالانکہ حدیث شریف میں صرف تیس کے بارے میں پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اس شبہ کا ازالہ حافظ ابن حجرؓ نے فتح الباری شرح بخاری شریف میں باس الفاظ فرمایا ہے: وَلِيْسَ الْمَرَادُ بِالْحَدِيْثِ مِنْ ادْعَى النَّبُوْةَ مُطْلَقاً فَإِنَّهُمْ لَا يَحْصُونَ كثرة لکون غالیہم من نشأة جنون وسوداء غالبة وانما المراد من كانت له الشوكة۔ (فتح الباری مطبوعہ ہندوستانی ح ۱۳۲ ص ۳۲۲ و کذانی عمدۃ القاری ح ۷ ص ۵۵۵ مصری) یعنی اس حدیث میں مطلقاً مدعا نبوت مراد نہیں، اس لیے کہ ایسے بے شمار ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عموماً جنون اور سودا ویت سے پیدا ہوتا رہتا ہے۔ بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے تفعیل زیادہ ہوں اور ان کا نہ ہب چلے۔

حدیث ۴: عن ابی هریرۃٌ ان رَسُولَ اللَّهِ تَبَّاعَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبیاءَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَیَ بَنِیَا فَاحْسَنَهُ وَاجْمَلَهُ الْأَمْوَالَ لِبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسَ يَطْوِفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَا وَضَعَتْ هَذِهِ الْلَّبْنَةُ وَإِنَّا خَاتَمَ النَّبِيِّنَ۔ (رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء وصحیح مسلم ص ۲۲۸ جلد ۲ کتاب الفھائل واحد فی منہ ص ۳۹۸ جلد ۲ و النسائی والترمذی)

وَفِی بَعْضِ الْفَاظِهِ فَكَنْتَ اَنْ اسْدَدْتَ مَوْضِعَ الْلَّبْنَةِ وَخَتَمْتَ بِالْبَنَیَانِ

وَخَتَمْتَ بِالرَّسُلِ هَكَذَا فِی الْكَنْزِ عَنْ ابِی عَسَکِرٍ۔

(زجمعہ) حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت نمودہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی۔

پس لوگ اس کے دیکھنے کو جو حق درج جو حق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں ہی خاتم النبیین ہوں (یا) مجھ پر تمام رسال ختم کر دیئے گئے۔

اس حدیث نے تمام قادریانی اور امام کا خاتمہ کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے قصر نبوت کی تکمیل کر دی ہے اب اس میں کسی تشریعی غیر تشریعی نبوت کی گنجائش نہیں ہے۔

اس کے بعد مرتضیٰ مرزا قادریانی نے نہ صرف حضور اکرم ﷺ کی خاتمیت اور اکملیت کا انکار کیا بلکہ خود حضور علیہ السلام کے منصب خاتم و کامل پر فائز ہونے کا مدعا بن گیا۔ چنانچہ لکھتا ہے:-

روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمد یہ حصہ بختم ص ۱۳۲ اور حائل فراہم جلد ۲۱ ص ۱۳۳)

فكان خالياً موضع لبنيه اعني المنعم عليه من هذه
العمارة فاراد الله ان يتم النبأ ويكمel البناء باللبننة الاخيرة
فانا تلك اللبنية ايها الناظرون۔

(ترجمہ از مرزا قادریانی) اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی شی یعنی منع علیہ۔ چس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کر کمال تک پہنچا دے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔

(خطبہ البامیہ ص ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹ اور حائل فراہم جلد ۱۶ ص ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹)

نعود بالله تعالى من هذه الخرافات۔

ان کے علاوہ بہت سی احادیث صراحةً ختم نبوت پر دال ہیں۔ تفصیل کے لئے ”هدایۃ المحترى عن غوایۃ المفتری“ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی کتاب ”ختم نبوت فی الحدیث“ اور ”عقیدۃ الامت فی معنی ختم النبوة“ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ختم نبوت کے بارے میں علماء امت کے فیصلے

امت کا یہ جماعتی عقیدہ ہے کہ ختم نبوت کا انکار کفر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرح کے بھی نئے نبی آنے کے جواز کا عقیدہ رکھنے والا قطعاً کافر ہے۔ جس کا کچھ اندازہ حسب ذیل تصریحات سے لگایا جاسکتا ہے:

(۱) علامہ ابن حزمؓ اپنی شہرہ آفاق تصنیف — کتاب الحمل و النخل میں فرماتے ہیں:

وصح ان وجود النبوة بعده عليه السلام باطل لا يكون البتة۔

(الحمل و النخل ج ۱ ص ۷۷)

(ترجمہ) ”اور یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے ہرگز نہیں ہو سکتا۔“

(۲) حضرت علامہ امام غزالیؓ اپنی کتاب ”الاقتصاد فی الاعتقاد“ میں ارشاد فرماتے ہیں: ان الامة فهمت بالاجماع من هذا اللفظ ومن قرائين احواله انه فهم عدم نبی بعده ابداً و عدم رسول الله ابداً و انه ليس فيه تاویل ولا تخصیص فمنكر هذا لا يكون الامنکر الاجماع۔ ۱۲
 (الاقتصاد فی الاعقاد ص ۱۳۳ المطبوع مصر)

(ترجمہ) ”بے شک امت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لانبی بعدی) سے اور قرائین احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ آپؐ کے بعد اب تک نہ کوئی نبی ہو گا اور نہ کوئی رسول۔ اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے اور نہ تخصیص پس اس کا منکر اجماع کا منکر ہو گا۔“

(۳) حضرت قاضی عیاض شفاء میں تحریر فرماتے ہیں: من ادعى نبوة احد مع نبينا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او بعده وادعى النبوة لنفسه او جوز اكتسابها او البلوغ بصفاء القلب الى مرتبتها وكذلك من ادعى منهم انه يوحى اليه وان لم يدع النبوة فهو لا، كلهم كفار مكذبون للنبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانه اخبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه خاتم النبیین لا نبی بعده۔

(الشفاء بـ تعریف حقوق المصطفیٰ ص ۲۲۷)

(زجمعہ) ”جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کی نبوت کا یا ان کے بعد دعویٰ کرے یا اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کرے یا صفاتِ قلب کے ذریعہ نبوت کے مرتبہ تک پہنچنے اور کسب سے اس کو حاصل کرنے کو جائز سمجھے اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نبوت آتی ہے اگرچہ صراحةً نبوت کا مدعاً نہ ہو۔ پس یہ سب کے سب کفار ہیں اور حضور علیہ السلام کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۲) شیخ عبدالوهاب شعرانی، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی ”کا قول نقل کرتے ہوئے الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۷ میں فرماتے ہیں: قال الشیخ: اعلم ان الله تعالیٰ قد سد باب الرسالۃ عن کل مخلوق بعد محمد صلی الله علیہ وآلہ وسلم الی یوم القيامۃ۔

(زجمعہ) ”جان لوکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسالت کا دروازہ قیامت تک بند کر دیا ہے۔“

(۵) ملاعلیٰ قاریٰ شریح فقیر اکبر میں لکھتے ہیں: ودعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیہ وآلہ وسلم کفر بالاجماع۔

(زجمعہ) ”ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔“

علاوہ ازیں فقہہ و کلام کی تقریباً ہر کتاب میں صراحت کے ساتھ مذکوب ختم نبوت کی تکفیر کا حکم مکتوب ہے اور بعض بزرگوں اور علماء امت کے بارے میں قادریانی جو جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں، وہ سراسر بے بنیاد اور جھوٹ ہے۔ تفصیل کے لئے مطالعہ کریں: ”عقیدۃ الامم فی معنی ختم النبوة“ مصنفہ علامہ خالد محمود اور ”ختم نبوت و بزرگان امت“ مصنفہ مولانا اللال حسین اختر مرحوم۔

اجرائے نبوت کے شوق میں

دلائل مرزا سید کا پوسٹ مارٹم

پہلی دلیل

یا بنی ادم اما بیانکم رسال منکم یقصون علیکم ایاتی۔ (اعراف: ۲۵)
(زخم) اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں بیان کریں تم سے
میری لے آیتیں۔

دیکھئے، اس آیت میں تمام انسانوں سے خطاب کیا جا رہا ہے کہ اگر ان کے پاس
انہیں میں سے رسول آئیں اخراج اور بیہاں یا تینکم صیغہ مضارع لایا گیا ہے جس کا مقتضی یہ ہے
کہ یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا اور رسول برابر آتے رہیں گے۔ اگر رسالت و نبوت کا کسی وقت
انقطاع نہیں تو پھر آیت بے معنی ہو جائے گی یہ آیت اجرائے نبوت پر کھلی دلیل ہے۔

جو ولاد: یہ استدلال جیسا کہ ظاہر ہے انتہائی سطحی اور لمحہ ہے۔ لیکن پھر بھی
اتمامِ جماعت کے لئے اور موقع پر استعمال کے لئے اس کے حسب ذیل دانت کھٹے کر دینے
والے آٹھ جوابات یاد رکھنے چاہئیں:

جو ولاد ۱۱: یہ دلیل مرزا بیویوں کے دعوے کے مطابق نہیں ہے ان کا دعویٰ تو
خاص نبوت کا ہے جو اکتساب سے ملتی ہے لیکن دلیل عام رسالت کی لائی جا رہی ہے۔ اس کا

عوم خود مرزا قادریانی کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ لفظ رسول کی عومیت کے بارے میں آئینہ کمالاتِ اسلام میں لکھتا ہے: ”رسول کا لفظ عام ہے، جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔“ دیکھیے (آئینہ کمالاتِ اسلام درروحانی خزانہ ج ۵ ص ۳۲۲) مرزا صاحب کا تسلیم شدہ یہ قاعدہ ہے کہ عام لفظ کو خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔ (دیکھو فو الرقرآن در خزانہ جلد ۹ ص ۲۲۲) یا تینکم رسال منکم تو عام ہوا اور اجراء صرف ظلی نبوت کا مانا جائے یہ داقی قادیانیوں کی صریح شرارت ہے۔

مرزا سیوں کا دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام ہے۔ اس لیے یہ دلیل دعویٰ مدعا کے مطابق نہیں سو یہ دلیل نہیں بن سکتی۔

جواب (۲): اس قسم کی سب آیات جن میں رسول یا الرسل کا لفظ آتا ہے مرزا نی ای مسلمات پر سب کی سب کا ایک ہی جواب ہے کہ اگر بفرض حال مان لیا جائے کہ ان آیات سے ناہت ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بعد رسول آیا کریں گے تو ہم کہتے ہیں کہ باقرا مرزا قادریانی رسول کا لفظ عام ہے۔ جو نبی تشریعی اور غیر تشریعی دونوں کو عام ہے اور قادریانی خود بھی تشریعی نبی کا آنانہیں مانتے۔ بلکہ مرزا غلام احمد کے نزدیک یہ لفظ محدث و مجدد ہر دو کوششیں ہے۔ وہ لکھتا ہے:

”رسل سے مراد رسول ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا
محمد ہوں چونکہ ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں
اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آ سکتا اس لئے اس
شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔“

(شهادۃ القرآن ص ۲۷۶۔ ج ۵ ص ۳۲۲، ۳۲۳)

”رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے
بھیجے جاتے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔“
(ایام الحصل ص ۱۷۴۔ اندیم ص ۱۹۵ جدید)

پس اس قسم کی تمام آیات کا ایک ہی جواب کافی ہے کہ بالفرض اگر اس امت میں رسول آنے ہیں اور مراد آیات سے وہی معنی محرف ہیں جو تم ارادہ کرتے ہو تو ہم اتنا تو مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد محدث و محدث آئیں گے یہ رسالت کا دعویٰ کہاں سے آگیا۔

جواب (۳) : اگر آیت بالا اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس سے تینوں قسم کی نبوت (شریعی، مستقل اور ظلی) کو جاری مانتا پڑے گا کیونکہ رسول کا لفظ عام ہے۔ حالانکہ مرزا بھی دو قسموں کا انقطاع تسلیم کرتے ہیں تو یہ آیت جس طرح بقول ان کے ہمارے خلاف ہے عقیدہ مرزا تیئے کے بھی خلاف ہے سو وہ اس کا جو جواب دیں گے وہی ہمارا جواب ہو گا۔

جواب (۴) : آیت میں درسل منکم ہے، درسل مٹا نہیں ہے اور بحث ختم نبوت اور رسالت من اللہ میں ہے کیونکہ مطلق رسالت کے معنی تبلیغ کے ہیں۔ سورۃ یعنیں کے دوسرے رکوع میں اس معنی میں رسول کا لفظ آیا ہے اور حدیث معاذ میں بھی آیا ہے اس معنی میں تو تمام علماء امت اور مبلغین اسلام بھی رسول ہیں۔ مرزا بھی رسول کا لفظ عام مانتا ہے۔ دیکھیے (حمدیہ پاکت بک ۲۷۸-۸۰) سواں معنی میں رسولوں کی آمد مانے میں کوئی حرج نہیں۔

جواب (۵) : اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہوتی تو مرزا غلام احمد خود اپنی ڈوہتی نبوت کو تنکے کا سہارا دینے کے لئے ضرور اس آیت کو پیش کرتے ان کا نہ پیش کرنا ہی اس دلیل کے پھر صحتی ہونے کی روشن دلیل ہے۔

جواب (۶) : بالفرض والقدیر اگر اس دلیل کو اجرائے نبوت کا مستدل مان بھی لیا جائے تب بھی مرزا غلام احمد قیامت تک نبی قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ وہ بقول خود آدم کی اولاد نہیں۔ یا بدنی آدم میں وہ کیسے آسکتا ہے اور یہ آیت تو صرف بدنی آدم سے متعلق ہے۔ اس نے خود اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ شعر!

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
(برائین احمدیہ پیغمبر و رسول حلقہ خزانہ نج ۱۲۱ ص ۲۷)

اب اگر وہ بدنی آدم میں سے تھا اور کہ ہمارا اس کے بارے میں ابھی تک بھی خیال ہے تو پھر اس نے اپنی آدمیت کا انکار کر کے سفید جھوٹ بولا ہے۔ اور جو وہ آدمی بھی نہیں بن سکتا۔ اور اگر واقعی وہ دائرہ آدمیت سے خارج تھا (انسانوں کی عار تھا) تو پھر یا بدنی آدم، الخ کی آیت سے اس کی نبوت ثابت ہی نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے مرزا نیوں کا اجرائے نبوت کے لیے یہ دلیل پیش کرنے کی کوشش کرنا سارہ سی لا حاصل ہے۔

شعر میں تاویل

مذکورہ بالا شعر میں مرزا ای یہ تاویل کرتے ہیں کہ دراصل ہمارے حضرت صاحب بہت زیادہ متواضع اور منکسر المزاج تھے اس لیے کسر نفسی کی بنا پر انہوں نے یہ شعر کہہ دیا اس سے اپنا اصلی تعارف کرانا مقصود نہ تھا۔ لہذا یہ شعر ہماری بحث سے خارج ہونا چاہیے۔

تاویل کا تجزیہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی بھی عقل مند آدمی ایسی تواضع نہیں کرتا کہ اپنے آدمی ہونے کا ہی انکار کر دے اور ساتھ میں اپنے کو ”بشر کی جائے نفرت“ (شر مگاہ) قرار دے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص متواضع ہوتا ہے وہ ہر جگہ اپنی تواضع اور کسر نفسی کا اظہار کرتا ہے یہ نہیں کہ ایک جگہ تو اپنے کو آدمیت سے ہی خارج کر دے اور دوسری جگہ اپنے کو دنیا کا سب سے عظیم المرتب انسان قرار دے۔ لیکن اس الٹی منطق کا ارتکاب مرزا صاحب ایک نہیں بے شمار جگہ کرتے ہیں۔ چند ایک ان کی نام نہاد تواضع کے نمونے ملاحظہ ہوں جو مرزا بیویوں کی مذکورہ تاویل کا منہ چڑا رہے ہیں۔ دیکھئے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دلف البلاء در دروحتانی خزانہ اسن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

روضہ آدم کہ جو تھا نا مکمل اب تک

میرے آنے سے ہوا کامل بھلمہ برگ و بار

(براہین احمد یہ در دروحتانی خزانہ اسن ج ۲۱ ص ۱۳۲)

کربلا نے ست سیر ہر آنم

صد حسین است در گر پیانم

۱۔ استاذ محترم مولانا محمد حیات صاحب فائز قادریان نے یہ شعر اس طرح بدلا ہے۔

ابن ملجم[☆] کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

☆ (ابن ملجم حضرت علیؑ کا قائل ہے)

(۲) آدم نیز احمد مختار

در مر جامہ ہمہ ابرار

(۵) آنچہ داد است ہر بھی را جام

داد آں جام را مرا بتام

(۶) انہیا گرچہ بودہ اند بے

من بعرفان نہ کترم ز کے

(زبول اسح در دروحتی خزانہ حج ۱۸ ص ۷۷)

خود ہی سوچئے، کیا کوئی ہوش مند انسان ایسے متبہرا اور گھمنڈی کو منسر المزاج کہہ سکتا

ہے؟

حوالہ (۷): اگر اس آیت سے نبوت کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہے تو ہمارے

پاس بھی اسی طرح کی ایک آیت ہے جس سے شریعت کا جاری ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

فاما ياتينكم مني هدى فمن تبع هداي فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔

(بقرہ آیت ۳۸)

حالانکہ شریعت جاری ہونا مرزا یوں کے نزدیک بھی بند ہے۔ تو اس آیت کا جو جواب مرزا لی دیں ہم وہی ان کی پیش کردہ آیت کا جواب دے دیں گے اور اگر وہ جواب میں یہ کہیں کہ الیوم اکملت لكم الخ کی آیت سے شریعت کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا ہے، اس لیے مزید کسی شریعت کی ضرورت نہیں رہی تو ہم بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ما کان محمد الی خاتم النبیین کی آیت سے قصر نبوت کی تکمیل کا علم ہو گیا اس لیے اب کسی بھی قسم کے بنی اور رسول کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

حوالہ (۸): اور تحقیقی جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ آیت یا بنی آدم، الخ

کا ساق و ساق وہی نہیں سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یہاں کوئی نیا حکم اس امت کو نہیں دیا جا رہا ہے، بلکہ زمانہ ماضی کے واقعہ کی حکایت ہو رہی ہے۔ چنانچہ سورہ اعراف کے دوسرے روغ میں حضرت آدم اور حضرت حوالیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے، اس کے بعد ان کے جنت میں

رہئے اور پھر وہاں سے اتارے جانے کا قصہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی ضمن میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے کے بعد ان کی اولاد سے منجاب خداوندی خطاب کیا گیا تھا اور یہ خطاب عالم ارواح کا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں حسب ذیل چار آیتوں میں ذکر کیا گیا ہے:

- (۱) يَا بْنَى آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا الْخَ (اعراف: آیت ۲۶)
- (۲) يَا بْنَى آدَمَ لَا يَفْتَنُكُمُ الشَّيْطَنُ الْخَ (اعراف: آیت ۲۷)
- (۳) يَا بْنَى آدَمَ خُذُوا زَيْنَكُمُ الْخَ (اعراف: آیت ۳۱)
- (۴) يَا بْنَى آدَمَ إِمَّا يَا تَيْنَكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمُ الْخَ (اعراف: آیت ۳۵)

ان چاروں جگہوں میں اس وقت کی اولاد آدم کو خطاب کیا گیا ہے۔ یہ براہ راست امیر محمد یعلی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو خطاب نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے سامنے یہ ماضی کی حکایت کی گئی ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم کے اسلوب پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دعوت کو یا یہا الناس اور امیر اجابت کو یا یہا الذین امنوا کے الفاظ سے مخاطب بنایا گیا ہے۔ بہر حال قرآن کریم نے اس واقعہ اور الفاظ خطاب کو ذکر کرنے کے بعد متعدد انبیاء والعزز کا ذکر کیا ہے۔ گویا کہ یہ امما یا تینکم رسل منکم کی تشریع و تفصیل کی جا رہی ہے۔ سب کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں سرورِ کائنات فخر دو عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ان الفاظ میں ہوتا ہے: **الذین يتبعون الرسول النبی الامی الذي يجدونه مكتوبا عندهم فی التوراة والا نجیل۔**

(اعراف آیت ۱۵۷)

اور پھر آپؐ ہی کی زبانی اعلان کرایا جاتا ہے۔ قل یا یہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (اعراف: آیت ۱۸۵) ”اے نبیؐ آپ فرمادیجیہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“ اور اسی پربس نہیں بلکہ اس باعظمت اعلان کی قرآن کریم کی متعدد سورتوں میں مختلف پیرايوں میں تاکید و تائید فرمائی گئی ہے تاکہ اس بارے میں کوئی شبہ اور شک باقی نہ رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور آخری شریعت لے کر آنے والے ہیں۔ چنانچہ کبھی ارشاد ہوا: **وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا كَافِةً لِلنَّاسِ۔** (سباء: آیت ۲۸) کبھی ارشاد ہوا: **وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ۔** (انبیاء: آیت ۱۰) تا آنکہ بالکل وضاحت کے ساتھ اعلان

کیا گیا ہے۔ ما کان محمد ابا احمد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں) اور پھر وہی غیر مقلوب یعنی احادیث مبارکہ میں بھی اس مضمون اور اعلان کی تشریع میں غیر معمولی اہمیت کا مظاہرہ کیا گیا۔ کیونکہ عالم خداوندی میں یہ بات تھی کہ مرزا قادر یا نی جیسے دجال اس امت میں پیدا ہوں گے اور سادہ لوح مسلمانوں کو جہنم کا ایندھن بنائیں گے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہوا: ان النبوة والرسالة قد انقطع فلام رسول بعدی ولا نبی۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۵) ”بیشک رسالت و نبوت کا سلسلہ قطعاً منقطع ہو گیا، لہذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔“ تو اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے رسولوں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ انہیاء و رسائل بھیجئے گئے اور وعدہ کا پوری طرح ایقاء کیا گیا تا آنکہ ہدایت کا سورج ذات نبوی کی صورت میں طلوع ہوا جس کے بعد نہ رسول کی ضرورت باقی رہی اور نہ کسی نئی شریعت کی۔ اب وہی قیامت تک رسول ہیں اور انہی کی شریعت معمول بھا ہے۔ اور اسی پر سلسلہ رسول و انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

چیخ

اگر حضور اکرم کی امت اجابت یا امت دعوت میں رسالت و نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو ”یا يهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ ”یا ایهَا النَّاسُ“ کے الفاظ سے خطاب کر کے نبیوں اور رسولوں کی آمد بتائی جاتی۔ ہم قادر یا نبیوں کو چیخ کرتے ہیں کہ پورے قرآن میں کہیں کسی ایک جگہ ”یا يهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ یا ”یا ایهَا النَّاسُ“ کے خطاب کے بعد رسولوں کی آمد کا ذکرہ دکھادیں اور منہ مانگا انعام پائیں۔

دوسری دلیل

الله يصطفى من الملائكة رسلا و من الناس۔ (ج: آیت ۷۵)

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو چن لیتا ہے۔“ (حضرت تھانوی)

اس آیت سے بخوبی معلوم کیا جاسکتا ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ بدستور جاری ہے کیونکہ یاضطفی مفارع کا صیغہ ہے جو اپنے اندر حال اور مستقبل کے معنی ہے کہتا ہے۔ پہاڑلا

کہ اللہ تعالیٰ مسلسل آدمیوں اور فرشتوں میں سے پیغام بروں کو چنوار ہے گا۔

جوابات

اس استدلال کا جواب تین طریقوں پر دیا جاسکتا ہے:

(۱) یہ دلیل عام ہے اور مرزا نبیوں کا دعویٰ خاص نبوت کے جاری ہونے میں ہے۔ دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں اس لیے اس دلیل سے مرزا نبیوں کی مزعومہ نبوت ثابت نہیں کی جاسکتی خود مرزا صاحب نے رسول کے معنی عام لیے ہیں۔^۱

(ایام الحج در روحانی خزانہ حاشیہ ج ۱۳ ص ۳۹)

اور اس عام لفظ سے خاص معنی پر استدلال صریح شرارت قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ خود مرزا صاحب ہماری تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ایک عام لفظ کسی خاص معنے میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔“ (نور القرآن در روحانی خزانہ ج ۹ ص ۹۹)

(۲) پہلے گزر چکا ہے کہ مرزا ای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظلی نبوت کے اجراء کے قائل ہیں اور اس آیت میں کہیں دور دور تک یہ قید نہیں ہے۔ لہذا اس اعتبار سے بھی دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں ہے۔

(۳) آیت بالا کے الفاظ یصططفی اس بات کی طرف صراحتاً مشیر ہیں کہ یہ چنان منجانب خداوندی یعنی وہی ہو گا اس میں کسب کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور مرزا ای جس نبوت کے قائل ہیں وہ کبھی ہے۔ اس لیے اس نکتہ کو دیکھتے ہوئے بھی یہ دلیل دعویٰ سے قطعاً میل نہیں کھاتی۔

(۴) یہ درست نہیں کہ مضارع بیک وقت حال اور مستقبل کوشامل ہوتا ہے یہ حال کے لئے آئے گا تو مستقبل کے لئے نہ ہو گا۔ استراتجی دی کی بحث امر دیگر ہے۔

تیسرا دلیل

وَمَنْ يَطْعِنُ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنَّهُمْ لَا يُفْلِتُونَ إِنَّمَا يُنَزَّلُ لِلنَّبِيِّينَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحْسَنُ أَوْلَادِكُلِّ رَفِيقٍ (التہمہ: ۲۹)

^۱ یعنی مجدد، محدث، طہیم، بھی رسول ہیں۔

(زوجہ) ”اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔“ (حضرت قانونی)

طریق استدلال

”اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو آپ کی اطاعت سے نبوت حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح آپ کی اطاعت سے آپ کی امت میں صالح شہید اور صدیق بنتے ہیں اسی طرح آپ کی اطاعت سے نبی بھی بنتے ہیں۔ اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کی اطاعت والی نبوت جاری ہے۔ اور یہ ہمارے دعویٰ کی صریح دلیل ہے کیونکہ آنحضرت کی اطاعت سے بالاتفاق تین درجے حاصل ہوتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ آپ کی اطاعت سے چوتھا درجہ بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ نبوت کا درجہ ہے۔ اس لیے اس آیت کا معنی یوں کرنا درست نہیں ہو گا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ان چار قسم کے لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ اور انہیں ان کی رفاقت حاصل ہو گی۔ لہذا معنے اسی معنی میں استعمال ہو گا جیسا کہ توفنامع الابرار میں ہے۔

جوابات پیش خدمت ہیں

اس دلیل کو پیش کر کے مرزا لیا یہ خیال نہ کریں کہ انہوں نے کوئی بڑا تیر مار لیا ہے اور اس کا کوئی تو زہنیں ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دلیل بالا کو بے حقیقت بنانے کے لیے ہمارا ایک ہی جواب کافی ہے۔ مگر مزید طمینان کے لیے ہم مختلف ہیرائیوں اور انداز سے مزید اور چٹ پٹے جوابات تھاں میں سجا کر امت مرزا سیے کو پیش کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان کی زبانوں پر تلا لگایا جا سکے اور ان میں بالفرض کوئی طالب صادق ہو تو اسے اپنے عقیدہ باطلہ سے رجوع کرنے کی ان جوابات کی بدلت توفیق حاصل ہو سکے۔ ملاحظہ فرمائیں:

جواب ۱: یہ دلیل قرآن کریم کی آیت سے ماخوذ ہے اس لیے مرزا لیا اپنے استدلال کی تائید میں کسی ایک مفسر یا مجدد کا قول پیش کریں، بغیر اس تائید کے ان کا استدلال مردود اور من گھڑت ہے۔

جواب ۲: اگر بالفرض یہ استدلال درست ہو تو اس سے ہر طرح کی نبوت جاری ہونے کا علم ہو گا جو خود مرزا یوں کے نزدیک بھی ناقابل تسلیم ہے۔ لہذا دلیل مرزا یوں کے دعوے کے مطابق نہیں اس لیے ساقط ہے۔

جواب ۳: مرزا قادیانی اور اس کی امت کے خیال میں واؤ ترتیب کیلئے آتی ہے تو گویا جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ مرزا یوں کے خیال کے مطابق پہلے بنی ہو گا پھر شہید ہو گا پھر عام صالحین میں جا کر داخل ہو گا۔

تو گویا بنی توہرا ایک وہ شخص ہو گیا جو اللہ کی اطاعت کرے اگرچہ اس کو صدیق و شہید اور صالح کا مرتبہ ملے یا نہ ملے کیونکہ مرزا تی واؤ کی ترتیب پر برازور لگاتے ہیں۔ تو غالباً یہاں بھی اس سے انکار نہ کریں گے۔

جواب ۴: آیت بالا میں درجات تک پہنچنے کا ذکر ہی نہیں وہاں تو محض رفاقت کا ذکر ہے۔ اور یہ مطلب اس آیت کے شانِ نزول سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ قیامت کے دن بہت بلند مقام پر ہوں گے۔ اور ہم خدا جانے کہاں ہوں گے۔ کیا کوئی ایسی صورت ہو گی کہ ہم آپ سے شرف نیاز حاصل کر کے آپ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو شہنڈا کر سکیں؟ دنیا میں آپ سے تھوڑی سی جدائی بھی ہم سے برداشت نہیں ہوتی تو آخرت میں بغیر دیدار کے کیسے گزر ہو گا؟ تو اس کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ اطاعتِ خدا و رسول کرنے والے ان چاروں درجہ والوں (نبی، صدیق، شہید، صالح) کی رفاقت حاصل کریں گے۔ تو معلوم ہوا کہ یہاں درجات کا نہیں محض رفاقت کا ذکر ہے۔ اور ہم جو یہ کہتے ہیں کہ اطاعت کرنے سے آدمی درجہ صدیقیت و شہادت وغیرہ تک پہنچ سکتا ہے، مگر نبوت کے مقام تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ تو اس کی دلیل آیت مکوٹ عنہا نہیں بلکہ ایک دوسری واضح آیت ہے۔ چنانچہ سورہ حمدیہ میں ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ اَمْنَوْا بِاللَّهِ وَرَسُلِهِ اُولُ الْثَّنَاءِ هُمُ الصَّدِيقُونَ وَالشَّهِدُونَ وَالْمُنْذِرُونَ

(حدیہ: آیت ۱۹)

(ترجمہ) ”اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی لوگ ہیں صدیق اور شہدا، اپنے پروردگار کے نزدیک۔“

چنانچہ اس آیت میں درجات کا ذکر ہے، معیت اور رفاقت کا ذکر نہیں اور من یطبع

الله میں رفاقت کا ذکر ہے درجات کا ذکر نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ من يطع الله والرسول میں بعض رفاقت مذکور ہے اور اولنک هم الصدیقون والشهداء میں بعض درجات کا بیان ہے۔ لہذا یہاں نبوت کا ذکر نہیں آیت من يطع الله والرسول کی کسی مفسر نے وہ تفسیر نہیں کی جو مرزاں کی کرتے ہیں اگر ان میں ہمت ہے تو اپنی اس من گھر تفسیر کی تائید کسی مسلم میں الفریقین مفسر سے پیش کریں اور منہ مانگا انعام پائیں۔

جواب ۵: بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: الناجر الصدق الامین مع النسین والصدیقین والشهداء والصالحين۔

(ترمذی جلد اول ص ۱۳۵۔ بحوالہ مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۲۲۳)

”سچا تاجر (قیامت میں) انبیاء، صدیقین، شہداء اور صلحاء کے ساتھ ہو گا“۔ تو مرزاں کی مذکورہ بلا دلیل کی رو سے ہر سچا دیانت دار تاجر نبی ہونا چاہیے۔ اور اگر تاجر بعض تجارت کی وجہ سے نبی نہیں ہو سکتا تو کوئی امتی بھی بواسطہ اطاعت خدا اور رسول نبی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

جواب ۶: اگر مرزاں کے بقول اطاعت سے نبوت وغیرہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہمارا سوال ہو گا کہ یہ درجے حقیقی ہیں یا ظلی بروزی۔ اگر نبوت کا ظلی بروزی درجہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مرزاں کا عقیدہ ہے تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی بروزی ہونے چاہئیں حالانکہ ان کے بارے میں کوئی ظلی بروزی ہونے کا قائل نہیں ہے۔ اور اگر صدیق وغیرہ میں حقیقی درجہ ہے تو پھر نبوت بھی حقیقی ہی مانتا چاہیے۔ حالانکہ تشرییع اور مستقل نبوت کا مانا خود مرزاں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔ اس لیے یہ دلیل مرزاں کے دعویٰ کے مطابق نہ ہوگی۔ یہ تفریق بلا دلیل ہے چاروں درجے یکساں ہونے چاہئیں۔ یا چاروں درجات حقیقی ہوں یا چاروں ظلی بروزی ہوں۔

جواب ۷: امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سب سے اوپرنا مقام صدیقیت ہے۔ شہید اور صالح اس سے نیچے کے درجے ہیں۔ لہذا اطاعت خدا اور رسول سے بادھ سے زیادہ یہی تینوں درجے حاصل ہو سکتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ امتی نبی بن جائے۔ کیونکہ یہی تین کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت جو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز تھی جس نے اتباع نبوت کا ایسا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ

رہتی دنیا تک پوری امت مل کر بھی اس کی نظر نہیں پیش کر سکتی۔ انہیں دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے ابدی رضوان اور جنت کا شرفیت دے دیا تھا اور بقول مرزا صاحب ان میں حقیقتِ محمد یہ متحقق ہو چکی تھی۔ ان سب فضائل و امتیازات کے باوجود ان میں سے کوئی ایک بھی مقام نبوت پر فائز نہ ہو سکا۔ بلکہ حضرت ابو بکرؓ باوجود کمال اتباع کے صدیق ہی رہے اور حضرت عمرؓ باوجود عدل بے مثال کے شہید اور محدث کے درجہ پر ہی رکے رہے ان میں سے کوئی ظلی اور بروزی نبی بھی نہ بنا تو کیا ان کے بعد امت کا کوئی شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے ان حضرات سے بڑھ کر رسول کی اتباع کی ہے اور نبوت کا حق دار ہو گیا ہے۔ اور پھر کوئی نیک بھلا اور شریف آدمی دعویٰ کرے تو کوئی سوچے بھی۔ مرزا قادیانی جیسے نافرمان خدا رسول اور انگریز کے خود کاشتہ پو دے کے بارے میں تو کوئی باہوش آدمی نبی تو کیا درجہ صلاح تک بھی پہنچنے کا تصور نہیں کر سکتا۔

حوالہ ۸: اگر اطاعت سے نبوت ملتی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ نبوت حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کو کیوں نہ ملی؟ کیا وہ قیامت کے روز یہ سوال کرنے میں حق بجانب نہیں ہوں گے کہ یا اللہ ہم نے تیری اور تیرے رسول برحق کی اتباع میں اپناسب کچھ قربان کر دیا، مگر تو نے ہمیں نبوت نہ دی۔ اور ایک ایسے شخص (غلام احمد) کو جو تیرے پکے دشمنوں یعنی انگریز کا ایجنسٹ اور جاسوس تھا اس نعمت سے سرفراز فرمادیا کیا تیرے انصاف کا تقاضہ یہی تھا؟ لے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی بے انصافی ہرگز نہیں کر سکتا۔

حوالہ ۹: مرزا ایک طرف تو دلیل بالا سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اطاعتِ رسول کے ذریعہ سے آدمی درجہ نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔ دوسری طرف خود ”حضرت صاحب“ نے اس بات کا اقرار و اعتراف کیا ہے کہ اطاعت کرنے حتیٰ کہ فانیِ الرسول ہو جانے سے بھی نبوت نہیں مل سکتی۔ بس زیادہ سے زیادہ محدثیت کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس اعتراف کے ثبوت میں چند حوالے پیش خدمت ہیں:

حوالہ ۱: ”جب کسی کی حالت اس نبوت تک پہنچ جائے (جو اس سے قبل ذکر کی

مرزا غلام احمد کی تحریر اطاعت انگریز کے بارے میں ملاحظہ ہو: ”سو مرانہ ہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں: ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے اُن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سودہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔“ (شہادۃ القرآن۔ رخ جلد نمبر ۲۶ ص ۳۸۰)

گئی) تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقاماتِ عالیہ کو ظلی طور پر پالیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے۔ اور انہیاء و رسول کا نائب اور وارث ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جوانبیاء میں مجذہ کے نام سے موسم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہی حقیقت جوانبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جوانبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اس میں محدثیت کے پیڑا یہ میں ظہور پکڑتی ہے۔ حقیقت ایک ہی ہے لیکن بیانِ شدت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مفہومات مبارکہ اشارت فرمائے ہیں کہ محدث نبی بالقوہ ہوتا ہے۔ اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر یک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا تھا۔ اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی جیسا کہ کہہ سکتے ہیں العنب خمر نظرًا علی القوہ والاستعداد ومثل هذا الحمل شائع متعارف فی عبارات القوم وقد جرت المحاورات علی ذلك كما لا يخفی علی کل ذکری عالم مطلع علی کتب الادب والكلام والتتصوف۔ (ماہنامہ رویو آف ریچرچز جلد ۳ ماہ اپریل ۱۹۰۲ء بعنوان اسلام کی برکات۔ مثلہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۷، ۲۳۸۔ خ جلد ۵ ص ۲۲۸، ۲۲۹)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ ظلی نبوت بھی درحقیقت محدث ہی ہے۔ اور کامل اتباع سے جو ظلی نبی بنتا ہے وہ دراصل محدث ہوتا ہے۔ اور یہاں جو محدث پر حمل نبی کا کیا گیا ہے وہ محض استعداد کی بنابر ہے۔ یعنی اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو وہ نبی بن جاتا۔ جیسا کہ عنبر پر خمر کا اطلاق قوت واستعداد کی بنابر کیا جاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو خمر کا حکم ہے وہی عنبر کا بھی حکم ہو بلکہ دونوں کے احکام اپنی جگہ الگ الگ ہیں اسی طرح اگر محدث پر نبی کا اطلاق بخلاف استعداد کیا جائے گا تو دونوں کے احکام الگ الگ ہوں گے۔ نبی کا انکار کفر ہو گا اور محدث کی نبوت کا انکار کفر نہ ہو گا۔ حالانکہ مرزا ای اپنے حضرت صاحب (ظلی نبی) کے منکرین کو پکار کافر گردانے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہوا مرزا غلام احمد کچھ کہیں۔ مرزا کی کچھ کہیں۔ اور آج کل کے جامیں کچھ کہیں۔ اسی سے اس پچر عقیدہ کے بطلان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حولہ نمبر ۲: ”ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔“ (شہادۃ القرآن ص ۲۸، روحاںی خزانہ جلد ۶ ص ۳۲۲، ۳۲۳)

مرزا کی یہ عبارت بھی مرزاںی تاویلات و توهات کی عمارت کو زمین بوس کر رہی ہے۔ مرزا غلام احمد قادریانی اس بوڑھی عورت کی طرح ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں مذکور ہے: **و لَا تَكُونُوا كَالْتَّى نَفَضَتْ غَزَلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اِنْكَاثًا۔** (الخیل: ۹۷) مکہ کرمہ میں ایک نیم دیوانی بڑھیا رہتی تھی سارا دن سوت کاتی اور شام کو ریزہ کر دیتی تھی۔

مرزا صاحب بھی اگر ایک مقام پر اپنے دلائل کو ہمایہ کے برابر پھراتے ہیں تو دوسرے مقام پر انہی دلائل کی خود زور دار تردید کرنے نظر آتے ہیں۔

حولہ ۳: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔“ (ایام الحج در روحاںی خزانہ ج ۱۲ ص ۲۶۵)

مرزا کو خود تسلیم ہے کہ حضرت عمر ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلی وجود تھے پھر بھی وہ نبی نہ کھلائے۔ معلوم ہوا کہ اتباع نبی سے زیادہ سے زیادہ ظلی وجود تو مرزا کے نزدیک ہو سکتا ہے مگر نبوت نہیں مل سکتی۔

حولہ ۴: ”صدہ الوگ ایسے گزرے ہیں جن میں حقیقت محمد یہ متحقق تھی اور عنده اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔“ (آنینہ کمالات اسلام در روحاںی خزانہ ج ۱۵ ص ۳۲۶)

اس عبارت سے بھی پتہ چلا کہ اگر چہ صدہ الوگ ایسے گزر کچے ہیں جن کا نام ظلی طور پر احمد یا محمد تھا، مگر پھر بھی ان میں سے نہ کوئی نبی بنا اور نہ کسی نے دعویٰ نبوت کیا نہ اپنی الگ جماعت بنائی اور نہ اپنے منکریں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا۔ تو عجیب بات ہے کہ اتنے بڑے بڑے تبعین خدا اور رسول تو اس نعمت سے محروم ہی دنیا سے رخصت ہو گئے اور مرزا قادریانی ظلی نبی کے ساتھ ساتھ حقیقی نبی بھی بن گیا۔

حولہ ۱۰: کتب سیر میں یہ روایت موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے: **مَعَ الرَّفِيقِ الْأَعْلَى فِي الْجَنَّةِ مَعَ الظَّالِمِينَ اَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشَّهِداءَ وَالصَّالِحِينَ۔** تو مرزاںی بتائیں کیا اس کا یہ مطلب ہے نعوذ باللہ کہ آپ نبی نہیں تھے اور اس دعاء کے ذریعہ نبوت وغیرہ کو طلب کر

رہے تھے؟ بلکہ عبارت دیکھنے سے ہی یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ یہاں رفاقت کا ذکر ہے درجات کا ذکر نہیں ہے۔

جواب ۱۱: جو آیت مرزا یوں نے اپنی دلیل میں پیش کی ہے اس لئے اخیر میں یہ جملہ بھی ہے وحسن اولئک رفیقاً۔ (اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں) جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آیت صرف رفاقت پر دلالت کرتی ہے بعینہ نبی صدیق اور شہید بنے پر دال نہیں ہے۔

جواب ۱۲: تو ہم کہتے ہیں کہ کوئی کسی کیستھ ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا وہ اس کا عین ہو گیا مشاذ کہتے ہیں فلاں شخص مع اہل و عیال آیا تو اس کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ فلاں شخص اپنے اہل و عیال کا عین ہو گیا ہے۔ اگر مرزا یوں کے خیال کے مطابق نہیں ہی ہو جاتا ہے تو پھر لوگ صرف نبی ہی نہیں بلکہ خدا بھی بنیں گے۔

قرآن مجید میں ہے انی معمکم کیا خدا اور فرشتے متعدد ہو گئے۔ ان اللہ معنا کیا نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق اور خدا تعالیٰ میتوں ایک ہو گئے۔ ان اللہ مع الصابرین میں کیا اللہ تعالیٰ اور صابر لوگ آپس میں متعدد ہو گئے ہیں تو گویا دنیا میں ہندوؤں کی طرح ہزاروں خدامانے پڑیں گے۔

جواب ۱۳: یہ کہ مرزا قادیانی نے جو اس آیت کا خود معنی کیا ہے اس سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے نبی بن جائیں گے بلکہ وہ تو کہتا ہے کہ آیت کی مراد یہ ہے کہ انبیاء و صدیقین وغیرہم کی صحبت میں آ جاؤ، دیکھو آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹۸ لا ہو ری۔

”تم پنج وقت نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرو اهدنا الصراط المستقیم یعنی اے ہمارے خدا اپنے منعم علمیہم بندوں کی ہمیں راہ بتا وہ کون ہیں نبی اور صدیق اور شہید اور صلحاء اس دعا کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ان چار گروہوں میں سے جس کا زمانہ تم پاؤ اس کے سایہ صحبت میں آ جاؤ اور اس سے فیض حاصل کرو۔“

(رسالہ ملحق آئینہ کمالات اسلام قیامت کی نشانی روحانی خزانہ جلد ۵ ص ۷۱۲)

جواب ۱۴: یہ کہ مرزا قادیانی نے اہل مکہ کیلئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو انبیاء و

رسل و صد یقین اور شبداء اور صالحین کی معیت نصیب کرے جیسے حامۃ البشری ص ۹۶ رخ
جلد ۷ ص ۳۲۵ میں لکھا ہے:

”نسالہ ان یدخلکم فی ملکوته مع الانبیاء والرسل والصدیقین
والشہداء والصالحین۔“ تو کیا اس کا مطلب یہ ہو گا کہ مرزا عالمگر ہا ہے کہ اہل مکہ تمام
کے تمام انبیاء اور رسول بن جاویں۔ اگر یہی مراد بھی جاوے تو مرزا نے گویا اہل مکہ کیلئے نبوت
حاصل کرنے کی دعا کی ہے اور یقیناً اس کی دعا منظور ہوئی ہو گی۔ کیونکہ مرزا سے خدا نے الہام
میں وعدہ کیا تھا کہ تیری ہر دعا قبول کروں گا۔ اجیب کل دعاء کے الافی شرکاء کے تو پھر
یقیناً کہہ دا لے لوگ نبی ہو گئے ہوں گے۔

(ماہنامہ ریویو آف رسٹلیشنز جلد ۳ بماہ اپریل ۱۹۰۲ء، عنوان اسلام کی برکات)

نوں: گذشتہ تمہید سے ثابت ہوا کہ مرزا یوں کے خیال میں مکہ کے سب علماء نبی
بن چکے تھے اب علماء مکہ نے مرزا پر جو کفر کا فتویٰ لگایا ہے تو کیا یہ فتویٰ آسمانی آواز شمارہ ہو گا۔
لہذا باعتراض طائفہ قادیانیہ مرزا قادیانی پر مکہ مکرمہ کے سب انبیاء کا فتویٰ کفر لگے گا اور وہ
پر لے درجے کا کافر ہو گا کیونکہ مرزا کی دعا کے نتیجہ میں یہ فتویٰ انبیاء کا فتویٰ ہو گا کسی عام آدمی یا
مواوی کا فتویٰ نہیں ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس فتویٰ پر امت مرزا یہ تقلیل کرتی ہے یا نہیں۔

ڈھنڈائی کی انہیں

انتہے سارے دلائل واضحہ اور براہین جلیلہ ہونے کے باوجود مرزا کی اپنی باطل
دلیل پر جنے نظر آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آیت من يطع الله والرسول فاولثک مع الذین
اللخ میں ”مع“ ”من“ کے معنی میں ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت
کرے گا وہ معمم علیہم انبیاء وغیرہ میں سے ہو گا۔ نہ کہ محض ان کے ساتھ ہو گا، اور اس کی مثال
قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے فرمایا گیا: وَتُوفِنَا مَعَ الْأَبْرَارِ۔ ای من الابرار۔
یعنی نیکوں میں سے بنا کر ہمیں وفات دیجیے۔

ہمہ بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں!

آنکھوں میں دھول جھوک کر کچی گولیاں کھلینے والوں کو تoram کیا جا سکتا ہے لیکن دلائل

پر نظر رکھنے والے ارباب بوش و خرد کے سامنے مرزا نیوں کی ایسی خود ساختہ باتیں سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس من گھرست تاویل کا پوسٹ مارٹم پیش خدمت ہے۔

(الْرَّ) پورے کلام عرب میں کہیں بھی مع۔ من کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا اگر یہ من کے معنی میں آتا تو مع پر من کا دخول ممتنع ہوتا حالانکہ عربی محاوروں میں من کا مع پر داخل ہونا ثابت ہے۔ لفظ کی مشہور کتاب المصباح المنیر میں لکھا ہے۔ ودخول من نحو جئت من معه۔ مع القوم۔ لہذا معلوم ہوا کہ من کبھی مع کے معنی میں نہیں ہو سکتا ورنہ ایک ہی لفظ کا انگریز لازم آئے گا۔

(ب) اگر مع کا معنی من لیا جائے تو حسب ذیل آیت کے معنی کیا ہوں گے؟

(۱) انَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔

(۲) مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ۔

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نعمۃ باللہ اللہ تعالیٰ صابروں کے جز ہیں یا یہ کہ حضرات صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔

(۳) انِي مَعَكُمْ۔

(۴) انَّ اللَّهَ مَعَنَا۔

کیا مذکورہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا اور فرشتے اور دوسری آیت میں نبی علیہ السلام، حضرت ابو بکر صدیق اور خدا تعالیٰ میتوں ایک ہو گئے؟

(۵) جب کوئی لفظ مشترک ہو اور دو معنی میں مستعمل ہو تو دیکھا جاتا ہے کہ کون سے معنی حقیقت ہیں اور کون سے مجاز۔ جب تک حقیقت پر عمل ممکن ہو مجاز اختیار کرنا درست نہیں ہوتا یہاں پر بہر حال مع رفاقت کے معنی میں حقیقت ہے اور اس پر عمل کرنا یہاں ممکن بھی ہے۔ کیونکہ اگلے جملہ و حسن اولئک رفیقاً سے صاف طور پر رفاقت کے معنی کی تائید ہو رہی ہے لہذا مع کو من کے مجازی معنی میں لے جانا ہرگز جائز نہ ہو گا۔

(۶) اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مع بھی کبھی من کے معنی میں استعمال ہوا ہے یا ہوتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آیت مہوٹ عنہا میں بھی مع۔ من کے معنی میں ہے۔ کیا کسی مفسر یا مجدد نے یہاں پر مع کے بجائے من کے معنی مراد لیے ہیں؟

(۷) مع کے من کے معنی میں ہونے پر مرزا ای جو آیات قرآنیہ تلبیس و مغالطہ کے

لیے پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی مع من کے معنی میں نہیں ہے۔ ہمارے اور مرزا یوں کے معتبر مفسر امام رازی نے آیت و توفیقہ مع الابرار کی تفسیر فرماتے ہوئے مرزا یوں کے سارے گھروندے کو زمین بوس کر دیا ہے۔ اور ان کی روکیک تاویل کی وجہیان ازادی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

”وفاتهم معهم هي ان يموتوا على مثل اعمالهم“

حتى يكونوا في درجاتهم يوم القيمة قد يقول الرجل أنا
مع الشافعى في هذه المسألة ويريد به كونه مساويا له في
ذلك الاعتقاد۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۸۱)

(ترجمہ) ”ان کا ان (ابرار) کے ساتھ وفات پا ان اس طرح ہو گا کہ وہ ان نیکوں جیسے اعمال کرتے ہوئے انتقال کریں تاکہ قیامت کے دن ان کا درجہ پالیں جیسے سمجھی کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں اس مسئلہ میں شافعی کے ساتھ ہوں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اعتقاد رکھنے میں وہ اور امام شافعی برابر ہیں۔ (ذیک وہ درجہ امام شافعی تک پہنچ گیا)

اور یہی امام رازی ومن يطع الله والرسول، الخ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ومعلوم انه ليس المراد من كون هولا، معهم“

هوا نهم يكونون في عين تلك الدرجات لان هذا ممتنع۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۷۹)

(ترجمہ) ”یہ بات معلوم ہے کہ یہاں ان کے ساتھ ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ ان ہی کے درجہ میں ہوں گے۔ کیونکہ یہ بات محال ہے۔ امام رازی مرزا قادیانی کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں شاید انہیں بذریعہ کشف معلوم ہو گیا تھا کہ قادیانیوں نے اس آیت سے غلط استدلال کرتا ہے لہذا آٹھو سال قبل انہوں نے اس کی وضاحت کر کے قادیانیوں کے استدلال کی وجہیان ازادیں۔“

فالحمد لله على فلان

بالكل سفید جھوٹ

اپنی بہت ہڈری کے نتیجہ میں انسان کتنی بے شرمی اور بے حیائی پر آتا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ مرزا نیوں کی اس حرکت سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے باطل استدال ای تائید کے لیے جھوٹ کا ایک پلندہ تیار کر لیا ہے اور مشہور امام الغ راغب اصفہانی کے ہندھے پر سے بندوق چلانے کی ناکام و شش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امام راغب کی ایک بہوت سے ان کے بیان کردہ معنی آیت کی واضح تائید ہوتی ہے۔ وہ بہارت یہ ہے

قال الراغب: ممن انعم عليهم من العرق الاربع

فی المنزلة والثواب النبی بالنسی والصدیق بالصدیق
والشهید بالشهید والصالح بالصالح واجاز الراغب ان ینتعلق
”من النبیین“ بقوله ومن یطبع اللہ والرسول ای من
النبیین ومن بعدهم۔

(منقول از لحرکت للعلماء الاندلسی ن ۳۱۷- ۲۸۷ یوت)

(ترجمہ) ”امام راغب نے ان چاروں قسم کے لوگوں کے بارے میں کہا جن پر انعام کیا گیا ہے درجہ میں اور ثواب میں کہ نبی نبی کے ساتھ۔ صدیق صدیق کے ساتھ اور شہید شہید کے ساتھ اور صالح صالح کے ساتھ اور امام راغب نے اس بات کو درست قرار دیا ہے کہ ”من النبیین“ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ارشاد ومن یطبع اللہ والرسول سے ہو یعنی جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے نبیوں میں سے یا ان کے بعد کے درجہ والوں میں سے۔“

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ من النبیین انعم اللہ علیہم سے نہیں بلکہ ومن یطبع اللہ الخ سے متعلق ہے۔ لہذا آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ نبیوں وغیرہ میں سے جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم کے ساتھ ہو گا۔ اور یہاں یطبع مضارع کا صیغہ ہے جو حال و انتقال دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ لہذا ضروری ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہئیں جو رسولوں کی اطاعت کرنے والے ہوں اگر نبوت کا دروازہ بند ہو تو اس آیت کے مطابق وہ کون سانبی ہو گا جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا؟

ہدیہ و ملک

مرزا نیوس نے مذکورہ محدث پیش کر کے انتہائی دجل و فریب کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ
دو ایجاد اندیشی کی تفسیر الجرم الحجیط سے مانوڑہ بے مگر انہوں نے اس قول کو نقل کر کے اپنی رائے
اس طرف بیان فرمائی ہے۔ وہذا الوجه الذی هو عنده ظاهر فاسد من جهة
المعنى ومن جهة النحو۔ (تفسیر الجرم الحجیط ج ۲۸ ص ۳۷ طبع چروت)

لہذا معلوم ہوا کہ یہ قول بالکل مردود اور ساقط الاستدلال ہے۔ اور دوسری بات یہ
ہے کہ امام راغبؓ کی کسی کتاب میں اس طرح کی عبارت نہیں ملتی ان کی طرف یہ قول منسوب
کرنے صحیح نہیں ہے۔ ان کی طرف قول بالائی غلط نسبت ہونے پر ہمارے پاس دو قرینے موجود
ہیں۔ دیکھیے:

پہلاً قرآنیہ

امام راغب امنہ بنیؓ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے
جس نام الدریعۃ الی مکارم الشریعۃ ہے۔ اگر بالفرض امام راغب کا وہ مسلک ہوتا جو مجر
محیط میں نقل کیا ہے تو اس کتاب میں ضرور تحریر کرتے لیکن اس پوری کتاب میں کہیں اشارہ
کنایتا بھی اس کا ذکر نہیں ہے جو کتاب مستقل اسی آیت کی تفسیر میں لکھی گئی ہے۔ معلوم ہوا کہ
یہ قول ان کی طرف غلط منسوب ہے۔

دوسرا قرینہ

اگر اس طرح کوئی عبارت امام راغب کی کسی اپنی کتاب میں ہوتی تو مرزا نیوی
منظرین امام راغب کی اسی کتاب سے حوالہ دیتے اور وہیں سے نقل کرتے تاکہ دلیل پختہ ہوتی
لیکن وہ لوگ تو بحر محیط کی ایک عبارت لے کر لکیر پستہ رہتے ہیں کیونکہ اس کا اصل مأخذ کہیں ہے
ہی نہیں۔ (یہ بات ۱۹۵۲ء میں مرزا نیوی مناظر قاضی نذیر کے ساتھ مناظرہ کے دوران معلوم
ہوئی..... از چینیوئی) اگر امام راغب کی اپنی کسی کتاب میں یہ عبارت ہوتی تو قادری اس کتاب
کو پیش کرتے علامہ اندیشی کی کتاب سے خیانت کر کے اس عبارت کو پیش کرنے سے ذمیل و
رسوانہ ہوتے جو اس قول کو نقل کر کے اس کی دھمکیاں اڑا رہا ہے۔ (فافہم)

چوہی دلیل

آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم سے بھی امت قادیانیہ استدلال کیا کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس امت میں اسی قسم کے خلیفے قائم کرے گا۔ جیسا کہ پہلی امتوں میں خلفاء تھے اور پہلی امتوں میں مثلاً حضرت آدم و سلیمان اور راؤ خلفاء خداوندی نبوت سے ممتاز تھے اس لیے مشاہدہ تامہ کے لئے اس امت میں بھی خلفاء انبیاء ہی ہونے چاہئیں۔

الجواب

تمہارا پیر و مرشد مرزا غلام احمد قادریانی تو اس آیت میں خلفاء سے مراد انبیاء نہیں لیتا وہ تو خلق۔ تے مراد ایسے معنی لیتا ہے جو حضرت ابو بکر صدیق و عمر بن خطاب و عثمان بن عفان اور علی امیر تسخی (رسوان اللہ اجمعین) کو بھی شامل ہیں اور وہ خلیفہ جو امت میں ہمیشہ ہمیشہ رہتے آئے ہیں۔ تمہاری طرح نہیں کہ اس سے مراد صرف نبی ہی ہو جو مرزا سے پہلے کوئی اس امت میں سے نہیں ہوا۔ دیکھ مرزا کی کتاب شہادة القرآن م ۳۷ طبع جدید ص ۷۵ ر۔ خص ۳۵۳ جلد ۲ میں اسی آیت کے ماتحت لکھتا ہے:

”کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کاظل ہوتا ہے..... پس جو شخص خلافت کو میں (۳۰) برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی نعمت غانی کو نظر انداز کرتا ہے۔“

آئے چل، ص ۵۹۔ ۶۰۔ خص ۳۵۲۔ ۳۵۳ میں لکھتا ہے:

”نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آؤں اور وقت فتوت اور حادثی زندگی کے کر شمنہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمه ہے۔“

مرزا غلام احمد قادریانی کی عبارت صاف بتلارہی ہے کہ خلفاء سے مراد نبی نہیں، بلکہ انبیاء کے جانشین مراد ہیں جو وہ نبی نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس امت میں اب نبی نہیں آسکتے بلکہ انبیاء کے خلفاء آئیں گے۔

نبوت وہبی ہے کبی نہیں: (مرزا قادیانی کا اقرار)

(۱) لاشک ان التحدیث موهبة مجردة لا تعال بالکسب البتة کما هو

شان النبوة۔ (حلمة البشری ص ۸۲ ر۔ خ ص ۳۰۱ جلد ۷)

(ترجمہ) ”اس میں ذرا شک و شبہ نہیں کہ مکالمت و مخاطبۃ الہیہ (وَحْیُ اللّٰہِ) محض عطاۓ الہی ہے۔ کسی ریاضت یا محنت سے ہرگز حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ شان نبوت کا معاملہ ہے۔ یعنی (جیسے مقام نبوت کسی اتباع یا ریاضت و مجاہدہ سے حاصل نہیں ہوتا اسی طرح مقام محدث بھی ہے)

(۲) ”والمؤمن الكامل هو الذى رزق من هذه النعمة على سبيل

الموهبة۔“ (الاستفادة ضمیر حقیقتہ الوجی ص ۲۲ درر۔ خ ص ۲۲۳ جلد ۲)

(۳) ”سوئیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی بہر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔“

(حقیقتہ الوجی ص ۲۲ ر۔ خ ص ۲۲ جلد ۲)

(۴) ”اب خلاصہ کلام یہ ہوا کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے۔ کسی عامل کا عمل نہیں ہے اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے۔ جس سے ہمارے مخاطب برہمود غیرہ بے خبر ہیں۔“ (براہین احمدیہ ص ۳۱۲ درروحانی فزانہ ص ۲۹۸ جلد ۱)

نبوت وہبی ہے یا کبی؟

هم مرزا نبیوں سے پوچھتے ہیں اچھا یہ بتاؤ کہ نبوت کسب سے ملتی ہے یا منجانب خداوندی ہبہ کی جاتی ہے۔ اگر وہبی مانتے ہو تو تمہارا استدلال بیکار ہے۔ کیونکہ اطاعت کے ذریعہ ملنے والی نبوت تو کبی ہی ہوگی۔ اور اگر اسے کبی مانتے ہو تو یہ بالاجماع باطل ہے اور اگر یہ کہتے ہو کہ ہے تو وہبی مگر اس میں کچھ کسب کا بھی دخل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **يَهْبِ لِمَن يشاء افَلَّا إِلَّا** تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس میں ادنیٰ سا بھی شائیبہ کسب کا پایا گیا تو وہ کبی ہو گئی۔ اور جو آیت تم نے پیش کی ہے اس میں ہم کسب کا داخل مانتے ہی نہیں یہ اولاد دینا تو صرف اللہ کا فعل ہے اس میں بندہ کا داخل نہیں وہ چاہے تو زندگی بھر زدہ بن کی محنت کے باوجود کچھ نہ دے اور چاہے تو حضرت مریم علیہ السلام کو بلا سبب اولاد دے دے۔

لہذا آیت سے استدلال مطلقاً نہ ہے۔ الغرض کسی بھی طرح اگر نبوت کو کب کا نتیجہ قرار دیا جائے گا (جبکہ مرزاں ای مانتے ہیں) تو یہ عقیدہ سراسر عصمت انبیا کے منافی ہو گا۔ اس بارے میں یہ دو حوالے آبیز رسم کھٹکے جانے کے قابل ہیں:

(۱) علامہ شعرائی "الیوقیت والجواہر" میں تحریر فرماتے ہیں:

فَإِنْ قَلْتُ فَهِلَ النَّبِيُّوْنَ مَكْتَسِبَةٍ أَوْ مَوْهِبَةٍ فَالْجَوابُ
لِنِسَانِ النَّبِيُّوْنَ مَكْتَسِبٌ حَتَّىٰ يَتَوَصَّلَ إِلَيْهَا بِالنَّسْكِ وَالرِّيَاضَاتِ
كَمَا ظَنَّهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْحَمَقَاءِ وَقَدْ افْتَنَ الْمَالِكِيَّةَ وَغَيْرَهُمْ
بِكُفَّرٍ مَّنْ قَالَ إِنَّ النَّبِيُّوْنَ مَكْتَسِبٌ .

(الیوقیت والجواہر ص ۱۲۵۔ ۱۲۶ جلد ۱)

(ترجمہ) ”کہ کیا نبوت کبی ہے یا وہی؟ تو اس کا جواب حرض نہ مت ہے، کہ نبوت کبی نہیں ہے کہ محنت و کاؤش سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض ائمتوں (مثلاً قادر یا نی فرقہ از مترجم) کا خیال ہے مالکیہ وغیرہ نے کبی کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔“

(۲) قاضی عیاض شفا، میں لکھتے ہیں:

مَنْ أَدْعَى نَبْوَةً أَحَدًا مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَوْ بَعْدِهِ أَوْ مَنْ أَدْعَى النَّبْوَةَ لِنَفْسِهِ أَوْ جُوزَ اِكْتَسَابِهَا
أَوْ الْبُلوغَ بِصَفَّا، الْقَلْبَ إِلَى مَرْتَبَتِهَا الْخَ وَكَذَلِكَ مَنْ أَدْعَى
مِنْهُمْ أَنَّهُ يُوحِي إِلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَدْعُ النَّبْوَةَ فَهُؤُلَاءِ كُلُّهُمْ كُفَّارٌ
مَكَذِّبُونَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنَّهُ أَخْبَرَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَ بَعْدَهُ .

(شفاء، لقاضی عیاض جلد ۲ ص ۲۳۶۔ ۲۳۷)

(ترجمہ) ”ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی یا آپ کے بعد جو کوئی کسی اور کسی نبوت کا قائل ہو یا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا یا پھر دل کی صفائی کی بنا پر اپنے کسب کے ذریعہ نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا، یا پھر اپنے پروگر کے اتر نے کو کہا۔ اگرچہ نبوت کا دعویٰ

نہ کیا۔ تو یہ سب قسم کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ "انا خاتم النبیین" کی تکذیب کرنے والے ہوئے اور کافر نہیں ہے۔" ان دونوں روشن حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ نبوت کے کبی ہونے کا عقیدہ رکھنا اپنے اندر تکذیب خدا اور رسول کا غصہ رکھتا ہے اور اس عقیدہ کا رکھنے والا مالکیہ و دیگر علماء کے نزدیک قابلِ اُردُن زدنی اور کافر ہے۔

لَانَبِيٌّ بَغْدِيٌّ پِرِ اعْتِراضٍ مَعَ اجْوَابٍ

(اعترض ۱) لَانَبِيٌّ بَغْدِيٌّ کا مفہوم یہ ہے کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہو گا جیسا کہ بعض علماء کرام کی تصریحات سے ظاہر ہے۔ اگر لَانَبِي بعدی میں عامِ فتنی مراد ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد نہ بتلاتے۔

جواب ۱: یہاں پر لاثی جس کا ہے اور فتنی عام ہے۔ جیسا کہ مرزا نے خود تسلیم کیا ہے: الا تعلم ان الرَّبِ الرَّحِيمِ الْمُتَفَضِّلِ سَمَّى نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ اسْتِثْنَاءٍ وَفَسَرَهُ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ لَانَبِيٌّ بَغْدِيٌّ بعدی بیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظہور فتنی بعد نبیاننا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لجوzenا انتفاح باب وحی النبوة بعد تعلیقها وهذا خلف کما لا يخفی على المسلمين وكيف يجئی فتنی بعد نبیاننا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ به النبیین۔ (حِمَامَةُ الْبَشَرِیِّ ص ۲۰۰۔ خ جلد ۷ ص ۲۰۰)

مذکورہ بالاعبارت میں مرزا نے بڑی صراحةً کے ساتھ خاتم النبیین اور لَانَبِي بعدی کا وہی ترجمہ اور مفہوم مراد لیا ہے جو ہم لیتے ہیں۔

باقی رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا اعتراض تو اس کا جواب گزر چکا ہے کہ ان کی آمد سے کسی قسم کا فرق نہیں رہتا کیونکہ انہیں نبوت پہلے سے ملی ہوئی ہے اور ان کے دوبارہ آنے سے انہیاء کرام کی فہرست میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوتا۔

جواب ۲: جس طرح "لا اله الا الله" میں اللہ کے بعد کوئی ظلی بروزی خدا نہیں

اس طرح لانسی بعدی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سکی ظنی بروزی نبی کی گنجائش نہیں۔

(عذر اپنے ۲) : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے:

قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ (مجموع الحجاء در منثور)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا لحاظ کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں لیکن ان کا زمانہ آنحضرت سے قبل گزر چکا ہے وہ آنحضرت کے بعد کے نبی نہیں ہیں اور یہ تصریح اس حدیث کے ساتھ ہی مجموع الحجاء میں اس طرح دی گئی ہے۔

وھذا ناظراً الی نزول عیسیٰ بن مریم۔

علامہ زخیری بھی لکھتے ہیں:

فَانْ قَلْتَ كَيْفَ كَانَ أَخْرُ الْأَنْبِيَاءِ وَعِيسَى يَنْزَلُ فِي أَخْرِ الزَّمَانِ

قلت معنی کونہ اخر الانبیاء، انه لا ينبا احد بعده وعیسیٰ ممن نبی قبلہ۔

(تفسیر کشاف)

جواب ۲) : اگر حضرت ام المؤمنین ختم نبوت کے اسلامی مفہوم کی مخالف اور مرزائی تحریف کی جائی ہوتیں تو وہ متدرج ذیل روایات کی راوی ہرگز نہ ہوتیں۔

(۱) عن عائشة عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لا يبقى بعده من النبوة الا المبشرات قالوا يا رسول الله وما المبشرات قال الرويا الصالحة يراها المسلم او ترى له۔ (کنز العمال)

(زجمع) ”حضرت عائشہ“ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا سوائے مبشرات کے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مبشرات کیا چیز ہیں آپ نے فرمایا اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔“

(۲) انا خاتم الانبیاء، ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔ (کنز العمال)

”میں خاتم انبیاء ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں کی خاتم ہے۔“

(۳) عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت يا رسول الله أرى ارنی اعيش من بعدك فتاذن لی ان اذفن الى جنبك فقال وانی لک بذالك

الموضع؟ ما فيه الا موضع قبرى و قبر ابى بكر و عمر و عيسى ابن موریم۔ (اخراج ابن عساکر کمانی کنز العمال ص ۲۶۸ جلد ۷)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ اللہ کے رسول میراگمان ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی کیا مجھے آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت ہوگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو اس جگہ میں کیسے دفن ہو سکتی ہے؟ وہاں تو میری، ابو بکرؓ عمرؓ اور حضرت عیسیؓ کی قبر کی جگہ ہے۔

(۴) عن عائشة رضي الله عنها قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ياتى فلسطين باب لد فىنزل عيسى عليه السلام فيقتله ثم يمكث عيسى عليه السلام في الأرض أربعين سنة. أما ما عدلا و حكمها مقططاً. (الدر المصور ۲۳۲: ۲۳۲ من مدارك حديثنا)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دجال کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”..... یہاں تک دجال فلسطین باب لد تک آئے گا۔ پس حضرت عیسیؓ علیہ السلام نازل ہوں گے اسے (دجال کو) قتل کریں گے۔ پھر حضرت عیسیؓ علیہ السلام زمین میں میں امام عادل اور منصف حاکم بن کرچالیس سال رہیں گے۔“

یہ قادریانیوں کی ڈھنائی کی انتہا ہے کہ وہ اپنا نظریہ قرآن و حدیث کے مطابق بنانے کی بجائے قرآن و حدیث کو اپنے خود ساختہ نظریات کے مطابق ڈھانلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ سمیت اسلاف امت پر الزام تراشی سے بھی باز نہیں آتے۔

(عذر) (عن ۳) : لانبی بعدی میں لفظ بعدی مغارت اور مخالفت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ فبای حدیث بعد الله و ایته یؤمنون۔ (سورہ جاثیہ ۱۱)
آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کی آیات کے خلاف کون سی بات پر وہ ایمان لا میں گے۔ اس طرح لانبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف ہو کر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں ہے:

فأولتهمَا كذا يَبْيَنُ لِيَخْرُجَانَ بَعْدِهَا الْعَنْسِيُّ وَالْأَخْرَمْ سِيلَمَةٍ۔

(كتاب المغازي صحیح بخاری شریف جلد ۲ ص ۲۶۸)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دو کذاب ہیں جو میرے بعد یعنی میری مخالفت میں

الموضع؟ ما فيه الا موضع قبرى و قبر ابى بكر و عمر و عيسى ابن مريم۔ (اخراج ابن عساکر کتابی کنز العمال ص ۲۶۸ جلد ۷)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول میراگمان ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی کیا مجھے آپ کے پہلو میں دن ہونے کی اجازت ہو گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو اس جگہ میں کیسے دن ہو سکتی ہے؟ وہاں تو میری، ابو بکرؓ، عمرؓ اور حضرت عیسیٰ کی قبر کی جگہ ہے۔

(۴) عن عائشة رضي الله عنها قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم ... حتى ياتي فلسطين باب لد فينزل عيسى عليه السلام فيقتله ثم يمكث عيسى عليه السلام في الأرض أربعين سنة. أما ما عدلا و حكمًا مقططاً. (الدر المأثور ۲: ۲۳۲، منhadīm ۶: ۷۵)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دجال کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”..... یہاں تک دجال فلسطین باب لد تک آئے گا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اسے (دجال کو) قتل کریں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں امام عادل اور منصف حاکم بن کرچالیس سال رہیں گے۔“

یہ قادریوں کی ڈھنائی کی انتبا ہے کہ وہ اپنا نظریہ قرآن و حدیث کے مطابق بنانے کی بجائے قرآن و حدیث کو اپنے خود ساختہ نظریات کے مطابق ڈھانلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ سمیت اسلاف امت پر ازام تراشی سے بھی باز نہیں آتے۔

(عذر اصنی ۳: لانبی بعدی میں لفظ بعدی مغائرت اور مخالفت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ فبای حدیث بعد الله و ایته یؤمنون۔ (سورہ جاثیہ ۱۱)
آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کی آیات کے خلاف کون سی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ اس طرح لانبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف ہو کر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں ہے:

فأولتهمما كذلكين ليخرجان بعدى أحدهما العنسى والآخر مسيلمة۔

(كتاب المغازى صحیح بخاری شریف جلد ۲ ص ۲۶۸)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دو کذب اب ہیں جو میرے بعد یعنی میری مخالفت میں

نکلیں گے۔

جواب ۱: خود مزانتے لانبی بعدی کا ترجمہ مسلمانوں کے مطابق کیا ہے کہ
”میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“

آنحضرت نے بار بار فرمایا دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث
لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کواس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ
انقطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وختام النبیین سے بھی اس بات کی
تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقيقة نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔“

(کتاب البر یہ مس ۱۸۲ ص ۲۱۳-۲۱۷)

جواب ۲: بغداد کا ترجمہ ”مخالفت“ عربی محاورہ کے خلاف ہے۔ اور اہل زبان
سے اس کی کوئی نظری نہیں ملتی۔ اور دوسری حدیث میں بھی لانبی بعدی کا مفہوم واضح کرتی ہیں لہ
یق من النبوة الخ (مشکوٰۃ مس ۳۸۶) انی اخر الانبیاء۔ (صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۳۳۶)
ان احادیث میں بعد کا لفظ موجود نہیں ہے اور ہر قسم کی نبوت کی نفع کی گئی ہے، خواہ وہ
موافقت میں ہو یا مخالفت میں۔

”فبای حديث بعد الله وآيته يومنون“ کا جواب یہ ہے کہ یہاں بعد کا
مضاف الیہ مذوف ہے۔ ای بعد کتاب اللہ۔ (دیکھئے خازن وابن جریر وکشاف)
اور حدیث فاولتهما‘ الخ کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی بعد کا مضاف الیہ مذوف
ہے۔ یعنی پس خرجان بعد نبوتوی (فتح الباری) اور اس کی تائید بخاری شریف کی دوسری
روایت سے بھی ہوتی ہے جس کے الفاظ ہیں: الکذا بین الذین انا بینهم۔

ایک حضور علیہ السلام کے دنیا سے جانے سے پہلے ظاہر ہوا یعنی اسود العنبی اور دوسری
آپ کے بعد ہو گا یعنی مسیلمہ کذاب جو کہ حضرت ابو بکر صدیق ”کے عہد میں مارا گیا۔
پھر یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ مسیلمہ کذاب کا دعویٰ حضور ﷺ کی مخالفت کا نہ تھا۔ اس
کے ہاں جوازان دی جاتی تھی اس میں اشہد ان محمد رسول اللہ کا برادر ذکر ہوتا تھا۔
مسیلمہ کا یہ دعویٰ تھا کہ حضور علیہ السلام شہروں کیلئے نبی ہیں اور میں دیہاتوں کیلئے نبی ہوں نبوت
ہم دونوں کیلئے مشترک ہے۔ (تاریخ طبری)

جواب ۳: صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی و قاص کی حدیث میں لانبی بعدی کی جگہ لانبی بعدی کے الفاظ ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد نبوت کی کونہ ملے گی یہ کسی کے مخالف یا موافق ہونے کی بحث نہیں۔

لفظ ”خاتم“ پر قادیانی اعتراضات اور ان کے جوابات

(اعتراض ۱): خاتم النبین کا معنی ہے کہ صاحب شریعت نبیوں کو ختم کرنے والا تام نبیوں کو نہیں۔

جواب ۱: مرزا کی اپنی تحریروں سے بھی یہ تاویل رو ہوتی ہے۔

(۱) لانبی بعدی میں (لا) نفی عام ہے۔ (ایام الحصل ص ۱۳۶)

(۲) کیا تم نبیں جانتے کہ خدا نے رحیم و کریم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبین کی تفسیر لانبی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

(حملۃ البشیر ص ۲۰ و رخزانہ ص ۲۰۰ جلد ۷)

(۳) وہ رسالت ختم ہو گئی مگر دولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہو گی۔

(تہذیب الاذہان ص ا جلد ۱)

جواب ۲: قادیانی صرف ظلی بروزی نبوت کو جاری مانتے ہیں۔ اور عام نبوت و رسالت کو بند مانتے ہیں۔ اگر اس آیت میں خاتم النبین سے مراد خاتم الرسل ہے تو عموم نبوت جسے ان کی اصطلاح میں مستقل نبوت کہا جاتا ہے وہ کس دلیل سے بند ہوئی؟ جس دلیل سے وہ مستقل نبوت کا بند ہونا ثابت کرتے ہیں اسی سے ہم ظلی بروزی نبوت کی بندش ثابت کریں گے۔ (ما ہو جوابکم فہو جوابنا)

جواب ۳: اگر آیت خاتم النبین میں تمام انبیاء مراد نہیں بلکہ صرف رسول مراد ہیں تو قادیانی تائیں کہ:

(۱) ولكن البر من امن بالله واليوم الآخر والملائكة والكتاب والنبيين۔

(البقرة) میں کیا تمام انبیاء پر ایمان ضروری نہیں؟

(۲) فبعث الله النبیین مبشرین و منذرین۔ کیا قادریانی یہ معنی کریں گے کہ اللہ نے بعض انبیاء کو بشیر و نذر یہ بنا یا اور بعض کو نہیں؟

(۳) واد اخذ اللہ میثاق النبیین الخ کیا اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ نے بعض انبیاء سے عہد لیا اور بعض سے نہیں؟

اعتراف ۲۶: خاتم النبیین کا معنی ہے افضل النبیین جیسا کہ خاتم الشعراً بمعنی افضل الشعراً استعمال ہوتا ہے۔

جواب ۱: مرتضیٰ قادریانی نے مندرجہ ذیل عبارت میں مسلمانوں کے مطابق خاتم کا ترجیح و تشریح کی ہے۔ (لاحظہ فرمائیں)

(۱) ”میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں لکھا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لئے خاتم الالا و تھا۔“

(تریاق القلوب ص ۳۷۹)

(۲) ”بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جعیسی ہے۔“ (ضمیمہ برائین احمدیہ ج ۵)

(۳) ”خدا کی کتابوں میں صحیح موعود کے کئی نام ہیں ایک نام اس کا خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب کے آخر آنے والا ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۱۸)

(۴) ”قرآن کریم“ بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔“ (ازالہ ادھام ص ۲۱۷)

جواب ۲: حضرت عباسؓ کے خاتم المهاجرین ہونے والی روایت میں خاتم کا معنی افضل کرنا غلط ہے۔ خاتم کا معنی آخر ہی ہے۔ یونکہ حافظ ابن حجرؓ نے الاصابہ میں حضرت عباسؓ کے متعلق لکھا ہے:

هاجر قبل الفتح بقليل وشهدا الفتح۔ (الاصابہ ص ۲۲۸ جلد سوم)

حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے چند دن پہلے ہجرت کی اور آپؐ فتح مکہ کے موقع پر حاضر تھے۔ آپؐ کے ہجرت کرنے کے بعد کسی اور نے ہجرت نہ کی اس سے ثابت ہوا کہ خاتم کا معنی آخر ہے اور افضل کرنا غلط ہے۔

کے احکام اور پیغام بندوں تک پہنچائے۔ جب اس کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف ہوگی تو وہ نبی کہلائے گا اور جب لوگوں کی طرف اس کی نسبت ہوگی تو وہی نبی رسول کہلائے گا۔ لہذا اس تعریف کی رو سے ہر نبی رسول ہوگا اور ہر رسول نبی کہلائے گا۔

نبی اور امتحان میں فرق

- (۱) ”نبی“ وہ ہوتا ہے جو برآہ راست خدا تعالیٰ سے علم حاصل کرے اور وہ علم دینی نوع کا ہو۔ اور ”امتحان“ وہ ہوتا ہے جو نبی سے بالواسطہ یا بلا واسطہ علم حاصل کرے۔
- (۲) نبی کا علم بلا چوں و چپاں واجب التعلیم ہوتا ہے۔ امتحان کے کسی حکم کا مانا دوسروں پر فرض نہیں ہوتا۔ اگر وہ حکم قرآن و سنت کے مطابق ہے تو قرآن و حدیث کی وجہ سے وہ واجب العمل ہے۔ اگر خلاف ہے تو وہ لائق رد ہے۔
- (۳) صرف نبی کے انکار اور عدم انکار سے انسان دو حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں: ایک ماننے والے جو مسلمان کہلاتے ہیں دوسرے نہ ماننے والے منکر جو کافر کہلاتے ہیں۔ امتحان خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ اس سے دو گروہ مؤمنین اور کفار کے نہیں بنतے۔ لہذا اگر کوئی کہے کہ مجھے خدا تعالیٰ سے برآہ راست علم ملتا ہے جس کا مانا دوسروں پر فرض ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے) تو وہ اپنے اس قول سے امتحان نہ رہے گا اسے مدعی نبوت کہا جائے گا۔ مرزا قادیانی خدا تعالیٰ سے علم پانے کے دعویٰ کے مطابق ”نبی“ ہے ”امتحان“ نہیں۔ ”امتحان نبی“ کی اصطلاح اسلام میں کوئی نہیں یہ قادیانیوں کا تحضیل و حکمہ اور فرماز ہے یہ دو متصاد صفتوں کا جمع کرنا ہے۔ اگر وہ نبی ہے تو امتحان نہیں اور اگر وہ امتحان ہے تو پھر نبی نہیں۔ یہ تو ایسے ہے جیسے کسی کو کہیں کہ وہ مرد بھی ہے اور عورت بھی۔
- (۴) امتحان خواہ وہ کتنے ہی اونچے مرتبہ کا ہو وہ کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی کسی نبی سے افضل ہونے کا دعویٰ کرے وہ امتحان نہیں رہے گا۔ اسے مدعی نبوت کہا جائے گا کیونکہ انہیاء بعض بعضوں سے افضل ہوتے ہیں۔ امتحان کسی نبی سے افضل نہیں ہوتا مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تمام صفات میں افضل ہونے کا مدعی ہے۔ نبی اور امتحان کی مذکورہ بالاتشیرت کے مطابق مرزا قادیانی ہر تعریف کے مطابق

(عصر اصنف ۳): خاتم کا معنی مہر ہے یعنی حضور علیہ السلام کی مہر لگنے سے نبی بنتے ہیں۔

جواب ۱: مفصل حوالہ ما قبل گزر چکا ہے۔ کہ خاتم النبین کا معنی ہے ”ختم کرند والا نبیوں کا۔“ (دیکھئے ازالہ الدہام ص ۶۱۲)

جواب ۲: ما قبل حوالہ گزر چکا ہے کہ مرزا نے لکھا ہے کہ میں اپنے والدین کے لئے خاتم الادا دھنا۔ کیا مرزا اسی اس عبارت میں مہر والا معنی گوارا کر لیں گے؟

جواب ۳: عمل مص蕡ی ج اصل یہ ایں درج مجددین کی فہرست میں سے کسی بھی مفسر محدث کا حوالہ دیں جس نے خاتم کا معنی ”مہر لگانے والا“ کیا ہو۔
هاتوا برهانکم ان کتنم صادقین۔

اقوال بزرگان دین کا اجمالي جواب

مرزا ای لوگ بسا اوقات ملاعلی قاری و شیخ اکبر و غیرہم کی عبارتیں پیش کیا کرتے ہیں جن کا حاصل مرزا یوں کے خیال میں یہ ہوتا ہے کہ نبوت تشریعی بند ہے اور اس کا مفہوم مختلف مرزا یوں کے خیال میں یہ ہوتا ہے کہ نبوت غیر تشریعی جاری ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ بقول مرزا محمود قادریانی مسلمانوں کا عقیدہ یہ تھا کہ نبوت تشریعی ہی ہوتی ہے۔ دیکھو حقیقت الدین ص ۱۲۲، ۱۲۳ تو ہم یہ کہیں گے کہ بقول محمود قادریانی الہ اسلام کے نزد یک صرف ایک ہی نبوت تھی یعنی تشریعی تو گویا کوئی نبوت جاری نہ ہوئی۔

عبارت حقیقت الدین یہ ہے ص ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۳۳، ۱۳۶:

”نبی کی وہ تعریف جس کی رو سے آپ اپنی نبوت سے انکار کرتے رہے ہیں یہ ہے کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو کوئی نئی شریعت لائے یا پچھلی شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے یا یہ کہ اس نے بلا واسطہ نبوت پائی ہو اور کسی دوسرے نبی کا قیمع نہ ہو یہ تعریف عام طور پر مسلمانوں میں مسلم تھی۔“

قادیانی جن اکابرین کی عبارتیں پیش کر کے دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ تمام غیر تشریعی نبوت کے قائل تھے یہ سراسر ان پر بہتان ہے ان میں سے کوئی بزرگ بھی قادریانی نبوت (ظلیٰ

بروزی) کے جاری ہونے کا قائل نہیں ہے اگر ان حضرات کی اس عبارت کے سیاق و سبق کو دیکھا جائے اور ان کی دیگر تصریحات کو سامنے رکھا جائے تو مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ ”اوّال بزرگان“ کے تفصیلی جوابات حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی کتاب ”عقیدۃ الامت“ میں موجود ہیں اس کا مطالعہ کرنا انہائی مفید بلکہ ضروری ہے۔

ان تمام بزرگان کی عبارتوں کا ایک اجمالی جواب یہ ہے کہ ان حضرات نے جو اس قسم کی عبارتیں لکھی ہیں ان کے پیش نظر سیدنا عیینی علیہ السلام کی آمد ہٹانی ہے۔ اس لئے وہ حضرات لکھتے ہیں کہ کوئی جدید شریعت والا نبی نہیں آ سکتا بلکہ آپ کا تابع آ سکتا ہے ان کی اس سے مراد صرف حضرت عیینی علیہ السلام ہوتے ہیں کیونکہ وہ جب دو رہ تشریف لا میں گے تو کوئی نئی شریعت نہیں لا میں گے بلکہ وہ آپ کی اور آپ کی شریعت کی پیروی کریں گے۔ بس عیینی علیہ السلام کو مستثنیٰ کرنے کی خاطر اس طرح کی عبارتیں ہوتی ہیں کہیں حضرت عیینی علیہ السلام کی صراحت آ جاتی ہے کہیں نہیں۔ عبارت کے عموم سے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اس سے خبردار رہنا چاہیے۔ فافہم۔

نبی اور رسول

میں فرق

نبی اور رسول کی تعریف میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے اور جو بھی تعریف کی جائے اس پر کوئی نہ کوئی نقض اور اعتراض وارد ہو جاتا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص ہے۔ یعنی رسول وہ ہے جو صاحب کتاب ہو اور نبی عام ہے۔ بعض حضرات رسول کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ رسول وہ ہے جو قوم کفار کی طرف بھیجا جائے اور نبی عام ہے۔ مرزاق دیانی کے نزدیک اس کے بعد رسول عام ہے اور نبی خاص ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں نبی اور رسول دونوں مترادف ہیں اور ایک دوسرے پر استعمال ہوتے ہیں۔ اور یہی درست معلوم ہوتا ہے جس پر کوئی اعتراض واردنہیں ہوتا۔ دراصل ”نبی اور رسول“ ایک ہی ذات کی دو صفات ہیں۔ ”نبی“ کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پاتا ہے اور رسول اسے کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ

کے احکام اور پیغام بندوں تک پہنچائے۔ جب اس کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف ہو گی تو وہ نبی کہلانے گا اور جب لوگوں کی طرف اس کی نسبت ہو گی تو وہی نبی رسول کہلانے گا۔ لہذا اس تعریف کی رو سے ہر نبی رسول ہو گا اور ہر رسول نبی کہلانے گا۔

نبی اور امتي میں فرق

- (۱) ”نبی“ وہ ہوتا ہے جو برآہ راست خدا تعالیٰ سے علم حاصل کرے اور وہ علم دینی نوع کا ہو۔ اور ”امتي“ وہ ہوتا ہے جو نبی سے بالواسطہ یا بلا واسطہ علم حاصل کرے۔
- (۲) نبی کا علم بلا چوں و چپاں واجب ^{اللعلیم} ہوتا ہے۔ امتي کے کسی حکم کا ماننا دوسروں پر فرض نہیں ہوتا۔ اگر وہ حکم قرآن و سنت کے مطابق ہے تو قرآن و حدیث کی وجہ سے وہ واجب العمل ہے۔ اگر خلاف ہے تو وہ لائق رد ہے۔
- (۳) صرف نبی کے انکار اور عدم انکار سے انسان دھchosوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں: ایک ماننے والے جو مسلمان کہلاتے ہیں دوسرے نہ ماننے والے منکر جو کافر کہلاتے ہیں۔ امتي خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ اس سے دو گروہ مؤمنین اور کفار کے نہیں بنतے۔ لہذا اگر کوئی کہے کہ مجھے خدا تعالیٰ سے برآہ راست علم ملتا ہے جس کا ماننا دوسروں پر فرض ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے) تو وہ اپنے اس قول سے امتي نہ رہے گا اسے مدعی نبوت کہا جائے گا۔ مرزا قادیانی خدا تعالیٰ سے علم پانے کے دعویٰ کے مطابق ”نبی“ ہے ”امتي“ نہیں۔ ”امتي نبی“ کی اصطلاح اسلام میں کوئی نہیں یہ قادیانیوں کا شخص دھوکہ اور فرماز ہے یہ دو متصاد صفتیں کا جمع کرتا ہے۔ اگر وہ نبی ہے تو امتي نہیں اور اگر وہ امتي ہے تو پھر نبی نہیں۔ یہ تو ایسے ہے جیسے کسی کو کہیں کہ وہ مرد بھی ہے اور عورت بھی۔
- (۴) امتي خواہ وہ کتنے ہی اوپنچے مرتبہ کا ہو وہ کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی کسی نبی سے افضل ہونے کا دعویٰ کرے وہ امتي نہیں رہے گا۔ اسے مدعی نبوت کہا جائے گا کیونکہ انبویاء بعض بعضیوں سے افضل ہوتے ہیں۔ امتي کسی نبی سے افضل نہیں ہوتا مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تمام صفات میں افضل ہونے کا مدعی ہے۔ نبی اور امتي کی مذکورہ بالاتشیرت کے مطابق مرزا قادیانی ہر تعریف کے مطابق

مدعی نبوت ہے انہی وجہ کی بناء پر قادیانی گروہ اسے "نبی" تسلیم کرتا ہے۔ لاہوری جماعت کامرزا قادیانی کو مدعی نبوت تسلیم نہ کرنانا صرف یہ کہ دھوکہ اور فراڈ ہے بلکہ خود مرزا قادیانی اور اس کی تعلیمات کا بھی انکار ہے۔ فافہر و نذر

قادیانیوں کی وجہ تکفیر

مرزا قادیانی اور اس کے قبیلین کافر کیوں ہیں؟ اس کی وجوہات تلاش کی جائیں تو دس سے زیادہ ہیں۔ تاہم اہم اور نمایاں وجہ تکفیر درج ذیل ہیں:

- (۱) مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت۔
 - (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ ولادت کا انکار۔
 - (۳) حضرت عیسیٰ کے رفع آسمانی اور قرب قیامت میں ان کے دوبارہ آنے کا انکار۔
 - (۴) حضرت عیسیٰ اور حضرت مریمؑ کی شان میں ناقابل پیان گتاختیاں۔
 - (۵) حضرت عیسیٰ کے علاوہ دیگر انبیاء کی اہانت خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی و گستاخی۔
 - (۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار۔
 - (۷) اسلامی فریضہ جہاد کا انکار۔
 - (۸) مرزا کونہ ماننے والے مسلمانوں کی تکفیر۔
- ان وجہ کفر کی تشریح و تفصیل یہ ہے:

مرزا کے کفر کی پہلی وجہ مرزا کا دعویٰ نبوت

- (۱) "محمد رسول اللہ والذین معہ..... اس وحی میں میر انام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳۲۔ خ جلد ۱۸ ص ۲۰۷)
- (۲) "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی

نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔“

(تہذیب حقیقت الوجی ص ۲۸۔ خ جلد ۲۲ ص ۵۰۳)

(۳) ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیانی میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافتہ البلاءں ار۔ خ جلد ۱۸ ص ۲۳۱)

(۴) ”خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام برائیں احمد یہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے فرار دیا ہے۔“

(تہذیب حقیقت الوجی ص ۲۷۔ خ جلد ۲۲ ص ۵۰۲)

(۵) ”جب سن بھری کی تیر ہویں صدی ختم ہو چکی تو خدا نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجا اور آدم سے لیکر اخیر تک جس قدر نبی گزر چا۔ ہیں سب کے نام میرے نام رکھ دیئے اور سب سے آخری نام میرا عیسیٰ موعود اور احمد اور محمد معہود رکھا اور دونوں ناموں کے ساتھ بار بار مجھے مخاطب کیا ان دونوں ناموں کو دوسرے لفظوں میں مُسْعِی اور مہدی کر کے بیان کیا گیا۔“

(چشمہ معرفت ص ۳۱۳۔ خ جلد ۲۲ ص ۳۲۸)

(۶) ”خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقدیم کے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۱۷۔ خ جلد ۲۲ ص ۳۲۲)

مرزا کے کفر کی دوسری وجہ

حضرت علیہ السلام کے

بن باپ پیدا ہونے کا انکار

(۱) ”مفہد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی

ہمیشروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتوں کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تیس نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔“

(کشتی نوح ص ۱۶۔ خ جلد ۱۹ ص ۱۸)

(۲) ”حضرت مسیح ابن مریم اپنے بیاپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں۔“ (ازالہ ادہام ص ۳۰۳۔ خ جلد ۲۳ ص ۲۵۵-۲۵۳)

(۳) ”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بیویں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بیویں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔“

(کشتی نوح ص ۱۶۔ خ جلد ۱۹ ص ۱۸)

(۴) ”آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حصتی بھائی سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے۔ اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہوشاید خدا تعالیٰ شفا بخشد۔“

(ضمیر انجام آئتم ص ۶۔ خ جلد ۱۱ ص ۲۹۰)

مرزا کے کفر کی تیسری وجہ

حضرت علیسی علیہ السلام کے رفع و نزول کا انکار

(۱) ”یہ کہنا کہ علیسی علیہ السلام فوت نہیں ہوئے شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھانے والی چیز ہے اور عقل کے خلاف ہے۔“ (ضمیر حقیقتہ الٹی ص ۱۹۔ خ جلد ۲۲ ص ۲۲۰)

(۲) ”بعد اس کے مسیح اس زمین سے پوشریدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آگیا اور وہیں فوت ہوا اور تمدن چکے ہو کہ سری گنر محلہ خان یار میں اس کی قبر ہے۔“

(کشتی نوح ص ۵۳۔ خ جلد ۱۹ ص ۵۷-۵۸)

(۳) ”جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور علیسی فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر تمام تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔“

اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت برائیں میں لکھا ہے جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔” (اعجاز احمدی ص ۶۰۲۔ خ جلد ۱۹ ص ۱۱۳)

(۲) ”حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ مع جسم غضری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم غضری زمین پر آتا یہ ان پر ہم تین ہیں ہیں۔“
(ضیمہ برائیں احمدیہ حصہ چشمہ ص ۲۳۰۔ خ جلد ۲۱ ص ۲۰۶)

مرزا کے کفر کی چوتھی وجہ

حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی شان میں ناقابل بیان گستاخیاں

(۱) ”حضرت عیسیٰ نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا..... بدزبانی میں اس قدر بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برعے برے ان کے نام رکھے۔“
(چشمہ سمجھی ص ۱۱ ارواحی خزانہ جلد ۲۰ ص ۳۲۶)

(۲) ”وہ صرف ایک عاجز انسان تھا اور تمام انسانی ضعفوں سے پورا حصہ رکھتا تھا اور وہ اپنے چار بھائی حقیقی اور رکھتا تھا جو بعض اس کے مخالف تھے اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھیں۔ کمزور سا آدمی تھا جس کو صلیب پر محض دو مینوں کے ٹھونکنے سے غش آ گیا۔“
(تذکرہ الشہادتین ص ۲۳۔ خ جلد ۲۰ ص ۲۵)

(۳) ”ان میں کوئی بھی ایسی خاص طاقت ثابت نہیں ہوئی جو دوسرے نبیوں میں پائی نہ جائے بلکہ بعض دوسرے نبی مجرمہ نمائی میں ان سے بڑھ کر تھے اور ان کی کمزوریاں گواہی دے رہی ہیں کہ وہ محض انسان تھے۔“
(یکھریاں لکھوں ص ۲۳۔ خ جلد ۲۰ ص ۲۳۵ - ۲۳۶)

(۴) ”اور میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنی جیسے اس پر

خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت مجازات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقین طور پر ان مجازات کا مصدقہ اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ ان سے زیادہ۔” (چشمہ میگی ص ۲۳۰۔ خ جلد ۲۰ ص ۳۵۸)

(۵) ”دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوندہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نامی ایک نجgar سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو پیٹا پیدا ہوا ہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسم ہوا۔“ (چشمہ میگی ص ۲۶۔ خ جلد ۲۰ ص ۳۵۵۔ ۳۵۶)

(۶) ”اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیڑے مکوٹے خود بخوبی پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم نلیلہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قوئی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔“ (چشمہ میگی ص ۲۷۔ ۲۸۔ خ جلد ۲۰ ص ۳۵۶)

(۷) ”حضرت عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی یہاری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“ (کشتی نوح ص ۲۵۔ خ جلد ۱۹ حاشیہ ص ۱۷)

(۸) ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ (ضمیرہ انجام آق تم حاشیہ ص ۷۔ خ جلد ۱۱ ص ۲۹)

کفر کی پانچویں وجہ

حضرت عیسیٰ کے علاوہ دیگر انبیاء کرام خصوصاً نبی اکرم ﷺ کی اہانت

(۱) ”خد تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔“ (تحفہ گلاؤ دیوبند۔ خ جلد ۷ ص ۲۰۵)

- (۲) ”پھر اسی کتاب میں اس مکالہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینهم۔ اس وحی الہی میں میر انام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۸۰۔ خ جلد ۱۸ ص ۷۰)
- (۳) ”میں آدم ہوں میں نوح ہوں میں داؤ ہوں میں عیسیٰ ابن مریم ہوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔“ (تہذیۃ الوعی ص ۵۲۱۔ خ جلد ۲۲ ص ۵۲۱)
- (۴) ”ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے۔ کسی کو بہت کسی کو کم مگر صحیح موعود (مرزا قادیانی) کوتب نبوت میں جب اس نے نبوت محمدی کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلیٰ نبی کہلانے پس ظلیٰ نبوت نے صحیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کر کھڑا کیا۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۱ از مرزا شیر احمد ایم۔ اے)
- (۵) ”اس (نبی کریم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔“ (اعجاز احمدی ص ۱۷۰۔ خ جلد ۱۹ ص ۱۸۳)
- (۶) ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے۔“
(مرزا محمود کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیانی نمبر ۵ جلد امور خدا جولائی ۱۹۲۲ء)
- (۷) ”خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلاتے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“
- (تہذیۃ الوعی ص ۷۰۔ خ جلد ۲۲ ص ۵۷۵)
- (۸) ”پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بھایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔“ (براہین احمدیہ حصہ چشم ص ۹۹۔ خ جلد ۲۱ ص ۹۹)
- (۹) ”پس اب کیا یہ پر لے درجے کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لا نفرق بین احد من رسالتہ میں داؤ اور سلیمان، ذکر یا اور مجیع علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں صحیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔“
(کلمۃ الفصل ص ۱۷ ام المؤلف مرزا شیر احمد ایم۔ اے)

(۱۰) انبیاء گرچہ بودہ انہ بے
من بعرفان نہ کتم ز کے
آنچہ دادست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نبی بآدم
ہر رسولے نہاں بہ پیر ائم
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(ترجمہ) ”اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں میں عرفان میں
ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔ خداوند نے جو پیارے ہر نبی کو
دیئے ہیں ان تمام پیاروں کا مجموعہ مجھے دیا ہے میری آمد کی وجہ سے ہر
نبی زندہ ہو گیا ہر رسول میری قیص میں چھپا ہوا ہے۔ مجھے اپنی وحی پر
یقین ہے اور اس یقین میں، میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ کہتا
ہے وہ لعین ہے۔“ (نزول الحج ص ۱۰۰ ار۔ خ جلد ۳ ص ۲۷۸-۲۷۹)

مرزا کے کفر کی چھٹی وجہ

حضرت علیسی کے معجزات کا انکار

- (۱) ”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے
کوئی معجزہ نہیں ہوا۔“ (ضمیر انعام آنکھ ص ۶۔ خ ص ۲۹۰ جلد ۳ احادیث)
(۲) ”مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی
ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجدوم، مفلوج،
مبروع وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔“

- (۳) ”غرض یہ اعتماد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مثی کے پرندے بنا
کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مجھ کے جانور ہنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل
التر ب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔“ (حوالہ بالا)
(۴) اور چونکہ قرآن شریف اکثر استخارات سے بھرا ہوا ہے اس لیے ان آیات کے

روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روحاں میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔ (ازالہ ادہام ص ۷۷ احادیث رخ ص ۲۵۵ جلد ۳)

(۷) سو کچھ تجھ کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دباؤ نے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیں برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ (ازالہ ادہام حاشیہ ص ۲۶ ارخ جلد ۳ ص ۲۵۲)

(۸) یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر بھی گئی تھی۔ بہر حال یہ مججزہ (پرندے بنانے کا زانے کا م) صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا۔ (ازالہ ادہام ص ۳۵ ارخ جلد ۳ ص ۲۶۳)

مرزا کے کفر کی ساتویں وجہ

اسلامی فریضہ جہاد کا انکار

آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **الجهاد ماض الی یوم القيمة**۔ جہاد یوم قیامت تک جاری رہے گا۔ یعنی جس وقت تک دنیا میں طاغوتی طاقتیں موجود ہیں اس وقت تک جہاد جاری رہے گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد باطل اور طاغوتی طاقتیں ختم ہو جائیں گی۔ پھر جہاد بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ جہاد ہوتا ہے اہل باطل سے جب کہ اس وقت کفار کا خاتمه ہو جائے گا۔

انگریز کے اشارے پر مرزا قادریانی نے مسلمانوں سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے

لئے حرمت جہاد کا اعلان کیا یہ کفر ہے۔
چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا اب اس کے بعد جو دین کے لئے تکوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۷۴۔ خ جلد ۱۶ ص ۱۷)

(۲) میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید ہڑپیں گے دیے دیے مسئلہ جہاد کے مقعد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۱۹)

(۳) سو میر انہ ہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے اُس قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت بر طانیہ ہے۔ (شہادت القرآن ص ۸۲۔ خ جلد ۶ ص ۳۸۰)

(۴) اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال	دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتل
اب آ گیا مسح جو دیں کا امام ہے	دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے	اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد	مکنر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیر تخفیف گو زویہ ص ۳۲۔ خ جلد ۷ ص ۷۷۔ ۷۸)

مرزا کے کفر کی آٹھویں وجہ

تمام مسلمانوں کی تکفیر

- (۱) ”جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا ہے۔“ (زوال اسحاق ص ۲۷ حاشیہ۔ خ جلد ۱۸ ص ۳۸۲)
- (۲) ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو

- نہیں مانتا یا محمدؐ کو مانتا ہے مگر مسیح موعودؐ کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پاک کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔” (کامۃ الفصل ص۱۰۱ از مرزا بشیر احمد ایم۔ اے)
- (۳) ”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔“ (تذکرہ ص۱۶۸ طبع دوم)
- (۴) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (تذکرہ ص۶۰۰ طبع دوم)
- (۵) ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؐ (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؐ کا نام بھی نہیں سناؤہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص۱۳۵ از مرزا بشیر الدین محمود)



خاتمة الكتاب

الله تعالى کے فضل و کرم سے لعین قادیانی مرزائے کذاب، غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پوسٹ مارٹم پوری طرح ہو چکا ہے۔ قادیانیوں کی دسیسہ کاریوں اور مغالطہ اندازیوں کا پردہ بھی پوری طرح چاک کیا جا چکا ہے اور مناظرین اسلام کے لیے ہم نے توفیق ایزدی سے ایسے ایسے ایٹم بم تیار کر دیئے ہیں کہ ان شاء اللہ وہ کسی محاذ پر مات نہیں کھا سکتے۔ ہر میدان انہی کے ہاتھ میں رہے گا۔ بس اب ضرورت اس امر کی ہے کہ وابستگانِ دامانِ محمدی اور وارثانِ ملیتِ مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس موضوع کی طرف متوجہ ہوں، اور ہمارے فراہم کردہ ہتھیاروں سے لیس ہوں۔ اور قادیانیوں کا ہر محاذ پر تعاقب کریں اور عشقِ مصطفوی اور غیرتِ ایمانی کا ثبوت دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ختم نبوت کے تحفظ کے کام کی توفیق عطا فرماؤں اور آخرت میں زمرة غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں حشر فرماؤں۔ اور اس کتاب کو بھنکے ہوئے لوگوں کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین.....!

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم' ولا ترغ
قلوبنا بعد اذ هديتنا و هب لنا من لدنك رحمة انك
انت الوهاب، و صلي الله على النبى الكريم و على الله
و صحبه وعلى من تبعهم الى يوم الدين -

ادارہ کا تعارف واپیل

قادیانی اپنے مبلغ تیار کر کے بیرون ملک سمجھتے ہیں جو دنیا کے مختلف مخطوط میں مسلمانوں کی دولت ایمان لوئے میں شب و روز صرف ہیں۔ دنیا کی ہر اہم زبان میں قرآن مجید کے تحریف کردہ تراجم اور خلاف اسلام لڑ پچھاپ کر لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کر رہے ہیں۔ برطانیہ میں مستقل ٹی وی چینل خرید کر وہاں سے مختلف زبانوں میں گمراہ کن پروگرام پیش کرتے ہیں۔ بلا مبالغہ کروڑوں روپے وہ ان کاموں پر صرف کرتے ہیں۔ ہزاروں قادیانی اپنی آمدی کا ۱/۱۰ حصہ مسلمانوں کو مرمتہ بنانے کے لئے انجمن احمد یہ کو دیتے ہیں اور تقریباً تین چوتھائی قادیانیوں نے اپنی زندگیاں ارتدا دی مشن کے لیے وقف کر رکھی ہیں۔

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چینیوٹ ۱۹۷۵ء سے قادیانیت کی سرکوبی کر رہا ہے جس کے تحت سات شبے کام کر رہے ہیں۔ صرف شعبہ تعلیم میں ۱۰۰ طلباء و طالبات مختلف درجات میں زیر تعلیم ہیں ۳۵۰۔ طلباء و طالبات ایسے ہیں جن کی جملہ ضروریات (رہائش، خوراک اور علاج) کا ادارہ کفیل ہے۔ ۱۳۶ اساتذہ و ملازم میں صرف خدمت ہیں۔ ماہانہ اخراجات (- 2,25,000/-) ہیں۔ زیر تعمیر نیشنل ٹائم نبوت پوندرشی اور نشر و اشاعت کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ گیرانی کی وجہ سے ان میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

حضرات محترم! صحابہ کرام نے ختم نبوت کے مقدس مشن کے لیے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کیں۔ آپ بھی اپنے صدقات، خیرات، عطیات اور تعمیری سامان کے ذریعہ دل کھول کر مستقل امداد فرمائیں اور دیگر احباب کو بھی متوجہ فرماتے رہا کریں۔ آپ کا تعاون صدقہ جاریہ اور نجات، آخری کا ذریعہ ہو گا۔ ان شاء اللہ!

الدّاعي لِلْغَيْرِ حَمْنَ نُبُوْن

منظور احمد چینیوٹی

نا ظم اعلیٰ ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چینیوٹ، پاکستان.....

فون: 332820 (0466)، فیکس: 331330

تریل زر کے لیے: اکاؤنٹ نمبر 2121 الائینڈ بینک سرگودھار وڈ برائج، چینیوٹ (زکوٰۃ مد)

اکاؤنٹ نمبر 17661 الائینڈ بینک سرگودھار وڈ برائج، چینیوٹ (عطیات مد)

اکاؤنٹ نمبر 7-2488 نیشنل بینک میں برائج، چینیوٹ (تعمیرات مد)

Email: chinioti@fsdcomsat.net.pk

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چینیوٹ کی چند اہم مطبوعات

نمبر شمار	کتاب	تصنیف و تالیف	زبان	روپے
۱-	باقادیانی و معتقدانہ	مولانا منکور احمد چینیوٹ	عربی	۳۰
۲-	قادیانی اور ان کے عقائد	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۳۰
۳-	اگر یہی نبی	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۲۵
۴-	عبرت ناک انجام	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۳۵
۵-	علماء کونشن	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۲۰
۶-	اور وہ اس کو ماں نہ بنا سکے	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۲۵
۷-	دورہ افریقہ	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۲۰
۸-	مناظرہ نا بھیریا	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۲۰
۹-	The Double Dealer	مولانا منکور احمد چینیوٹ	انگلش	۲۰
۱۰-	Al-Qadiani & His Faith	مولانا منکور احمد چینیوٹ	انگلش	۳۰
۱۱-	ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد کا تعارف	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۳۰
۱۲-	مرزا طاہر کی بوکھلاہٹ	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۳۰
۱۳-	حصول الامانی فی الرؤلی تلسیس القاریانی	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۲۲۰
۱۴-	Africa Speaks The Truth	مولانا منکور احمد چینیوٹ	انگلش	۵۰
۱۵-	دورہ یورپ و افریقہ	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۵۰
۱۶-	تصویر کے دوزخ	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۲۵
۱۷-	برطانیہ میں مراسلت مبلد	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۳۰
۱۸-	ربوہ کا نام تبدیل کرو	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۲۰
۱۹-	الحقائق الاصلیہ فی جواب اللہؐ المکریہ	مولانا منکور احمد چینیوٹ	اردو	۲۰

نمبر شمار	کتاب	زبان	تعنیف و تالیف	قیمت / روپے
۲۰	چودہ میزائل	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۱۷۰
۲۱	مبہلہ کا چینچ منکور ہے	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۲۰
۲۲	معرکہ حق و باطل	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۷۰
۲۳	فتولی حیات سعی	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۱۳۰
۲۴	ہنخابی نبی	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۳۰
۲۵	مناظرہ ناروے	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۳۰
۲۶	لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۳۰
۲۷	معرکہ حق و باطل قادریانیت کے خلاف	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۳۰
۲۸	ہائی کورٹ و پریم کورٹ کے تاریخی فیصلے	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۷۰
۲۹	حرف نالدانہ بکھاوب اک حرفا ناصحانہ	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۲۰
۳۰	ملت اسلامیہ کے خلاف قادریانی سازشیں	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۲۵
۳۱	نبوت کے نام پر شرمناک تحریف	اردو	عبد الرحمن منہاج سالم ذیلہ منہاس	۳۰
۳۲	میں نے مرزا نیت کیوں چھوڑی؟	اردو	حقنی طیل احمد	۳۰
۳۳	قرآن مجید اور عقیدہ ختم نبوت	اردو	مولانا محمد ابراء ایم	۳۰
۳۴	الحق الصریح بما تو اترنی حیات اسحاق	اردو	مولانا محمد ابراء ایم	۳۵
۳۵	این مریم زندہ ہیں حق کی قسم	اردو	مولانا محمد ابراء ایم	۲۵
۳۶	خاتم الانبیاء اور بزرگان دین	اردو	استاد گل محمد قبیلی	۳۰
۳۷	تاریخ ساز تقریب	اردو	استاد اشراق ناصر / ماشی محمد روز	۵۰
۳۸	تقریب سنگ بنیاد	اردو	استاد اشراق ناصر /	۵۰
	عربی	ملک عطا راجح		
۳۹	خسوف و کسوف	اردو	مولانا منکور احمد پنجیوی	۳۰

چند کتب جن کا حاصل کرنا ضروری ہے

- | | |
|---|--|
| از مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی
از مولانا نظام الدین کوہانی
از مولانا محمد ادريس صاحب کانڈھلوی
از پیر مہر علی شاہ گولڑوی
عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام
العبرۃ الناظرۃ فی نزول عیسیٰ علیہ السلام از علامہ زاہد کوثری صاحب
(یہ مصر کے مشہور شخصی عالم ہیں) | ۱- شہادۃ القرآن
۲- توضیح الكلام فی اثبات عیسیٰ علیہ السلام
۳- کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ
۴- سیف چشتیائی
۵- عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام از مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری
۶- قبیلۃ الناظرۃ فی نزول عیسیٰ علیہ السلام از علامہ زاہد کوثری صاحب
قبل الآخرة
۷- نزول عیسیٰ علیہ السلام
۸- التصریح بما تواتر فی نزول الحجۃ
۹- ختم نبوت کامل
۱۰- النبی الناتم
۱۱- ختم نبوت
۱۲- عقیدۃ الامت فی معنی ختم نبوت
۱۳- تاریخ محاسبہ قادریانیت
۱۴- عقیدۃ ختم نبوت اور سلف صالحین
۱۵- قادریانی مذہب
۱۶- قادریانی قول و فعل |
| ۱۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر ایک شعبہ کا جواب مرزا کے مسلات سے دیا گیا ہے۔
۲۔ اس کا دوسرا نام حیات عیسیٰ ہے۔
۳۔ اصل کتاب عربی زبان میں ہے اس کا حاشیہ تحریکیۃ السلام علیحدہ چھپا ہوا ہے۔ | |

- ۱۷۔ کتاب ریس قادیانی
از مولانا محمد رفیق صاحب دلاوری
- ۱۸۔ الکاویہ علی الغاویۃ
از مولانا محمد عالم صاحب عاصی
- ۱۹۔ حرف محrama
از پروفیسر غلام جیلانی برقرار
- ۲۰۔ قادیانیت
از مولانا سید ابو الحسن علی ندوی
- ۲۱۔ اسلام اور مرزا سیت
از علامہ احسان الہی ظہیر
- ۲۲۔ محمدی پاکٹ بک جواب الحمدیہ پاکٹ بک از مولانا محمد عبداللہ معمار
- ۲۳۔ ختم نبوت اسلام اور قادیانیت
از مولانا عبد الغنی صاحب پیالوی
- ۲۴۔ فائح قادیانی
از مولانا شاہ اللہ صاحب امر ترسی
- ۲۵۔ چراغ ہدایت
از مولانا محمد چراغ مرحوم
- ۲۶۔ حرف اقبال
- ۲۷۔ روئید امقدامہ بہاولپور (کامل تین جلد)
- ۲۸۔ قادیانی نبوت
از مولانا عقیق الرحمن تائب مرحوم
- ۲۹۔ قادیانی فتنہ
از مولانا عقیق الرحمن تائب مرحوم

اس کے علاوہ مولانا مودودی کی ختم نبوت کے موضوع پر بھی ایک کتاب ہے اور خانقاہ مونگیری کے مولانا نعمت اللہ ہیں ان کے تین چالیس رسائلے ہیں۔ علاوہ ازیں جو علماء یا جماعتیں مرزا یوں کے خلاف کام کر رہے ہیں ان سے مکمل رابطہ ہونا چاہیے گا ہے بلکہ ہے نہایت مفید معلومات پر مشتمل چھوٹے چھوٹے رسائل مفت مل جاتے ہیں۔ ادارہ مرکزیہ دعوت ارشاد چینیوں سے بھی مختلف موضوعات پر لذت بپردازیاب ہے جس کا آج تک مرزا لی امت جواب دینے سے قاصر ہے۔

مرزا قادیانی کی کتابوں کا اجمالي تعارف

مرتبہ: عبدالباری قیوم شاہد ربوہ

نام کتاب	سن اشاعت	نام کتاب	سن اشاعت
کرامات الصادقین	۱۸۹۳ء	برائین احمد یہ جلد اول و دوم	۱۸۸۰ء
حملۃ البشیری	۱۸۹۳ء	برائین احمد یہ جلد سوم	۱۸۸۲ء
نور الحلق جلد اول	۱۸۹۳ء	برائین احمد یہ جلد چہارم	۱۸۸۳ء
نور الحلق جلد ثانی	۱۸۹۳ء	پرانی تحریریں	۱۸۷۹ء / ۱۸۸۹ء
التمام الحجج	۱۸۹۳ء	سرمه خشم آریہ	۱۸۸۶ء
سر الخلافہ	۱۸۹۳ء	شہنشق	۱۹۲۳ء
النوار الاسلام	۱۸۹۳ء	سبرا شہار	۱۸۸۸ء
فن الرحمن	۱۸۹۵ء	فتح اسلام	۱۸۹۱ء
ضیاء الحق	۱۸۹۵ء	وضیع مرام	۱۸۹۰ء / ۱۸۹۱ء
نور القرآن نمبر ا	۱۸۹۵ء	ازالہ ادھام جلد اول و دوم	۱۸۹۱ء
نور القرآن نمبر ۲	۱۸۹۵ء	حق مباحثہ لدھیانہ	۱۸۹۱ء
معیار المذاہب	۱۸۹۵ء	حق مباحثہ دہلی	۱۸۹۱ء
آریہ دھرم	۱۸۹۵ء	آسمانی فصلہ	۱۸۹۱ء
ست پن	۱۸۹۵ء	نشان آسمانی	۱۸۹۱ء / ۱۸۹۲ء

نام کتاب	سن اشاعت	نام کتاب	سن اشاعت
اسلامی اصول کی فلسفی	۱۸۹۶ء	آئینہ کمالات اسلام	
انجام آقہم	۱۸۹۶ء	برکات الدعا	
استفتاء	۱۸۹۷ء	ججۃ الاسلام	
سراج منیر	۱۸۹۷ء	سچائی کاظہار	
مجتہ اللہ	۱۸۹۷ء	جنگ مقدس	
تحفہ قیصریہ	۱۸۹۷ء	شهادۃ القرآن	
محمدوکی آمین	۱۸۹۷ء	تحفہ بغداد	
نزول سُج	۱۹۰۲ء	سراج دین عیسائی کے چار	
کشتی نوح	۱۹۰۲ء	سوالوں کے جواب	
تحفہ الندوۃ	۱۹۰۲ء	کتاب البریہ	
اعجاز احمدی	۱۹۰۲ء	البلاغ یا فریاد درود	
حکم ربانی کاریویو	۱۹۰۲ء	ضرورت الامام	
مواهب الرحمن	۱۹۰۳ء	نجم الهدی	
نسیم دعوت	۱۹۰۳ء	راز حقیقت	
ساتن و حرم	۱۹۰۳ء	کشف الغطا	
تذکرة الشہادتین	۱۹۰۳ء	صلح	
سیرت الابدال	۱۹۰۳ء	ایام ام الحرام	
یکھر لاہور	۱۹۰۳ء	حقیقت الوجی	
یکھر سیالکوٹ	/ ۱۹۰۳ء	مسیح ہندوستان میں	
		تریاق القلوب	
	۱۹۰۴ء		
یکھر لدھیانہ	۱۹۰۵ء	ستارہ قیصرہ	
براہین احمدیہ جلد پنجم	۱۹۰۵ء	تحفہ غزنویہ	

سال اشاعت	نام کتاب	سال اشاعت	نام کتاب
۱۹۰۵ء	الوصیت	۱۹۰۰ء	روئیدا جلسہ و دعا
۱۹۰۵ء	احمدی اور غیر احمدی میں فرق	۱۹۰۰ء	خطبہ الہامیہ
۱۹۰۶ء	ضیمہ الوصیت	۱۹۰۰ء	لبیض النور
۱۹۰۶ء	چشمہ سمجھی	۱۹۰۰ء	رسالہ جہاد
۱۹۰۶ء	تجلیات الہیہ	۱۹۰۰ء	تحفہ گولڑویہ
۱۹۰۷ء	قادیانی کے آریہ اور ہم	۱۹۰۰ء	اربعین
۱۹۰۷ء	حقیقت الوجی	۱۹۰۱ء	اعجاز اسحاق
۱۹۰۸ء	چشمہ معرفت	۱۹۰۱ء	ایک غلطی کا زوال
۱۹۰۸ء	پیغام صلح	۱۹۰۲ء	دافتہ البلاء
		۱۹۰۲ء	المہذی والتمہرۃ لمن یریئی

منتقول از مطبوعہ اشتہار اجمانی تعارف ۲ - دارالفضل، ربوہ